عشقِ ذوقیست همنشینِ حیات
بلکه چشمیست بر جبینِ حیات
آب در میوهٔ خرد عشقست
بلکه آبِ حیات خود عشقست
لذّتِ عشق عاشقان دانند
پاکبازانِ جان فشان دانند

شیخ فخرالدین عراقی رحمۃ اللہ علیہ

# فوائد الفواد

ملفوظاتِ رُوحُ افزای سُلطانُ المشائخ حضرت خواجہ نظام الدّین اولیا بدایونی

المتوفّی ۷۲۵ھ ہجری

قدس اللہ سرّہ العزیز

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون
القرآن

# فوائد الفواد

تالیف

امیر حسن علا سجزی معروف بہ خواجہ حسن دہلوی علیہ الرحمۃ

با تصحیح و مقدمہ و حواشی و فہارس

محمد لطیف ملک

ایم۔ اے

لاہور

سنہ ۱۳۸۶ ھ / ۱۹۶۶ ع

طبع اوّل

۱۳۸۶ھ ——— ۱۹۶۶ء

از نشریاتِ
ملک سراج الدین اینڈ سنز، پبلشرز
بازار کشمیری • لاہور

باعانتِ
محکمۂ اوقاف مغربی پاکستان - لاہور

مطبع علمی لاہور

قیمت : ۱۲ روپے

# محتویات





# فہرستِ مطالب



## جلد اوّل از فوائد الفواد

(متضمن بر ۳۴ مجلس، از ۳ شعبان ۷۰۷ھ تا ۲۹ ذی الحجّہ ۷۰۸ھ)

# جلد دوم از فوائد الفواد

(منقسم بر ۳۸ مجلس، از ۹ شوال ۷۰۹ھ تا ۱۳ شوال ۷۱۲ھ)



## جلدِ سوم از فوائد الفواد

(مشتمل بر ۱۷ مجلس، از ۲۷ ذی القعدہ ۱۲ھ تا ۲۱ ذی الحجہ ۱۳ھ)

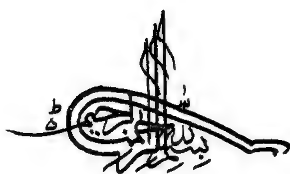
# جلد چہارم از فوائد الفواد

(متضمن بر ۳۰ مجلس، از ۲۴ محرم ۷۱۲ ہجر تا ۲۳ رجب ۷۱۹ ہجر)



# جلد پنجم از فوائد الفواد

(متضمن بر ۳۲ مجلس از ۲۱ شعبان ۱۹ ھ تا ۲۰ شعبان ۲۲ ھ)



# مقدّمہ

سلسلۂ عالیہ چشتیہ کے گوہرِ درخشاں سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدّین اولیاء قدّس سرّہٗ نعمتِ خلافت سے مشرّف ہوئے تو ان کے صاحبِ نظر مرشدِ طریقت شیخ الشیوخ حضرت فرید الدّین گنج شکر قدّس اللہ سرّہ العزیز نے فرمایا:

"باری تعالیٰ ترا علم و عقل و عشق دادہ است و ہر کہ بدین سہ صفت موصوف باشد ازو خلافتِ مشائخ نیکو آید" [1]

نیز ان کے حق میں دُعا فرمائی:

"خدای تعالیٰ ترا نیک بخت گرداناد و اَسعدَکَ اللہ فی الدّارین وَرَزَقَکَ عِلماً نافِعاً وَ عَمَلاً مقبولاً از آن علمہائیکہ خدا براست و فرمود کہ تو درختی شوی کہ در سایۂ تو خلقی بیاساید" [2]

حضرت سلطان المشائخؒ کی زندگی تمام و کمال انہی اوصاف و کمالات سے متّصف تھی، علم و عقل و عشق کے حسین امتزاج کے ساتھ ان کی ذات علمِ نافع و عملِ مقبول کا بہترین نمونہ بن گئی اور ان کے شجرِ معرفت کے سائے میں خلقِ کثیر نے

---

[1] سیر الاولیاء، مؤلفہ سیّد محمد مبارک امیر خورد دہلوی چرنجی لال ایڈیشن دہلی سنہ ۱۳۰۲ھ ص ۳۴۵ [2] ایضاً ص ۱۱۷

رُوحانی آسودگی حاصل کی۔

اسمِ گرامی محمد بن احمد بن علی البخاری اور لقب سلطان المشائخ و محبوبِ الٰہی و نظام اولیاء ہے۔ آپ کے جدِّ پدری خواجہ علی بخاری اور جدِّ مادری خواجہ سیّد عرب دونوں بزرگ بخارا سے تشریف لائے اور کچھ مدّت لاہور میں رہ کر قبۃ الاسلام بدایون چلے گئے اور وہیں مستقل سکونت اختیار کی۔ حضرت نظام الدّین کی ولادت باسعادت بدایون ہی میں واقع ہوئی۔ تاریخِ ولادت کے بارے میں مؤرخین میں کچھ اختلاف ہے لیکن صاحبِ سیرالاولیاء نے آپ کی عمر کا حساب لگا کر ۶۳۶ھ کی تعیین کی ہے اور یہی سنِ ولادت پایۂ تحقیق کو پہنچتا ہے۔

حضرت کے والدِ بزرگوار خواجہ احمد آپ کے بچپن ہی میں انتقال فرما گئے اور بدایون میں مدفون ہوئے۔ حضرت نے ہوش سنبھالا تو والدہ ماجدہ نے آپ کو مکتب میں بٹھا دیا۔ آپ نے کلامِ مجید ختم کر کے مولانا علاء الدّین اصولی سے فقہ کی ابتدائی کتابیں پڑھیں اور خورد سالی ہی میں کہ سنّ شریف بارہ کے قریب ہوگا لُغت پڑھتے تھے۔ اسی زمانے میں ایک شخص ابوبکر خرّاط (جس کو ابوبکر قوّال بھی کہتے تھے) ملتان سے آپ کے استاد کی خدمت میں حاضر ہُوا اور اس کی زبانی حضرت شیخ فریدالدّین گنجشکر قدّس سرّہٗ کا حال سنتے ہی آپ کے دل میں ایسی محبت وارادت پیدا ہوئی کہ از خود رفتہ ہو گئے اور ہر وقت 'شیخ فرید' کا نام وِردِ زبان رہنے لگا۔

بعد ازاں سولہ برس کی عمر میں آپ حصولِ تعلیم کی غرض سے دہلی تشریف لے گئے اور حُسنِ اتفاق سے شیخ الشیوخ کے برادرِ خورد شیخ نجیب الدّین متوکّل کے جوار میں فروکش ہوئے۔ دہلی میں آپ تین چار سال تحصیلِ علم اور مجاہدات میں مشغول رہے۔ اس مدت میں صدرِ ولایت خواجہ شمس الملک کی شاگردی میں مقاماتِ حریری پڑھی اور مولانا کمال الدّین زاہد سے جو وفورِ علم و کمالِ تقوٰے سے موصوف تھے

مشارق الانوار کا درس لیا اور حدیث کی اجازت حاصل کی۔ آپ نے ہر علم سے حظِ تمام و نصیبِ کامل پایا یہاں تک کہ طلبہ کے درمیان مولانا نظام الدین بحاث اور محفل شکن کے خطابات سے مشہور ہو گئے۔

اثنائے تعلیم میں کہ عمر شریف بیس سال کی تھی آپ کے دل میں حضرت شیخ فریدالدین گنج شکرؒ کی محبت کا جذبۂ اشتیاق غالب آیا، چنانچہ آپ اجودھن تشریف لے گئے اور ان کی خدمت میں بیعت ہو کر "کلیدِ گنجینۂ معنی بدست آوردہ"[1] مرشدِ طریقت کے ساتھ سب سے پہلی ملاقات کی تفصیل فوائد الفواد میں موجود ہے[2] شیخ الشیوخ نے آپ کو دیکھتے ہی زبانِ مبارک سے فرمایا ؎

ای آتشِ فراقت دلہا کباب کردہ　　سیلابِ اشتیاقت جانہا خراب کردہ

حضرت شیخ الشیوخ سے آپ نے قرآن مجید کے چھ پارے کامل تجوید کے ساتھ پڑھے اور عوارف المعارف کے چھ ابواب کی سند حاصل کی، اس کے علاوہ آپ نے تمہیدِ ابوشکور سالمی اور بعض دیگر کتابیں بھی ان سے پڑھیں۔

خلعتِ خلافت سے سرفراز ہونے کے بعد حضرت خواجہؒ دہلی میں اقامت فرما کر ریاضت و مجاہدہ اور ارشاد و تربیت میں مصروف ہوئے۔ دہلی میں پہلے تو آپ مختلف قیام گاہوں میں سکونت فرماتے رہے[3] لیکن آخر کار باشارتِ غیبی دہلی سے متصل غیاث پور میں مقیم ہو گئے جہاں اس وقت آپ کی خانقاہ ہے[4]۔

آپ نے ۱۸ ماہ ربیع الثانی ۷۲۵ھ کو بروز چہار شنبہ طلوعِ آفتاب

---

[1] آئینِ اکبری جلد سوم　　[2] فوائد الفواد جلد اوّل مجلس ۲۸

[3] برائے تفصیل ملاحظہ ہو فوائد الفواد جلد چہارم مجلس نوزدہم

[4] یہ مقام اب بستی نظام الدین اولیاء کہلاتا ہے۔

کے بعد اِس دارِ فنا سے دارِ بقا کو رحلت فرمائی۔ منقول ہے کہ آخر عمر میں جب سن شریف ۸۰ برس سے زائد ہوگیا تھا بکثرت مجاہدہ فرماتے تھے اور صوم دوام رکھتے تھے۔[1] رحلت سے چالیس روز پہلے استغراق و تحیّر کی کیفیت پیدا ہوگئی تھی، الوداع کے وقت بار بار نماز پڑھتے تھے اور فرماتے تھے " می رویم و می رویم و می رویم "

نمازِ جنازہ شیخ الاسلام رکن الدّین نبیرۂ شیخ الاسلام بہاء الدّین زکریّا قدّس سرّہٗ نے پڑھائی، اور بعد میں فرمایا کہ " امروز مرا تحقیق شد کہ چہار سال کہ مرا در شہر دہلی داشتند مقصود این بود کہ بشرفِ امامتِ نمازِ جنازۂ سلطان المشائخ مشرّف شوم "[2]

حضرت خواجہ نظام الدّین اولیاء قدّس سرّہٗ کے مریدوں کا دائرہ اگرچہ بہت وسیع ہے لیکن ان میں چار مرید " فاضل و کامل مشہور و معروف " ہیں یعنی حضرت امیر خسرو، شیخ نصیر الدّین چراغ دہلی، شیخ برہان الدّین غریب اور شیخ حسن دہلوی[3] رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

اکابرِ خواجگانِ چشت نے اپنے افکار و تعلیمات کو آیندہ نسلوں تک پہنچانے کے لئے خود تو کسی تصنیف کا سہارا نہیں لیا لیکن ان کے مریدانِ باصفا میں سے صاحبِ کمال حضرات ان کے ارشاداتِ عالیہ کو جمع کرنے کی سعی میں لگے رہتے تھے اور مختلف مجالس میں جو انفاسِ متبرکہ مرشدِ طریقت کی زبانِ فیض ترجمان سے سنتے انہیں قلمبند کرکے مرتّب کر لیتے تھے، انہی یادداشتوں کو ادب میں " ملفوظات " کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ حضرت خواجہ کے ملفوظاتِ مبارک جمع و مرتّب کرنے کی سعادت بھی

---

[1] اخبار الاخیار فی اسرار الابرار [2] سیر الاولیاء ص ۱۵۵ [3] سفینۃ الاولیاء، مؤلفہ شاہزادہ محمد دارا شکوہ۔

چند مریدانِ باکمال کو میسر ہوئی لیکن تمام تذکرہ نگار متفق اللفظ ہیں کہ جو درجۂ استناد اور قبولِ عام فوائد الفواد کو نصیب ہوا وہ کسی اور مجموعۂ ملفوظات کے حصے میں نہیں آیا۔[1] اس مجموعہ کے استناد کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ان یادداشتوں کو حضرت سلطان المشائخ خود بھی ملاحظہ فرمایا کرتے تھے اور جو الفاظ مرتب کو یاد نہیں رہتے تھے ان کا اعادہ فرمادیا کرتے تھے۔[2]

فوائد الفواد کو اس کے ادبی حسن و شگفتہ طرزِ نگارش اور عارفانہ مندرجات کی بنا پر برِصغیر پاک و ہند کے متصوفانہ ادب میں نہایت ممتاز و منفرد مقام حاصل ہے۔ خواجہ امیر حسن کی اس تالیف کے بارے میں خود صاحبِ ملفوظ نے جو رائے ظاہر کی تھی اس کے پیشِ نظر اس کتاب کی عظمت و اہمیت میں کوئی شبہ باقی نہیں رہتا۔ فوائد الفواد ہی میں مذکور ہے کہ حضرت خواجہؒ کے فرمان کے مطابق اس کی ایک جلد خدمت میں پیش کی گئی تو مؤلف سے فرمایا کہ "نیکو نبشتہ ای و درویشانہ نبشتہ ای و نام ہم نیکو کردہ ای"[3]! معاصر مصنف سید مبارک امیر خورد دہلویؒ اعتراف کرتے ہیں کہ " امیر حسن علاء سجزی.... از ملفوظاتِ روح افزای سلطان المشائخ فوایدی نبشت و عین تقریرِ سلطان المشائخ بقدرِ امکان رعایت کرد کہ امروز آن 'فوائد الفواد' مقبولِ اہلِ دلانِ عالم شدہ است و دستورِ عاشقان

---

[1] 'فوائد الفواد' کے علاوہ مندرجہ ذیل مجموعوں کے نام قابلِ ذکر ہیں:۔

• افضل الفوائد مرتبہ حضرت امیر خسرو دہلویؒ • دُررِ نظامی مرتبہ شیخ علی محمود جاندارؒ۔

• انوار المجالس مرتبہ خواجہ محمد • تحفۃ الابرار و کرامۃ الاخیار مرتبہ خواجہ عزیز الدین صوفیؒ۔

[2] فوائد الفواد جلد اوّل مجلس ۲۸ [3] فوائد الفواد جلد چہارم مجلس اوّل۔

گشتہ و شرق و غربِ عالم گرفتہ[1]۔" بعد کے تذکرہ نگاروں میں شیخ جمالیؒ فرماتے ہیں کہ۔۔" آن کتاب اہل اللہ را مونسِ جان و ہادئ راہ است چنانکہ بارہا خواجہ خسرو رحمۃ اللہ علیہ بر زبان راندی کہ ای کاش تشریفِ قبولِ لنسخۂ فوائدالفواد بمن منسوب گشتی و تمام تصانیفِ من بخواجہ حسن بودی[2]!" اور شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اخبارالاخیار میں لکھتے ہیں کہ" میر حسن را کتابی ست مسمّیٰ بفوائدالفواد، در انجا ملفوظاتِ شیخ را جمع کردہ است در غایتِ متانتِ الفاظ و لطافتِ معانی آن کتاب درمیانِ خلفاء و مریدانِ شیخ نظام الدین دستورست[3]۔"

موضوعات کے تنوّع کے لحاظ سے فوائدالفواد ایک بیش بہا ذخیرہ ہے جس میں تصوّف، فقہ، حدیث، تفسیر، لغت، تاریخ، سیرت، حکایات واحوالِ مشائخ غرض ہر باب کے فوائد شامل ہیں۔ حضرت سلطان المشائخؒ کی زندگی کے یہ آخری پندرہ سال جن کو یہ ملفوظات محیط ہیں فی الحقیقت آپ کے علمی و روحانی کمال کا زمانہ ہے لہذا جس موضوع پر بھی اظہارِ خیال فرمایا ہے علم و عرفان کے موتی بکھیر دیئے ہیں۔ تمام مجالس تصوّف و معرفت، وعظ و نصیحت اور حقائق و معارف سے برنیز ہیں، انتخابِ اشعار، تمثیلات اور لطائف و نکات سب آپ کے علمی و ادبی ذوق، تبحّر، سوزوگداز، عشق و محبّت، تفقّہ فی الدّین اور

---

[1] سیرالاولیاء ص ۳۰۸، [2] ایضاً ص ۵۸۹۔ [2] سیرالعارفین مولانا جمالی مطبع رضوی ۱۳۱۱ھ ص ۸۷۔ [3] اخبارالاخیار فی اسرارالابرار مطبع مجتبائی دہلی ص ۱۰۱۔
نیز ملاحظہ ہو نفحات الانس جامی، تاریخ فیروزشاہی ضیاء برنی، تاریخ فرشتہ، خزینۃ الاصفیاء مفتی غلام سرور لاہوری۔

فضل وکمال پر دلالت کرتے ہیں۔

جامعِ ملفوظات حضرت امیر حسن علا سجزی (المتوفی ۷۳۸ ھ) جو ایک مسلّم الثبوت شاعر اور فاضلِ روزگار میں سے تھے ابتداء میں اہلِ عشرت کے ساتھ محبانہ میل جول رکھتے تھے لیکن جب آخر عمر میں حضرت سلطان المشائخؒ کی نظرِ کیمیا اثر سے مخصوص ہوئے اور توفیقِ توبہ نصیب ہوئی تو خلا و ملا میں شیخ کی ملازمت میں رہنے لگے اور 'گلزارِ ابرار' کے بیان کے مطابق" جو کچھ پیرِ بزرگوار کی زبان سے وقتاً فوقتاً سنا اکثر فوائد کو بے تغیّر و تبدّل لکھتے گئے اور چند روز میں ایک کتاب تیار ہوگئی جس میں انواع و اقسام کے حقائق، سلوک کی باتیں، نصیحتیں اور مسائل درج ہیں 'فوائد الفواد' نام رکھا گیا، چونکہ اس کتاب کی اکثر عبارت شیخ کی ہی زبانِ مبارک سے نکلی ہوئی ہے لہٰذا اس کتاب کو ملفوظاتِ شیخ نظام بھی کہتے ہیں۔ عجیب مقبول مجموعہ ہے[1]۔"

ملفوظات کا یہ گرانبہا مجموعہ پانچ جلدوں میں تقسیم ہے اور اس میں شعبان ۷۰۷ھ سے شعبان ۷۲۲ھ تک کل ۱۸۸ مجالس کے ملفوظات جمع ہیں[2]:

جلد اوّل شعبان ۷۰۷ھ سے ذی الحجہ ۷۰۸ھ تک
۳۴ مجالس پر مشتمل ہے،

جلد دوم میں شوّال ۷۰۹ھ سے شوّال ۷۱۲ھ تک ۳۸
مجالس کا تذکرہ ہے۔

جلد سوم میں ذی القعدہ ۷۱۲ھ سے ذی الحجہ ۷۱۳ھ تک

---

[1] 'اذکارِ ابرار' ترجمۂ گلزارِ ابرار مصنفہ مولوی محمد غوثی

[2] مولینا عبدالماجد دریابادی نے 'تصوّفِ اسلام' میں مجالس کی جو تعداد درج کی ہے وہ ترمیم طلب ہے۔

۱۷ مجالس کا بیان ہے۔

جلد چہارم میں محرم ۷۱۴ھ سے رجب ۷۱۹ھ تک ۶۷ مجالس شامل ہیں، اور

جلد پنجم شعبان ۷۱۹ھ سے شروع ہو کر شعبان ۷۲۲ھ تک ۳۲ مجالس پر ختم ہوتی ہے۔

مذکورہ بالا ترتیب سے ظاہر ہے کہ یہ مجالس درمیانی وقفوں کے ساتھ کل پندرہ سال کی مدّت تک پھیلی ہوئی ہیں۔ ان کا آغاز اس وقت ہوتا ہے جب حضرت سلطان المشائخؒ کی عمر ۶۰ سال سے متجاوز ہو چکی تھی اور سب سے آخری مجلس جس کا تذکرہ اس مجموعہ میں درج کیا گیا ہے اس کی تاریخ ۲۰ شعبان ۷۲۲ ہجری یعنی حضرت خواجہؒ کی وفات سے تقریباً ڈھائی سال پہلے ہے، لہٰذا اس مجموعۂ ملفوظات کو حضرت خواجہؒ کی تعلیمات کا ماحصل اور ان کے افکار و خیالات کا لبِّ لباب سمجھنا چاہیئے۔

فوائد الفواد کا زیرِ نظر متن اس کتاب کے تین قدیم مطبوعہ نسخوں کے موازنہ و مقابلہ کے بعد مدوّن کیا گیا ہے، علاوہ ازیں تصحیح و تنقیح کے سلسلے میں اس کے تین مختلف اردو تراجم بھی پیشِ نظر رہے ہیں۔ ان نسخوں اور تراجم کے عنوانات یہ ہیں:

(۱) سپاسِ نیاز اساس شاہدِ لم یزل و لایزال را کہ ملفوظاتِ جناب تقدّس آیات حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی محمّد نظام الدّین قدّس اللہ سرّہٗ العزیز الملقّب بہ فوائد الفواد تالیفِ ملک الکلام مقبولِ بارگاہِ خلّاق علّام حضرت امیر حسن علاء سجزی

المعروف بہ حسن دہلوی سلطان الشعراء افتخار الامرأ والفقراء برّد اللہ مضجعہ و نوّر اللہ مرقدہٗ در مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ طبع شد (تاریخ طباعت ماہ اکتوبر ۱۹۰۸ء عیسوی مطابق ماہ رمضان المبارک ۱۳۲۶ھ ہجری، بار چہارم)

(۲) الحمد للہ والمنّۃ کہ در پنج جلد کتاب ملفوظاتِ حضرت شاہ نظام الدّین رحمۃ اللہ علیہ مسمّیٰ بہ فوائد الفواد از تصنیفِ مرید خاص حسن علاء سجزی مرحوم حسبِ فرمائش شیخ رحیم بخش صاحب تاجر کتب دہلی در مطبع حسنی باہتمام احمد حسن خان انطباع یافت (تاریخِ طباعت ۱۲۸۲ ہجری)

(۳) الحمد للہ والمنّۃ کہ نسخۂ کتاب مستطاب بتصحیح تمام و کمال المسمّیٰ بہ فوائد الفواد حسبِ فرمائش لالہ مکھن لال و خلیفہ نبی بخش تاجرانِ کتب شہر دہلی در مطبع ہندو پریس باہتمام پیارے لعل طبع شد (تاریخِ طباعت دہم ربیع الاوّل ۱۲۸۲ھ ہجری مطابق ۴ اگست ۱۸۶۵ء عیسوی)

(۴) ارشادِ محبوبؒ یعنی فوائد الفواد کا اُردو ترجمہ، زیرِ اہتمام غلامِ غلامانِ محبوبؒ شیخ مسلم احمد نظامی ایم اے۔ مطبوعہ دہلی (یہ ترجمہ مولوی غلام احمد خان بریان کے ترجمہ کا نظرثانی شدہ ایڈیشن ہے جو مسلم پریس دہلی سے ۱۳۱۳ھ میں شائع ہوا تھا)

(۵) پنج گنج ملفوظات خواجگانِ چشت اہلِ بہشت حصہ دوم جس میں ترجمۂ ملفوظات حضرت بابا صاحب مسمّیٰ بہ اسرار الاولیاء و ترجمۂ ملفوظاتِ حضرت محبوب الٰہی مسمّیٰ بہ فوائد الفواد مندرج ہے۔ مطبع مجتبائی دہلی ماہ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۴ھ مطابق ماہ اپریل ۱۹۱۶ء۔

(۶) اُردو ترجمہ کتاب فوائد الفواد۔ مطبوعہ اللہ والے کی قومی دکان، بازار کشمیری لاہور۔ رجب المرجب ۱۳۷۵ھ مطابق مارچ ۱۹۵۶ء

فوائد الفواد فارسی کے مطبوعہ نسخے (۱ تا ۳) جن پر النّادر کالمعدوم کا حکم صادق آتا ہے چونکہ مختلف قلمی نسخوں کی مدد سے طبع شدہ ہیں[1] اس لئے تینوں نسخوں میں بہت اختلاف و تصرّف نظر آتا ہے اور اکثر مقامات پر اشخاص و اماکن کے نام اور فقرے کے فقرے بالکل مسخ ہو گئے ہیں، لہٰذا متن کی صحت متعیّن کرنے میں حتی الوسع تحقیق و تفحّص سے کام لیا گیا ہے اور اختلافاتِ نسخ میں صرف ناگزیر اندراجات پر اکتفا کی ہے، علاوہ ازیں اُس صورت میں بھی جہاں لغوی و لسانی اعتبار سے کسی متبادل عبارت کو نظر انداز نہ کیا جاسکتا ہو نسخۂ بدل حواشی میں دے دیا گیا ہے۔ حواشی میں نَ، حَ اور ہَ کی علامات بالترتیب نسخۂ مطبع نولکشور، نسخۂ مطبع حسنی اور نسخۂ مطبع ہندو پریس کے لئے استعمال کی گئی ہیں آغازِ کتاب میں موضوعات کی مفصّل فہرست اور آخر میں ضروری فہارس کے انضمام سے متن کی افادی حیثیت میں مزید اضافہ ہو گیا ہے۔

---

[1] نسخۂ مطبع حسنی کے خاتمہ میں یہ صراحت موجود ہے کہ یہ نسخہ ایک قدیم قلمی نسخے کی رو سے طبع کیا گیا ہے۔

متذکرہ صدر فارسی نسخوں اور اُردو تراجم کے علاوہ متن کی تصحیح و تشخیص میں بعض دیگر قدیم مآخذ و اسناد سے بھی رجوع کیا گیا ہے اور جہاں ضرورت محسوس ہوئی ان کا حوالہ حواشی میں درج کر دیا ہے۔ قدیم مآخذ میں سب سے زیادہ اہم سیر الاولیاء (علامتِ حوالہ: س) ہے جو مشائخِ چشتیہ اور حضرت خواجہؒ کے حالات و کمالات میں ان کے ایک مرید مولانا سیّد محمّد مبارک علوی کرمانی المدعو بامیر خوردؒ کی نادر تصنیف ہے۔ اس کے علاوہ سیر العارفینِ شیخ جمالی، خیر المجالسِ مولانا حمید قلندر، اخبار الاخیارِ شیخ عبد الحق محدّث دہلوی، راحت القلوب، اسرار الاولیاء، خزینۃ الاصفیاء اور دیگر کتبِ تذکرہ و سیر سے جا بجا استفادہ کیا ہے۔ متنِ کتاب میں جو قدیم عربی ابیات منقول ہیں ان کی تصحیح استادِ معظّم مولانا عبد العزیز میمن صاحب نے فرمائی ہے جس کے لئے راقم سطور سراپا سپاس ہے۔

بحمد اللہ کہ انتہائی کاوش و دیدہ ریزی کے بعد اس رُوح پرور ملفوظ کا علمی و انتقادی متن کامل طور پر مرتّب ہو کر اہلِ ذوق کی دسترس میں آگیا ہے۔ راقم الحروف ان تمام احباب کا مرہونِ منّت ہے جنھوں نے بعض کمیاب کتابیں فراہم کر کے تصحیح و تدوین کے کام میں اعانت فرمائی۔ محترم مولوی محمد شمس الدّین صاحب تاجر کتب لاہور نے اس مقصد کے لئے نہ صرف فوائد الفواد کا ایک قدیم نسخہ (مطبع حسنی) بہم پہنچایا بلکہ بطیبِ خاطر اپنے کتب خانے کی بعض دیگر اہم کتابوں سے بھی استفادہ کرنے کا موقع دیا۔ اس نوازش کے لئے میں ان کا تہ دل سے ممنون ہوں۔ اسی طرح ہندو پریس کے نسخے کے لئے محبّی عالمگیر شجاع

صاحب کا سپاس گزار ہوں کہ انہوں نے اپنے ذاتی کلکشن سے یہ قدیم و نایاب نسخہ عنایت فرمایا۔

آخر میں مجھے ڈاکٹر شیخ محمد اکرام صاحب سابق ناظمِ اعلیٰ اوقاف کا شکریہ ادا کرنا ہے کہ یہ موصوف ہی کی تحریک و تشویق کا نتیجہ تھا کہ تصوّف کا یہ نادرِ روزگار صحیفہ جو اُن کی رائے میں "فی التحقیقت اسلامی ہند و پاکستان کی ابتدائی روحانی و ادبی تاریخ کا اصل سرچشمہ ہے[1]"، محکمۂ اوقاف کے اوّلین اشاعتی منصوبے میں شامل کیا گیا۔ ان کے علاوہ سیّد غلام شبّیر بخاری صاحب سابق مشیرِ تعلیم محکمۂ اوقاف کا شکر گزار ہوں کہ ابتداء میں ان کی رہنمائی اور مخلصانہ مشورے شاملِ حال رہے۔ موجودہ مشیرِ تعلیم و مطبوعات پروفیسر میرزا مقبول بیگ بدخشانی صاحب بھی لائقِ تشکّر ہیں کہ انہوں نے اس کتاب کی تکمیل اور طباعت کے مراحل میں ہر ممکن طریقے سے تعاون کیا۔ امیدِ واثق ہے کہ محکمۂ اوقاف کے اِس علمی و تحقیقی منصوبے کے تحت سلف صالحین کے اوراقِ پارینہ تہذیب و تنقیح کے ساتھ طبع ہو کر اہلِ قلب کے "داغہائے سینہ" کو تازہ کرتے رہیں گے ؎

بہارِ انجمنِ عشق رنگہا دارد
چراغِ دیدہ بدست آر و جلوۂ دریاب　　بیدلؔ

لاہور　　　　لطیف ملک

۲۸ ربیع الاوّل ۱۳۸۶ھ مطابق ۱۸ جولائی ۱۹۶۶ء

---

[1] ملاحظہ ہو "آبِ کوثر" مؤلفہ ڈاکٹر شیخ محمد اکرام

# مناجات

الٰهی صحبتِ دوستانِ تو آبِ جانست و صحبتِ غیرِ ایشان تابِ جانست ! الٰهی اگر با اولیای تو نه همراهم امّا چون سگِ اصحابِ کهف بر درگاهم ! الٰهی علمی ده که درآن آتشِ هوا نبود و عملی ده که درآن آبِ زرق و ریا نبود ! الٰهی بیاموز تا معرفت بدانیم و چراغی برافروز تا در تاریکی نمانیم ! الٰهی قبلهٔ عارفان خورشیدِ رُوی تُست و محرابِ جانها طاقِ ابرُوی تُست و مسجدِ اقصیٰ دلها حریمِ کوُی تُست نظر بسُوی ما فرما که نظرِ ما بسُوی تُست !

پیرِ هرات

خواجه عبداللہ انصاریؒ

# فوائدُ الفؤاد

## متنِ علمی و انتقادی

صُحفی کہ جمع کردہ تحُفیست پیشِ یاران
حسنِ علاءِ سجزی یکی از امیدواران

حسن سجزی دہلویؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

این جواهر غیبی و این زواهر لاریبی از خزانۂ تلقین و نهانخانۂ یقینِ خواجۂ راستین که لقب یافته وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ملک الفقراء و المساکین شیخ نظام الحق والشرع والهدیٰ والدین متّع اللہ المسلمین بطول بقایہ آمین جمع کرده می آید و آنچه ازان شمعِ جمعِ ملکوت بسمع می رسد[1] چه عین لفظِ مبارکِ او و چه معانی آن بقدرِ فهمِ مختصرِ خود نبشته می شود و این مجموعه را چون دلهای دردمندان ازو فائده ها می گیرند[2] فوائد الفواد نام کرده شد واللہ المستعان وعلیہ التکلان

# مجلسِ اوّل

یک شنبه سوم ماهِ مبارکِ شعبان عمّت میامنہ سنه سبع[707] و سبعمائة بندۂ گناهگار اُمیدوار برحمتِ پروردگار حسن علاء سجزی را که بانی این مبانی و جامعِ این

---

[1] ن : رسید [2] ب ۵ : باید

معانی است دولتِ پای بوسِ آن شاهِ فلک جاه ملک[1] دستگاه حاصل شد همان زمان بفرِ[2] نظرِ لانظیرِ آن قطب آفتاب ضمیرِ منیر سرِّ او ترکِ آلایش چهار طبع گرفت و سرِ او بکلاهِ چهار ترکیِ آن ناصیهٔ اصفیا زینت یافت الحمد للّٰہِ علیٰ ذالک

آن روز بعد از انکه بر صلوٰۃ مکتوبات و صلوٰۃ چاشت و شش رکعت بعد صلوٰۃ المغرب و صومِ ایامِ بیض ملازمت فرمود بر لفظِ مبارک راند که تائب با[3] متقی برابر است زیرا[4] که متقی آنست که مثلاً در همه[5] عمرِ خویش شرب نکرده باشد یا[6] معصیتی بوجود نیاورده و تائب آنست که گناه[7] کرده باشد و انابت آورده، بعد ازان فرمود که هر دو برابر باشند بحکمِ این حدیث که اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَہٗ، و این معنی همدرین محل فرمودند که آنکه معصیت کرده باشد و از[9] معصیت ذوقها گرفته چون تائب شود و طاعت کند هر آئینه از طاعت نیز ذوقها گیرد و ممکن است که یک ذرّه ازان راحت که در طاعت یابد آن ذرّه خرمن های معاصی را بسوزد؛

لختی سخن دران افتاد که مردانِ خدا خود را پوشیده داشته اند و حق تعالیٰ ایشان را ظاهر گردانیده است. بر لفظِ مبارک راند که خواجه ابوالحسن نوری نوّر اللّٰہ مضجعہ در مناجات می گفت الٰهی استرنی فی بلادک بین عبادک، از هاتفی آواز شنید که

---

[1] ح: بجای 'ملک دستگاه'، 'ملایک بارگاه' دارد
[2] ن و ه: بعزِ
[3] ح: و
[4] ح و ه: 'زیرا که' ندارد
[5] ن: تمام
[6] ح: و
[7] ح و ه: 'گناه' ندارد
[8] ح: معصیتی
[9] ح: 'ازان' بجای 'از'

یا ابا الحسن الحق لایستره شیئ یعنی حق را چیزی نمی پوشد و حق هرگز پوشیده نماند!

این حکایت هم دران محل فرمود که در خطّهٔ ناگور بزرگی بود او را حمید الدین سوالی گفتندی علیه الرحمة والغفران' ازو سوال کردند که بعضی از مشائخ نقل می کنند و بعد از نقل ایشان هیچ کس نام ایشان نمی گیرد و بعضی چون نقل می کنند نام و صیبت ایشان با قصای[1] عالم می رسد این تفاوت احوال از کجاست؟ جواب داد که آنکه در حالت حیات در اشتهار خود کوشیده است بعد از وفات او نام و صیبت او مندرس می شود و آنکه در حالت حیات خود را پوشیده داشته است[2] بعد از وفات نام و صیبت او بهمه[3] جهان می رسد!

لختی سخن در مشائخ کبار اُفتاد و ترقّیِ درجات ایشان بر ابدال ـ بر لفظ مبارک راند که مردی در خانقاه حضرت شیخ عبد القادر گیلانی قدس الله سره العزیز در آمد یکی را دید بر در خانقاه اُفتاده و دست و پای او شکسته و خراب شده ـ آن مرد پیش شیخ رفت و حکایت آن اُفتاده باز گفت و دُعا درخواست شیخ فرمود خاموش[4] باش که او بی ادبی کرده است! آن آینده پُرسید که او چه بی ادبی کرده است؟ شیخ فرمود که او یکی از ابدالانست دوش او با دو یار دیگر بحکم طیرانی که ایشان راست در هوا می پریدند' چون بر سر این خانقاه رسیدند یکی یار او از خانقاه منحرف شد و بطریق[5] ادب[6] جانب راست شده گذشت' یار دیگر او نیز از خانقاه جانب چپ شده گذشت[7] این خواست که

---

[1] ه : در اقصای [2] ه : بود

[3] ه : در همه

[4] ن و ح : بجای "خاموش باش که او بی ادبی کرده است" "باش که او بی ادبست" دارد

[5] ن و ه : از طریق [6] ه : آداب

[7] ه : بعد از "گذشت" این جمله دارد "دو یاران او از خانقاه منحرف شده بگذشتند"

بی ادب وار بر بالای خانقاہ بگذرد بیفتاد !

این معنی نیز ہمدرین محل فرمودند در نگاہداشتِ ادبِ پیر و حُسنِ جواب در نظرِ پیر، بر لفظِ مبارک راند کہ خواجہ جُنید بغدادی قدس اللہ سرہ العزیز وقتی در شبِ عیدی در خانقاہِ خود نشستہ بود و چہار تن از مردانِ غیب بخدمتِ او حاضر بودند، روی بسوی یکی از ایشان کرد و گفت کہ تو بامداد نمازِ عید کجا خواہی گزارد؟ آن مرد گفت در مکّہ مبارک، بعد ازان دوم را پرسید کہ تو کجا خواہی گزارد؟ آن مرد گفت در مدینہ معظّم، بعد ازان سوم را پرسید کہ تو کجا خواہی گزارد؟ او گفت در بیت المقدّس، بعد ازان چہارم را پرسید کہ تو کجا خواہی گزارد؟ او خدمت کرد و گفت ہم در بغداد در خدمتِ خواجہ. خواجہ در بابِ او چنین[1] فرمود کہ انت ازھدھم و اعلمھم و افضلھم !

لختی سخن در تزکیہ اُفتاد. بر لفظِ مبارک راند کہ کمالِ مرد در چہار چیز پیدا می شود قِلّۃ الطّعام و قِلّۃ الکلام و قِلّۃ المنام و قِلّۃ الصّحبۃ مع الانام.

لختی سخن در جدّ و اجتہاد اُفتاد. بندہ را درین معنی این دو بیت از لفظِ دُربارِ ایشان استماع[2] افتاد، ابیات

گرچہ ایزد دہد ہدایتِ دین — بندہ را اجتہاد باید کرد

نامہ کان[3] بحشر خواہی خواند — ہم ازین جا سواد باید کرد

---

[1] ن: 'چنین' ندارد ﻫ: ہمچنین

[2] ﻫ: سماع

[3] ن: کان را

# مجلسِ دوم

آدینه هشتم ماهِ مبارک شعبان سنه مذکور بعد از نماز دولتِ پائبوس حاصل شد۔ بنده را غلامی بود ملیح نام، او را بشکرانهٔ ارادت همراه[1] آورد و در نظرِ خواجه ذکرهُ اللهُ بِالخَیر از او گردانیده شد و دعای خیر ارزانی داشت۔ همان زمان غلامِ مذکور سر در قدمِ مخدومِ عالمیان آورد و بشرفِ بیعت مشرّف گشت والحمد للهِ علیٰ ذالک،

درین محل خدمتِ خواجه ادام اللهُ برکاتهٗ بر لفظِ مبارک راند که درین راه خواجگی و غلامی درمیان نیست هر که در عالمِ محبت درست[2] آمد کار او ساخته شد! در اثنای این معنی فرمود که پیری بود در غزنین، غلامی داشت زیرک نام، و این زیرک در غایتِ صدق و صلاحیّت بود۔ چون آن پیرِ بزرگوار را وقتِ نقل شد مریدان پرسیدند که بر جای تو که نشیند؟ گفت زیرک، و آن پیر را چهار پسر بودند صاحبِ اختیار و جلد[3] زیرک گفت ای خواجه مرا پسرانِ تو نگذارند که بر جای تو بنشینم هر آئینه ایشان با من خصومت کنند۔ پیر گفت تو بدل فارغ بنشین اگر ایشان با تو مخاصمتی کنند من شرِّ ایشان را از تو دفع خواهم کرد، الغرض چون پیر بجوارِ رحمتِ حق پیوست زیرک بجای خواجه[5] بنشست۔ پسران پیر

---

[1] ن و ح: بجای 'همراه آورد' 'هم' دارد [2] ن: راست

[3] ح: بجای 'چهار پسر بودند صاحبِ اختیار و جلد' 'چند پسر بود با اختیار' دارد

ت: 'چهار پسر بودند اختیار و اجلد و اجیا و اجلا'

[4] جلد بالفتح بمعنی چست و چالاک و تیز و شتاب و بدین معنی مشترک است در عربی و فارسی (منتخب)

[5] ن و ح: او

خصومت آغاز کردند که تو غلامی[1] از غلامانِ ما باشی ترا چه زهره باشد که بر جای پدرِ ما بنشینی؟ چون تعنّدِ ایشان بسیار شد زیرک بسرِ روضهٔ پیر آمد و گفت ای خواجه تو گفته بودی که اگر پسرانِ من ترا مزاحمت نمایند من شرِّ ایشان از تو دفع خواهم کرد، اکنون ایشان در ایذای من شده اند ترا وعدهٔ خود بوفا باید رسانید. این بگفت و بمقامِ خود باز آمد. هم دران چند روز کافران در نواحی[2] غزنین بتاختند، خلقی بمحاربهٔ ایشان بیرون آمدند، هر چهار پسران پیر نیز بران[3] آمدند و بحرب پیوستند و هر چهار شهادت یافتند آن مقام بی مزاحمت بر زیرک مقرّر ماند!

ملیح مذکور را بعد ازان که ارادت آورد دوگانه نماز فرمود، دران محل بر لفظِ مبارک راند که این دوگانه را نیّت چه باید کرد، گفت برای[4] نفی ماسوی اللہ۔

# مجلسِ سوم

آدینه پانزدہم ماہِ مبارک شعبان سنة المذکور بعد از نماز دولتِ پای بوس حاصل شد۔ جوالقی درآمده ساعتی بنشست و برخاست و برفت۔ خواجه ذکرہ اللہ بالخیر فرمود که ازین بابت مردم بخدمتِ شیخ بهاؤالدین زکریّا رحمۃ اللہ علیہ کم راہ یافتندی امّا بخدمتِ شیخ الاسلام فریدالدّین رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً واسعۃً از ہر جنس

---

[1] ن: بجای 'غلامی از غلامانِ ما' 'غلامِ ما' دارد [2] ن: آن ناحیۂ ع: ناحیت
[3] ن: 'بران آمدند' ندارد
[4] ح: بجای 'برای نفی ما سوی اللہ' 'داعا عمّا سوی اللہ' دارد

درویش[1] وغیر آن برسیدی[2]۔

بعد ازان فرمود که درمیانِ ہر عامی خاصی ہست، ہمدرین باب حکایت فرمود که شیخ بہاءالدین زکریّا کثیر السیاحت بود، وقتی بر سرِ جمعی از جوالقیان برسید درمیانِ ایشان نشست نوری وران جمع پیدا شد[3]، چون نیکو نگاه کرد یکی را ازانجمله دید که نوری ازو ساطع می شد، آہسته نزدیکِ او برفت وبا او گفت که تو درمیانِ این قوم چه کنی؟ او جواب داد یا زکریّا! نابدانی که درمیانِ ہر عامی خاصی ہست!

ہمدرین باب حکایت فرمود که وقتی بزرگی درمیانِ جمعی ہم ازین بابت برسید۔ یکی را دید که در دو رکعتِ نماز قرآن تمام کرد۔ آن بزرگ حیران شده[4] با خود گفت که درین شکّی[5] که این مرد است این نوع طاعت ازو غریب باشد نه[6] ہمانا که درین کار مستقیم تواند بود! الغرض چون از ایشان بگذشت بعد از ده سال باز بر سرِ آن جمعی رسید آن درویش را ہمبران قرار دید۔ آنگاه گفت حقیقت معلوم کردم که درمیانِ ہر عامی خاصی ہست!

# مجلسِ چہارم

آدینه بست و دوم ماهِ مبارک شعبان دامت حرمته سنه مذکور بعد از نماز دولتِ پابوس حاصل شد۔ فرمود که بین العشائین شش رکعت

---

1 ؎ ۸ : درویشان
2 ؎ ح و ۸ : برسیدندی
3 ؎ ح : بجای 'پیدا شد' 'معائنه کرد' دارد
4 ؎ ن و ح : بماند
5 ؎ ن : سکنه
6 ؎ ح : 'نه' ندارد

اوابین[1] کہ گفتہ ام میگزاری؟ گفتم آری۔ بعد ازان از روزۂ ایامِ بیض پرسید کہ می داری؟ گفتم می دارم۔ بعد ازان از نمازِ چاشت پرسید کہ می گزاری؟ گفتم می گزارم۔ بعد ازان چہار رکعت صلوٰۃ السعادت فرمود۔ آن روز این سعادت بر سعادتِ دیگر ضم شده! والحمد للہِ علیٰ ذلک

## مجلسِ پنجم

آدینہ سیزدہم[2] ماہ مبارکِ رمضان سنۃ المذکور پیش از نماز دولتِ پای بوس حاصل شد۔ فرمود کہ پیش از نماز بغیرِ معهود آمدن چونست[3]؟ عرض افتاد کہ نمازِ تراویح باقتدای مولانا ظہیر الدین حافظ سلمہ اللہ تعالیٰ گزارده می شود و او ہر شبی سہ سیپاره می خواند، بنده می خواہد کہ تا ده شب متواتر بی فاصلہ در عقبِ او نماز بگزارد، تا ثوابِ ختمِ قرآن حاصل شود، اگر فرمان باشد بعد از نمازِ جمعہ بازگشتہ شود، تا تراویح گزارده آید؟ فرمود نیکو باشد!

بعد ازان مناسبِ این معنی حکایت فرمود کہ شیخ بہاء الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ شبی روی بسوی حاضران کرد و گفت کسی باشد از شما کہ امشب دو رکعت نماز کند و در یک رکعت ختمِ قرآن کند؟ از حاضران کسی این معنی را متکفل[4] نشد۔ شیخ بہاء الدین

---

[1] ن و ہ: 'اوابین' ندارد [2] ن: پنجم

[3] ن و ہ: 'چہ بود' بجای 'چونست' دارد [4] ہ: بجای 'متکفل نشد' 'تکفل بحمد' دارد

پیش رفت و دریک رکعت ختمِ قرآن کرد و چہار سیپارہ دیگر بخواند و در رکعتِ دوم سورۂ اخلاص خوانده نماز تمام کرد!

ملایم این معنی حکایتِ دیگر فرمود که شیخ بهاؤالدّین علیہ الرحمۃ می گفت که هرچه بمن رسید از نماز رسید و اورادِ مشائخ و زہّاد، همه بکردم مگر یک چیز نتوانستم کرد و آنچنان بود که بمن رسانیدند که فلان بزرگ از آغازِ صبح تا طلوعِ آفتاب ختمِ قرآن می کند، هرچند که بخواستم نتوانستم!

همدرین محل حکایتِ دیگر فرمود که قاضی حمیدالدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ وقتی طوافِ کعبۂ مبارک می کرد، بزرگی را در طوافِ کعبه بدید، درعقبِ آن بزرگ رفتن گرفت هرجا که او قدم می نهاد قاضی حمیدالدین قدمِ خود آنجا می نهاد۔ آن پیرِ روشن ضمیر بدان حال اطلاع یافت گفت متابعتِ ظاهر چه می کنی متابعتِ آن کن که من می کنم۔ قاضی حمیدالدین علیہ الرحمۃ پرسید که شما چه می کنید؟ پیر گفت من روزی هفصد بار[1] ختمِ قرآن می کنم۔ قاضی حمیدالدّین بغایت متعجّب شد و با خود اندیشه کرد که مگر معانیٔ قرآن برخاطر بوہم می گذراند و موہوم می خواند۔ پیر سر برآورد[2] و گفت ملفوظًا لا موہومًا! چون خواجه ذکرہ اللہ بالخیر این حکایت تمام کرد اعزّالدین علی شاه سلّمہ اللہ تعالیٰ که یکی از مریدانِ خاص بود سوال کرد که این مگر کرامت باشد؟ خواجه فرمود آری کرامت باشد، هر معامله که بعقل باز خواند آن دیگر است و آنچه در عقل را گنجائی[3] نباشد آن کرامت باشد۔

لختی سخن در طاعتِ مشائخ افتاد۔ فرمود که شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ

---

[1] ه : 'بار' ندارد
[2] ن و ه : 'پس کرد' بجای 'برآورد' دارد
[3] ه : گنجایشی

می گفت که آنچه[1] بمن رسید از نمازِ حضرت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم آن ہمہ بکردم تا آنگاه که معلوم شد[2] که حضرتِ رسالت پناه وقتی نمازِ معکوس گزارده است، برفتم و پای خود برسن[3] بستم و خود را سرنگون در چاہی درآویختم و ہمچنان نماز کردم. چون این حکایت تمام فرمود روی بسوی بندۀ کمینہ کرد و فرمود کہ ہر کہ بود بحسنِ عمل بمقامی رسید، اگرچہ فیضِ ایزدی نازل است امّا جد و جہد خود باید کرد۔

# مجلسِ ششم

آدینہ پنجم ماه شوّال سنہ مذکور بعد از نماز دولتِ پای بوس حاصل شد. سخن در ترک و تجرید افتاده و در اثنای آن فرمود که درویشی بود در غایتِ فقر و مسکنت، شکمِ او از غایتِ گرسنگی باپشت چفسیده[4]، در راہی می رفت، خواجہ محمود[5] پٹوه کہ بارِ ماست یک دانگ پیشِ او نهاد۔ او جواب داد کہ من امروز کنجاره سیر خورده ام از جانبِ قوّت استغناء[6] تمام کرده ام مرا امروز بدین دانگ حاجت نیست ۔ بعد ازان خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر در غایتِ صدقِ او تعجّب می کرد و می فرمود کہ زہی قناعت و قوّت[7] صبر!

این حکایت ہمدرین محل فرمود در قناعت و طمع بریدن از غیرِ حق سبحانہ و تعالیٰ،

---

[1] ف: ہرچہ
[2] ن و ح: کردم
[3] ه: برشتہ
[4] ح و ه: چسپیده
[5] ن: محمد
[6] ح و ه: استیفاء
[7] ن: بجای 'قوتِ صبر' 'قوت و صبر' دارد

فرمود بزرگی بود که او را شیخ علی گفتندی، وقتی خرقهٔ خود می دوخت و پای دراز کرده بود و عطفِ خرقه بر ران[1] انداخته بخیه می زد. درین میان گفتندش که خلیفه می رسد، او هیچ از قاعدهٔ خود نگشت همبران قرار بود، گفت بیاید. خلیفه درآمد و سلام کرد و نشست شیخ جوابِ سلام داد مگر حاجبی که برابرِ خلیفه آمده بود گفت شیخ پای گرد آر! شیخ بگفتارِ او هیچ التفات نکرد تا یک دوبار حاجب همین حرف تکرار کرد[2]. الغرض چون وقتِ مراجعتِ خلیفه شد شیخ یک دستِ حاجب گرفت و یک دستِ خلیفه. بعد ازان گفت که من دستهای خود گرد آورده ام روا باشد که پای را گرد نیارم یعنی از شما هیچ طمع ندارم و نداشته ام و هیچ نمی گیرم دستِ خود گرد آورده ام اگر پای گرد نیارم توانم!

لختی سخن در اصلِ سلوک افتاد و آنچه مخِ معنی بوده[3] است. درین میان فرمود که مردی بخدمتِ خواجه اجل شیرازی[4] آمد رحمة الله علیه والغفران و ارادت آورد منتظرِ فرمانِ خواجه می بود تا او را از نماز و روزه و اوراد چه می فرماید. خواجه همین گفت که آنچه برخود روا نداری برغیری نیز روا مدار و خود را همان خواه که دیگری را. الغرض آن مرد باز گشت و بعد از مدتی باز آمد بخدمتِ خواجه اجل شیرازی علیه الرحمة عرضداشت کرد که من آن روز که بخدمت پیوستم منتظر بودم تا خواجه مرا نمازی و اورادی فرماید، هیچ نفرمود امروز منتظر نیز هستم. خواجه گفت که آن روز نخته[5] تو چه بود؟ مرید حیران ماند هیچ جواب نداد. خواجه تبسم فرمود و گفت که

---

[1] ن: 'بران' بجای 'برران' دارد　[2] ن و ک: می کرد　[3] ک: 'بوده' ندارد

[4] ح: سرزی - مثنوی معنوی دفتر پنجم: 'سرزی' (درباره او رجوع شود بمقالهٔ آقای گویا اعتمادی، در شمارهٔ ششم سالِ سوم مجلهٔ 'آریانا'، کابل)

آن روز ترا گفتم آنچه بر خود نہ پسندی بر دیگری مپسند و خود را ہمان خواہ کہ غیری را خواہی، تو آن[1] سخن یاد نداشتی پس چون تختۂ اوّل درست نکردی تختۂ دیگر چگونہ دہم؟

بعد از اتمامِ این حکایت فرمود کہ بزرگی بود پارسا[2]، بارہا می گفت کہ نماز و روزہ و تسبیح و اوراد ہمہ حوائج[3] دیگ ست، اصل در دیگ گوشت می باید، چون گوشت نباشد ازین حوائج ہیچ نکشاید۔ ازان بزرگ پرسیدند کہ تو بارہا این تمثیل می فرمائی امّا[4] شرح بگو۔ آن بزرگ گفت کہ گوشت ترکِ دُنیا ست و نماز و روزہ و اوراد و تسبیح حوائجِ آن، اوّل مرد را باید کہ ترکِ دُنیا گیرد[5] و تعلّقِ او بہیچ چیز نباشد اگر او را نماز و روزہ و اوراد و غیرِ آن باشد یا نباشد باک نیست، امّا چون دوستیٔ دُنیا در دل باشد از ادعیہ و اوراد و غیرِ[6] آن ہیچ سُود ندارد۔ بعد ازان خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر فرمود کہ اگر روغن و پلپل[7] و سبزہ و پیاز در دیگ کنند و آبی دران بیند ازند و شوربای کنند آن را شوربای زُور گویند و مُزوّر ہم گویند یعنی شوربای دروغ، پس شوربای اصل آن باشد کہ از گوشت باشد خواہ حوائج باشد یا[8] نباشد!

بعد ازان در تحقیقِ ترکِ دُنیا این لفظ بر زبانِ مبارک راند کہ ترکِ دنیا آن نیست کہ کسی خود را برہنہ کند مثلاً[9] لنگوتہ[10] بہ بندد بنشیند، ترکِ دُنیا آنست کہ لباس پوشد و

---

[1] ن: بجای آن سخن یاد نداشتی ' آن تختہ بیاد نداشتی ' دارد

[2] ح و ہ: پارسا ندارد

[3] ن: 'صوائح' دارد کہ بجای 'مصالح' بغلط طبع شدہ

[4] ح: بما

[5] ن: بجای ترک دنیا گیرد ' تارکِ دنیا شود ' دارد

[6] ہ: 'جز' بجای 'غیر'

[7] ہ: فلفل

[8] ح و ہ: خواہ

[9] ہ: 'مثلاً' ندارد

[10] لنگوتہ: ہندی لنگوٹا و لنگوٹہ ' لُنگی باشد کوچک کہ درویشان و فقیران و مردمِ بے سروپا بر میان بندند (برہان)

طعام بخورد اما آنچه می رسد[1] روان می دارد و جمع نکند و با[2] او میل نه کند و خاطر را بچیزی متعلق ندارد۔

## مجلسِ ہفتم

آدینه نوزدہم ماہِ شوال سنة المذکور بعداز نماز سعادتِ پابوس[3] حاصل شد۔ سخن درآدابِ تصوف و اشاراتِ مشایخ و اصطلاحاتِ ایشان افتاد۔ بر لفظِ مبارک راند که شیخ جمال الدین بسطامی شیخ الاسلام حضرتِ دہلی رحمۃ اللہ علیہ مراسمِ اہلِ صفہ و آدابِ ایشان نیکو دانستی تا وقتی کوزۂ آب در نظرِ ایشان آوردند که آن کوزه چہار گوشه داشت یعنی چہار جائی گرفتن داشت۔ بزرگی حاضر بود او گفت این را کوزۂ لقمانی گویند۔ شیخ جمال الدین بسطامی گفت که چرا کوزۂ لقمانی گویند؟ آن بزرگ ساکت شد۔ بعد ازان شیخ جمال الدین حکایت کرد که بزرگی بود او را شیخ لقمان سرخسی گفتندی رحمۃ اللہ علیہ، مناقبِ او بسیار است تا از و می آرند که مگر جمعۂ از و فوت شد یا شعاری از ظواہرِ شرع واللہ اعلم، ایمۂ آن شہر باحتسابِ او بیرون آمدند با او گفتند که ایمۂ شہر می آیند تا با تو بحث کنند۔ شیخ لقمان پرسید که سوار می آیند یا پیادہ؟ گفتند که سوار می آیند۔ آن زمان شیخ بر دیواری نشسته بود، دیوار را گفت که

---

[1] ن : بجای ' روان می دارد و جمع نکند و با او میل نکند' 'روا بدارد و بجمع او میل نکند' دارد۔

[2] ع : بجای 'با او میل نکند'، 'مزید نکند' دارد

[3] ح : بیتر

بفرمانِ خدای عزّ و جلّ روان شو! دیوار درحال روان شد، مقصود آنکه این شیخ لقمان وقتی از مریدی کوزهٔ آب طلبید، مرید کوزهٔ پیش آورد، هیچ گوشه و جای گرفتن نداشت. شیخ فرمود که کوزه بباید آورد که اورا گوشهٔ باشد و بتوان گرفت. مرید رفت و کوزهٔ با یک گوشه بساخت و پیشِ شیخ آورد همان گوشه بدست گرفته، شیخ تبسم کرد و گفت این گوشه تو گرفتهٔ ای من کدام جای بگیرم برو کوزهٔ دو گوشه بساز و بیار! باز مرید رفت کوزهٔ با دو گوشه بساخت و پیش آورد یک گوشه بیک دست گرفت و گوشهٔ دیگر بدستِ دیگر. باز شیخ فرمود که هر دو طرف تو گرفتی من از کدام جا بگیرم برو کوزهٔ سه گوشه بساز! مرید رفت کوزهٔ سه گوشه بساخت دو گوشه بهر دو دست گرفت گوشهٔ سوم جانبِ سینهٔ خود کرد، شیخ تبسّم فرمود و گفت برو کوزهٔ چهار گوشه بساز! بعد از آن مرید این چنین کوزهٔ چهار گوشه بساخت و بیاورد، غرض آنکه این کوزه را کوزهٔ لقمانی بسببِ این معنی گویند.

## مجلسِ ہشتم

آدینه بست و ششم ماهِ شوّال سنه مذکور بعد از نماز دولتِ پای بوس حاصل[۱] شد. سخن در نماز افتاد و حضورِ امام و مقتدیان. می فرمود که اوّلِ حضور آنست که مصلی آنچه خواند معانیٔ آن بر دل بگذراند[۲]!

بعد از آن فرمود که مردی بود از مریدانِ شیخ الاسلام بهاء الدین زکریا رحمته الله علیه

---

۱ ح : بجای 'حاصل شد' 'بدست آمد' دارد      ۲ ه : راند

اورا حسن افغان گفتندی، صاحبِ ولایت بود در غایتِ بزرگی چنانکه شیخ بهاء الدین می فرمود که اگر فردا مرا گویند که بدرگاهِ ما چه آوردی من گویم حسن افغان را آورده ام! وقتی این حسن در کوئی می گذشت بمسجدی رسید مؤذّن تکبیر گفت و امامی پیش رفت و خلقی بجماعت پیوست ـ خواجه حسن نیز در آمد و اقتدا کرد ـ چون نماز تمام شد و خلق بازگشت خواجه حسن نزدیکِ امام رفت و گفت ای خواجه تو نماز شروع کردی و من بتو پیوستم، تو از ینجا بدهلی رفتی و بردگان خریدی و بازگشتی و آن بردگان را بخراسان بُردی و از انجا بملتان باز آمدی و از انجا بمسجد آمدی، من بدُنبالِ تو سرگشته شده می گشتم آخر این چه نماز است؟

بعد ازان هم در شرحِ بزرگیِ او می فرمود که وقتی در موضعی مسجدی بنا می کردند ـ خواجه حسن آنجا رسید اهلِ عمارت را گفت که محراب همچنین راست کنید که قبله این طرف است! این سخن گفت و جانبی اشارت کرد ـ دانشمندی آنجا حاضر بود نزاع آورد و گفت نی سمتِ قبله بر طرفِ دیگر است ـ الغرض میانِ ایشان سخن بسیار شد ـ خواجه حسن دانشمند را گفت روی جانبِ آن جهت کن که من می گویم و نیکو ببین! دانشمند روی بدان جهت کرد کعبه را معائنه کرد همدران سمتی که خواجه حسن می گفت!

بعد ازان از احوالِ او شرح داد که او اُمّی بود و هیچ نخوانده، خلقی می آمدند و کاغذی و لوحی پیشِ او می داشتند چند سطر بر آنجا نبشته بعضی نظم و بعضی نثر و بعضی عربی و بعضی پارسی از هر بابت چند سطری می نوشتند و در میانِ آن سطر ها

---

ل ح و ﻫ : دنباله

یک سطر از آیتِ قرآن هم نوشتند - آنگاه از وی می پرسیدند که در میانِ این سطرها سطرِ قرآن کدام است؟ او اشارت بآیتِ قرآن می کردی که اینست! او را گفتندی که تو قرآن نخوانده ای چه دانی که این آیتِ قرآنست؟ گفتی نوری که درین سطر می بینم در سطرهای دیگر نیست!

هم ملائمِ حالِ آن بزرگ لختی سخن در استغراقِ ذوقِ نماز افتاد - فرمود که مردی بود او را خواجه کریم گفتندی او نگر در دهلی[1] اوّلِ حال نویسنده بود، آخرها روی از اشتغالِ دُنیا بگردانید و یکی از واصلان شد چنانچه بارها گفتی تا گورِ من در دهلی است هیچ کافری استیلا نیابد! حالِ حضورِ نمازِ او بیان فرمود که وقتی نمازِ شام پیشِ دروازهٔ کمال به نماز مشغول بود مگر دران ایّام تشویشِ میو[2] آن بوده[3] است کسی بیگاه حوالیٔ آن دروازه و آن طرفها نتوانستی رفت - این خواجه کریم به نماز مشغول شد، یارانِ او بر دروازه ایستاده بودند او را آواز می دادند که زود بشهر درآی و دربانِ دروازه نیز غلبه می کرد - الغرض این خواجه کریم نمازِ خود با حضورِ تمام بگزارد، آنگاه که ازانجا بازگشت او را گفتند که تو هیچ آوازِ ما نشنیدی؟ گفت نی - گفتند عجب چندین غلبه که کردیم تو نشنیدی! گفت عجب از کسی است که او در نماز باشد و غلبهٔ کسی بشنود! بعد ازان فرمود که آن خواجه کریم چون روی بخدای عزّ و جلّ آورد هرگز در همه عمرِ خود درم و دینار بدستِ خود نگرفت!

بعد ازان خواجه ذکرہ اللہ بالخیر در ترکِ دُنیا و لذّات آن سخن در پیوست - می فرمود که همّت بلند باید کرد و بآلایشِ دُنیا مشغول نباید گشت و از سرِ شهوات باید

---

[1] ح و ط: 'در دهلی' ندارد
[2] یعنی قوم میو - میواتیان، ن: میوه
[3] ح و ط: 'بود' بجای 'بوده است' دارد

برخاست[1]۔ آنگاہ این دو مصرع برلفظِ مبارک راند ؎

یک لحظہ ز شہوتی کہ داری برخیز تا بنشیند ہزار شاہد پیشت[2]!

# مجلسِ نہم

پنجشنبہ دہم ماہِ ذوالقعدہ سنہ مذکور دولتِ پائبوس حاصل شد۔ فرمود کہ چگونہ است کہ امروز آمدی یعنی نوبتِ آدینہ مقرّر بود۔ بندہ عرضداشت کرد کہ این سعادت امروز مساعدت نمود ہر وقت کہ دولت روی نماید ہر آئینہ سعادتِ پائبوس حاصل شود۔ فرمود کہ نیکو کردی[3] وہرچہ از غیب آید نیکو باشد!

بعدازان سخن در اثرِ صحبت افتاد۔ فرمود کہ صحبت را اثری قویست!

بعدازان در ترکِ دُنیا غلو فرمود و در اثنای آن برلفظِ مبارک راند کیست[4] کہ از سرِ خسیسی برنخاست کہ او را چیزی شریفی[5] اقدام نکرد؟

---

[1] ن: گذشت
[2] ن: 'درپیش' بجای 'پیشت' دارد
[3] ہ: آمدی
[4] ن و ح: کہ بود
[5] ح: بشریفی

# مجلسِ دہم

سہ شنبہ پانزدہم ماہِ مذکور سعادتِ پای بوس حاصل[1] شد۔ جمعی از عزیزان چون مولانا وجیہ الدّین پائلی و مولانا حسام الدّین حاجی و مولانا تاج الدین بابا او مولانا جمال الدّین و یارانِ دیگرِ حاضر بودند۔ طعام پیش آوردند۔ فرمود ہر کہ صایم نیست بخورد۔ بیشتری ازان جمع چون ایّامِ بیض بود صایم بودند۔ بعد ازان طعام نزدیکِ دو سہ کس کہ روزہ نداشتہ بودند فرستاد۔ آنگاہ بر لفظِ مبارک راند کہ چون عزیزان بر[2] سند طعام پیش باید آورد و کسی را نباید پرسید کہ تو صایمی زیرا کہ اگر صایم نخواہد بود خود خواہد خورد، و حکمت دران چیست کہ نہ پرسند کہ تو صایمی زیرا کہ اگر بگوید کہ صایمم ریا را تداخلی[3] باشد و اگر آن صایم مردی باشد راسخ و صادق کہ ریا را برو گذر نباشد گوید آری صایمم حالی طاعتِ او را در دفتر علانیہ نویسند و اگر گوید صایم نہ ام دروغ گفتہ باشد و اگر ساکت شود استحقارِ سائل کردہ باشد!

# مجلسِ یازدہم

دو شنبہ بست ویکم ماہِ مذکور دولتِ پائبوس حاصل شد۔ سخن در برکتِ[4] قدمِ نیک مردان افتاد۔ فرمود کہ ہر موضعی کہ ہست بہ یمنِ اقدامِ ایشان مروّح است چنانچہ

---

1. ط: 'روی نمود' بجای 'حاصل شد' دارد
2. ح: بنشیند
3. ح: مدخلی
4. ط: منزلت برکت

مسجدِ جامع دہلی۔ بعد ازان فرمود کہ اقدامِ[1] چند اولیاء و بزرگان آنجا رسیده باشد که آن مقام چنان راحت دارد!

در اثنای آن فرمود که از محمود کبیر شنیده ام که او گفت که سحرگاهی بزرگی را دیدم که بر بالای کنگره های ملمّع مسجدِ جامع آدینه که بر سرِ طاقهای محرابست می آمد و می رفت، بشکلِ[2] مرغی در غایتِ سرعت بی تشویش ازین سر تا آن سر می آمد و می رفت و من از دُور نظّاره می کردم۔ چون نزدیکِ صبح شد ازان کنگره ها فرود آمد، پیش رفتم و سلام کردم۔ مرا گفت که دیدی؟ گفتم دیدم۔ گفت پیشِ کسی مگوی!

درین میان کاتب عرضداشت کرد که بیشتر از بزرگان احوالِ خود را مستور داشته اند حکمت چیست؟ فرمود که اگر سر فاش کنند محرمیتِ سرِّ دیگر را نشاید، چون یکی با یکی رازی گوید و آن شنونده آشکارا کند پیش آن گوینده باز رازی دیگر نگوید۔ بنده عرضداشت کرد چگونه است که خواجه ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ بارها از غیب سخنان[3] بر سرِ زبان آورده است؟ فرمود که آن زمان که اولیاء در غلباتِ شوق می باشند از سرِ سکر چیزی می گویند اما آنکه کاملست هیچ[4] نوع از اسرار بیرون ندهد۔ بعد ازان دو بار این یک مصراع بر لفظِ مبارک راند ع

مردان هزار دریا خورند و تشنه رفتند!

بعد ازان فرمود که حوصلهٔ وسیعی می باید که اسرار را شاید، و اهلِ این معنی

---

[1] ن: بجای که اقدام چند "تا چند قدم" دارد۔ ﻫ: "تا قدم چند"

[2] ح و ﻫ: بر شکل

[3] ﻫ: سخنها

[4] بجای "هیچ نوع از اسرار"، "بهیچ نوع اسرار" دارد

بتمامی[1] اصحابِ صحواند. بنده پرسید که مرتبۀ اصحابِ سُکر بالاتر یا مرتبۀ اصحابِ صحو؟ فرمود که مرتبۀ اصحابِ صحو، واللہ اعلم.

# مجلسِ دوازدهم

چهارشنبه چهاردهم ماهِ ذی الحجہ سنہ مذکور سعادتِ پای بوس دریافته شد.

سخن در قبولِ نفس افتاده بود. بر لفظِ مبارک راند که طاعتی و وردی که از نفسِ صاحب نعمتی پذیرفته[2] می شود در ادای آن راحتی دیگر است. بعد ازان فرمود که چند ورد است که من بر خود واجب کرده ام و چند ورد دیگر است که از خواجۀ خود یافته ام، در وقتِ ادای هر دو ورد راحتها را تفاوتها[3] است از آسمان تا زمین!

لختی سخن در ترکِ اختیار افتاد یعنی باختیارِ خود کاری[4] نمی باید کرد. بر لفظِ مبارک راند مردم که محکومِ دیگری باشد به که خود حاکم باشد!

بعد ازان فرمود که شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمته اللہ علیہ روزِ جمعہ بجهتِ نماز از خانقاه بیرون آمد، مریدان را پرسید که راهِ مسجدِ آدینہ کدام است چگونہ می باید رفت؟ یکی از حاضران گفت که راه اینست. از وی پرسیدند که چندین بار به نمازِ جمعہ رفته ای راه نمی دانی؟ گفت می دانم امّا بدان[5] پرسیدم تا حالی محکومِ دیگری باشم!

---

[1] ح و ه: 'بتمامی' ندارد
[2] ح: شنیده
[3] ن: چه تفاوتها
[4] ح: هیچ کاری
[5] ن: برای آن

بعد ازان در ترکِ وطن و محبّتِ خانه و کاخ و مثلِ آن وعظ فرمود و این ابیات بر لفظِ مبارک راند ؎

دشت و کهسار گیر ہمچو وحوش — خانمان را بمان بگربه و موش
قُوتِ عیسیٰ چو ز آسمان سازند — هم بدان جاش خانه پرداز ند[1]
خانه را گر[2] برای قُوت کنند — مور و زنبور و عنکبوت کنند

# مجلسِ سیزدهم

یک شنبه سوم ماهِ محرّم الحرام سنه ثمان و سَبعمائته دولتِ پائبوس میّسر شد. سخن در طاعت اُفتاد. فرمود که طاعتی است لازمه و طاعتی است متعدّیه. طاعتِ لازمه آنست که منفعتِ آن همان یک نفس طاعت کننده را باشد و آن نماز است و روزه و حج و اوراد و تسبیحات و آنچه بدان ماند، امّا طاعتِ متعدّیه آنست که ازو[3] منفعتی و راحتی بدیگری رسد باتّفاقی و اشفاقی و بدانچه دسترس شود لطف در حقِ غیری کند، آن را طاعتِ متعدّیه گویند و ثواب آن بیحدّ و اندازه است، و در طاعتِ لازمه اخلاص می باید تا قبول شود[4] امّا در طاعتِ متعدّیه هرگونه که باشد[5] و بجند مثاب باشد والله الموفّق

---

[1] ن: بردارند [2] ح: بجای 'گر برای' 'که بهر' دارد س: 'خانه کان از برای' بجای 'خانه را گر برای'
[3] ح و ک: از تو [4] ن: اُفتد
[5] ک: 'باشد و' ندارد

# مجلسِ چهاردهم

پنجشنبه هفتم ماهِ مذکور دولتِ پای بوس حاصل شد. سخن در وِلایت و وَلایت افتاده می فرمودند که شیخ را هم وَلایت باشد و هم وِلایت. وَلایت آنست[1] چون تائب شود و طاعت کند هر آئینه از طاعت ها ذوق گیرد ممکن آنست که مریدان را بخدا رساند و آدابِ طریقت تعلیم فرماید و آنچه میانِ او و میانِ خلق است آن را وَلایت گویند امّا آنچه میانِ او و میانِ حق است آن وِلایت است و آن خاص محبّت است، و چون شیخ از دُنیا نقل کند وِلایت با خود ببرد امّا وَلایت بکسی تسلیم کند بدهد[2] آن کس را که او خواهد و اگر او ندهد روا باشد که حق عزّ و جلّ آن وَلایتِ او بدیگری دهد امّا وِلایت که همراهِ او باشد آن را با خود ببرد.

درین باب حکایتی فرمود که بزرگی مریدی را بخدمتِ بزرگی فرستاد و استطلاع کرد که شب را بر بساطِ عالم چه گذشت؟ او جواب فرستاد که شب را شیخ ابوسعید ابوالخیر قدس الله سرہ العزیز در مسجدِ مهنه نقل کرد. باز آن بزرگ کس فرستاد و پرسید که ولایتِ او بکه دادند؟ او جواب گفت که آن را خبر ندارم آنچه معلوم شده بود اعلام دادم. بعد ازان ایشان را معلوم شد که ولایتِ او بشمس العارفین دادند علیه الرحمة والغفران، هم در شب بر درِ شمس العارفین آمدند. شمس العارفین ایشان را که پیش

---

[1] ن و ح: چون تائب ... ممکن آنست، ندارد [2] ه: 'بدهد' ندارد

ازانکه سخنی گویند گفت خدای تعالی را چند[1] آن شمس العارفین اند تا بکدام شمس العارفین داده اند؟

بعد ازان حکایتِ شیخ نجیب الدین متوکل رحمۃ اللہ علیہ که برادرِ شیخ الاسلام فریدالدین بود قدس اللہ سرہ العزیز می فرمود که چون او برای تعلیم و تحصیل بدرس رفت مدرّس پرسید که نجیب الدین متوکل شمائید؟ او جواب داد که من نجیب الدین متاکلم تا متوکل که تواند بود! بعد ازان مدرس فرمود که برادرِ شیخ الاسلام فریدالدین شمائید؟ او جواب داد که برادرِ صوری منم تا برادرِ معنوی که باشد!

لختی سخن در بخشائش[2] اصحابِ نعمت افتاد که در حقِ اصحابِ خدمت نظرها می کنند. درانثنای آن فرمود که خواجهٔ بود صاحب[3] نعمت و فتوت[4] گاه گاه بخدمتِ قاضی عین القضاة خرچی بفرستادی علیه الرحمة والغفران، همانا که وقتی قاضی عین القضاة علیه الرحمة از دیگری چیزی توقع کرد و غرضِ خود بوفا رسانید آن خواجه بشنید خاطر[5] گرفته گردانید و بخدمتِ عین القضاة عتاب فرستاد که چرا بایست از دیگری چیزی گرفت و این دولت هم بر من ارزانی نداشت؟ عین القضاة علیه الرحمة برو نبشت که برای این مصلحت مرنج رها کن تا دیگری نیز دولت بیابد و از آنها مباش که یکی می گفت اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِیْ وَمُحَمَّدًا وَّلَا تَرْحَمْ مَعَنَا اَحَدًا" و از انها مباش که یکی گفته است ؎

ای باغبان بیا و درِ باغ باز کن چون من درآیم و بُت[6] من در فراز کن!

---

[1] ن: چند
[2] ح و ه: بخشش
[3] ح و ه: با
[4] ح و ه: ثروت
[5] ح: بجای خاطر گرفته گردانید 'خاطر کوفته کرد' دارد
[6] ه: 'از پسِ من' بجای 'و بُتِ من' دارد

همان روز میر[1] چهجو برادرزادهٔ کاتب ارادت آورد و بیعت کرد و شمس الدّین برادرِ او محلوق شد و همین روز نبیسهٔ شیخ جلال الدّین هانسوی علیه الرحمته محلوق شد و مولانا برهان الدین غریب سلّمه الله تعالیٰ بتجدید محلوق شد و شیخ عثمان سیوستانی کلاه درخواست کرد و یافت و شمس الدّین خرقه یافت، روزی بس با راحت بود!

درین محل حکایتِ شیخ بدرالدّین غزنوی رحمته الله علیه فرمود که چون او بخدمتِ شیخ الاسلام قطب الدین اوشی قدس سرّهٗ آمد و موی سر فرود آورد شیخ می فرمود که ؎

بحقیقت چراغ کشته شود　　　چون برون رفت از سرش روغن!

# مجلسِ پانزدهم

چهارشنبه ششم ماه جمادی الاُولیٰ سنه مذکور از لشکرِ خضرآباد آمده شد دولتِ پای بوس حاصل گشت۔ سخن در مردانِ غیب افتاده بود که ایشان کسی را که قابل می بینند و عالی همّت در طاعت و مجاهده در می یابند می رُبایند۔ در اثنای آن فرمود که نصیر لقب جوانی بود در بداؤن از و شنودم که او گفت پدرِ من از[2] واصلان بود تا شبی او را از پیشِ در آواز دادند۔ او بیرون آمد، ما اندرون همین سلامی و علیکی شنیدیم و این قدر هم شنیدیم که پدرِ ما می گفت که فرزندان و اهلِ بیت را وداع کنم گفتند

---

[1] ن : امیر چهجو

[2] ن : بجای 'از واصلان بود' 'مردی واصل بود' دارد

فرصت برمی گیرد۔ بعدازان ہیچ معلوم نکردیم[1] کہ ایشان و پدرِمن کجا شدند!

ہمدرین باب حکایت شیخ شہاب الدین سہروردی فرمود رحمتہ اللہ علیہ کہ او کتابی نبشتہ است و درانجا یاد کردہ کہ ہم درعہدِ ما جوانی بود او را قزوینی گفتندی علیہ الرحمۃ، درخانۂ او مردانِ غیب جمع شدندی چنانچہ وقتِ نماز خلق صف درصف بایستادی یکی از مردانِ غیب امامت کردی، جماعت قرأتِ بلند می شنیدند و تسبیحات وآنچہ درنماز است امّا او را نمی دیدند، ہمین آن[2] قزوینی می دید۔ شیخ شہاب الدین می فرمود کہ ہم ازان مردانِ غیب یکی یک مُہرہ بدستِ آن قزوینی برمن فرستادہ است وآن مُہرہ برمن ہست۔

ہمدرین محل حکایت فرمود کہ مردی بود علی نام، ہر بار مردانِ غیب بردرِ حجرۂ او بیامدندی وگفتندی سلامٌ علیک !خواجہ علی ہمین آواز شنیدی وپس چندین بار ہمچنان بود تا رُوزی ہمہ بیامدند وگفتند سلام علیک ای خواجہ علی !خواجہ علی علیک داد و گفت ای مردان ہمین سلام خواہید گفت وآواز خواہید داد وہیچ خود را نخواہید نمود؟ بعدازانکہ این سخن بگفت پیش ازان آواز ہم نشنید۔ درین میان بندہ عرضداشت کرد مگر خواجہ علی آن سخن کہ گفت گستاخی کرد۔ فرمود کہ آری بدان انبساطی کہ کرد ازان دولت ہم محروم بماند[3]!

بعدازان فرمود کہ مردانِ غیب اوّل آواز می دہند و سخن می شنوانند بعدازان ملاقات می کنند بعدازان می رُبایند۔ درآخرِ این حکایت برلفظِ مبارک راند کہ تا چہ مقامِ باراحت است آنجا کہ این کس را می برند!

---

[1] ح و ھ : بجای 'معلوم نکردیم' 'ندانم' دارد [2] ھ : این

[3] ن : 'باز ماند' بجای 'محروم بماند' دارد

# مجلسِ شانزدہم

دوشنبه نوزدهم ماهِ مذکور سعادتِ پای بوس میسّر شد. سخن در سلوک افتاد.
فرمود که رونده روی بکمال دارد یعنی سالک تا در سلوک است امید واری کمالیّت است
بعد ازان فرمود که سالک است و واقف است و راجع، امّا سالک آنست که
او راه رود و واقف آنست که او را وقفه افتد. بنده عرضداشت کرد که سالک را
هم وقفه باشد؟ فرمود که آری هرگاه که سالک را در طاعت فتوری افتد چنانکه از ذوقِ طاعت
باند او را وقفه باشد، اگر زود درِ[1] یابد و با نابت پیوندد باز سالک تواند بود واگر عیاذاً بالله
هم بران بماند بیم آن باشد که راجع شود!

بعد ازان لغزشِ این راه را بر هفت قسمت بیان فرمود اعراض، حجاب،
تفاصل، سلبِ مزید، سلبِ قدیم، تسلّی، عداوت. این قسمت را تمثیل و تفصیل
فرمود که دو دوست باشند عاشق و معشوق مستغرقِ محبّتِ یکدیگر، درین میان اگر از
عاشق حرکتی یا سکنتی یا قولی[2] یا فعلی در وجود آید که نه پسندیدۀ دوستِ او بود آن دوست
ازو اعراض کند یعنی روی بگرداند، پس عاشق را واجب است که درحال باستغفار
مشغول شود و بمعذرت پیوندد هر آئینه دوستِ او ازو راضی شود آن[3] اندک اعراضی که
بوده باشد ناچیز گردد، واگر آن محبّ همران خطا اصرار کند و عذرِ آن نخواهد آن اعراض به

---

[1] ه: کار دریابد [2] ن: بجای 'یا قولی یا فعلی' 'یا تعویق' دارد
[3] ن: بجای 'آن اندک اعراضی' 'اندک مایه اعراض' دارد

حجاب کند معشوق حجابی در میان آرد، ہمین کہ خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر در تمثیلِ حجاب بدین سخن رسیده دست بالا کرد و آستین پیشِ روی مبارک داشت و فرمود کہ مثلاً ہمچنین حجابی شود میانِ محبّ و محبوب! پس محبّ را واجب آید کہ در اعتذار کوشد و بتوبہ[1] گراید، و اگر دران باب ہم آہستگی کند آن حجاب بہ انفاصل کشد، چہ شود یعنی آن دوست ازو جدائی گزیند، پس اوّل اعراضی بیش نبود چون عذر نخواست حجاب شد و چون ہمبران ناپسندیدگی مصر ماند انفاصل شد، پس اگر ہم آن دوست مستغفر نشود سلبِ مزید شود، مزیدی کہ اورا بود در اوراد و ذوقِ طاعت و عبادت و غیرِ آن آن مزید ازو باز ستانند، پس اگر ہم عذرِ آن نخواہد و بران بطالت بماند سلبِ قدیم شود طاعتی و راحتی کہ پیش از مزید داشتہ است آن را ہم بستانند، پس اگر اینجا ہم در توبہ تقصیری رود بعد ازان تسلّی شود، تسلّی چہ باشد یعنی دوستِ اورا بر جدائی او دل بیارامد[2]، پس اگر باز ہم در انابت اہمال رود عداوت پیدا شود و آن محبت کہ بوده باشد بعداوت مبدّل شود نعوذ باللہ منہا۔[3]

# مجلسِ ہفدہم

دوشنبہ بست و پنجم ماہِ مذکور دولتِ پای بوس دریافتہ شد سخن در فضیلتِ اِطعام افتاد بر لفظِ مبارک راند کہ نیکو چیزیست طعام بخلق دادن!

---

[1] ن = پیوستہ بتوبہ [2] ن و ح = بیارامد

[3] نعوذ باللہ منہا بالعین والراس

دراثنای آن فرمود که خواجه علی پسرِ خواجۀ بزرگ شیخ رکن الدین[1] حشرهم الله بالخیر اجمعین درخروجِ کفارِ تتار گرفتار شد۔ او را پیشِ چنگیزخان بردند۔ یکی از مریدانِ آن خانواده آنجا حاضر بود، ہمانا که آنجا مکنتی داشت چون خواجه علی را اسیر دید حیران ماند باخود اندیشید که طریقِ خلاصِ او چگونه باشد و او را بچه نوع پیشِ چنگیزخان ذکر کنم؟ اگر گویم که از دودمانِ کرامت و بزرگیست او چه معلوم[2] کند و اگر ذکرِ طاعت و عبادت کنم ہم مؤثر نیاید، درجمله بعد از تاملِ بسیار پیشِ چنگیزخان رفت و گفت که پدرِ این مرد مردی بزرگ بود طعام بخلق دادی او را خلاص باید داد۔ چنگیزخان گفت خلقِ خود را طعام دادی یا خلقِ بیگانه را؟ آن مرد گفت که خلقِ بیگانه را، خلقِ خود را ہمه کس طعام می دهد امّا پدرِ او خلقِ بیگانه را طعام دادی۔ چنگیزخان ازین سخن خوش شد گفت[3] چه نیک کسی بود که خلقِ خدا را طعام می داد! پس درحال فرمود که او را مخلص کنند، و خلعتی ہم بداد و عذر خواست۔

بعدازان خواجه ذکره الله بالخیر فرمود که طعام دادن در کل مذاہب پسندیده است۔

بعدازان سخن در خطره[4] و عزیمت و فعل افتاد فرمود که اوّل خطره است یعنی اوّل چیزی در دلِ مردم بگذرد، بعدازان عزیمت است یعنی بران اندیشه دل بنهد[5] و بعد ازان فعل است یعنی آن عزیمت را بفعل رساند۔ بعدازان فرمود که عوام را تا فعل نکنند نگیرند امّا خواص را ہم در خطره مواخذه باشد، باید که مردم در ہر حالی بخدای گریزند زیرا که خطره و عزیمت و فعل ہمه آفریدۀ حق است در ہمه احوال بحق پناه جویید!

---

[1] ح و ه: رکن الدین چشتی رحمة الله علیهم اجمعین
[2] ن: 'داند' بجای 'معلوم کند' دارد
[3] ه: بجای 'گفت چه نیک کسی بود' 'که بزرگ کسی بوده باشد' دارد
[4] ه: خطرت
[5] ن: می بندد

بعد از آن فرمود که شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ گفتی کہ ہیچ خطرہ[1] در دل من نگذشت کہ نہ من بفعلِ آن متہم[2] شدم اگرچہ ہرگز آن فعل نکردہ بودم، تا وقتی درویشی صادقی تمامی در خانقاہِ او آمد شیخ ابوسعید ابوالخیر کمالِ معرفتِ او بدید و دانست کہ او چہ مرد است! وقتِ افطار دخترِ خود را فرمود تا کوزۂ آب پیشِ او ببرد، دختر اگرچہ خُرد بود باادبِ تمام و غایتِ حرمت آب پیشِ آن درویش برد۔ شیخ ابوسعید را ادبِ دختر بغایت پسندیدہ نمود[2] در خاطر گذر را یند کہ تا کدام بندہ نیک بخت خواہد بود کہ این دختر در حبالۂ[3] او خواہد آمد! چون این اندیشہ در خاطرِ شیخ گذشت حسن مؤذن را کہ خادمِ خانقاہ بود در بازار فرستاد گفت برو خبر بیار کہ در شہر چہ آوازا[4] است؟ حسن مؤذن در بازار رفت و باز آمدہ پیشِ شیخ رفت و گفت کہ در بازار امروز[5] سخنی شنیدہ ام کہ ہیچ گوشی طاقتِ شنیدنِ آن ندارد۔ شیخ فرمود کہ بگو۔ حسن گفت آن سخن بر زبانِ من چگونہ رود؟ شیخ فرمان داد کہ آنچہ شنیدہ ای بباید گفت۔ حسن مؤذن گفت در بازار یکی مرد دیگری را می گفت کہ شیخ ابوسعید می خواہد تا دخترِ خود را در حبالۂ خود آرد۔ شیخ بخندید و گفت ہمان خطرۂ مرا[6] بر من مواخذہ کردند!

چون خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر این حکایت تمام کرد بندہ عرضداشت کرد کہ ازین حکایت معلوم می شود کہ شیخ ابوسعید ابوالخیر در عہدِ خود نیکبخت ترینِ بندگان[7] بودہ است۔

---

[1] ہ : خطرتی [2] ح : آمد

[3] ح : حبالۂ نکاح [4] ح : آوازہ

[5] ح و ہ : 'امروز' ندارد [6] ہ : را

[7] ہ : بزرگان ن : مردان

گفت آری، و بنده را درین سخن استحسان فرمود۔

لحتی سخن در استقامتِ توبه افتاد، بر لفظِ مبارک راند که اگر یکی از شراب توبه کند هر آئینه حریفان و قرینانِ پیشینه او را مزاحمت نمایند و هر بار بشراب خوردن بموضعی که ذوق گرفته باشند او را طلب کنند و جهد کنند تا او باز شراب خورد، و این معنی آنگاه باشد که او را اندک میلی[1] در دل مانده باشد و اگر تائب دل از آن اندیشه کلّی صاف کند هیچ قرینی و حریفی او را مزاحمت نتواند نمود، دلیل بر صدقِ توبهٔ او بر شکستنِ قرینان و حریفانِ او باشد از و! بعد ازان می فرمود که هر کرا که بمعصیتی و فسقی مردمان بر زبان گیرند آنگاه باشد که اندک مایه[2] دلِ آن کس بدان فسق و معصیت مائل باشد، امّا چون تائب دلِ خود تمام از آن ناشائسته باز دارد، هیچ کس او را بدان جُرم و جنایت یاد نکند، این همه معانی دلیلِ استقامتِ توبه است یعنی تا تائب بر سرِ توبه مستقیم است نه او را کسی بمعصیت تواند خواند و نه بفسق نامِ او بر زبان تواند راند، امّا اگر مائل باشد بدان گناه و بدان معصیت هر آئینه هم او را در طلب مزاحمت نمایند و هم بر زبان ذکرِ او بفسق و فجور برند۔

لحتی ذکرِ حیدر زاویه افتاد علیه الرحمة، بر لفظِ مبارک راند که او تُرک بچّه بود و درویشی صاحبِ حال بود، در آنچه خروجِ چنگیز خان شد کفّار روی جانبِ هندوستان نهادند، دران ایّام او روزی روی سوی یاران کرد و گفت از مغلان گریزید که ایشان غالب خواهند آمد! پرسیدند که چگونه[3]؟ گفت ایشان درویشی را برابرِ خود می آید

---

[1] ح: مایه میل ع: مایه هوای

[2] ح و ه: میلی

[3] ن: بجای "که چگونه" "از کجا می گوئی" دارد

و خود در پناهِ آن درویش می آیند، من در سرِ آن درویش کشتی گرفتم او مرا بر زمین زد اکنون حقیقت آنست که ایشان غالب خواهند آمد شما بگریزید بعد ازان خود در غاری رفت و ناپیدا شد، عاقبت هم چنان شد که او گفته بود!

بعد ازان بر این حکایت بنده عرضداشت کرد که این طائفه که طوق و دست کلهٔ آهنین در دست و گردن می کنند متابعتِ اوست؟ فرمود که آری ولیکن او را حالی پیدا شده بود دران حال آهن[1] گرم تافته بر می گرفت و بدستِ خود گاه طوق می ساخت و گاه دست کلهٔ می کرد آهن بر دستِ او چون موم شده بود، و این طائفه که هستند طوق و دست کلهٔ می کنند[2] امّا آن حال کجاست؟

لختی سخن دران افتاد که حیات آنست که درویش بذکرِ حق مشغول باشد. بعد ازان فرمود که بزرگی بود او را میره[3] گرامی می گفتند. درویشی را آرزوی آن شد که بزیارتِ او آید، و این درویش را کرامتی بود که هر خواب که دیدی راست بودی، تعبیرِ آن خواب عین آن بودی که دیده بودی تا وقتی او را اشتیاقِ میره گرامی غالب گشت، روان شد بجائی که میره گرامی بوده است. در اثنای راه بمنزلی نزول کرده بود و در خواب شده بود، در خواب شنیده که میره گرامی مُرد. چون بامداد شد برخاست گفت که دریغ چندین راه بهوسِ[4] او قطع کردم و او بمُرد، اکنون چه باید کرد، باری بروم بموضعی

---

[1] ح: آهن گرم تافته بر می گرفت و بدستِ خود، 'آهن تافته می کرد او بدستِ خود' دارد

[2] ه: 'می سازند' بجای 'می کنند'

[3] ن: میرک گرامی. ترجمه غلام احمد خان بریان، خواجه میر گرامی. س: امیر گرامی

[4] ن: بهوای

که او بود و گورِ او را زیارت کنم۔ چون برسید بمقامی که میره گرامی بود از هرکسی پرسیدن گرفت که گورِ میره گرامی کجاست؟ همه گفتند او زنده[1] است گورِ او چه می پُرسی! این درویش حیران ماند که خوابِ من چرا دروغ شد۔ الغرض بخدمتِ میره گرامی درآمد و سلام کرد۔ میره گرامی علیک داد و گفت ای خواجه خوابِ تو بمعنی راست بود زیرا که من پیوسته مشغولِ یادِ حق می باشم آن شب[2] بغیرِ او مشغول شدم این ندا بعالم در دادند که میره گرامی مُرد! والله اعلم

## مجلسِ هجدهم

پنجشنبه سیزدهم ماهِ جمادی الاُخریٰ سنهٔ المذکور دولتِ پابوس دریافته شد۔

سخن در صوم افتاده بود۔ بر لفظِ مبارک راند که در روایتی آمده است که رسول صلی الله علیه وسلم هر[3] ماه سه روز روزه داشتی امّا معلوم نیست که آن سه روزه کدام است؟ بعد از آن فرمود که آدابِ درویشی آنست که ثلث سال روزه داشته شود یعنی در سالی چهار ماه۔ بعد از آن فرمود که این را قسمتی کرده اند آنانکه سه ماه روزه دارند ده محرّم و ده ذی الحجہ نیز دارند و ده روز دیگر از روزهای متبرک و مواسم بدارند همان ثلث سال می شود۔ بعد از آن فرمود که این را نوعِ دیگر نیز تعیّن کرده اند که اگر در هفته دو روز روزه دارند مثلاً دوشنبه و پنجشنبه همان ثلث سال می شود۔

---

[1] ن و ح: حیّ و قائم و زنده۔ [2] ن: اِمشب

[3] ح: بجای 'هر ماه سه روز ... کدام است' 'سه ماه را روزه داشتی امّا معلوم نیست که آن سه ماه کدام بوده است' دارد ن: بجای 'سه ماه را' که در ح آمده 'هر سه ماه' دارد

لختی ذکرِ صائم الدّہر افتاد۔ فرمود کہ رسول اللہ فرمودہ است صلی اللہ علیہ وسلّم من[1] صام الدّھر لا صام ولا افطر، و در حدیثِ دیگر آمدہ کہ من صام الدّھر ضیّقت[2] علیہ جہنّم و[3] عقد التسعین، اکنون تطبیق[4] این دو حدیث چگونہ بود؟ در آنکہ فرمود کہ من صام الدھر لا صام ولا افطر معنی چنین باشد کہ ہرکہ پیوستہ روزہ دارد با آن پنج روز ہم عیدین و ایامِ تشریق پس ہمچنان[5] باشد کہ او نہ روزہ داشتہ است و نہ افطار کردہ، و ہرکہ پیوستہ روزہ دارد و این پنج روز افطار کند تنگ شود برو دوزخ و عقدِ نود بگرفت یعنی آن کس را گنجائی نباشد در دوزخ، ہمچنین کہ در عقدِ نود ہیچ چیز را گنجائی[6] نیست!

بعد از ان خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر بر لفظِ مبارک راند کہ آنکہ پیوستہ روزہ می دارد او را عادت می شود و رنجِ روزہ برو آسان می گردد پس ثواب دران بیشتر باشد کہ روزہ دارند کہ آن بر نفس دشوارتر آید، و[7] آن روزہ را روزۂ داؤدی گویند کہ یک روزہ روزہ دارد و یک روز افطار کند۔

---

[1] ن: من صام الدھر کلّہ، بجای 'من صام الدھر' دارد [2] ح و ہ: یضیق

[3] س: 'ھکذا وعقد تسعین' بجای 'و عقد التسعین' [4] ن و ہ: توفیق

[5] ح: بجای 'ہمچنان باشد کہ او نہ'، 'گوئی او نہ' دارد

[6] ہ: گنجایشی

[7] ن و ح: بجای 'و آن روزہ را روزۂ داؤدی گویند' 'و آن روزۂ داؤدیست' دارد

# مجلس نوزدهم

چهارشنبه نوزدهم ماهِ مذکور دولتِ پای بوس دریافته شد. همین که بنده روی بر زمین آورد فرمود که بعدادای صلوٰة ظهر ده رکعت نماز کن به پنج سلام و دران ده رکعت ده سورهٔ آخرِ قرآن بخوان؛ بعدازان فرمود که این صلوٰة را صلوٰة الخضر خوانند، تحقیق[1] اینست که این نمازِ مهتر خضر است علیه السلام تا هر که این نماز پیوسته بگزارد با خضر علیه السلام ملاقی شود.

بعدازان در نمازهای سنّت سوره تعیین فرمود، در سنّتِ نمازِ بامداد بعدازفاتحه المنشرح و المترکیف و در هر چهار سنّتِ نمازِ پیشین سوره قل یاایها الکافرون تا قل هواللّٰه احد و در دو رکعتِ سنّتِ نمازِ پیشین آیة الکرسی و اٰمن الرسول و در سنّتِ نمازِ دیگر اذا زلزلت الارض تا الهٰکم التکاثر و در سنّتِ نمازِ شام سورة الکافرون و سورة الاخلاص و در سنّتِ نمازِ خفتن آیة الکرسی و اٰمن الرسول و شهد اللّٰه و قل اللّٰهم مالک الملک و در دو رکعتِ سنّت نمازِ خفتن قل یاایها الکافرون و اخلاص و در نمازِ وتر اِنّا انزلنٰه و سورة الکافرون و سورة الاخلاص.

---

[1] ح وھ : حقیقت

# مجلسِ بستم

پنجشنبہ بست و ہفتم ماہِ مذکور سعادتِ پائبوس حاصل آمد سخن در صبرِ جمیل افتادہ بود در معنی آنکہ خلق بر وفاتِ اعزّہ ہر چہ صبر کنند[1] کاری شگرف تواند بود بر خلاف آنکہ جزع می کنند و بنامِ آن رفتہ آواز می کنند این نوع چیزی نیست۔

درین میان فرمود می آرند کہ بقراط حکیم را بست پسر بود، دریک روز ہر بست پسر او بمُردند[2] مگر سقفی بر ایشان افتاد ہر بست پسر ہلاک شدند۔ چون این خبر بہ بقراط رسانیدند از اندک و بسیار مزاجِ خود متغیّر نکرد!

ہم ملایم این معنی[3] حکایت فرمود کہ مجنون را خبر کردند کہ لیلی بمُرد۔ گفت غرامت[3] بر منست، چرا کسی را دوست گیرم کہ بمیرد!

بعد ازان چون شب در آمد شبِ آدینہ بود عورتی بخدمتِ ایشان آمد و بیعت کرد، در ثمرۂ صلاحیتِ عورات بسیار فائدہ بیان کرد۔ درین میان فرمود کہ عورتی بود در اندرپت فاطمہ[4] نام گفتندی در غایتِ عفّت و صلاحیّت چنانکہ بارہا بر لفظِ مبارکِ شیخ الاسلام فرید الدّین قدس اللہ سرہ العزیز رفتہ بود کہ آن زن مردیست کہ او را در صورتِ زنان فرستادہ[5] اند!

بعد ازان فرمود کہ درویشان کہ دعا می کنند بحرمتِ نیک زنان و نیک مردان

---

[1] ح: کنند

[2] ن: حال

[3] ن: ندامت

[4] یعنی بی بی فاطمہ سام ' ن و ح: فاطمہ نام گفتندی ندارد

[5] ن: آفریدہ فرستادہ اند

اوّل نیک زنان را یاد می کنند باعتبار آنکه نیک زنان غریب باشند۔

بعد ازان فرمود که چون[1] شیر از بیشه بیرون آید کسی نپرسد که این شیر نر است یا ماده، یعنی می باید که فرزندِ آدم بطاعت و تقوی معروف[2] آید خواه مرد باشد خواه زن!

بعد ازان در فضیلتِ پارسایان و حکایتِ ایشان این دو مصراع بر لفظِ مبارک راند[3]

گر نیک آیم مرا از ایشان گیرند ور بد باشم مرا بدیشان بخشند

# مجلسِ بست و پنجم

شنبه سیزدهم ماه مبارکِ رجب سنه مذکور دولتِ پای بوس دریافته شد۔

بنده را پرسیدند که مصاحبت بیشتر با کیان می کنی؟ بنده بعضی از یارانِ بزرگِ آن جناب را نام بُرد و گفت که بخدمتِ ایشان می باشم۔ مَحمدت فرمود و این بیت بر زبانِ مبارک راند ؎

با عاشقان نشین و غمِ[3] عاشقی گزین با هر که نیست عاشق کم شو[4] باو قرین

این بیت بگفت بعد ازان فرمود که این گفتهٔ شیخ ابوسعید ابوالخیر است رحمۃ اللہ علیہ بعد ازان فرمود که طریقِ[5] مشائخ آنست که چون از حالِ کسی استطلاع کنند پُرسند که با کیان صحبت دارد، هم ازان جا معلوم شود که او از کدام قبیل[6] است!

---

[1] ن: شیری که 'بجای 'چون شیر' دارد [2] ح و ک: بیرون [3] نسخهٔ بدل: همه

[4] ح: بجای 'کم شو باو قرین' 'باو مشو قرین' دارد ن: 'کم کن ازو قرین'

[5] ح و ک: طریقه [6] ن و ج: قبیله

لختی سخن در فضیلتِ لیلة[1] الرغائب افتاد. فرمود که رغائب جمع رغیب است یعنی چیزهای بسیار است درین شب بر لفظِ مبارک راند که نمازی که در لیلة الرغائب آمده است هر که آن را بگزارد او دران سال نمیرد. بعد ازان فرمود که یکی بود پیوسته این نماز بگزاردی آن سال که فوتِ او بود چون سال تمام شد آن شب که لیلة الرغائب خواهد بود روزِ آن وفات یافت یعنی آن سال تمام نزیست!

لختی سخن در نمازِ حضرت خواجه اویس قرنی افتاد رضی الله عنه. فرمود که این نماز در سوم و چهارم و پنجم رجب است. بعد ازان فرمود که در سیزدهم و چهاردهم و پانزدهم هم آورده اند. بعد ازان فرمود که بروایتی[2] هم چنین است بست و سوم یا بست و چهارم یا بست و پنجم.

بعد ازان در فضیلتِ این نماز بسیار[3] مبالغت نمود. هم دران محل حکایت کرد که در مدرسهٔ معزّی دانشمندی بود او را مولانا زین الدین گفتندی. مردی دانشمندی بود هر مسئله که از و پرسیدندی جوابِ شافی گفتی و در مباحثه بعبارتِ دانشمندانه در آمدی. از حالِ تعلّمِ او استکشاف کردند. گفت من هیچ نخوانده ام و شاگردی هیچ کس نکرده ام، چون بزرگ شدم وقتی نمازِ خواجه اویس قرنی بگزاردم و دعا کردم که الٰهی من در کبرسن رسیدم و هیچ تعلمی[4] نکردم مرا علمی کرامت کن! حق تعالیٰ

---

[1] لیلة الرغائب آن را گویند که شبِ اوّل آدینه ماه رجب باشد (ه)

[2] ح : بجای 'بروایتی هم چنین است' 'نیز روایت کرده اند' دارد

[3] ه : 'بمبالغتِ بسیار فرمود' بجای 'بسیار مبالغت نمود' دارد

[4] ح و ه : بجای 'هیچ تعلمی نکردم' 'هیچ تعلیم نگرفته ام' دارد

به برکتِ این نماز درِ علم بر من بگشاد تا در هر مسئله که سخن اُفتد[1] من بخوبی شارح شوم و بدرستیٔ تمام بیان کنم !

بعدازان فرمود که در آخرِ رجب نیز نمازی آمده است بجهتِ درازیٔ عمر - درین معنی حکایت فرمود که شیخ بدرالدین غزنوی علیه الرحمة والغفران پیوسته این نماز بگزاردی -

بعدازان فرمود که از شیخ نظام الدین پسرِ شیخ ضیاءالدین پانی پتی علیه الرحمة شنیده ام که دران سال که نوبتِ شیخ بدرالدین غزنوی علیه الرحمة والغفران بود آن سال او آن نماز نگزارد[2] - او را گفتند که امسال این نماز چرا نگزاردی[3] ؟ گفت[4] مرا ازعمر چیزی نمانده[5] است - همان سال نقلِ او بود !

# مجلسِ بست و دوم

سه شنبه بست و سوم ماهِ رجب سنه مذکور دولتِ پابوس حاصل آمد - سخن در کعبه و عمارت و خرابیٔ آن افتاده بود - بر لفظِ مبارک راند که کعبه را دو بار خراب کرده اند - رسول الله علیه الصلوٰة والسلام فرموده است که کعبه را دو بار خراب کنند بارِ سوم بر آسمان برند و این در آخر زمان باشد بعدازان قیامت قائم شود ، و آنچنان باشد که چون قیامت نزدیک آید بُتان را بیارند در کعبه نهند[6] و آن قبله

---

[1] ح : می اُفتند
[2] ه : نکرد
[3] ه : نکردی
[4] ه : 'نماند' بجای 'نمانده است' دارد
[5] ه : گفتند همان
[6] ن : جا دهند' بجای 'نهند'

که نامِ او اوش[1] باشد زنان بیایند و در پیشِ آن بُتان پای کوبند آنگاه کعبه را برآسمان برند!

## مجلسِ بست و سوم

شنبه[2] یازدهم ماهِ شعبان سنهٔ مذکور سعادتِ پائبوس بدست آمد۔ بنده را پیش طلبیده فرمود که باید پیوسته مشغول بطاعت و عبادت باشی و باوراد و ادعیه خواندن جهد کنی و اگرچه هم مطالعهٔ کتبِ مشائخ باشد مشغول باشی و بیکار نباشی۔ آنگاه به تشریفِ خاص مشرّف گردانید کلاه و دراع خلعت فرمود والحمدلله ربّ العٰلمین۔

## مجلسِ بست و چهارم

شنبه[3] بست و پنجم ماهِ مذکور سعادتِ پای بوس حاصل شد۔ سخن در قرآن خواندن و قیامِ شب افتاده بود و طایفه که در مسجد قیام می کنند، بنده عرضداشت کرد که اگر در خانهٔ خود قیام کنند چگونه باشد؟ فرمود که در خانهٔ خود یک سیپاره بخوانند بهتر که در مسجد ختم کنند۔ بعد ازان ذکرِ یکی افتاد که در ایّامِ سابق[4] در مسجدِ دمشق[5] دائماً شب بیداری بودی و همه شب قیام کردی بامیدِ شغلِ شیخ الاسلامی، درین میان خواجه ذکره الله بالخیر چشم پُر آب کرد و بر لفظِ مبارک راند که بسوز اوّل شیخ الاسلامی را

---

[1] ن: اوسی
[2] ن: بجای شنبه یازدهم 'چهارشنبه پانزدهم' دارد
[3] ن: چهارشنبه
[4] ل: سالفه
[5] ح و ن: جامع

و پس خانقاه را و بعد ازان خود را!

درین میان حکایت کرد که بقالی بود علیه الرحمة که مدت بست و پنج[1] سال صائم بود و هیچ کس را بر حال او اطلاع نبود تا بغایتی که اهل بیت او را هم معلوم نبود که او صائم می باشد، اگر در خانه بودی چنان نمودی که در دکان چیزی خورده است و اگر در دکان بودی چنان نمودی که در خانه چیزی خورده است! بعد ازان فرمود که اصل[2] نیت صالح می باید زیرا که خلق[3] را نظر بر عمل است اما خدای را نظر بر نیت است، چون نیت بر خدای باشد اندک عمل پسندیده است!

درین باب حکایت فرمود که در مسجد آدینهٔ دمشق وقف بسیار است، متولی آن موضع بس قوی حال می باشد گویی دوم بادشاه است تا بغایتی که اگر بادشاه را مالی حاجت باشد از متولی قرض کند، الغرض درویشی بطمع آن اوقاف در مسجد جامع دمشق طاعت و عبادت آغاز کرد که مگر شهرتی یابد و تولیت باو دهند، مدتی بطاعت مشغول بود و هیچ کس نام او بر زبان نراند تا شبی ازان طاعت[4] ریائی پشیمان شد با خدای تعالی عهد کرد که ترا خاص برای تو خواهم پرستید نه بطمع آن شغل! این عهد کرده همان طاعتی که می کرد ازان هیچ نقصان نکرد به نیت صالح بدان مشغول شد، همدران نزدیکی او را بجهت شغل تولیت طلب کردند. گفت نی، من آن[5] را تارک شده ام

---

[1] ح: بجای 'بست و پنج سال' 'بیست و سه سال' دارد. ع: بیست سال

[2] ه: اول

[3] ن: بجای 'خلق را نظر' 'نظر خلق' دارد

[4] ح و ه: عبادت

[5] ن: 'ازان' بجای 'آن را' دارد

بسیار در طلبِ آن بودم اکنون چون[1] ترک گرفتم بمن می دهند، الغرض همچنان بخدای مشغول شد و بدان شغل آلوده نگشت، الحمد للّٰه علی التوفیق

# مجلسِ بست و پنجم

آدینه[2] نهم ماه مبارکِ رمضان عمّت میامنه به سعادتِ پابوس مشرّف شده[3] آمد ـ یکی از حاضران حکایت کرد که مردی بود در غایتِ صلاحیّت و بخدمتِ درویشان عظیم مشتاق او را گفتم که چرا بخدمتِ خواجه نمی پیوندی؟ جواب داد که من وقتی به نیّتِ بیعت آنجا رفته بودم جامۂ خوابها[4] گسترده دیدم و شمع[5] ها افروخته اعتقادِ من دگرگون[6] شد باز گشتم ـ خواجه ذکرہ اللّٰه بالخیر چون این سخن بشنید روی سوی حاضران کرد و فرمود که اینجا جامۂ خوابها و شمع ها کی بود؟ بعد از ان تبسّم فرمود و گفت که چون او را دولتِ بیعت روزی نبود بدو همچنان نمودند ا درین میان بنده عرضداشت کرد که با آنکه جامۂ خوابها و شمع ها باشد اعتقاد چرا فاسد[8] باید کرد؟ بر لفظِ مبارک راند که بعضی را باندک چیزی[7] اعتقاد می گردد و بعضی را اعتقاد محکم می باشد و رسوخی تمام در ارادت ا

لختی سخن در نگاهداشتِ فرمانِ پیر افتاد ـ فرمود که وقتی شیخ الاسلام فریدالدّین

---

[1] بجای "چون ترک گرفتم" "که تارک شده ام" دارد
[2] ه : سشنبه
[3] ح : گشته
[4] ن : خوانها
[5] ن : مشعل ها
[6] ن : دیگر
[7] ن : چیز
[8] ه : عقیده

قدس الله سرہ العزیز دُعائی بر دست داشت می فرمود که کسی باشد که این دُعا را یاد گیرد؟ من معلوم کردم که ایشان را مقصود آنست که من یاد گیرم - من خدمت کردم و گفتم اگر فرمان باشد بنده یاد گیرد. آن دعا بمن داد. گفتم که یک بار بخدمت شیخ بخوانم آنگاه یاد گیرم - فرمود که بخوان - چون بخواندم اعرابی را اصلاح فرمود که همچنین بخوان - من همچنان که شیخ فرمود بخواندم اگرچه همچنان که من خوانده بودم هم معنی داشت - القصه همان زمان آن دعا در[1] خاطر یاد ماند، عرضداشت کردم که دُعا یاد گرفتم فرمان شود تا بخوانم - فرمود که بخوان - بخواندم و آن اعراب که شیخ فرموده بود همچنان خوانده شد! چون از خدمت شیخ بیرون آمدم مولانا بدرالدین اسحٰق علیه الرحمة والغفران مرا گفت که نیکو کردی که آن اعراب همچنان خواندی که شیخ فرموده بود! گفتم اگر سیبویه[2] که واضع این علم بوده است و آن دیگران که بانیٔ قواعدِ این علم بوده اند بیایند و مرا گویند که اعراب همچنان ست که تو خواندی من همچنان بخوانم که شیخ فرمودہ مولانا بدرالدین گفت که این آداب که تو نگاه می داری از ما هیچ کس را میسّر نمی شود!

لختی سخن در آدابِ خدمتِ پیر افتاد - می فرمود که از خدمتِ شیخ الاسلام فریدالدین قدس الله سرہ العزیز شنیدم که من در مدّتِ عمرِ خود یک جرأت کرده ام بخدمتِ پیرِ خود شیخ قطب الدین قدس الله سرہ العزیز و آنچنان بود که من وقتی از شیخ اجازت طلبیدم تا چلّهٔ[3]

---

[1] ح و ع : بر

[2] سیبویه (متوفّی در حدود ۱۵۶ ہجری) مؤلف ' الکتاب '

[3] ت : یک چلّه

برآرم[1] و عزلت گیرم[2]. شیخ قطب الدین قدس الله سره العزیز فرمود که حاجت نیست ازین شهرت حاصل آید از خواجگانِ ما همچنین نیامده است! من جواب دادم که وقتِ شیخ بر من حاضر است که مرا هیچ نیتِ شهرت نیست من برای شهرت نمی گویم. شیخ قطب الدین ساکت شد. بعد ازان من[4] در بقیهٔ عمرِ خود ازین سخن پشیمانی ها خوردم و استغفار ها کردم که چرا جوابی دادم که نه موافقِ حکمِ ایشان بوده است!

چون این حکایت تمام شد خواجه ذکره الله بالخیر حکایت کرد که مرا هم یک بار جرأتی رفت بخدمتِ شیخ بی قصدِ من، و آنچنان بود که روزی نسخهٔ عوارف[5] بخدمتِ شیخ بود ازان فوائد می فرمود، همانا که نسخهٔ بود بخطِ باریک نبشته یا سقیم گونه شیخ را در بیانِ[6] آن اندک مایه کششی می بود، و من وقتی نسخهٔ دیگر دیده بودم بخدمتِ شیخ نجیب الدین متوکل رحمة الله علیه، مرا ازان یاد آمد گفتم شیخ نجیب الدین نسخهٔ صحیح دارد، نگر این سخن برخاطرِ گرامئ ایشان گران آمد ساعتی شد بر لفظِ مبارک راند که[7] یعنی درویش را قوتِ تصحیحِ نسخهٔ سقیم نیست! یک دو بار این لفظ بر زبانِ مبارک راند و مرا هیچ بر دل نه که در معنی که می فرماید[8] اگر من قاصد و عامد بران نیت گفته باشم آنگاه در حقِ خود گمان برم که این سخن در بابِ منست. چون دو سه بار این سخن بگفت مولانا بدرالدین اسحٰق علیه الرحمة و الغفران مرا گفت که شیخ این سخن در بابِ تو می فرماید. من برخاستم و سر برهنه کردم و در پای

---

[1] ہ: 'بدارم' بجای 'برآرم'

[2] ح و ہ 'و عزلت گیرم' ندارد

[3] ح و ہ: آن

[4] ن: بجای من در بقیهٔ عمرِ خود 'در همه عمرِ خود' دارد

[5] یعنی عوارف المعارف تالیفِ شیخ شهاب الدین سهروردی

[6] ن و ہ: میان

[7] ح: بجای که یعنی درویش را 'که درویش را که' دارد

[8] ح: بجای که می فرماید 'کرامی فرماید' دارد

شیخ افتادم و گفتم نعوذ باللہ منہا کہ مرا مقصود ازین سخن کنایتی[1] بہ مخدوم بودہ باشد، من نسخہ دیدہ بودم ازان حکایت کردم مرا اصلا چیزی دیگر در خاطر نبودہ، ہرچند کہ من معذرت می کردم اثرِ بی رضائی را ہمچنان در شیخ می دیدم۔ چون ازانجا برخاستم ندانستم کہ چہ[2] کنم، مبادا ہیچ کس را آنچنان روز و آنچنان غم کہ مرا دران[3] روز بود، گریہ درمن افتاد مضطرب و حیران بیرون آمدم تا برسیدم بر سر[4] چاہی، خواستم کہ خود را دران چاہ اندازم۔ باز تامّل کردم و با خود گفتم کہ گدائی[5] مُردہ مُردہ گیر امّا این بدنامی مبادا بکہ باز گردد! درین حیرت[6] و حسرت سراسیمہ وار بجانبِ صحرای بیرون رفتم و با خود گریہ وزاری می کردم خدا داند[7] تا آن ساعت این کس را چہ حال بود! الغرض خدمتِ شیخ را پسری بود شہاب الدین لقب، میانِ من و او طریقِ مودّت مسلوک بود، او را ازین حال خبر شد، بخدمتِ شیخ رفت و از حالِ من بطریقِ بہتر باز گفت۔ خدمتِ شیخ محمد پسر خود را بطلبِ من فرستاد، بیامدم و سر در قدمِ مبارک آوردم آنگاہ خوشنود شد۔ دوم روز مرا پیش طلبید و شفقت و مرحمت بسیار فرمود و گفت این ہمہ برای کمالِ حالِ تو می کردم! این لفظ آن روز از خدمتِ ایشان شنیدم کہ پیر مشاطہ مرید باشد! آنگاہ مرا خلعت فرمود و بخوستِ خاص مشرف گردانید۔ والحمد للہ رب العالمین

---

[1] ح: بجای 'کنایتی بہ مخدوم بودہ باشد' سقیم نسخہ کتابخانہ 'مخدوم باشد' دارد

[2] ہ: چگونہ [3] ن و ہ: آن

[4] ح: لب

[5] در ہر نسخہ 'گدای مردہ گیر' آمدہ، از "اخبار الاخیار فی اسرار الابرار" تالیف شیخ عبدالحق محدث دہلوی تصحیح شدہ

[6] بجای 'حیرت و حسرت' 'محنت و حیرت' دارد [7] ن و ح: می داند

# مجلس بست و ششم

چهارشنبه بست و یکم ماهِ مذکور سنه مذکور بدولتِ پا ئبوس رسیده شد۔ سخن در جهدِ طاعت افتاد۔ بر لفظِ مبارک راند اوّل که مردم آغازِ طاعتی می کنند هر آئینه برنفس گران می آید و دشوار می نماید امّا چون این کس بصدق خوض می کند حق تبارک و تعالیٰ توفیق ارزانی می دارد و آن کار بر وی سهل[1] می گرداند، همچنین هر کاری که بهت اوّل دشوار می نماید چون مردم آغاز می کنند بآسانی تمام می شود!

بعد ازان حکایت فرمود که شیخ نجیب الدین متوکّل رحمة الله علیه بارها می خواست تا جوامع الحکایات را نسخه بنویساند، وجه معاش تنگ می بود و اسباب کتابت واجرتِ نسّاخ عظیم متعذّر، تا اگر کاغذ[2] حاصل کردی وجه کتابت نبودی و اگر وجهی[3] بدست آمدی کاغذ و اسبابِ دیگری نبودی[4]، الغرض یک روز نسّاخی حمید لقب بخدمت او آمد، شیخ نجیب الدین گفت که دیر بازاست تا می خواهم جوامع الحکایات را بنویسانم هیچ گونه میسّر نمی شود، حمید گفت حالی چه موجود داری؟ شیخ گفت یک درم۔ حمید آن یک درم بستد و ازان کاغذ خریده آورد و درکتابت شد۔ معلوم است که یک درم را چند کاغذ

---

1. ن: آسان
2. ن و ہ: کاتب
3. ن: وجه کتابت
4. ح و ہ: تمام نشدی

موجود شده باشد! فی الجمله او هنوز آن[1] کاغذ ها را تمام نوشته بود که فتوحی دیگر[2] رسید واسباب کاغذ دیگر وغیر[3] آن موجود شد واجرت کتابت هم ازان پیدا شد. بعد ازان متواتر رسیدن گرفت و آن کتاب بزودی وخوبی تمام شد. مقصود آنکه چون دران کار شروع رفت باتمام رسید!

لختی سخن در مناقب[4] شیخ نجیب الدین متوکل وخوبیٔ اعتقاد او پیوست، فرمود روزی بخدمت او نشسته بودم وآن روز مجرّد بودم، روی سوی او کردم وگفتم که یک بار سورهٔ فاتحه بخوان برنیت آنکه من قاضی شوم! شیخ نجیب الدین ساکت شد، مرا همچنین گمان رفت[5] که مگر نشنید[6]، دوم بار گفتم که یک بار سورهٔ فاتحه بخوان برنیت آنکه من جائی قاضی شوم! هم هیچ جواب نداد تا سوم کرّت چون باز گفتم بخندید وگفت تو[7] قاضی مشو تو چیزی دیگر شو! الغرض خدمت خواجه ذکره الله بالخیر می فرمود تا چه او را ازین کار تنفّر بود که فاتحه نخواند!

لختی سخن در آمرزش افتاد فرمود که در حدیث آمده است که اگر مردی را یک درم درکیسه باشد تا بوقت حاجت خواهد آن درم را از کیسه بیرون کشد[8] آن درم درگوشهٔ کیسه خزیده بماند چنانکه بدست آن مرد نباید گمان برد که گم شد هرآئینه مغموم گردد حق تعالی

---

[1] : بجای 'آن کاغذ ها را' 'ازان کاغذ' دارد [2] ح و ه : 'دیگر' ندارد
[3] ن : 'مجز' بجای 'غیر' [4] ن : حقائق مناقب
[5] ن : شد
[6] ن : نشنوده باشد [7] ه : الی که تو
[8] ه : کند

او را بیامرزد! بعدازان خواجه ذکره الله بالخیر بر لفظِ مبارک راند که گوئی آن حدیث در بابِ کسی معهود[1] است که او را همان یک درم بوده باشد زیرا که اگر مردی را بسیار درم باشد و یکی گم شود او[2] مغموم نگردد اما آن کس را که همان یک درم باشد و آن گم شود مغموم گردد حق تعالی او را بیامرزد! کشفِ این معانی درین روز بود و خلعت و کفشِ خاص همین روز بود که بخشید!

والحمد للّٰہ رب العلمین

# مجلسِ بست و هفتم

چهارشنبه بست و هشتم ماهِ مذکور سنة المذکور دولتِ پای بوس حاصل شد، بعادت بر بامِ دهلیز نشسته بودند، نزدیکِ در نردبانی بود. چون بنده روی بر زمین آورد اشارت فرمود که همین جا بر سرِ نردبان بنشین! بنشستم، هر باری که یک طبقِ در را باد می زد بسته می شد. بنده آن در را محکم به یک دست گرفت تا بایستد. ساعتی شد در بنده نظر کرد، دید که در گرفته مانده ام. فرمود که چرا نمی گذاری؟ بنده سر بر زمین نهاد و گفت که من این در گرفته ام. تبسم فرمود و گفت این در گرفته ای محکم گرفته ای! بعدازان بر لفظِ مبارک راند که شیخ بهاء الدین زکریا رحمة الله علیه بارها گفتی که هر دری و هر سری مباشید[3] یک در گیرید و محکم گیرید!

---

[1] ح : معمول

[2] ح و ه : بجای 'او مغموم نگردد' 'چندان غم نباشد' دارد

[3] ن : نباشید

بعد ازان حکایت کرد که دیوانهٔ روزی وقتِ صباح بر دروازهٔ ایستاده بود، چون دروازه بکشادند خلق بیرون آمد هر کسی بجانبی روان شد یکی راستا و یکی چپا و یکی مقابل هر کسی بطرفی می رفت ـ دیوانه چون این بدید گفت که اینها پریشان و مختلف و مخالف[1] می روند ازان بجائی نمی رسند، اگر همه یک ره روند بمقصود برسند!

لختی سخن در قلتِ طعام افتاد و منفعت و مضرتِ آنچه بر سرِ سیری چیزی خورند ـ بعد ازان بر لفظِ مبارک راند که بر سرِ سیری چیزی خوردن روا نیست مگر دو کس را، یکی آن کس را که بر[2] و مهمانی رسیده باشد، اگرچه آن کس سیر باشد اما برای آنکه تا مهمانِ او چیزی بخورد او[3] را روا باشد که قدری بر سرِ سیری زیادت بکار برد[4]، دوم صایمی را که وجهٔ سحور نباشد[5] و چون بداند که وقتِ سحر چیزی نخواهد بود اگر بر سرِ سیری چیزی زیادت بکار برد روا باشد۔

لختی سخن در دعای ماثوره افتاد ـ فرمود که اگر کسی برنجی و بلائی گرفتار شده باشد چنانکه به هیچ علاجی دفع نگردد روزِ آدینه بعد ادای نمازِ دیگر[6] تا وقتِ غروب به هیچ چیز مشغول نشود مگر بذکرِ این سه اسم و این را یکبارگی گوید، آن سه اسم اینست یا اللهُ یا رحمنُ یا رحیمُ، بالقطع ازان رنج خلاص[7] یابد!

---

[1] ح و ه: 'و مخالف' ندارد
[2] ح: او را
[3] ن و ه: بجای 'زیادت بکار برد' 'بخورد' دارد
[4] ح: ندارد
[5] ن: نمازِ شام
[6] ح: خلاصی

# مجلسِ بست و هشتم

شنبه هشتم ماهِ شوال سنة المذکور بسعادتِ پای بوس رسیده شد. آن روز بندهٔ[1] کمینه از حالِ جمع کردنِ این معانی عرضداشت کرد، وقتی صالح بود و خلوتی با راحت. بنده روی بر زمین آورد و گفت که عرضداشتی دارم اگر فرمان باشد عرضه دارم. فرمود که بباید گفت. بنده گفت که از سالی زیادت باشد که در بندگیٔ مخدوم پیوسته ام و هر بار که سعادتِ پای بوس حاصل شده است از لفظِ دُرر بار فوائد شنیده ام چه وعظ و نصیحت و ترغیب در طاعت و چه حکایاتِ مشائخ و احوالِ ایشان از هر باب[2] کلماتِ روح افزای بسمعِ کاتب رسیده است و خواسته ام که آن دستورِ حالِ این بیچاره باشد بلکه[3] دلیلِ راهِ این شکسته، بقدرِ فهمِ خود در قلم آورده ام، هم بنابران که بارها بر لفظِ مبارک رفته است که کتابِ مشائخ و اشاراتِ[4] ایشان که در سلوک رانده اند در نظر می باید داشت پس هیچ مجموعهٔ[5] ورای انفاسِ جان بخشِ مخدومی نتواند بود، بر حکمِ این مقدمه بنده آنچه از لفظِ مبارک شنیده است جمع کرده است و تا این زمان اظهار نکرده است منتظرِ فرمان است تا چه فرمان صادر گردد!

---

[1] ﻙ : بجای 'بنده کمینه' 'این بنده کمتر' دارد [2] ن ﻭ ﻩ : بابت

[3] ح : و

[4] ح و ﻩ : بجای 'اشاراتِ ایشان که' 'اشارتی که ایشان' دارد

[5] ح و ﻙ : مجموعی

چون خواجه ذکرالله بالخیر این عرضداشت[1] استماع فرمود حکایت کرد که من چون بخدمت شیخ الاسلام فریدالدین قدس الله سرہ العزیز پیوستم همین معنی در خاطر کردم که آنچه از لفظ مبارک ایشان خواهم شنید بخواهم نبشت . اول روز که دولت دست بوس[2] دریافتم نخست سخنی که از شیخ شنیدم این بود که بر زبان راند ؎

ای آتش فراقت دلها کباب کرده سیلاب اشتیاقت جانها خراب کرده!

بعد ازان خواستم که شرح اشتیاق پائبوس بخدمت ایشان اندکی باز رانم دهشت حضور حضرت شیخ غلبه کرد[3] همین قدر گفتم که اشتیاق پای بوس عالی عظیم غالب شده بود[4] ! شیخ چون اثر دهشت در من دید این لفظ بر زبان مبارک راند "لِکُلِّ دَاخِلٍ دَهشَۃٌ" . الغرض آن روز هرچه از شیخ شنودم[5] چون بمقام خود باز آمدم بر جائی نسخه کردم، بعد ازان هر بار آنچه سماع می افتاد در قلم می آوردم تا این معنی بخدمت شیخ باز نمودم . بعد ازان هرگاه که حکایتی و اشارتی بیان کردی می فرمودی که حاضر هستی؟ تا آن غایت که اگر من غایب بودمی چون باز بخدمت پیوستمی فائدهٔ که در غیبت فرموده بودی آن را اعاده کردی !

بعد ازان خواجه ذکرالله بالخیر فرمود که کرامتی معائنه کردم همدران ایام مردی مرا کاغذهای سپید داد یک جا جلد کرده، من آن را بستدم و فوائد شیخ الاسلام همه در آنجا ثبت کردم، بالا نبشتم که سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله،

---

[1] ن : التماس
[2] ن : پائبوس
[3] ن د ﮦ : کرده بود
[4] ن : بجای 'شده بود' 'بوده است' دارد
[5] ن : شنوده شد
ﮦ : 'بود'

واللّٰه اکبر ولاحول ولاقوة الّا باللّٰه العلی العظیم بعدازان کلماتی که از شیخ استماع داشتم بنوشتم و تا این غایت آن مجموع بر من هست.

بعد از تقریر این احوال بنده را گفت که آن کاغذها که در قلم آورده ای بیاورده ای؟ بنده عرضداشت کرد که آری آورده ام. فرمود که بیار! بنده شش تای کاغذ که در قلم آورده بود بیاورد و بدستِ مبارکِ ایشان داد. بشرفِ مطالعه ارزانی داشت و استحسان کرد و فرمود که نیکو نبشته ای و هر جای که می رسید می گفت نیکو نبشته ای. ایک دو جای بیاضی گذاشته بودم فرمود که بیاض چرا گذاشته ای؟ عرضداشت کردم که بقیۂ آن حروف نیکو معلوم نکرده بودم. شفقت فرموده بقیۂ هر کلمه بیان کرد تا آن کلمات تمام شد. این بود شفقت و مرحمت و شکسته پروری آن[1] روز الحمد للّٰه رب العٰلمین

لختی سخن در فضل و رحمتِ[2] باری تعالی اُفتاد که برعکسِ اندیشۂ خلق کارسازی می فرماید. بعدازان حکایت فرمود که خلیفۂ از خلفای بغداد جوانی را حبس کرده، مادرِ آن جوان بیامد و پیشِ خلیفه زاری کرد تا پسرِ او را اخلاص دهد. خلیفه گفت من حکم کرده ام که او پیوسته در حبس باشد و تا آنگاه که یک تن از آلِ من خلیفه باشد پسرِ تو در حبس باشد من این چنین حکم کرده ام! زال چون این بشنید آب در دیده گردانید رُوی سوی آسمان کرد و گفت که خلیفه خود این[3] حکم کرده تو چه حکم کنی؟ خلیفه این سخن بشنید دلش بگشت فرمان داد تا پسرِ او را مخلص کنند. بعدازان یک اسپِ قیمتی بدان پسر بخشید و فرمود تا آن پسر را بران اسپ سوار کرده در بغداد بگردانند و پیشِ او

---

[1] ن: ایشان، بجای "آن روز"
[2] ع: مرحمت
[3] ن و ح: بجای "این حکم کرده تو چه حکم کنی" "این حکم کرده تا تو چه حکم خواهی کرد" دارد

این ندا کنند هذا عتیق الله علی رغم خلیفة الله، هذا اعطاء الله علی رغم الخلیفه!

لحتی سخن در بخشش پیر افتاد و قابلیت[1] مرید. درین میان حکایت فرمود که مردی بود یوسف نام از مریدان شیخ الاسلام فریدالدین قدس الله سره العزیز، وقتی بخدمت شیخ عتاب گونه می کرد که من چندین سال در بندگی می باشم هرکسی از خدمت شیخ بخششی یافت مرا بایستی که پیش از همه بودی، این و مانند این می گفت تا شیخ الاسلام فرمود که از جانب من تقصیری نیست از جانب تو نیز استعدادی و قابلیتی می باید و نیز من از آنِ خود می کنم اگر خدا تعالی ندهد آن را چه توان کرد، مرید همچنان بر سر شکایت بود تا درین میان نظر شیخ بر پسرکی خرد سال افتاد. او را گفت بیا! همانجا که شیخ نشسته بود در مقابل خشت ها انبار[2] کرده بودند. شیخ آن کودک خرد را گفت برو ازان خشت ها برای من بیار. کودک برفت و یک خشت درست آورده پیش شیخ نهاد. یاری بخدمت شیخ نشسته بود، شیخ باز آن کودک را گفت که برو یک خشت دیگر برای این یار بیار. آن کودک برفت و یک خشت باز درست آورده پیش آن یار نهاد. باز شیخ آن کودک را گفت باز برو و یک خشت برای این یار بیار، و این اشارت بدان[3] یوسف کرد. آن کودک برفت نیم خشت بیاورد و پیش او نهاد! شیخ گفت من این را چه کنم من از آنِ خود کردم اما چون ترا روزی همین قدر باشد بر من چه آید؟

---

[1] ن: حکایت [2] ن: توده

[3] ح: بآن

# مجلسِ بست و نهم

پنجشنبه بستم ماهِ شوّال سنه مذکور دولتِ پائبوس حاصل شد حکایتِ شیخ عثمان حرب آبادی رحمتہ اللہ علیہ درافتاد۔ برلفظِ مبارک راند که بس بزرگ کسی بود او را تفسیر بیت۔ بعدازان فرمود که او ساکنِ غزنین بود' سبزی پختی و فروختی' از شلغم و چقندر و مانندِ آن دیگ می پختی و آن را می فروختی۔ بعدازان دربیانِ عنایتِ غیبی این بیت برزبانِ مبارک راند ؎

حق بشبان تاجِ نبوّت دہد ورنہ نبوّت چہ شناسد شبان !

یعنی موسیٰ پیغمبر علیہ السّلام۔ بعدازان از احوالِ او بیان کرد که اگرکسی بیامدی و درمِ قلب بدو دادی و آنچہ او پختہ بودی بخریدی او آن درم بستدی' اگرچہ بدانستی که قلب است برروی خرندہ چیزی نگفتی' و آنکہ درمِ سرہ بیاوردی او را نیز بدادی تاخلق را چنان معلوم شد که او قلب و سرہ را فرق نمی کند' و بیشتری می آمدند و درمِ قلب را می دادند و او بجای سرہ می گرفت و بایشان پیدا نمی کرد و طعام بدیشان می داد تا وقتِ نقلِ او شد روی سوی آسمان کرد و گفت خداوندا تو داناتری که خلق مرا درمِ قلب دادند و من بجای سرہ قبول کردم و برروی ایشان رد نکردہ ام[1] اگر از من طاعتِ قلبی در وجود آمدہ است بکرمِ خود برروی من ردّ مکن !

---

[1] ت : نکردم' بجای' نکردہ ام' دارد

بعد ازان فرمود که وقتی درویشی صاحبدلی[1] بروی برآمد و طعامی از دیگِ او طلب نمود۔ شیخ عثمان کفگیر در دیگ کرد، چون برآورد همه دُر و مروارید بود۔ آن درویش گفت که من این را چه کنم؟ باز شیخ عثمان کفگیر در دیگ کرد و برآورد، همه زر برآمد۔ آن درویش گفت آن همه سنگریزه بود و این همه سنگ کار[2] نیاید ازین دیگ چیزی بخش که من بخورم۔ بارِ سوم شیخ کفگیر برآورد همان سبزی بیرون آمد که پخته بود۔ آن درویش چون این حال بدید شیخ را گفت اکنون ترا این جا بیش نباید بود۔ همدران چند روز شیخ عثمان رحمته الله علیه از دُنیا نقل کرد!

بعد ازان خواجه ذکرالله بالخیر فرمود که چون درویش را[3] ازین بابت چیزی کشف شود[4] او را رُوی بودن این جا نباشد، حکیم سنائی این معنی را نظم کرده است ؎

پیش[5] ما جمالِ جان[6] افروز — چون نمودی برو سپند بسوز
آن جمالِ تو چیست مستی تو — وان سپندِ تو چیست هستی تو

بعد ازان بر لفظِ مبارک راند که آنچه اولیا، بیرون می دهند از مستی ایشان است که ایشان اصحابِ سُکر اند برخلافِ انبیا که اصحابِ صحو اند۔ سنائی آن را مستی می گوید یعنی چون سرّ کشف کردی پیش درنگ نباید کرد آن را بدین عبارت گفته ؎

آن جمالِ تو چیست مستی تو — وان سپندِ تو چیست هستی تو

---

۱؎ ن: صاحب حالی ۸: صاحب نعمتی ۲؎ ن و ۸: 'کار نیاید' ندارد
۳؎ ح و ۸: 'را' ندارد ۴؎ ح و ۸: کند
۵؎ در س این مصرع چنین آمده: پیچ منمای رُوی شهرافروز ۶؎ ن و ۸: شهر

بعد ازان بر لفظِ مبارک راند که مرد را کشف و کرامت[1] حجابِ راه است کار استقامت محبت دارد، والحمد للہ علیٰ ذالک

# مجلسِ سی ام

دوشنبه بیست و سوم ماهِ ذوالقعده سنۃ المذکور سعادتِ پای بوس بدست آمد. جوانی در آمد. خواجه ذکرہ اللہ بالخیر ازو پرسید که جدِّ تو مرید کدام پیر بوده است؟ او جواب داد که مریدِ شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیه خواجه فرمود که شیخ جلال الدین رحمۃ اللہ علیه کم کسی را دست دادی و همچنین قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیه دران مجلس مولانا برهان الدین غریب عصمہ اللہ حاضر بود، پرسید که بزرگی و شیخی ایشان مقرر باشد من اللہ و من الشیخ، چرا باید که ایشان دست بکسی ندهند؟ خواجه ذکرہ اللہ بالخیر فرمود که در بزرگی و شیخی ایشان هیچ نقصانی نباشد اگر مرید گیرند یا نگیرند، و این آن را ماند که دو مرد باشند هر دو را صفتِ رجولیت مقرر اما یکی را فرزندان شوند و دیگری را نشوند، او را که فرزندان نشوند نه آنست که در فحلی او هیچ تفاوتی باشد اما این چنین بسیار معائنه افتاده است انبیاء را نیز در امت مثلِ این بوده است تا آورده اند که فردای قیامت، آمنّا و صدّقنا، هر پیغامبری که بیاید امتِ او برابرِ او، با یکی امت بسیار و با یکی اندک و پیغامبری بیاید که برابرِ او یک کس باشد، اکنون در نبوّتِ ایشان نقصان و فتوری صورت نه بندد، مثلِ شیخ و مریدان برین قیاس باید کرد[2]!

---

[1] ن : کرامات

[2] ه : گرفت

## مجلس سی و پنجم

یک شنبه بست و نهم ماهِ ذوالقعده سنه مذکور دولتِ پای بوس حاصل گشت، سخن در سماع افتاده و وجدی که پیدا می شود. بر لفظِ مبارک راند که در نود و نه نام آنجا که می خوانند الواجد الماجد، معنی الواجد یعنی الغنی[1] بعدازان فرمود که معنی الواجد از وجد هم آمده است یعنی بخشندهٔ[2] وجد چنین که شکور اسم اوست، شکور آن را گویند که شکر گوید اما این جا بمعنی آنست که پذیرندهٔ شکرِ بندگان، هم چنین الواجد ظاهر آن را ماند که صاحب وجد باشد و این در حقِ باری تعالیٰ و تقدّس درست نیاید، پس این جا واجد بمعنی معطی الوجد است.

بعدازان ذکرِ شیخ شهاب الدین سهروردی افتاد رحمة الله علیه که او سماع نشنیدی. بر لفظِ مبارک راند که شیخ نجم الدین کبریٰ علیه الرحمة والرضوان گفتی که هر نعمتی که در بشر ممکن است شیخ شهاب الدین را داده‌اند[3] الّا ذوقِ سماع!

بعدازان سخن در استغراقِ شغلِ شیخ شهاب الدین افتاد فرمود که وقتی شیخ اوحد کرمانی رحمة الله علیه بر شیخ شهاب الدین آمد، شیخ مصلّای خود به پیچید و زیرِ زانو نهاد، و این معنی نزدیکِ مشایخ غایتِ تعظیم داشته باشد[4]. الغرض چون شب در آمد شیخ اوحد

---

[1] ه: بالفتح اندوهگین شدن و بالکسر توانگر شدن معنی الواجد یعنی الغنی، بجای 'معنی الواجد یعنی الغنی' دارد

[2] ن: المعطی

[3] ه: داده اند

[4] ن: بجای 'غایتِ تعظیم داشته باشد' 'عظیم التعظیم است' دارد

سماع طلبید۔ شیخ شهاب الدین قوّالان را طلب فرمود و مقامِ سماع مرتّب کرد و خود بگوشهٔ رفت و بطاعت و ذکر مشغول گشت۔ شیخ اوحد و آنها که اهلِ سماع بودند بسماع مشغول شدند۔ چون بامداد شد خادمِ خانقاه بخدمتِ شیخ شهاب الدین آمد رحمته اللّٰه علیه وگفت که شب را سماع بود هر آئینه آن جماعت را نهاری باید۔ شیخ فرمود شب را سماع بود؟ خادم گفت بود[1]۔ شیخ گفت من خبر ندارم۔ بعد ازان خواجه ذکره اللّٰه بالخیر فرمود که غایتِ استغراق وقتِ شیخ شهاب الدین نگرید که چنان در ذکر مشغول بوده است که از غلبهٔ سماعِ او خبر نداشته و هر بار که سماع فرو داشت می کردند و اهلِ سماع قرآن خواندندی شیخ می شنیدند و شیخ سماعِ ایشان باچندین غلبه نمی شنید ببایددانست که تا چه حد[2] مشغول بوده باشند!

لختی سخن در ذکرِ مزارهای لهاور[3] افتاد۔ بر لفظِ مبارک راند که بسیار بزرگان آنجا خفته اند۔ بعد ازان بنده را پرسید که تو لهاور دیده ای؟ بنده گفت آری دیده ام و زیارتِ بعضی بزرگانِ[4] آنجای کرده ام چون شیخ حسین زنجانی رحمته اللّٰه علیه و اولیای دیگر۔

بعد ازان بر لفظِ مبارک راند که شیخ حسین زنجانی و شیخ علی هجویری رحمته اللّٰه علیهما هردو مرید یک پیر بوده اند و آن پیر قطبِ عهد بوده است۔ شیخ حسین زنجانی از دیر باز ساکنِ لهاور بود' بعد از چندگاه پیرِ ایشان خواجه علی هجویری را فرمود که در لهاور رو و ساکن شو۔ شیخ علی هجویری عرضداشت کرد که حسین زنجانی آنجا هست۔ پیر فرمود که تو برو' و چون علی هجویری بحکمِ اشارتِ ایشان در لهاور درآمد شب بود بامدادِ آن جنازهٔ شیخ حسین زنجانی را بیرون آوردند!

لختی سخن در نظم افتاد۔ بر لفظِ مبارک راند که بعضی مشایخ را نظم خوب و بسیار[5] است چون شیخ

---

[1] ن: بلی [2] ح: بجای "مشغول بوده باشند" "ایشان را مشغولی بوده باشد" دارد [3] لهاور: نامِ شهرِ لاهور است [4] ه: بجای "بعضی بزرگانِ آنجای" "بعضی ازان بزرگان" دارد [5] ح د ه: بجای "خوب و بسیار" "خوب بسیار" دارد

اوحدکرمانی را و شیخ ابوسعید ابوالخیر را و دیگر بزرگان را رحمتہ اللہ علیهم اجمعین علی الخصوص شیخ سیف الدین باخرزی را رحمتہ اللہ علیہ که او را غلو تمام بود و خوب گفته است نابغایتی که مریدان بخدمتِ او باز نمودند که از هر شیخی کتابی و تالیفی مانده است تو چرا چیزی نمی نویسی؟ جواب داد که هر بیتی که از آنِ ماست برابر کتابیست !

همین روز بندهٔ امیدوار را نمازِ اشراق فرمود دو رکعت در رکعتِ اوّل بعد از فاتحه آیته الکرسی تا خٰلِدُوْن و در رکعتِ دوم بعد از فاتحه اٰمَنَ الرَّسُوْلُ تا آخر سوره و آیه اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ تا وَاللّٰهُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ بعد ازان فرمود دو رکعت دیگرِ استعاذه در رکعتِ اوّل بعد فاتحه سورة الفلق و در رکعتِ دوم سورة الناس، بعد ازان دو رکعتِ استخاره فرمود در رکعتِ اوّل بعد از فاتحه سورة الکافرون و در رکعتِ دوم بعد از فاتحه سورة الاخلاص و متعاقبِ این دوگانه ها ادعیه که آمده است. بعد ازان فرمود که دو رکعت دیگر ست خواهم گفت ۔ این سخن بر زبانِ مبارک راند و چشم پُر آب کرد و گفت آن روز که شیخ الاسلام فریدالدّین قدس اللہ سرہٗ العزیز مرا نمازِ اشراق فرمود اوّل همین شش رکعت فرمود و گفت آن دو دیگر هم خواهم گفت !

## مجلسِ سی و دوم

پنجشنبه یازدهم ماهِ ذی الحجّه سنه مذکور دولتِ پای بوس بدست آمده[1] سخن در آدابِ مجلس و در آمدن بخدمتِ پیر و آدابِ نشستن و مقام گرفتن اُفتاده

---

[1] ح: آمده

فرمود که ادبؔ آنست که چون در مجلسی درآیند هر جای که مقامِ خالی بینند بنشینند یعنی چون بخدمتِ پیر درآیند در بندِ آن نباشند که بالا و فرود بینند هر جا که فرجه بینند بنشینند که جائی آینده همان باشد!

بعد ازان فرمود که وقتی رسول علیه السّلام والصّلوٰة بمقامی نشسته بودند و یاران حلقه کرده گردِ او نشسته یکی کس بیامد نزدیکی دران دائرہ فرجہ یافت برفور بیامد و آنجا بنشست دوم دران حلقه جائی خالی نیافت و پسِ دائره بنشست سوم رُوی ازانجا بتافت و باز رفت ساعتی شد پیغمبر علیه الصّلوٰة والسّلام فرمود که این ساعت جبرئیل علیه السّلام بیامد و مرا خبر کرد که خدای تعالیٰ می فرماید که آنکس که بیامد و در دائره جائی یافت و بنشست ما اورا درؔ پناهِ خویش جای دادیم و آنکس که در دائره جائی نیافت و از شرم پسِ دائره بنشست ما ازو شرم داشتیم فردای قیامت او را فضیحت نکنیم و آنکس که رُوی بتافت و باز رفت رحمتِ ما نیز ازوی رُوی بتافت! بعد ازان خواجه ذکرہ اللّٰه بالخیر فرمود که ادبؔ اینست که آنکه بیاید هر جا که در مجلس جائی خاؔلی بیابد بنشیند و اگر جائی نیابد پسِ دائره بنشیند، باید که در میانه نه نشیند که هر که در میانه نشیند او ملعون باشد!

## مجلسِ سی و سوم

یک شنبه بست و یکم ماهِ ذی الحجّه سنه مذکور شرفِ دست بوس حاصل شد. سخن در تلاوتِ قرآن افتاد در حقِ خواندنِ آن و ترتیلی که آمده است. بر لفظِ مبارک

---

ه‍ ۵: آداب  ه‍ ۵: در آخرت  ه‍ ۶: خالی ندارد

راند که چون خواننده را در آیتی ذوقی وراحتی پیدا آید باید که آن را تکرار بکند و راحتی بگیرد!

بعدازان فرمود که درحالتِ تلاوت وسماع سعادتی که حاصل می شود آن بر سه قسم است، انوار است و احوال است و آثار است و آن از سه عالم نازل می شود و آن سه عالم کدام است ملک است و ملکوت است و بینهما جبروت است، وآن سه سعادت که نازل می شود بر سه جای فرود می آید بر ارواح و قلوب و جوارح نخست انوار از ملکوت بر ارواح بعدازان احوال از جبروت بر قلوب بعدازان آثار از ملک بر جوارح، یعنی اوّل درحالِ سماع انوار نازل می شود از عالمِ ملکوت بر ارواح بعدازان آنچه در دل پیدا می آید آن را احوال گویند وآن از عالمِ جبروت است بر قلوب بعدازان بکائی و حرکتی و جنبشی که ظاهر می شود آن را آثار گویند و آن از عالمِ ملک است بر جوارح، وَالحَمدُ لِلّٰهِ رَبِّ العَالَمِین

لختی سخن در صدقه افتاد فرمود که چون در صدقه پنج شرط موجود شود[1] بی شک آن صدقه قبول باشد[2] و ازان پنج شرط دو پیش از عطا است و دو درحالتِ عطا است و یکی بعد از عطا است، امّا آن دو شرط که پیش از عطا است یکی آنست که آنچه خواهد داد از وجهِ حلال باشد[3] و دوم شرط آنکه نیّت کند که بمردی صالح دهد بکسی[4] که در وجهِ فساد خرچ نکند یعنی باهلِ صلاح دهد، وآن دو شرط که درحالتِ عطا است یکی آنست که بتواضع و بشاشت دهد و بانشراحِ دل دهد دوم شرط آنکه درخفیه دهد، و آن یک شرط که بعد از عطا است آنست که آنچه دهد پیشِ کسی آن را برسر زبان نیارد و ذکرِ آن نکند هرآئینه آن صدقه قبول افتد.

بعدازان فرمود که صَدقه است و صُدقه است، صَدقه خود معلوم است امّا

---

[1] ن: باشد [2] ن: افتد [3] ن د ه: حاصل کند [4] ن و ح: بکسی ندارد

صُدقه کاوین[1] است و این هر دو معنی از صدقِ محبت اقتضا می کند یعنی آنکه زنی می خواهد گوئی او را هر آئینه صدقِ محبتی پیدا باید کرد پس او کاوین در میان آرد آن صُدقه است، و آنکه چیزی در راهِ حق می دهد هر آئینه بمحبتِ آنحضرت می دهد به سبب صدقِ محبت نامِ آن نیز صدقه ست[2]۔

بعد از آن حکایتِ امیر المؤمنین ابابکر صدّیق فرمود رضی الله عنه که او چهل هزار دینار بحضرتِ رسالت آورد ؎

شکرانۂ[3] چهل هزار دینار دهند | با میخ و گلیم عشق[4] را بار دهند

و آن چنان بود که آن روز در خانۂ ابوبکر صدّیق رضی الله عنه چهل هزار دینار موجود بود آن همه بخدمتِ رسول علیه الصلوٰة والسلام آورد، مصطفیٰ علیه السلام والتحیه فرمود که بر فرزندان و اهلِ بیت چه گذاشته ای؟ گفت خدای بس است و رسولِ او! بعد از آن عمر خطّاب رضی الله عنه بیامد و از آنچه ابوبکر صدّیق آورده بود نیمۂ آن آورد. پیغمبر علیه الصلوٰة والسلام فرمود که بر فرزندان و اهلِ بیت چه گذاشته ای؟ گفت نصف آورده ام و نصف باهلِ بیت گذاشته ام۔ بعد از آن پیغامبر علیه الصلوٰة والسلام در درجۂ ایشان به نسبتِ آوردۂ ایشان حکم کرد!

بعد از آن از کرامتِ ابوبکر صدّیق رضی الله عنه حکایت فرمود که آن روزی که او چهل هزار دینار بیاورد گلیمی پوشیده و میخی بران بخیه[5] زده بخدمتِ رسول علیه السّلام

---

[1] ——— کاوین بر وزن و معنی کابین است که مهرِ زنان باشد (برهان) [2] ح: باشد
[2] در (ه) بیتِ اوّل چنین آمده: (در ن و ح این بیت نیست)
شکرانه آن را که بوصلِ خویشتن یار دهند | در غار سرابست از دهن مار دهند؟ (مترجمہ غلام احمد خان بریان: حرا)
[4] ح: بجای 'عشق را' 'هر کرا' دارد [5] ن و ح: 'بخیه' ندارد

بیامد همان زمان جبرئیل علیه السلام بحضرتِ رسالت والتحیه آمد[1] بران لباس، رسول علیه السلام پرسید که این چه لباس است؟ جبرئیل علیه السلام گفت یا رسول الله امروز جمله ملایکه را فرمان شده است که بر موافقتِ ابوبکر صدّیق رضی الله عنه همه گلیم بپوشند و میخی بران زنند! بعدازان خواجه ذکره الله بالخیر این دو مصراع بر زبانِ مبارک راند ؎

شکرانهٔ چهل هزار دینار دهند | با منج و گلیم عشق[2] را بار دهند!

ازین جا سخن در صدق افتاد. حکایت فرمود که مردی بود بست و پنج دینارِ زر در همیان داشت، با خود اندیشید که بزیارتِ کعبه روم و این را بمجاورانِ کعبه و ساکنانِ[3] آن موضع دهم. این نیت کرد و روان شد، در اثنای راه عیاری بی باکی باو رسید و تیغ برآورد تا او را بکشد. آن مرد همیانی که درمیان داشت بیرون کشید و پیش او انداخت و گفت مرا بهر[4] چه می کُشی؟ برمن همین بست و پنج دینارِ زر است که درین همیان است بستان! عیار همیان برداشت دینارِ زر بیرون کشید و بشمرد راست همان بست و پنج دینار بود. آن[5] همه دینار پیشِ آن مرد نهاد و گفت ازآنِ خود بستان و بسلامت[6] برو که راستی تو قهرِ مرا فرونشاند!

بعدازان در معنیٔ تصدّق حکایت فرمود که وقتی امیرالمؤمنین عمر خطّاب رضی الله عنه بیکی اسپی بخشیده بود و آن اسپ بر[7] او لاغر شد چنانکه خیالی ماند! امیرالمؤمنین عمر رضی الله عنه، خواست که اسپ ازان مرد بخرد به بهای آن روز که بخشیده بود. چون این معنی بخدمتِ رسول علیه الصلوٰة والسلام باز نمود رسول علیه السلام منع فرمود و گفت مخر، دادهٔ خود

---

[1] گلیمی پوشیده و میخی بران زده، بجای 'هم بران لباس' دارد

[2] ح: بجای 'عشق را' 'هرکرا' دارد [3] ن: شُکّان [4] ه: برای

[5] ح: همیانی آن [6] ه: بسلامتی [7] ح: پیشِ او

را باز نباید خرید اگرچه هم بدانگی بیابی!

بعد ازان سخن در فضیلتِ اطعام افتاد. فرمود که بزرگی گفته است که یک درم را طعام بستانند[1] و پیشِ یاران آرند به از آنکه بست درم صدقه کنند! هم در فضیلتِ اطعام حکایت فرمود که مردی بود درویش صاحب حالی بر صدرِ جهانِ بخارا آمد و گفت مرا[2] به پادشاهِ شهر کاری است تو شفاعتی بکن و کارِ مرا برآر! صدرِ جهان گفت[3] من ترا چه دانم و چه شناسم که شفاعتِ تو کنم؟ آن مرد گفت مرا بر تو حقّی است! صدرِ جهان گفت چه حق است؟ گفت وقتی تو طعام کشیده بودی من آمده بودم بر مائدۂ تو نشسته و چیزی ازان طعامِ تو خوردم[4] مرا بر تو این حق است! صدرِ جهان چون این بشنید بر فور برخاست و بر پادشاه رفت و کارِ او تمام[5] کرد.

بعد ازان سخن در معاملتِ فقرا افتاد و بیع و شراء ایشان فرمود که شیخ بدرالدّین اسحٰق علیہ الرحمۃ والغفران یکی را شطرنجی داد و گفت این را به بازار برو بفروش. بعد ازان گفت که درویشانه فروشی! ازو پرسیدند که درویشانه فروختن چگونه باشد؟ گفت بخانه باز نیارند[6] بهر بهای که بیاید بفروشند[7]!

# مجلسِ سی و چهارم

دوشنبه بست و نهم ماهِ ذی الحجّه سنه مذکور دولتِ پای بوس میسّر شد.

---

[1] ن: بستانند [2] ه: بر [3] ن: بجای من ترا چه دانم و چه شناسم "ترا چه استحقاق است" دارد [4] ن: خورده [5] ح: اتمام [6] ه: نیاری [7] ه: بفروشی

سخن در مناقب و مراتب ابراهیم ادهم اُفتاد رحمتہ اللہ علیہ ۔ می فرمود که او نُه سال درغاری ساکن بوده است و دران غار چشمهٔ جاری بود، ادهم برلبِ چشمه مقیم بودی و خدای را عزّوجلّ طاعت کردی تا شبی عظیم سرد بود، همانا سرما یافت بغایتی که بیمِ هلاکت شد! دران تاریکی دستش به پوستینی رسید، آن را برخود کشید گرم شد، چون روز بلند برآمد آن پوستین از خود دُور کرد، چون نیکو نگاه کرد آن اژدهای بود چشمها گشاده و سری افراشته در تحرّک آمد! ابراهیم ادهم رحمتہ اللہ علیہ دران تحیّر بود که آوازی شنید نجّیناکَ مِنَ التَّلَفِ بِالتَّلَفِ یعنی ترا از چیزی تلف کننده که آن سرما بود نجات دادیم باژدهای که آن هم تلف کننده است!

بعدازان فرمود که درویشی دیگر را بر مثلِ این کرامت بود، و آنچنان بود که درویشی درچاهی افتاد و[1] دلو و رسنی موجود نه بود که بیرون آید در معرضِ هلاکت شده[2] ناگاه رشته شکلی دید که از بالای چاه درچاه فروهشته، دانست که سببِ خلاصیٔ اوست، آن را گرفت و از چاه بالا آمد ۔ چون نیکو نگاه کرد شیری آمده بود و دُم فروهشته! او نیز همین آواز شنید که نجّیناکَ مِنَ التَّلَفِ بِالتَّلَفِ!

هم ازینجا سخن در کرامتِ اولیا، اُفتاد ۔ فرمود که ولیٔ بود محجوب، مدّعی بیامد و درپیشِ او بنشست خواست که آن ولی را امتحان کند، درخاطر گذرانید که آن را که چشم نابینا باشد واجب باشد[3] که در عالمِ باطن نیز او را نقصانی باشد! پس رُوی سوی آن محجوب کرد و پُرسید که نشانِ ولایت چیست؟ درین میان که این سخن می پُرسید مگسی بیامد و بر بینیٔ آن مدّعی بنشست ۔ مدّعی آن را براند، باز بیامد و بر بینیٔ

---

[1] ن و ہ: 'و دلو' ندارد [2] ن و ح: اُفتاد [3] ح و ہ: کند

او نشست، باز براند و بارِ سوم هم براند- درین میان سوال کرد که نشانِ اولیا چیست؟ محجوب گفت که یک نشان آنست که باری مگس بر بینیِ[1] اولیا، نه نشیند!

لختی سخن در نگاهداشتِ لقمه افتاد و اثرِ آن- فرمود که جوانی بخدمتِ ابراهیم[2] ادهم رحمتہ اللہ علیہ مرید شد- آن جوان کثیر الطاعت بود چنانکه ابراهیم ادهم را از طاعت و عبادتِ او بسیار عجب آمد بانفسِ خود عتاب کرد که این جوان نو در آمده چندین طاعت می کند تراچندان نیست! بعدازان بنورِ[3] ضمیرِ روشنِ خود معلوم کرد که آن همه شیطانی است آن جوان همه لقمه نا[4] وجه می خورد و شیطان او را بران طاعت می داشت تا ابراهیم ادهم را آن[5] حالِ او روشن گشت آن جوان را گفت ازین طعامی که من می خورم قوتِ خود هم ازین بساز- جوان همچنان کرد، همان طعامِ درویشانه که ابراهیم ادهم می خورد از وجه[5] هیزم فروشی جوان هم ازان[6] طعام خوردن گرفت- آن غلبهٔ طاعتِ بی اصلِ او فرونشست باندک عبادت باز آمد چنانکه نماز فریضه بحیله گزاردن گرفت تا کارِ آن جوان ساخته شد و بصدق[7] باز آمد!

بعدازان خواجه ذکرہ اللہ بالخیر این سر که سر همه سعادتهاست بیرون داد گفت[9]

---

[1] ن: روی
[2] ح: سلطان ابراهیم ادهم
[3] ن: بجای 'بنورِ ضمیر..... کرد'، 'نورِ ضمیر روشن گشت' دارد
[4] ن: 'بی وجه' بجای 'ناوجه' دارد
[5] ح د ہ: از
[5] ن: ازان وجه
[6] ن د ح: باصل
[7] ہ: معاملتهاست
[9] ح: که

شیخ برای این کار می باید! بعدازان ہمدرین معنی این فائدہ فرمود کہ طاعت اندک باشد گو صدق بسیار می باید!

لختی سخن در ثمرهٔ مجاہدہ افتاد - فرمود کہ شاہ شجاع کرمانی رحمۃ اللہ علیہ چہل سال شب نخفت، بعداز چہل سال یک شب در خواب شد حضرت عزّت را در خواب دید - بعد ازان تاریخ[1] ہرجا کہ برفتی جامۂ خواب را[2] بر خود بُردی تا بخسپد و آن دولت درخواب بہ بیند تا آنگاہ کہ آوازی شنید[3] کہ دولتِ آن خواب ثمرۂ آن بیداری ہای چہل سالہ بود!

لختی سخن در جمع و خرجِ دُنیا اُفتاد - فرمود کہ این حدیث را بر دو نوع روایت کردہ اند یکی ہمچنین کہ حلالہا حساب و حرامہا عذاب یعنی آنچہ از حلال جمع شدہ است آن را حساب خواہد بود و آنچہ از حرام است آن را عذاب خواہد بود دوم نوع ہمچنین است کہ حلالہا عذاب وحرامہا عذاب، حرامہا را[4] عذاب خود معلوم است امّا حلالہا را عذاب چگونہ باشد؟ فرمود کہ یکی را در آفتابِ قیامت بایستانند و حساب طلبند و گویند از کجا حاصل کردی و کجا خرچ کردی این عذاب باشد - بعد ازان فرمود کہ بعضی گویند کہ این قولِ امیرالمؤمنین علی است رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ حلالہا حساب وحرامہا عذاب و شبہاتہا[5] عتاب[6]!

---

[1] ه: بجای 'بعدازان تاریخ'، 'ازین سبب تازیست' دارد

[2] ن و ح: 'برابر' بجای 'رابر' دارد

[3] ن: بجای 'آوازی شنید'، 'اورا آوازرسانیدند' دارد

[4] ح: حرامہارا [5] ح: مشتبہات را [6] ن: عقاب،

لختی سخن دران افتاد که بعضی مشائخ سیم قبول نمی کنند[1]. فرمود که در ستدن سیم و خرج کردن آن شرائطاست، آن ستاننده را می باید که هرچه ستاند بحق ستاند. درین معنی فرمود که آنکه سیم پیش علی می آرد مثلاً آن ستاننده را علوی می بیند و دو گیسو کرده بران عتقاد می آرد که آن فرزندِ رسول است علیہ الصلوٰۃ والسلام وآن ستاننده علوی نباشد پس هرچه بستاند محض حرام باشد.

لختی سخن در آن افتاد که مرد باید که از کسی چیزی نخواهد، نه بزبان و نه بدل اندیشد که اگر فلان کس مرا چیزی بدهد نیکو باشد امّا اگر ناخواسته و نااندیشیده بروی[2] چیزی برسد آن جائز باشد[3].

درین میان حکایتِ بزرگی فرمود که او گفتی که من از کسی چیزی نخواهم و بدل طمع ندارم امّا هرکه مرا چیزی بدهد بستانم اگرچه آن دهنده مثلاً شیطان باشد! خواجه ذکرہ اللہ بالخیر تبسم می فرمود و می گفت که آن بزرگ همچنین گفته است، مقصود او آنست که هرکه مرا چیزی بدهد بستانم من چه دانم که او کیست یا از کجا آورده است باید که من نخواهم!

لختی سخن در احوالِ انبیاء افتاد علیہم الصلوٰۃ والسلام فرمود که هر پیغمبری را وقتِ نقل مخیّر[4] می کردند، فرمان می شد که تو مخیّری اگر ترا می باید چندگاه دیگر در دنیا باشی باش و اگر نمی باید نقل کن، تا وقتِ نقلِ مصطفی علیه الصلوٰۃ والسلام عائشه رضی الله عنها این معنی در خاطر گذرانید که رسول علیه الصلوٰۃ والسلام را که داند بران خوشست

---

[1] ح و ۀ: می کنند ـ بجای «نمی کنند»

[2] ح: بجای «بروی چیزی برسد» «بدو چیزی بدهد» دارد

[3] بود

[4] مخیّر، بضم و فتح خا و یا و تحتانی مشدد مفتوح بمعنی اختیار داده شده (غیاث)

که چندگاه دیگر میانِ صحابه باشد یا بعالمِ بقا رود؟ این معنی در دل کرد و بسوی رسول علیه السلام والتحیته نگریستن گرفت. رسول علیه السلام والتحیته بر لفظِ مبارک راند که مَعَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ بِرَحْمَتِکَ[1] یَا اَرْحَمَ الرّٰاحِمِیْنَ ؕ

این بود جُزوی از فوائدالفواد که در قلم آمد از استقبالِ اوائلِ شعبان سنه سبع و سبعمائته تا اواخرِ ذی الحجه سنه ثمان و سبعمائته که مدّتِ یک سال و پنج ماه باشد و دیگر اگر خدای عزّ و جلّ خواسته باشد انچه از انفاسِ نفیسهٔ ایشان سماع اُفتد هم برین نمط تحریر پیوندد اِنشاء الله تعالیٰ بعونه والقاء حسن توفیقه،

---

[1] ح: بجای ' برحمتک یا ارحم الراحمین ' ' والحمد لله رب العالمین ' دارد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

این صفاتِ عالیہ و نفحاتِ غالیہ از الفاظِ مبارک و انفاسِ متبرکۂ خواجۂ راستین قطب الاقطاب فی الارضین ختم المشائخ فی العالمین نظام الحق والشرع والہدیٰ والدین متع اللہ المسلمین بطول بقایہ آیین جمع کردہ می آید، ہمبرین منوال چند جزوِ دیگر کہ پیش ازین تحریر یافتہ است و جلد شدہ و نامِ آن ' فوائد الفواد ' مقرر گشتہ ' امید کہ خوانندہ و نویسندہ را جمعیتِ دوجہانی حاصل آید انشاء اللہ تعالیٰ

صُحفی کہ جمع کردہ تخفیست پیشِ یاران[1] حسنِ علاء سجزی یکی از امیدواران

## مجلس اول

چہار شنبہ[2] بست و نہم ماہ شوال سنہ تسع و سبعمائۃ ۷۰۹ دولتِ پای بوس بدست

---

[1] ح - : ' بہر یاران ' بجای ' پیشِ یاران ' دارد

[2] ن : ' یک شنبہ دوم ماہ شوال ' بجای ' چہار شنبہ بست و نہم ماہ شوال ' دارد

آمد - سخن در ترکِ مخالطتِ خلق افتاده، بر لفظِ مبارک راند که در ایّامِ جوانی مرا با خلق نشست و برخاست بوده است، پیوسته در[1] دل کردمی که کی باشد که از میانِ اینها بیرون آیم؟ اگرچه مردمانِ متعلّم بودندی و مشغول بودندی در بحث هم بارها نفرت در خاطر می بودی چنانچه کرّات با یاران گفتمی که من درمیانِ شان نخواهم بود من چندروزی پیشِ شما مهمانم! بنده عرضداشت کرد که پیش ازانکه بخدمتِ شیخ الاسلام فریدالدین قدس الله سره العزیز پیوند شود این می فرمودید؟ فرمود آری -

# مجلسِ دوم

چهار[2] شنبه بست وهفتم ماهِ ذی القعده سنه مذکور سعادتِ پای بوس میسر شد - سخن دران افتاد که مریدان بزیارتِ پیر[3] خود روند و هریکی بعدازچند گاه رود - بر لفظِ مبارک راند که من سه کرّت بخدمتِ شیخ الاسلام فریدالحق والدین قدس الله سره العزیز رفته ام هر سال یک بار، بعدازان که نقل فرمود هفت بار دیگر رفته شده است یا شش بار نیکو[4] یاد نمانده امّا اغلب گمان آنست که هفت بار رفته شده است چنانکه در خاطر همچنان[5] مقرّر است که در حیات و ممات ده بار رفته شده است. بعد ازان فرمود که

---

[1] بجای 'دردل کردمی' 'دردل گران می آمد' دارد

[2] ن : 'دوشنبه دهم ماه ذی الحجه'. بجای 'چهار شنبه بست وهفتم ماه ذی القعده' دارد

[3] ة : پیران

[4] ن وح : 'نیکو یاد نمانده' ندارد

[5] ن و لا : همین

شیخ جمال الدین ہفت بار رفته بود از ہانسی، بعدازان فرمود که شیخ نجیب الدین متوکل رحمتہ اللہ علیہ اوّل بار که برفت وقتِ وداع از خدمتِ شیخ فاتحه درخواست کرد که همچنین که این بار آمده ام بارِ دیگر هم بیایم و سعادتِ دست بوس دریابم۔ شیخ فرمود که فاتحه خواندن حاجت نیست بارها خواهی آمد! بعدازان هژده بار دیگر بیآمد هژدهم بار که بازگشت فاتحه التماس نمود بدین نیت که اوّل بار که آمده بودم بر لفظِ مبارک رفت که بارها خواهی آمد از آنگاه تا امروز نوزده[1] بار شد فاتحه التماس می کنم بر نیّت آنکه یک بار دیگر هم[2] بیایم تا راست بست بار باشد۔ شیخ ساکت شد شیخ نجیب الدین همچنین گمان برد که مگر نشنیده اند[3] این سخن را اعادت کرد شیخ هم[4] هیچ جواب نفرمود، او بازگشت بعده درمیانِ ایشان ملاقات نشد!

لختی حکایتِ شیخ بهاءالدین زکریا افتاد رحمتہ اللہ علیہ که او بخدمتِ شیخ الشیوخ شهاب الدین سهروردی پیوست قدس اللہ سرہٗ العزیز، درخدمتِ او هفده روز بیش نبود، درین[5] هفده روز شیخ شهاب الدین نعمتها بر وایثار کرد۔ چون شیخ بهاءالدین بهندوستان آمد بازعزیمت کرد که بخدمتِ شیخ رود۔ چون روان شد شیخ جلال الدین تبریزی رحمتہ اللہ علیہ ازپیش بیامد شیخ بهاءالدین را بازگردانید گفت که فرمانِ شیخ الشیوخ همچنین است که بازگردی!

بعدازان دربزرگیٔ شیخ بهاءالدین سخن درپیوست۔ فرمود که درهفده روز

---

[1] ح: نوزدهم
[2] ح وه: 'هم' ندارد
[3] ن وه: 'نشنید' بجای 'نشنیده اند' دارد
[4] ه: 'هم هیچ ندارد' ف: 'هیچ' ندارد
[5] ن: سخن
[6] ف: 'وهفدهم روز' بجای 'درین هفده روز' دارد

آن نعمتہا یافت کہ یارانِ دیگر بسالہا نیافتہ بودند تا چنانکہ بعضی یارانِ قدیم مزاج متغیر کردند کہ ما چندین سال خدمت کردیم ما را چندان نعمت نرسید[1] و ہندوستانی بیامد و در مدتِ اندک شیخی یافت و نعمتِ[2] فراوان! این خبر بسمعِ شیخ رسید ایشان را جواب فرمود کہ شما ہیزم ہای تر آوردہ بودید در ہیزمِ تر کی باید کہ آتش درگیرد اما ذکریا ہیزمِ خشک آوردہ بود بیک نفخ درگرفت!

# مجلسِ سوم

پنجشنبہ سیزدہم ماہِ ذی الحجہ سنہ مذکور سعادتِ پابوس میسر شد. سخن[3] در ملازمتِ[4] طاعت و مشغولی حق اُفتاد. فرمود کہ ہرکرا وجود بیست بین العدمین است[5] وجودی کہ میانِ دو عدم باشد او را ہم عدم باید گرفت[6] چنانکہ در ایامِ معروفہ عورات اگر یک روز خون می بینند و دوم روز طہر باز سوم روز خون می بینند آن طہر را ہم حکمِ خونست. بعد ازان بر لفظِ مبارک راند الوجود بین العدمین کالطہر المتخلل بین الدمین، حاصل الامر در چنین عمری کہ وجودِ او را حکمِ عدم است چہ اعتماد باید کرد و این قدر را بعطلت و غفلت چہ باید گذرانید!

بعد ازان حکایتِ بزرگی فرمود کہ پیوستہ مشغول بحق بودی و با خلق

---

[1] ن و ہ: 'و' ندارد

[2] ہ: نعم

[3] ن: سخن

[4] ن: 'ملازمت' ندارد

[5] ہ: 'است' ندارد

[6] ح: گفت

مخالطت نکردی۔ او را گفتند چه حالست که هیچ بمجاورت کسی مشغول نشوی و از صحبت خلق احتراز کنی؟ آن پیر جواب داد که پیش ازین چندین[1] هزار سال معدوم بودم و بعد ازین هم روزگارها[2] معدوم خواهم بود این قدر عمری که درین میان یافته ام آن را چه ضایع گذارم[3] و بمجاورت خلق و اشتغال مالایعنی چه خرج کنم[4]، باری این مایهٔ حیات چنان گذارم که رضای حق است!

مولانا محمود اَوَدهی ذام ورعهٔ حاضر بود او را پرسید کجا می باشی؟ او گفت درخانهٔ مولانا برهان الدین غریب دامت فضایله، بر لفظ دُرر بار راند مرد سِره[5] باش هرکجا که خواهی باش!

بعد ازان فرمود که هر روز زمین بعضی بقعه از بعضی بقعه بزبان حال احوال باز پرسد که امروز بر تو هیچ ذاکری گذشت یا هیچ غمناکی[6] گذرکرد[7]؟ اگر بگوید بگذشت آن بقعه که برو گذشته باشد بر آن بقعه شرف کند!

## مجلس چهارم

سه شنبه بست و پنجم ماهِ ذی الحجه سنه مذکور دولت پای بوس بدست آمد۔

---

[1] ن: چند، ۵: صد  [2] ح: روزها
[3] ح: کنم  [4] ح: سازم
[5] سره: بفتح اوّل وثانی، هر چیزی نکو و راست و بی عیب و خلاصه و پسندیده و برگزیده و اعلیٰ و نفیس را گویند (برہان) [6] ن: دردناک یا عالمی غمناکی  [7] ح و ۵: "گذشت" بجای "گذرکرد"

خدمتِ شیخ آن روز از نمازِ جنازهٔ عزیزی باز آمده بود و از احوالِ او حکایت میفرمود که مردی نیک بود و اخلاقِ نیکو داشت و اتفاق[1] نیز و با نیک و بدِ کسی کاری نداشت، بجادهٔ صلاح بود، همین بود که دستِ کسی نگرفته بود. بعد ازان بر لفظِ مبارک راند که مرد چون علم بیاموزد او را شرفی[2] حاصل آید و چون طاعت کند کارِ او بهتر گردد[3]، درین محل پیر بباید "تا هر دو را بشکند یعنی علم و عمل را از نظرِ او فرود آرد" تا بعجب مبتلا نشود و زیان زده نگردد. آنگاه هم درباب آن متوفی فرمود که شنیده شد که وقتِ نقل تنها بود، هیچ کس از خویش و بیگانه بر سرِ او نبود، همین او بود و حق تعالیٰ، و این بزرگ حالتی است و سعادتی!

ازینجا حکایتِ مولانا شهاب الدین خطیب هانسوی افتاد. فرمود که او مناجات[4] کردی که خداوندا من بسیار عهدِ تو بوفا رسانیده ام امیدوارم که تو هم این عهدِ مرا بوفا رسانی که وقتِ نقلِ من هیچ کس با من نباشد نه ملک الموت و نه فرشتهٔ دیگر همین من باشم و تو!

بعد ازان فرمود که این مولانا شهاب الدین رحمة الله علیه بس عزیز کسی بود، هر شب سورة البقر بخواندی آنگاه در خواب شدی تا حکایت کرد که شبی این سوره می خواندم از گوشهٔ خانه آواز آمد که ؎

داری سرِ ما وگرنه دور از برِ ما     ما دوست کشیم و تو نداری سرِ ما

---

[1] ن د ه: اتفاقی
[2] ح: اِشرافی
[3] ن د ه: رود
[4] ن: "مناجات کردی و گفتی" بجای "مناجات کردی" دارد

اہلِ خانہ ہمہ خفتہ بودند حیران بماندم کہ این کہ می گوید و نیز کسی درخانہ چنان نبود کہ این معنی ازو صادر شود تا بارِ دیگر ہمین شنیدم ؎

دوست کشیم و تو نداری سرِ ما ما داری سرِ ما و گرنہ دُور از برِ ما

خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر چون برین حرف رسید گریہ چنان غالب شد کہ تمامی حکایت تقریر نتوانست کرد ! می گریست و می گفت این مولانا شہاب الدین[۱] از خطابت برفت و بلاہا رسید و محنت ہا کشید و ہمچنان رفت کہ می خواست !

لختی سخن در سماع و اہلِ سماع اُفتاد - بر لفظِ مبارک راند کہ سماع محکی[۲] تو بیست مردان را !

لختی سخن دران افتاد کہ ایمان یاس چگونہ باشد؟ فرمود کہ کافران وقتِ مرگ عذاب را معائنہ کنند آن زمان ایمان آرند، آن ایمان محسوب نیست زیرا کہ این[۳] ایمان بغیب نیست اما اگر مومنی وقتِ مرگ توبہ کند توبۂ او قبول است، ایمانِ کافران[۴] وقتِ مرگ قبول نیست !

## مجلسِ پنجم

یک شنبہ پانزدہم ماہِ محرّم سنہ عشر و سبعمائتہ دولتِ پابوس میسّر شد۔

---

۱؎ ن و ۵ : را

۲؎ ح : محکی است قوی مردمان را، بجای محکی تو بیست مردان را، دارد

۳؎ ۱ ۵ آن ۴؎ ن و ح : کافر

سخن در کتبِ مشایخ افتاد و فوائدی که ایشان نویسند. عزیزی حاضر بود عرضداشت کرد که مردی مرا در اَوَدھ کتابی نمود و گفت که این نبشتۂ خدمتِ مخدوم است. خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر فرمود نی[1] تفاوت گفته است من هیچ کتابی نه نبشته ام!

بعد ازان فرمود که شیخ علی هجویری رحمۃ اللہ علیہ چون کشف المحجوب بنوشت در اوّلِ کتاب نامِ خود یاد کرد بعد ازان دو سه جای دیگر هم. آنگاه سبب یاد کردنِ نامِ خود گفت این بود که من پیش ازین اشعارِ عربی گفتمی دران جای نامِ خود نیاوردمی تا جوانمردی آن اشعار همه بنامِ خود کرد و در وقتِ نقل بے ایمان رفت!

چون این حکایت تمام شد سخن دران افتاد که وقتِ نقل وقتی دشوار است و دانستن آنکه با ایمان رفت و که بی ایمان، بعد ازان برلفظِ مبارک راند که علامتِ سلامتی[2] ایمان آنست که رونده را وقتِ رحلت روی زرد شود و جبین عرق کند. دراثنای آن این معنی فرمود که والدۂ مرا وقتِ نقل همین علامت سعادت داشت.

بعد ازان روی سوی حاضران کرد و فرمود که دو رکعت نماز است که بجهتِ نگاهداشتِ ایمان می باید گزارد بعد از صلوٰۃ مغرب، در رکعتِ اوّل بعد از فاتحه هفت بار اخلاص و یک بار سورۃ الفلق و در رکعتِ دوم بعد فاتحہ هفت بار اخلاص و یک بار سورۃ الناس، بعد ازان سر بسجده نهد و سه بار بگوید یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ ثَبِّتْنِیْ عَلَی الْاِیْمَانِ. آنگاه برکتِ این نماز را حکایت فرمود که شنوده ام[3] از خواجہ احمد نبیسۂ شیخ معین الدّین حسن سجزی قدس اللہ سرہٗ العزیز، و این

---

[1] ن: که [2] ن: علامات [3] ح و ط = شنودم

خواجه احمد عظیم صالح بود، او گفت مرا رفیقی بود لشکری او پیوسته این دو رکعت نماز بگزاردی تا وقتی بیگاه تری در حدودِ اجمیر بودیم، نمازِ شام در رسید، آنجا بیم دُزدان بود و دُزدان هم نمودار گردیدند، حالی ما به تعجیل سه رکعت نمازِ فریضه و دو رکعت سنّت گزاردیم و جانبِ شهر آمدیم، آن یار با آنکه تشویشِ دُزدان دیده بود و خوفی آنچنان البتّه آن دو رکعت نمازِ نگاهداشتِ ایمان بگزارد، الغرض چون وقتِ نقلِ آن جوان آمد مرا خبر شد من برای تفحّصِ احوالِ او بر سرِ وقتِ او حاضر شدم، آن چنان رفت که می باید! خواجه ذکره اللّٰه بالخیر فرمود که خواجه احمد حکایتِ نقلِ آن جوان برین نمط تقریر کرد که اگر مرا پیشِ کرسیِ قضا برند من گواهی دهم که او با ایمان رفت الحمد للّٰه ربّ العالمین

بعد ازان دو رکعت دیگر یاد کرد هم بعد از صلوٰة مغرب برین نهج که مرا یاری بود همدرس، او را مولانا تقی الدّین گفتندی، مردی صالح بود و دانشمند او پیوسته بعد صلوٰة مغرب دو[1] رکعت نماز بگزاردی در رکعتِ اوّل بعد فاتحه سورهٔ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ و در رکعتِ دوم بعد فاتحه سورهٔ وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ بخواندی۔ چون او نقل کرد خواجه ذکره اللّٰه بالخیر می فرمود که من او را در خواب دیدم و گفتم که خدای تعالیٰ با تو چه کرد ؟ گفت چون کارِ من تمام شد فرمان آمد که ما او را بدین دو رکعتِ نماز بخشیدیم! یکی از حاضران سوال کرد که این را صلوٰة النّور گویند ؟ فرمود که خبر این را

---

[1] ح : 'دوگانه' بجای 'دو رکعت' دارد

صلوٰة البروج گویند' آن دو رکعت که در هر دو آیتهای مبدا سورهٔ انعام می خوانند در رکعتِ اُولی ختم بر یَسْتَهْزِءُوْن و در رکعتِ دوم از اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا هم ختم بر یَسْتَهْزِءُوْن آن را صلوٰة النّور گویند۔

بعدازان در ترغیبِ این دقت و وقتِ طلوع حکایت فرمود که چون شب در آید فرشته بر بامِ کعبه برآید و ندا کند که ای بندگانِ خدا و ای اُمّتانِ محمّد! خدای تعالی شما را شبی بخشیده است و شما را شبی در پیش است و آن شبِ گور است' برای ذخیرهٔ آن شب د[1]رین شب کاری بکنید و آن اینست که دو رکعت نماز بگزارید در رکعتِ اوّل بعد فاتحه پنج بار سورهٔ قُلْ يَا اَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ، و در رکعتِ دوم همچنین[2]' و چون روز برآید همان فرشته بر بامِ بیت المقدّس برآید و ندا کند که ای بندگانِ خدا و ای اُمّتانِ محمدؐ! خدا تعالی شما را رُوزی بخشیده است و شما را رُوزی در پیش است و آن رُوزِ قیامت است' برای ذخیرهٔ آن روز د[3]رین روز کاری بکنید و آن آنست که دو رکعت نماز بگزارید در هر رکعت بعد از فاتحه پنج بار سورة الاخلاص بخوانید۔ بعدازان بر لفظِ مبارک راند که شیخ جمال الدّین هانسوی علیه الرحمة والغفران این را حدیثی روایت کرد مرا لفظِ حدیث یاد نمانده است معنی این بود که تقریر افتاد۔

لحتی سخن در ذکرِ موتِ اولیا افتاد و حالی که بعد ازان می باشد۔ درین میان فرمود که اولیا را وقتِ نقل همچنان اند که گوئی کسی در خواب باشد و معشوقِ

---

[1] ن: 'امشب' بجای 'درین شب' دارد     [2] ۵: نیز همچنین

[3] ن: 'امروز' بجای 'درین روز' دارد

او ہم در بستر او حاضر شده وقتِ رحلت آن خفته را ماند که چون ناگاه از خواب بیدار[1] شود معشوقِ خود را که ہمہ عمر در طلبِ او بوده باشد ہم در بسترِ خود[2] به بیند دانی او را چه شادی و فرحت آید[3]! یکی از حاضران سوال کرد که بعضی اولیا، می باشند که ایشان را ہمین جا نعمتِ[4] مشاہده حاصل است؟ فرمود که آری امّا این نعمتی که این ساعت می بیند چون آن نعمت بکمال دریابد[5] راست بدان خفته ماند که چون بیدار شود معشوقِ خود را در بسترِ خود یابد بحکمِ این حدیث که الناس نیام فاذا ماتوا انتبهوا، یعنی ہمه خلق خفته اند چون بمیرند بیدار شوند، تا ہرکسی این جا بچه مستغرق است چون بمیرد ہمانچه[6] مطلوبِ اوست بدو دہند!

بعد ازان در ذکرِ موتِ اولیا، حکایت فرمود که مرا دوستی بوده است در بداؤن، احمد نام، عظیم صالح و متعبد[7] بود و ابدال صفت، اگرچه امّی بود ہمه روز در تحقیقِ مسائلِ شرعی و احکامِ آن مشغول می بودی و از ہرکسی ہمان می پرسیدی تا چون مرا بدہلی آمدن شد او ہم بدہلی آمد. روزی در راہی ملاقی شد، مرا بدید و گرم[8] پرسید، بعد ازان از احوالِ[9] والدۂ من پرسید، او را از زحمتِ والدۂ من معلوم بود امّا از نقل نه. گفتم والدۂ من برحمتِ حق پیوست. گفت بقای تو باد! لیکن

---

[1] ح: 'برآید' بجای 'بیدار شود' دارد
[2] ت وج: 'بیابد' بجای 'به بیند' دارد
[3] ه: افزاید
[4] ن وج: 'نعمت' ندارد
[5] ه: 'درآید' بجای 'دریابد'
[6] ن: ہرآنچه
[7] ن: معتقد
[8] ح وه: کرم
[9] ح وه: 'احوال' ندارد

اضطراب نمود و متغیر شد و گریه کرد۔ چون خواجه ذکره الله بالخیر بدین حکایت رسید چنان گریه بر ایشان مستولی شد که آنچه می گفت تمام معلوم نمی شد۔ در اثنای گریه این دو بیت بر زبانِ مبارک راند معلوم نیست که ازان احمد روایت فرمود یا خود یاد کرد' الغرض بیت اینست ؎

افسوس دلم که هیچ تدبیر نکرد — شبهای وصال را بزنجیر نکرد
گر وصلِ تو یاری کند دیا نکند — باری که فراق هیچ تقصیر نکرد

بعد ازان فرمود که پس[1] از چندگاه این احمد از دارِ دُنیا رحلت کرد من شبی بعد از موتِ او او را در خواب دیدم گوئی همچنان بر حکمِ معهود از من مسائل و احکام می پُرسد۔ من او را گفتم این چه که تو می پُرسی در حالتِ حیات کار آید آخر نه تو مُرده ای؟ چون این سخن بشنید[2] مرا گفت تو اولیای خدا را مُرده می گوئی.

در اثنای این حکایت جوالقی در آمد و لختی کلماتِ نافرجام گفت چنانکه[3] نه لائقِ مجلسِ ایشان باشد۔ خواجه ذکره الله بالخیر هیچ نگفت توقفی که او کرد آن را بوفا رسانید۔ بعد ازان روی سوی حاضران کرد و گفت که این معنی هم می باید' بسیار کسان می آیند و سر بر قدم می نهند و چیزی می آرند' پس این چنین کسان نیز می[4] باید تا بیایند و بی محابا هرچه باید بگویند' ازین چیزها آن چیزها مکفر می[5] شود؛ آنگاه حکایت فرمود که وقتی ازین پریشان گویان یکی بیامد و مرا گفتنیها

---

[1] ن: بعد
[2] ح د ه: بگفتم
[3] ح: 'چنانکه لائقِ مجلسِ ایشان است' بجای 'چنانکه نه لائقِ مجلسِ ایشان باشد' دارد
[4] ح د ه: 'می باشند' بجای 'می باید' دارد
[5] ح د ه: 'شود' بجای 'می شود' دارد

بسیار گفت - من ہیچ جواب ندادم - آنگاه گفت تا جہان باد حرمِ[1] ما باد و احتمالِ شما!

بعد ازان فرمود که وقتی یکی از بن باکان بخدمتِ شیخ فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز درآمد و گفتن گرفت که چه خود را بُتی[2] برساخته ای؟ شیخ فرمود که من نساخته ام خدا ساخته است، باز گفت نی ہم تو ساخته ای! شیخ فرمود نی که ہرچه[3] ساخته است خدا ساخته است! آن مدّعی چون این بشنید خجل شد باز گشت -

بعد ازان حکایت فرمود که وقتی جوالقی چند بخدمتِ شیخ بہاء الدین زکریا آمدند رحمته اللہ علیہ او[4] باین قوم عظیم بد بودی - چون جوالقیان درآمدند چیزی توقع کردند شیخ چیزی نداد بیرون رفتند و بخصومت و عربده برآمدند تا بغایتی که دست بخشت بُردند - شیخ فرمود که درِ خانقاه بر[5] بندند - درِ خانقاه بربستند - ایشان خشت بر درِ خانقاه زدن گرفتند - ساعتی شد شیخ بہاء الدین زکریّا فرمود که من نشاندۂ شیخ شہاب الدّین ام، من از خود نه نشسته ام مرا مردی این جا نشانده است! بعد ازان فرمود که درِ خانقاه باز کنید - چون در باز کردند ایشان سر بر زمین نہادند و باز گشتند - بعد ازان خواجه ذکرہ اللہ بالخیر برلفظِ مبارک راند که اوّل درِ خانقاه بستن فرمود البتّه بشریت است و نیز تا آن وقت چگونه وقتی بود! بعد ازان چون ساعتی بگذشت در باز کردند -

آنگاه ملائمِ این احوال حکایت فرمود که در حربِ اُحد که صحابه بسیار کشته

---

[1] ه : وخیر [2] ه : بتنی

[3] ح : بجای ' نی که ہرچه ساخته است ' ' نه که ہرچه در عالم است ' دارد

[4] ن د ه : او را باین قوم بد عظیم بودی ' بجای ' او باین قوم عظیم بد بودی ' دارد

[5] ه : ' بربندید ' بجای ' بربندند ' دارد

شنذند رضی الله عنهم جبرئیل علیه السلام بیامد و گفت ای محمدؐ! تو هم لحظه[1] درمیان این کشتگان افتاده باش تا ساعتِ غضب بگذرد!

# مجلس ششم

چهارشنبه بست و پنجم ماه محرّم سنه مذکور سعادتِ پای بوس حاصل شد۔ سخن در طائفۂ افتاد که خزائن جمع کنند و هرچند که بیشتر می شود بیشتر می طلبند۔ بر لفظِ مبارک راند که حق تبارک و تعالیٰ طبائع مختلف آفریده است که اگر مثلاً یکی را ده درم کفاف باشد و برین چیزی زیادت شود قرارش نباشد[2] تا آن را بمصرف نرساند[3] و یکی را چنان آفریده است که[4] هرچه بیشتر می یابد بیشتر می طلبد، و این معنی ازین کس نیست قسمت ازلی است!

بعد ازان فرمود که راحت از زر و سیم در خرچ کردن است و لهذا مردم از هیچ چیز راحت نیابند تا سیم خرچ نکنند مثلاً اگر خواهد تا جامۂ خوب بپوشد و یا طعامِ بهتر آرزو کند و همچنین هرچه تمنّا کند تا سیم خرچ نکند نیابد، پس معلوم شد که راحت از زر و سیم اگر[5] هست در رفتنِ اوست!

بعد ازان فرمود که از جمعِ زر و سیم کار آنست که ازو بدیگری منفعتی برسد۔

---

[1] ن: یک لحظه

[2] ح: نمی باشد

[3] ن و ه: نمی رساند

[4] ه: 'هرچند که' بجای 'که هرچه' دارد

[5] ح: 'اگر هست' ندارد

همدرین میان فرمود که مرا خود در مبتدا[1]، حال دل بر جمع کردن چیزی نبود و هرگز در طلبِ دُنیا نبودم ، بعد ازان خود[2] پیوند بخدمتِ شیخ الاسلام فریدالدین شد و پیوند جای شد که ایشان را دو کون در نظر نیامدی و ترک یکبارگی داشتند!

بعدازان فرمود که بیش ازین برمن وجهِ معاش تنگی داشت و خوش می گذشت[3] تا یک روز بیگاه تری یکی برمن نیم تنکه آورد ، من گفتم که امروز بیگاه شده است و آنچه حاجت بود بمصرف رسیده این را بامداد خرج کنم - چون شب درآمد مشغول شدم آن نیم تنکه دامنِ دل[4] من می گرفت و فرو می کشید - چون حال چنان دیدم گفتم خداوندا کی بامداد شود تا آن را تفرقه کنم ؟

# مجلسِ هفتم

شنبه پنجم ماهِ صفر ختم الله بالخیر والظفر سنه مذکور دولتِ پابوس میسّر شد - سخن در قدمِ اصحابِ ولایت افتاد که بعضی را طیران هم می باشد - درین باب حکایتی فرمود که در بداؤن مذکری بود منبرِ او متصلِ دیواری بوده است که دران دیوار طاقها بود از منبر یک مرد بالاکم[5] و بیش و آن طاقها منحرف بود چنانکه کسی بر آنجا نتوانستی نشست - آن مذکر را در اثنای تذکیر حالی پیدا شدی که او دران حال از

---

[1] ح : ابتداء

[2] ح و ه : چون

[3] پ : 'نمی گذشت' بجای 'می گذشت' دارد

[4] ن : 'دل' ندارد

[5] ح : 'کم وبیش بالاتر' بجای 'بالاکم و بیش' دارد

منبر بجستی و در آن طاقها[۱] نشستی، و هم ملائمِ این حکایت حکایتی فرمود که وقتی جوگیی در اچّہ رسید و بر طریقِ دعوی بخدمتِ شیخ صفی الدّین گازرونی درآمد و در بحث شد تا شیخ را گفت بیا قدم بنمائیم! شیخ گفت دعوی تو می کنی تو قدم بنما! جوگی از زمین بهوا برآمد[۲] چنانکه سرِ او به سقف رسید باز همچنان مستقیم فرود آمد شیخ را گفت تو هم قدم بنما! شیخ صفی الدّین گازرونی روی سوی آسمان کرد و گفت خداوندا بیگانه را این قدم داده ای مرا هم این معنی کرامت کن! بعدازان شیخ از جای برآمد جانبِ قبله طیران نمود ازانجا طرفِ شمال شد[۳] باز طرفِ جنوب شد باز بمقامِ خود بیامد و بنشست۔ جوگی حیران بماند و سر در قدمِ شیخ آورد و گفت ازانِ[۴] ما همین قدر بیش نیست که از زمین قدری مستقیم برآئیم جانبِ بالا رویم و همچنان فرود آئیم باقی راست و چپ نمی توانیم شد امّا شما اینکه هر جانب که خواستید میل کردید این حق است و الٰہی است و ازانِ ما باطل است!

از نسبتِ این حرکتِ ارادی حکایت فرمود که وقتی فیلسوفی بخدمتِ خلیفه درآمد و کتبِ خود بیاورد و خواست که خلیفه را از راهِ حق بگرداند و خلیفه هم بعلمِ او رغبت نمود۔ این خبر بخدمتِ شیخ شهاب الدّین سهروردی رسانیدند قدّس اللہ سرّہ العزیز۔ شیخ ملتفت شد گفت هرگاه که خلیفه بدین فلاسفه میل کند جهانی ظلمت گیرد! این بگفت و برخاست و بدرِ سرای خلیفه آمد۔ آن زمان خلیفه با آن حکیمِ بدبخت خلوت

---

[۱] ن و ﻫ : طاق [۲] ﻫ : 'شد' بجای 'برآمد'

[۳] ح : 'شد' ندارد

[۴] ن : بجای 'ازانِ ما' 'ازما هیچ چیز دیگر نیست' دارد

کرده بود و بهمین علم[1] در بحث مشغول شده، خبر رسانیدند که شیخ شهاب الدین آمده[2] است، شیخ را درون طلبیدند. چون شیخ درآمد خلیفه را و آن حکیم را بدید. پرسید که این ساعت شما درچه بحث بوده اید؟ خلیفه گفت در سخن دیگر بوده ایم. بحثِ فلسفه را نهان داشتند. شیخ غلو فرمود که بباید گفت که درچه سخن بوده اید؟ چون الحاحِ شیخ بسیار شد آن حکیم گفت که ما این ساعت درین بحث بوده ایم که حرکتِ فلک طبیعی است، حرکات سه نوع است طبیعی و ارادی و قسری، حرکتِ طبیعی آنست که بطبعِ خود بگردد و برود چنانکه سنگی را از دست بگذارند البتّه بر زمین افتد، حرکتِ ارادی آنست که بمرادِ خود حرکت کند بهر طرفی که خواهد، حرکتِ قسری آنست که او را دیگری درحرکت آرد چنانکه مثلاً یکی سنگ در هوا اندازد آن را حرکتِ قسری گویند باز چون قوّتِ او کم شود هر آئینه بخاصیتِ خود بر زمین افتد آن را حرکتِ طبیعی گویند، اکنون ما درین بحث بودیم که حرکتِ فلک طبیعی است. شیخ فرمودنی[3] همچنین نیست حرکتِ او حرکتِ قسریست، گفتند چگونه؟ شیخ فرمود که فرشته ایست بدین صورت و بدین هیئات فلک را او می گرداند بفرمانِ خدای عزّ وجلّ چنانکه درحدیث آمده است. حکیم در خنده شد. بعد ازان شیخ خلیفه را و آن حکیم را از زیرِ سقفی که نشسته بودند بیرون آورد، آنگاه روی سوی آسمان کرد و گفت خدا وندا آنچه بندگانِ خویش را می نمائی اینها را هم بنمای! بعد ازان روی بسوی آن خلیفه و آن حکیم کرد و گفت نظر بجانبِ آسمان کنید، هردو نظر بجانبِ

---

[1] ن و ل: و  [2] ح و ل: 'آمد' بجای 'آمده است' دارد

[3] ح: 'نی' ندارد

آسمان کردند آن فرشته را معاینه بدیدند که فلک را[1] می گرداند! آنگاه خلیفه ازان مذهب برگشت و بدینِ اسلام راسخ شد والحمد لله رب العالمین

# مجلسِ ہشتم

دوشنبه بیست و ہفتم ماهِ ربیع الاوّل سنه مذکور سعادتِ پای بوس میسّر شد۔ سخن در احوالِ شیخ الاسلام فریدالدّین افتاده بود قدس الله سرّه العزیز فرمود که افطارِ ایشان بیشتر بشربت بودی یک قدح بود که دران شربت بیاوردندی قدری مویز[2] کردندی دران ازان قدح مقدارِ نصفی یا ثلثی[3] بر جمله حاضران قسمت کردی قدری[4] ازان شربت دراوندی می انداختی و[5] دیگر آب بحاضرانِ مجلس دادندی، باقی ثلثی که ماندی خود بکار بردی و ازان[6] بقیه هم کسانی را که خواستی نصیب کردی تاکرا آن دولت بودی! بعدازان پیش از نماز دو نان چرب کرده بیاوردندی آن دو نان کم از یک سیر بودی، ازان دو نان یک نان پاره پاره کردی بهمه حاضران برسانیدندی و آن یک نانِ دیگر خود خوردی و ازان نانِ خاص هم کسی را که خواستی نصیب کردی۔ بعد از ادای نمازِ شام مشغول بحق[7] بودی مشغول بودنی تمام! بعد ازان مائده پیش می آوردند

---

[1] ن وه: می گردانید [2] ح: کاهی مویز دران کرده، بجای مویز کردندی دران دارد۔ لا: مویز کهی دران قدح کرده

[3] ح وه: بل تلثانی، بجای یا ثلثی دارد [4] ح: قدری ازان شربت .... دادندی، ندارد

[5] ن: و دیگری جز آن، بجای و دیگر آب بحاضران، دارد [6] س: مویزگهی، بجای مویز، دارد

[6] ن وه: از بقیه آن هم، بجای ازان بقیه هم، دارد [7] ن وه: بحق، ندارد

طعام از ہر گونہ[1]، چون آن طعام خرچ شدی بیش[2] طعامِ دیگر نخوردی مگر باز بوقتِ افطارِ روزِ دیگر۔

بعد ازان فرمود کہ ایشان را زحمتِ خلہ[3] شد ہم بدان زحمت نقل فرمودند۔ خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر می فرمود کہ یک شب وقتِ استراحت من بخدمت حاضر شدم[4] دیدم کہ کہتی[5] راست کردند گلیمی کہ بران در روز بنشستی ہمان بالای کہت انداختند چنانکہ آن گلیم کہ تا پایان می رسید آنجا کہ موضع پای مبارکِ او بود شقہ[6] آوردہ نہادند کہ اگر آن[7] شقہ شب بالا کشیدی آن موضع از بستر خالی ماندی، یک عصای بود کہ از شیخ قطب الدین بافنہ بودی قدس اللہ سرہ العزیز آن را می آوردند و جانبِ سرِ آن کہت می داشتند۔ شیخ بران عصا متکا کردی و استراحت فرمودی و آن عصا را ہر بار دست فرود[8] می آوردی و تقبیل می کردی!

بعد ازان فرمود کہ یک روز ہمدران زحمت مرا و چند یاران را گفت کہ بروید در فلان حظیرہ شب بیدار باشید و برای صحتِ من[9] دعا کنید۔ ہمچنان کردیم من و چند یارِ دیگر دران حظیرہ رفتیم، آن حظیرہ بامی داشت بر آن بام رفتیم و طعام برابرِ خود بردیم، شب ہمانجا بودیم و دُعا کردیم، چون روز شد بخدمتِ شیخ آمدیم و بایستادیم

---

[1] ہ: ایوانی (؟) [2] ہ: پس
[3] ہ: حلقوم [4] ہ: بودم
[5] کہت: یعنی (کھٹ)، مخفف 'کھاٹ' کہ لغتِ ہندی است، کھاٹ چیزی است مرکب از چہار پایہ کہ بران خواب کنند، بفارسی چار پایہ و پلنگ گویند (نفائس)
[6] ن: ازان [8] ن: فرو [9] ح ہ د: مرا

درعرضداشت کردیم که شب را بحکمِ فرمان بیدار بودیم و دُعا کردیم. شیخ ساعتی تامّل فرمود بعدازان گفت که ازین دعای شما هیچ اثرِ صحت پیدا نشد. خواجه ذکره الله بالخیر فرمود که من درجواب متامّل شدم، یاری بود که او را علی بهاری[۱] گفتندی، او ازمن پستر ایستاده بود، او ازانجا گفت که ما ناقصانیم و ذاتِ مبارکِ شیخ کامل، دُعای ناقصان درحقِ کاملان کی[۲] مستجاب شود؟ همانا که این سخن بسمعِ شیخ نرسیده، من عین[۳] این سخن بسمعِ شیخ رسانیدم. بعدازان روی سوی من کرد و گفت که من از خدای خواسته‌ام که هرچه تو از خدای بخواهی بیابی. بعدازان عصای خود بمن داد، درین میان بنده عرضداشت کرد که شما وقتِ[۴] نقلِ شیخ حاضر بوده اید؟ چشم پُرآب کرد و فرمود که خبر مرا در ماهِ شوّال بدهلی فرستاده بود. نقلِ ایشان در شبِ پنجم ماه محرّم بوده است، وقتِ رحلت ازمن یاد کرد و فرمود که فلان در دهلی است، و این سخن هم بگفت که وقتِ رحلتِ شیخ قطب الدّین قدس الله سره العزیز من نیز حاضر نبودم در هانسی بودم. خواجه ذکره الله بالخیر این حکایت می فرمود و گریه می کرد چنانکه در همه حاضران اثر می کرد، بعدازان این حکایت فرمود که چون زحمتِ شیخ غالب شد و ماهِ رمضان درآمد افطار می کرد تا روزی خربزه آورده بودند و پاره می کردند و پیشِ[۵] شیخ می نهادند، شیخ تناول می فرمود، دراثنای آن یک شاخ خربزه بمن داد، من خواستم که بخورم، در دل کردم که دو ماه متّصل کفّارتِ این روزه دارم این دولت که بدستِ خود چیزی بمن می[۶] دهد کجا یابم! نزدیک بود که بخورم فرمود که نی مکن مرا رخصتِ

---

[۱] س: عَلی بهاری [۲] ن: کجا
[۳] ن د ه: 'عین' ندارد
[۴] ح: بوقت ن: دروقت
[۵] ن: بجای 'و پیشِ شیخ می نهادند' این عبارت دارد، 'و من پیشِ شیخ می داشتم'
[۶] ح و ه: 'دهد' بجای 'می دهد' دارد

شریعت[1] است تمانباید که بجوزی. مدتِ عمرِ شیخ پرسیدند، فرمود که نود و سه سال[2] بود.
در روزِ مذکور این معانی تقریر فرمودند و در سماع این چندان ذوق حاصل شد که
در بیان نگنجد! چون شب درآمد بعد ادای نمازِ خفتن مصلّای خاص بنده را بخشید
والحمد للّٰہ ربّ العٰلمین

# مجلس نهم

شنبه دهم ماهِ ربیع الآخر سنهٔ المذکور دولتِ پابوس حاصل شد. سخن در دعا
افتاد، فرمود که دعا قبل از نزولِ بلا می باید کرد. لفظی بعربی ادا فرمود که بلا چون نازل می شود
دعا از فرود بالا می رود و هر دو در هوا یکجا[3] متعارض می شوند اگر دعا را قوتی باشد
بلا را باز گرداند و اگر نه بلا فرود آید!
ملایم این سخن حکایت فرمود که در انچه خروجِ کفارِ تتار شد چون بلای مغل بنیشاپور
رسید بادشاهی که آنجا بود کس به شیخ فریدالدین عطار فرستاد قدس اللّٰه سره العزیز که دعای بکن!
او جواب گفت که وقتِ دعا گذشت وقتِ رضا است یعنی بلای خدا نازل شد تن برضا
باید داد! بعد ازان فرمود که بعد از نزولِ بلا هم دعا باید کرد اگرچه بلا دفع نشود اما صعوبت بلا کم شود.
ازینجا سخن در صبر و رضا افتاد. فرمود که صبر
آنست که چون مکروهی به بنده رسد دران صبر کند و شکایتی نکند، اما رضا

---

1 ح: شرعی
2 ه: نود سال بجای 'نود و سه سال' دارد
3 ح و ه: 'یکجا می شوند بتعارضِ آن' بجای 'یکجا متعارض می شوند' دارد

آنست که چون مکروهی به بنده رسد دران کراهتی بدو نرسد گوئی که آن بلا بدو نرسیده است۔ بعد ازان فرمود که متکلمان این معنی را منکرند۔ ایشان می گویند که هرگز تصوّر ندارد که کسی را مکروهی برسد و او را ازان کراهتی نباشد، فرمود که این را جوابها است یکی آنکه بسیار باشد که مردی در راهی می رود خاری درپای او می خلد و خون می رود و او چنان به تعجیل میرود و دل او مشغول بچیزیست که او را ازان خبر نمی باشد بعد از ساعتی او را معلوم می شود، و بسیار باشد که یکی در محاربه مشغول است او را زخمی می رسد او چنان مستغرقِ حربست که او را اصلا ازان آگاهی نیست بعد ازان که بمقامِ خود باز می آید معلوم می شود، اکنون چون استغراقِ این معنی[1] که گفته آمد ازان دردها بی خبر می دارد آنکه مشغولِ حق باشد طریقِ اولی!

بعد ازان فرمود که قاضی حمید الدّین ناگوری رحمته الله علیه جائی نوشته است که مردی را با تهامی گرفتند، او را هزار چوب بزدند، هیچ جزع و فزع نکرد و اثرِ المی[2] درو ندیدند۔ بعد از اقامتِ سیاست ازو پرسیدند که چگونه بود ترا ازین ضرب هیچ المی نرسید؟ گفت در آن حالت[3] که مرا می زدند معشوقِ من در من نظر می کرد در نظرِ او، هیچ دردی مرا نرسید! بعد ازان خواجه ذکره الله بالخیر بر لفظِ مبارک راند که آن را که درنظرِ معشوقِ مجازی می باشد او را از درد خبر نمی باشد این معنی درحقیقت لایق تر[4]!

لختی سخن در توکّل افتاد۔ فرمود که توکّل سه مرتبه دارد مرتبهٔ اولی آنست

---

[1] ن و ح : معانی
[2] ح : المی ظاهر
[3] ه : وقت
[4] ه : بجای 'لایق تر' 'لا تعبیر است' دارد

که مردی یکی را بجهتِ دعویٔ خود وکیل گیرد و آن وکیل هم عالم باشد و هم دوستِ این مؤکل، پس این مؤکل ایمن باشد که وکیلی دارم که هم در کارِ دعوی داناست و هم دوستِ منست، درین صورت هم توکل باشد و هم سوال چنانچه گاه گاه[1] آن وکیل را می گوید که این دعوی را چنان جواب گوی و آن کار همچنان آخر رسان، مرتبۂ اولی توکل اینست که هم توکل باشد و هم سوال، و مرتبۂ ثانیۂ توکل آنست که طفلی باشد شیرخواره که مادر او را شیر می دهد او را همین توکل باشد سوال نباشد، این طفل نگوید که مرا در فلان وقت شیر بده همین گریه کند امّا او را تقاضا نکند و نگوید که مرا شیر بده، او را ثقه در دل باشد بر شفقتِ مادر، امّا مرتبۂ ثالثۂ توکل آنست که مرده باشد پیشِ غسّال، این مرده را هیچ تصرفی و حرکتی و سکنتی و سوالی نباشد و هر چگونه که غسّال را می باید او را می گرداند و می شوید، مرتبۂ سوم توکل اینست و این مرتبۂ اعلی است و مقامِ بلند!

در مجلسِ مذکور طعامی آوردند یکی از حاضران مطایبه کرد که در فلان جای حاضر[2] بودم، اگرچه سیر بودم امّا تتماج[3] پیش آوردند نتوانستم که بگذارم، این و مانندِ این کلماتِ طیبت آمیز می گفت، خواجه ذکره الله بالخیر تبسّم می کرد و ملائمِ آن وقت حکایتی فرمود که من وقتی بر شیخ جمال الدین خطیب هانسوی رفتم رحمته الله علیه وقتِ اشراق بود و فصلِ زمستان. شیخ جمال الدین روی سوی من کرد و این دو مصراع بگفت ؎

بار دغن گاو اندرین روزِ خنک نیکو باشد هریسه و نانِ تنک!

---

[1] ح و ه: 'گاه از گاه' بجای 'گاه گاه' دارد [2] ن و ه: 'حاضر' ندارد

[3] تتماج بالضم و جیم عربی نامِ قسمی از آش است در ترکی (غیاث) ه: 'قماچ' بجای 'تتماج' دارد۔ قماچ بضمِ اوّل و جیم فارسی نوعی از نان است و آن را کماچ نیز گویند ظاهراً لفظِ ترکیست (غیاث)

من گفتم کہ ذِکرُ الغَائِبِ غِیبَۃٌ۔ شیخ جمال الدین گفت آن را استغفار[1] کردم آنگاہ می گویم۔ پس ہمان زمان آنچہ گفتہ بود درمیان آورد! از نسبتِ طعامی کہ موجود بود و کندوری کہ کشیدہ بودند حکایت فرمود کہ وقتی مردی بود کہ اورا محمدؐ گفتندی، بخدمتِ شیخ الاسلام فرید الدین قدس اللہ سرہٗ العزیز نشستہ بود، طعامی پیش[2] آوردند ہمانا کندوری وسفرہ موجود نبود۔ شیخ فرمود کہ نان بر زمین بکشید، آنکہ حاضر شدہ بود اورا درخاطر گذشت کہ اگر سفرہ بودی نیکو بودی۔ شیخ بدو انگشتِ سبحہ خطّی مدوّر بر زمین بکشید و بدان مرد گفت کہ محمدؐ ہمین دان کہ این سفرہ است! بعد ازان فرمود کہ این در مبدا[3] حال بود۔

# مجلسِ دہم

آدینہ بست و سوم ماہِ ربیع الآخر سنۃ المذکور دولتِ پای بوس بدست آمد۔ درین ہفتہ کاتب را بسببِ توقفِ مواجب دلتنگی بود۔ چون بخدمت پیوستہ شد فرمود کہ پیش ازین مدّت مردی بود بس بزرگ! چند بار مرا ملاقی شدہ است و سخنہا گفتہ مرا[4] از فرطِ شکوہِ او نام و لقب پرسیدہ نشد، وقتی کہ مرا در راہ پیش آمدی یک حکایت بگفتی، اوّل کہ مرا پیش آمد گفت کہ انشاء اللہ تعالیٰ تو ہمچنان شوی کہ اعتقادِ خلق در حقِ تست! خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر بعد از تقریرِ این حکایت برین سخن

---

[1] ن و ہ : حاضر
[2] ح : 'پیش' ندارد
[3] ح : مبادی
[4] ن : کہ

بسیار استحسان می فرمود و می گفت که تمام سخن است این! بعد ازان فرمود که آن مرد بارِ[1] دیگر مرا ملاقی شده حکایت کرد که در لهاور مردی بود که او را شیخ[2] زنده دل گفتندی عظیم بزرگ بود، روزِ عید خلق از نماز برگشته[3] بود و آن شیخ روی سوی آسمان کرد و گفت امروز روزِ عید است هر بنده از خواجۀ خود عیدی می یابد مرا هم عیدی بده! چون این سخن بگفت حریر پاره از آسمان فرود آمد، بران نبشته بود که ما نفسِ ترا از آتشِ دوزخ آزاد کردیم! چون خلق آن حال معاینه کرد همه به تبرک دست و پای او بوسیدن گرفتند و اعزاز و اکرام بسیار می نمودند. درین میان دوستی از دوستانِ آن شیخ بیامد و او را گفت تو خود از حضرتِ عزت عیدی یافتی مرا تو عیدی بده! آن شیخ چون این سخن بشنید آن حریر پاره بدو داد و گفت برو این عیدی ترا[4] باشد فردا من دانم و دوزخ!

بعد ازان خواجه ذکرہ اللہ بالخیر فرمود که یک بارِ دیگر آن مرد با من ملاقی شده مرا گفت که این حکایت از من بشنو. حکایت این بود که برهمنی بود در شهری، مال بسیار داشت مگر والیِ آن شهر او را مصادره کرد و جمله مال و اسبابِ او بستد و او را مستاصل گردانید. بعد ازان آن برهمن مفلس و مضطرب[5] شده روزی در راهی می رفت. دوستی او را پیش آمد و پرسید که حالِ تو چیست؟ برهمن گفت نیکو و خوش. آن دوست گفت که همه چیز از تو بستدند خوشی تو از کجاست؟ گفت

---

[1] ه: یک بار

[2] سیر العارفین: 'شیخ زنده سجستانی' بجای 'شیخ زنده دل' دارد

[3] ن و ه: 'بازگشته' بجای 'برگشته' دارد

[4] ح و ه: تو

[5] ه: مضطر

زنّارِ من با منست ! بعد از تقریرِ این حکایت خواجه ذکرہ اللہ بالخیر روی سوی بنده کرد و گفت که تقریبِ تقریر معلوم می شود؟ گفتم آری بنده را از استماعِ این حکایت استظهارِ باطنی[1] حاصل آمد، معلوم کردم که این حکایت برای تسکینِ دلِ این بیچاره فرمود یعنی از توقفِ مواجب و نایافتِ اسبابِ دُنیا، هیچ غم نمی باید خورد، اگر[2] همه جهان برود باکی نیست، محبّتِ حق باید که برقرار باشد ! الحمدللہ بنده تقریبِ[3] آن تقریر همین تصور کرد۔

## مجلسِ یازدهم

آدینه چهاردهم ماهِ جمادی الاُولی سنه مذکور دولتِ پابوس دریافته شد ۔

بنده در شبِ این آدینه خوابی دیده بود عرضداشت کرد۔ خواب این بود که گوئی امیرِ عالم ولوالجی[4] علیه الرحمة والرضوان کاتب را چیزی از[5] شیرینی می دهد۔ خواجه ذکرہ اللہ بالخیر فرمود که وقتی با ایشان پیوند داشتی ؟ گفتم خیر۔ فرمود که چیزی از غیب برسد ! آدینهٔ دوم چیزی از غیب برسید که در وهم بنده نبود !

---

[1] ح : باطن

[2] ح : اگرچه

[3] ح : از تقریب

[4] وَلوالج : نامِ شهریست در ولایتِ بدخشان ۔

[5] ن : 'از' ندارد

# مجلسِ دوازدهم

دوشنبه بست و چهارم ماهِ مذکور که یازدهم روز بود از دیدنِ آن خواب چیزی بهتر رسید بابرکت! الغرض آن روز در بزرگیٔ امیرعالم ولوالجی بسیار سخن فرمود. در اثنای محامدِ او برلفظِ مبارک راند که بزرگی بود صاحبِ نعمت که[۱] او بخشش از خواجه اجل شیرازی یافته بود رحمته الله علیه وقتی آن بزرگ برسرِ منبر برآمد، خلق با نبوه حاضر بود و امیرعالم ولوالجی نیز. بعد ازان آن بزرگ بربالای منبر آغاز کرد که ای مسلمانان بدانید و آگاه باشید که من نعمتی از خواجه اجل شیرازی یافته بودم، امشب می خواستم که آن نعمت به پسرِ خود بخشم، فرمان آمد[۲] که امیرعالم ولوالجی را ده! بعد ازان امیرعالم را بر بالای منبر طلبید و آبِ دهانِ مبارکِ خود در دهانِ او کرد.

# مجلسِ سیزدهم

یک شنبه بست[۳] و نهم ماهِ جمادی الآخر سعادتِ پای بوس بدست آمد. سخن در فضیلتِ ماهِ رجب افتاد. فرمود که درین ماه دعاها بسیار مستجاب شود و چهار شب درین ماه بس بزرگ است یکی شبِ اوّل، دوم شبِ آدینهٔ اوّل، سوم

---

[۱] ه: و          [۲] ح: شد          [۳] ن: 'نهم' بجای 'بست و نهم' دارد

شبِ پانزدہم و چہارم شبِ بست وہفتم کہ شبِ معراج است!

بعد ازان سخن در نمازِ نفل افتاد۔ فرمود کہ ہرچہ نفل می گزارند بجای نمازہای فریضہ کہ قضا شدہ است محسوب می افتد۔ بعد ازان حکایتِ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرمود کہ او نمازہای قضای خود را ہر نمازی را پنج بار بگزاردی!

# مجلسِ چہاردہم

یک شنبہ سیزدہم ماہِ رجب سنہ مذکور دولتِ پابوس حاصل شد۔ سخن در استقرارِ توبہ اُفتاد۔ بر لفظِ مبارک راند کہ سالک چون در بیعتِ پیر مستقیم شد آنچہ پیش ازان کردہ باشد بدان ماخوذ نیست۔ درین باب حکایت فرمود کہ سراج الدین لقب مردی بود ساکنِ قصبۂ ابوہر[1]۔ وقتی من آنجا رسیدم و در خانۂ او نزول کردم۔ او و قومِ او ہر دو بخدمتِ شیخ فریدالدین قدس اللہ سرہ العزیز ارادت آوردہ بودند مگر آن روز بعضی از ساکنانِ آن قصبہ با[2] قومِ زنِ آن سراج الدین خصومت می کردند و در جنگ کلماتِ ناسزا می گفتند سخنانی کہ بدان اتہامی باشد۔ بعد ازان آن[3] زن جواب داد و گفت این چہ شما می گوئید در بابِ من بیندیشید کہ پیش از بیعت بود یا بعد از بیعت؟ خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر چون برین حرف رسید فرمود چہ[4] نیکو سخن گفت آن عورت!

---

[1] ن: بوہر
[2] ن: بجای 'باقومِ زنِ آن' 'باقومِ آن' دارد
[3] ن: 'زنِ او' بجای 'آن زن' دارد
[4] ہ: بجای 'چہ نیکو سخن گفت' 'کہ نیکو سخنی گفتہ است' دارد

# مجلس پانزدهم

سه شنبه بست و نهم ماهِ رجب سنه مذکور دولتِ پای بوس میسّر شد. یکی بیامد و برای انتظامِ احوالِ خویش استمدادی کرد. فرمود که برای دفعِ تنگی معیشت هر شبی سورهٔ جمعه باید خواند. بعد ازان فرمود که شیخ الاسلام فریدالدین قدس الله سره العزیز هر شبِ آدینه فرمودی، من هر شبی می گویم که باید خواند ولیکن برای خود هرگز نخوانم[1] برای آنکه هر چگونه[2] که او را می باید بدارد!

درین میان حکایت فرمود که وقتی بر جمعی گذشتم که ایشان در لباسِ صوفیان بودند. همانا یکی از ایشان با دیگری می گفت که من چنین خوابی دیده ام، او تعبیر کرد که نیکو خوابی است این روزگارِ تو بخواهد ساخت و اسبابِ تو مهیا خواهد شد و معیشت فراخ خواهد بود. من خواستم که با او بگویم که ای خواجه درین لباس که تویی اهلِ این لباس چنین تعبیر ها نکنند. باز در خاطر کردم که من که ام که جواب گویم، هیچ نگفتم و از ایشان بگذشتم.

چون خواجه ذکره الله بالخیر این حکایت تمام فرمود آنکه استمدادِ دعا می کرد گفت ای مخدوم مردم را از فراخیِ[3] اسباب و روزگارِ آسوده چاره نیست. خواجه ذکره الله بالخیر

---

[1] ه: 'نخوانده ام' بجای 'نخوانم' دارد

[2] ن: 'هرگونه که' بجای 'هر چگونه که' دارد

[3] ن و ح: فراهی

تبسم فرمود و گفت من این حکایت از طرفِ شمائی[1] گفتم من از عالمِ خود می گفتم[2]!

## مجلسِ شانزدهم

پنجشنبہ ششم ماه مبارکِ رمضان عمت میامنہ سنہ مذکور سعادتِ پای بوس بدست آمد۔ آن روز بنده با چند یارِ دیگر[3] بزرگ بیعتی تجدید کرد۔ ملایم این حال[4] حکایت فرمود کہ چون رسول علیہ الصلوٰة والسلام عزیمتِ مکہ مبارک کرد پیش از فتح عثمان را رضی اللہ عنہ برسالت بر مکیان فرستاد۔ درین میان بارجاف[5] رسول را علیہ السلام خبر رسانیدند کہ عثمان را کشتند، رسول علیہ السلام چون این بشنید صحابہ را طلب فرمود و گفت بیائید و بیعتی بکنید تا با مکیان حرب کنیم! یاران بیعت کردند۔ آن زمان مصطفیٰ علیہ الصلوٰة والسلام بر تنہ درختی تکیہ کرده بود، این بیعت را بیعت الرضوان گویند۔ درین میان صحابی کہ او را ابن[6] اکوع گفتندی او بیامد و بیعت کرد۔ پیغمبر علیہ السلام فرمود کہ تو پیش ازین بیعت نکرده ای؟ گفت یا رسول اللہ کرده ام این ساعت باز بتجدید[7] بیعت می کنم۔ پیغمبر علیہ السلام او را دستِ بیعت داد۔ بعد ازان خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر فرمود کہ این تجدیدِ بیعت ازان جا است۔ بعد ازان فرمود کہ اگر

---

[1] ن و ح: 'می گویم' بجای 'می گفتم' دارد

[2] ن و ح: 'می گویم' بجای 'می گفتم' دارد

[3] ن و ط: 'دیگر' ندارد

[4] ن: حال

[5] ح: بجای 'بارجاف رسول را.... رسانیدند' 'از جانبی برسول علیہ السلام خبر رسانید' دارد

[6] ن: ابن الاکوع

[7] ن: تجدید

مریدی خواهد تا تجدید بیعتی کند و شیخ حاضر نباشد جامهٔ شیخ پیش نهد با آن جامه بیعت کند. درین میان فرمود که عجب ندارم که شیخ الاسلام فریدالدین قدس الله سرہ العزیز بارها همچنین کرده باشد و من همچنین می کنم!

لختی سخن در حُسنِ اعتقاد اُفتاد. فرمود که من از شیخ رفیع الدین که شیخ الاسلام اوده بود شنودم او گفت که مرا قرابتی[1] بود که او مریدِ خواجه اجل شیرازی بوده است رحمتہ الله علیه وقتی آن مرید را باتّهامی گرفتند و درمعرضِ قتل[2] آوردند. سیافی که او را گردن خواست زند[3] او را همچنان باستانید که روی او جانبِ قبله باشد. مرید خواست که روی جانبِ قبلۂ خود کند مگر دران جهت[4] گورِ پیرِ او بود. پسِ پشت او می شد. برفور روی سوی گورِ پیرِ خود کرد. سیاف گفت که درین محل روی جانبِ قبله باید کرد تو چرا رُوی گردانیدی[5]؟ مرید گفت من روی سوی قبلۂ خود کردم[6] تو در کارِ خود باش!

از نسبتِ این حکایت فرمود که من وقتی در سفر بودم. روزی در منزلی درازی رنج دیدم، اگرچه سوار بودم تشنگی اثر کرد، برلبِ آب گیری رسیدم، از اسپ فرود آمدم و خواستم تا قدری آب برگیرم و بخورم، دلِ من سبکی[7] آورد و صفرا غالب شد. دران حال که بیخود می شدم همین بر زبانِ من می آمد که شیخ! بعد ازان ساعتی بهوش باز[8] آمدم، الغرض بعد ازان مرا وثوقی تمام شد برعاقبتِ کارِ خود که

---

۱ ه: دوستی ۲ ن: قتال
۳ ن: زد ۴ ح: صورت ۵ ن: می گردانی
۶ ن: کرده ام ۷ ن: تشنگی ه: بجای 'سبکی آورد' 'به تشنگی و تنگی آورد' دارد
۸ ن: 'باز' ندارد

درخاتمتِ کار ہم امیدِ آن باشد کہ این کس بریادِ ایشان برود، انشاء اللہ تعالیٰ

# مجلسِ ہفدہم

یک شنبہ بست و سوم ماہ مبارکِ رمضان سنہ مذکور سعادتِ پابوس[1] حاصل شد۔ سخن در زیارتِ قبور افتاد ۔ فرمود کہ والدۂ مرا علیہا الرحمۃ زحمتی شد۔ دران زحمت ہر بار مرا گفتی کہ در زیارتِ فلان شہید برو و در مزارِ فلان بزرگ برو! من بحکمِ اشارتِ او برفتمی و چون بیامدمی گفتی[2] زحمت را تخفیفی شد و رنج را خفتی پدید آمد ۔ ازینجا حکایت فرمود کہ درانچہ شیخ الاسلام فریدالدین قدس اللہ سرہ العزیز زحمت داشت مرا یا چند بار بزیارتِ شہدای[3] کہ آنجا اند فرستادہ بود۔ چون ما بعد از زیارت بخدمت پیوستیم فرمود کہ دعای شما ہیچ اثر نکرد! مرا ہیچ جواب فراہم نیامد، یاری بود کہ او را علی[4] بہاری گفتندی، او دورتر ایستادہ بود او گفت کہ ما ناقصانیم و ذاتِ مبارکِ شیخ کامل، دعای ناقصان[5] در حقِ کاملان[6] چگونہ اثر کند؟ خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر فرمود کہ این سخن بسمعِ شیخ نرسید، من عینِ آن بسمعِ مبارک رسانیدم، مرا فرمود کہ من از خدای خواستہ ام کہ ہرچہ تو از خدای بخواہی بیابی!

---

[1] ح : دست بوس
[2] ح : می گفتمی
[3] شہیدان
[4] س : علی بہاری
[5] ہ : ناقص
[6] ہ : کامل

بعد ازان آن روز عصا بمن بخشید و مرا گفت که تو و بدرالدین اسحٰق علیہ الرحمۃ بروید و ہمدران حظیرہ مشغول شوید۔ من و او ہردو برفتیم و ہمہ شب مشغول بودیم۔ چون بخدمت پیوستیم فرمود که نیکو بود، و دراثنای این حکایت فرمود که وقتی مرا گفت که باید که تو و جملہ یاران صد ہزار بار سورۂ فاتحہ بخوانید واین معنی بیاران برسان و موزع کن۔ من بیاران رسانیدم و بر ہرکسی توزیع کردم۔ ہریکی مقداری قبول کرد یکی پنج ہزار بار و یکی چہار ہزار بار و یکی کمتر و یکی بیشتر، من دہ ہزار بار خواندم و درچند روز شمردہ بقیاس یک ہفتہ یا کم وبیش آن ختم تمام شد۔ بعد ازان بندہ بخدمت شیخ عرضداشت کرد که این ختم درحالِ مرض بود؟ فرمود که خیر پیش ازان بود تا ایشان را با خدای تعالیٰ چہ درخواست بود!

## مجلسِ ہجدہم

دوشنبہ ہفتم ماہِ ذی القعدہ سنہ مذکور دولتِ پای بوس میسر شد۔ تفسیرِ امام ناصری پیش بود رحمۃ اللہ علیہ از آنجا حکایتِ صاحبِ تفسیر فرمود که این امام را وقتی زحمتی شد و دران زحمت او را سکتہ افتاد۔ اقرباء و اولیای او پنداشتند که بمرد، او را درگور کردند۔ چون شب درآمد بہوش باز آمد، معلوم کرد که مرا درگور

---

۱۔ ن : ازین
۲۔ ح : بحضرت
۳۔ ن : ہمہ
۴۔ ن : حالت
۵۔ ن : شنبہ
۶۔ ہ : ناصرالدین حسینی

کرده اند. درین حیرت و درماندگی او را یاد آمد که هرکه در حالتِ اضطرار[1] چهل بار سورهٔ یٰسٓ بخواند حق تعالیٰ او را ازان تنگی فرجی[2] دهد و مخرجی بخشد. همان زمان یٰسٓ خواندن گرفت، چون سی و نه بار خواند اثرِ کشادگی پدید آمد، و آنچنان بود که نبّاشی بطمعِ کفن آمده بود و گور باز می کرد. امام بحسن[3] معلوم کرد که این نبّاش است، بارِ چهلم که یٰسٓ می خواند آهسته خواندن گرفت تا او نشنود و گور را بمراد باز کند. القصه چون چهل بار یٰسٓ تمام شد امام ناصر آهسته از گور بیرون آمد. نبّاش چون این بدید در زمان زهره[4] در هیبت آورده همانجا هلاک شد. امام در هلاکتِ او تأسف بسیار می خورد و با خود می گفت که مرا ساکت[5] می بایست بود تا او کفنِ من می بُردی، من بعد ازان بساکتی از گور بیرون می آمدمی! الغرض ازان بیرون آمدن بزودی پشیمانیها می خورد. چون از گور بیرون آمد اندیشید که مرا اگر ناگاه مردمان خواهند دید هول خواهند کرد و هر یکی را عجبی و حیرتی خواهد آمد. پس هم در شب آهسته آهسته در شهر آمد و آواز می داد که من فلان کسم و مرا بسببِ سکته به غلط در گور کرده بودند! این می گفت و می آمد تا خلق را بیک[6] بار استحالت نباید. خواجه ذکره اللّٰه بالخیر بر لفظِ مبارک راند که تفسیر بعد ازین واقعه نبشته بود.

لختی سخن در ذکرِ مردانی[7] افتاد که مدام مستغرقِ یادِ حق[8] باشند و از خورد و خواب

---

[1] ه: اضطراب [2] ه: فراخی [3] ه: بحسنِ کیاست

[4] ن و ح: بجای "زهره در هیبت ...... هلاک شد" "زهرهٔ او رعب آورد و همانجا هلاک شد" دارد

[5] ح و ه: ساکن [6] ه: "یک بار" بجای "بیک بار" دارد

[7] ن: مردمانی [8] ح و ه: "بیادِ دوست" بجای "یادِ حق" دارد

خود ایشان را یاد نباشد و هرچه کنند برای او کنند. فرمود که شیخی بود بس بزرگ بر کرانهٔ آبی مقامی داشت. قدری طعام موجود کرد و عیالِ خود را گفت که این طعام برسر گیر و از آب بگذر و برگذر آب درویشی نشسته است این طعام را پیشِ[1] او نه تا بخورد. عورت گفت آب بزرگ است عبره[2] کردن دشوار است[3]. شیخ فرمود که برو بر کرانهٔ آب و روی جانبِ آب کن و بگو ای آب بحرمتِ آنکه شوهرِ من با من هیچ وقت صحبت نکرده است مرا راهی ده! زن در تعجّب شده با خود گفت که چندین فرزندان ازین مرد آورده‌ام این سخن چگونه گویم؟ هم فرمانِ شوهر بجای آورد و برروی آب آمد این کلمه بگفت در زمان آب بشگافت دو شقه[4] شد. راهی خشک درمیان پدید آمد آن زن بسلامت بگذشت. چون بدان درویش رسید طعام پیشِ او نهاد. درویش طعام را بخورد زن را گفت تو باز گرد! زن گفت من که بخدمتِ تو آمده بودم شوهرِ من سخنی گفته بود، من آن سخن با آب گفتم آب مرا راه داد، این ساعت بچه استظهار باز روم؟ درویش پرسید که شوهرِ تو چه سخن گفته بود؟ زن آن سخن باز راند. درویش گفت برو برلبِ آب و این سخن با آب بگو بحرمتِ آنکه این درویش در[5] مدتِ سی سال هیچ وقت طعام نخورده است مرا راهی ده! زن را حیرت زیادت شد، با خود گفت که یک محال آن بود که شوهرِ من گفته محالِ دیگر اینست که این مرد می گوید، او همین ساعت پیشِ من طعام خورده من این سخن

---

[1] ه: بر پیش

[2] ح: عبور

[3] ه: 'دشواری دارد' بجای 'دشوار است' دارد. ن: 'دشوار گیرد'

[4] ه: 'دو شق' بجای 'دو شقه' دارد

[5] ح و ه: 'درین سی سال' بجای 'در مدتِ سی سال' دارد

چگونه گویم؟ یا این هم بحکمِ اشارتِ آن درویش بر کرانهٔ آب آمد و گفت ای آب بحرمتِ آنکه این درویش در۱ مدتِ سی سال هیچ وقت طعام نخورده است مرا راهی ده! درزمان آب بشگافت و دوشق شد، راهی خشک درمیان پدید آمد زن بسلامت بگذشت، چون پیشِ شوهرِ خود آمد درپای او اُفتاد و گفت باید که مرا سرِّ این دو معنی بگوئی که چه بود هم تو چندین گاه با من صحبت کرده ای و هم آن درویش پیشِ من طعام خورد، این هردو دروغ بآب گفتم آب مرا راه داد، چه۲ حکمت بوده است؟ شیخ گفت بدان و آگاه باش که من هیچ وقت با تو بهوای نفسِ خود صحبت نکرده ام صحبتی که با تو کرده ام برای ادای حقِ تو کرده ام نه برای ذوقِ نفس وهوای خود، پس بدین معنی گوئی من هیچ وقت با تو صحبت نکرده ام، وآن مرد درین سی سال هیچ طعام برای ذوقِ نفسِ خود نخورده است و نه برای استیفای لذّت، طعامی که خورده است برای قوّتِ طاعت خورده است، این بود معنیٔ هر دو سخن یعنی مردانِ خدا هرچه کنند برای۳ خدا کنند نیّتِ ایشان بحق۴ باشد!

ازینجا حکایتِ قدوة الاولیاء شیخ قطب الدین بختیار اُفتاد قدس الله سره العزیز فرمود که اورا دو پسر بودند توامان یکی درخردگی وفات یافت و دیگری بزرگ شد، امّا آنکه بزرگ شد هیچ بشیخ نمی مانست واحوالِ او با احوالِ شیخ هیچ نسبتی نداشت. در اثنای این حکایت خواجه ذکره الله بالخیر برلفظِ مبارکِ دُر بار راند که فرزندِ شیخ

---

۱ ح و ک: 'درین سی سال' بجای 'درمدتِ سی سال' دارد

۲ ع: 'حکمت چه' بجای 'چه حکمت' دارد

۳ ح: 'برای خود نکنند' بجای 'برای خدا کنند' دارد

۴ ن و ک: حق

قطب الدین شیخ الاسلام فریدالدین بود نوّراللہ مرقدھما۔ القصہ می فرمود کہ درانچہ پسرِ خردِ شیخ وفات یافت چون از دفنِ او بازگشتند و بخانہ آمدند مگر حرمِ ایشان جزع بسیار می کرد بر فوتِ فرزند، چون نالۂ او بسمعِ مبارکِ شیخ قطب الدین رسید قدس اللہ سرہ العزیز دست بر دست مالیدن گرفت۔ شیخ بدرالدین غزنوی علیہ الرحمۃ والرضوان حاضر بود، خدمت کرد و پرسید کہ این تأسف چیست؟ شیخ فرمود کہ این ساعت مرا یاد می آید کہ من چرا از حق تعالی بقای پسر نخواستم اگر بخواستمی بدادی! خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر فرمود کہ بنگر استغراقِ ایشان در یادِ دوست بچہ[1] غایت بود کہ از حیات و مماتِ پسر یاد نمی آمد!

•

لحتی سخن در دعا افتاد۔ فرمود کہ بندہ را وقتِ دعا می باید کہ ہیچ معصیتی کہ کردہ باشد پیشِ دل نیارد و نہ ہیچ طاعتی زیرا کہ اگر پیشِ دل آرد آن عجب باشد و دعای معجب[2] مستجاب نشود، و اگر معصیت پیشِ دل آرد در ایقانِ دعا سستی آرد، پس وقتِ دعا نظر خاص بر رحمتِ حق می باید داشت و موقن باید بود کہ البتہ این دعا مستجاب است انشاءاللہ تعالی۔ دیگر فرمود کہ وقتِ دعا باید کہ ہر دو دست کشادہ باشد و برابرِ سینہ، و این چنین ہم آمدہ است کہ ہر دو دست متصلِ یکدیگر باید داشت و نیک بلند باید داشت و ہمچنین صورت باید بست کہ گوئی ہمین زمان چیزی در دستِ او خواہند انداخت۔ در اثنای آن این معنی ہم فرمود کہ دعا تسکینِ دل است خدای عزّ و جلّ می داند کہ چہ می باید کرد!

---

[1] ن: 'بجدی غالب' بجای 'بچہ غایت' دارد [2] ہ: 'معجب' ندارد

لختی حکایت درعقیدۀ مریدان اُفتاد۔ فرمود کہ پیش ازین در[1] شہر مرا ہمسایۂ بود محمّد نام، او را ہر سال رشتۂ[2] نارو بسیار شدی دران زحمت فراوان دیدی تامراعزیمت زیارتِ شیخ الاسلام فریدالدّین اُفتاد[3] قدس اللہ سرّہ العزیز۔ آن ہمسایہ مراگفت کہ چون بخدمتِ شیخ برسی کیفیتِ من عرض داری وتعویذی برای من بخواہی وبیاری۔ القصّہ چون بخدمتِ شیخ پیوستم حکایتِ آن مرد باز گفتم و تعویذی بخواستم۔ شیخ مرا فرمود کہ ہم تو بنویس۔ خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر فرمود کہ من تعویذ بنشتم و بدستِ مبارکِ شیخ دادم۔ شیخ مطالعہ فرمود و باز بمن داد و گفت او را بدہی۔ چون بشہر آمدم آن تعویذ[4] او را دادم باقی عمراو را ہیچ نارو نشد!

یکی از حاضران پرسید کہ شما دران تعویذچہ نبشتید؟ خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر فرمود کہ اَللّٰہُ الشَّافِی اَللّٰہُ الْکَافِی اَللّٰہُ الْمُعَافِی یک دو کلمہ دیگر متعاقبِ این فرمود کہ آن برخاطر یاد نماندہ۔

ہم درحُسنِ اعتقادِ مریدان فرمود کہ من روزی بخدمتِ شیخ الاسلام فریدالدّین نشستہ بودم قدس اللہ سرّہ العزیز، تاری از محاسنِ مبارکِ شیخ جدا شدہ بود و درکنارِ شیخ افتاد۔ من عرضداشت کردم کہ درخواستی ہست اگر خدمتِ شیخ بخشش فرماید! فرمود کہ چیست؟ گفتم از محاسنِ مبارک تاری جدا شدہ است اگر فرمان باشد من آن را بجای تعویذ نگاہدارم۔ فرمود کہ ہمچنان کن! من آن تار را باعزاز و اکرامِ تمام بگرفتم و درجامہ بپیچیدم و برابرِ خود درشہر آوردم۔ خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر

---

[1] ح: درین
[2] ح وہ: رشتۂ ندارد
[3] ح وہ: شد
[4] ن: امانت

درین حکایت چشم پُرآب کرده بود و می فرمود که تاچه اثرها دیدم ازان یک تارِ مُوی مبارک! بعد ازان هر رنجوری و دردمندی که بیامدی و ازمن تعویذ خواستی من آن مُوی می دادم، ایشان می بُردند و چندگهی برخود می داشتند آن زحمت ازیشان[1] زائل می شد بعد[2] از صحت بمن آوردند تامرا دوستی بود که او را تاج الدین مینائی گفتندی و او پسرکی خُرد داشت رنجور شد، برمن آمد و ازمن آن تعویذ بخواست، من آن را در طاقی نهاده بودم هرچند طلبیدم وجُستم[3] نیافتم، بسببِ[4] آن طاق در طاقهای دیگرهم طلبیدم[5] شاید که بغلط نهاده باشم، هم درنظر نیامد و آن دوست نامرادِ بازگشت. پسرکِ او همدران زحمت وفات یافت. بعد ازان چندگهی بگذشت دیگری بیامد و برای حاجتی آن تعویذ طلب نمود، چون نگاه کردم همدران طاق که پیوسته می نهادم همانجا درنظر آمد! بعد ازان خواجه ذَکَرَہُ اللّٰہُ بِالْخَیْرِ می فرمود که چون پسرکِ آن دوست رفتنی بود ازان سبب آن تعویذ غائب شده بود!

## مجلسِ نوزدہم

چهارشنبه شانزدهم ماهِ ذی القعده سنه مذکور سعادتِ دست بوس بدست آمد. سخن درنظم ونثر افتاد. برلفظِ مبارک راند که هرسخنِ خوب که شنیده

---

[1] ه : ایشان

[2] ن و ه : 'بعد ..... آوردند' ندارد

[3] ن و ه : 'وجستم' ندارد

[4] ح : ازسبب

[5] ح : 'طاقهای دیگرهمه دیدم' بجای 'در... طلبیدم'

می شود ہر آئینہ ذوقی حاصل می آید و ہر معنی کہ بہ نثر شنیده شود ہمان معنی اگر نظم[۱] کرده سماع می افتد ذوقی بیشتر است ولحن خوب ہمین حکم دارد، ہر سخن خوب کہ شنیده می شود ہر آئینہ در شنیدن آن ذوقی حاصل آید امّا اگر ہمان سخن در لحن[۲] بشنوند ذوق بیشتر است۔

درین میان کاتب عرضداشت کرد کہ بنده را در ہیچ چیز چنان رقّت حاصل نمی شود کہ در سماع۔ فرمود کہ اصحاب طریقت و مشتاقان را ہمان ذوق است کہ آتش در می زند[۳] و اگر نہ آن بودی بقا کجا بودی و در بقا چہ ذوق بودی؟ در اثنای این معنی چشم پُر آب کرد و نفسی از سینۂ مبارک بر آورد و فرمود کہ مرا وقتی در خواب چیزی نمودند من این مصرع گفتم ع ای دوست بدست انتظارم کشتی، و باز این مصرع را ہم در خواب اعادت کردم و ہمچنین گفتم کہ ع ای دوست بزخم انتظارم کشتی، چون بیدار شدم یادم[۴] آمد کہ این مصرع ہمچنین است ع

ای دوست بہ تیغ انتظارم کشتی،

## مجلس بستم

سہ شنبہ سیزدہم ماہ ذی الحجہ سنہ مذکور دولت پای بوس بدست آمد۔ سخن در صدق ارادت افتاد۔ فرمود کہ لشکری بود از مریدان شیخ الاسلام

---

۱ ح: در نظم ۲ ہ: بجای "در لحن بشنوند ذوق بیشتر است" این جملہ دارد "در لحن بد بشنود ذوق بیشتر نیست" ۳ ن و ہ: "در می زند" بجای "در می زند" دارد ۴ ہ: "یاد کردم" بجای "یادم آمد" داد

فریدالدّین قدس اللہ سرہ العزیز او را محمّد شہ گفتندی، او ہر عزیمت کہ کردی دران اندیشہ خدمتِ شیخ را در خواب دیدی، بہر ہیبات کہ شیخ را در خواب دیدی تعبیرِ آن خواب ہمچنان کردی "تا وقتی او را عزیمتِ ہندوستان شد. شبی دران اندیشہ خدمتِ شیخ را در خواب دید کہ گوئی جانبِ اجودہن می رود. چون بیدار شد با خود گفت کہ مرا نیز ہمان جانب می باید رفت، نہ از شیخ سخنی شنید نہ اشارتی دید ہمین قدر دید کہ طرفِ اجودہن می رود، او عزیمتِ ہندوستان فسخ کرد و طرفِ اجودہن[1] روان شد، الغرض دران سفر راحت و آسایش بسیار دید. خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر می فرمود کہ این محمّد شہ را غوری می گفتندی، مردی عزیز بودہ است او در آخرِ عمر بسفرِ کعبہ رفت پیش از این خبرِ او نیامد!

## مجلس بست و یکم

دوشنبہ[2] یازدہم ماہِ مبارک محرّم سنہ احدی عشر و سبعمائتہ سعادتِ[3] پای بوس میسّر شد. بر لفظِ مبارک راند کہ شیخی بود بزرگ، یکی بخدمتِ او بیامد و ارادت آورد و بیعت کرد و خرقہ یافت چنانچہ رسمِ این کار آمدہ است. بعد از چندگاہ خبر بشیخ رسانیدند کہ آن مرید بہ فساد مشغول گشتہ است و بر سرِ معصیتی کہ بود بازرفتہ[4] شیخ چون این معنی بشنید در خانۂ آن مرید رفت و او را گفت بیا در خانۂ من

---

[1] اجودھن نامِ قدیمِ شہر پاک پٹن است

[2] ن: شنبہ [3] ن: دولت [4] ن: حاصل

ساکن شو هرچه گُنی در خانهٔ من کُن زیرا که درویشی جامعِ خیراتست و پرده پوشی یکی از صفاتِ درویشی است، غرض آنکه هرچه در خانهٔ من کنی من پرده پوشی کنم. مرید چون این سخن بشنید سر در قدمِ شیخ آورد و تجدیدِ[1] بیعت کرد و تائبِ مطلق گشت وَالحَمدُ لِلّٰهِ عَلیٰ ذٰلِکَ،

بعد از اتمامِ این حکایت بنده عرضداشت کرد که مقرّر است که پیر در احوالِ مرید نظر می کند، اگر در اعمالِ مریدان نظر نکند تا عملِ ایشان چگونه بیند، امّا اگر در عالمِ اعتقادِ ایشان نظر کند اگر اعتقادِ مریدی درست یابد مرید را اُمیدی باشد. فرمود که آری اصل درین کار اعتقاد است چنانکه در عالمِ ظاهر اصل ایمان است ۔ مرید را باید که در وحدانیتِ خدای عزّوجلّ و رسالتِ رسول علیه السّلام ایمان درست باشد و مرید را نیز می باید که در حقِ پیر اعتقاد درست باشد چنانکه مومن چون ایمانِ او درست باشد بگناه کافر نشود[2] و مرید نیز چون اعتقادِ او درست باشد اگر لغزشی افتد برارتدادِ او حکم نتوان کرد، امید باشد که به برکتِ اعتقاد باصلاح[3] باز آید۔

لختی سخن در تلاوتِ قرآن افتاد و برکاتِ حفظِ آن ۔ بنده عرضداشت کرد که اگر یاد گرفتن میسّر نشود ناظره خواندن چگونه باشد ؟ فرمود که نیکو باشد در آن دیده را نیز حظّی باشد۔ بعد از آن فرمود که شیخِ کبیر قدس الله سره العزیز هرکرا قرآن یاد گرفتن فرمودی گفتی اوّل سورهٔ یوسف یاد گیر که هرکه سورهٔ یوسف یاد گیرد به برکتِ آن حق تعالیٰ او را تمام قرآن روزی کند[4]!

---

[1] ح و ه : بجای "تجدید بیعت کرد"، "بیعتی تجدید کرد" دارد

[2] ن : نگردد [3] ح : بر اصلاح [4] ن : گرداند

هم ملایم این معنی فرمود که پیغمبر علیه السلام فرموده است هر کرا نیّت یادگرفتنِ قرآن باشد و بدان نرسد و همدران نیّت از جهان برود چون او را بگور[1] نهند فرشته بیاید و ترنجی از بهشت بیارد و بدستِ او دهد، آن کس او را ابتلاع[2] بکند تمام قرآن او را محفوظ شود، فردا چون حشر شود او حافظ مبعوث گردد.

لختی سخن در ذکرِ دانشمندانی افتاد که درویش صفت باشند و اخلاقِ نیک مردان در ایشان باشد. فرمود که من سه دانشمند همچنان[3] دیده ام یکی مولانا شهاب الدین که از میرت[4] بوده است دوم مولانا احمد حافظ، سوم مولانا کیتهلی.

حکایتِ مولانا احمد فرمود که او حافظ بود و مردِ خدای، وقتی مرا عزمیتِ زیارتِ شیخِ کبیر بود قدس الله سرّه العزیز بعد از فوتِ او، در حدودِ سرسی با این مولانا احمد ملاقی شدم، مرا گفت چون بر سرِ روضۀ شیخِ کبیر برسی سلامِ من برسانی و بگوئی که من دُنیا نمی طلبم طالبانِ او بسیارند و عقبی نیز نمی خواهم، من همین می خواهم که تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ۝

حکایتِ بزرگی مولانا کیتهلی فرمود که پیری بس با برکت بود، اگرچه با کسی پیوندی نداشت امّا لقا[5]، صحبتِ بسیار کسان[6] و مردانِ حق دریافته بود، در نقیۀ اوّلی که او را بدیدم در تقریرِ او و در هیبتِ او معلوم شد که یکی از واصلانِ حق است، چیزی در خاطر بود آن را از و پرسیدم، جواب داد که آن را

---

[1] ح: درگور
[2] ابتلاع یعنی بگلو فرو بُردن (منتخب)
[3] ه: همچنین
[4] یعنی میرٹھ که شهریست در هندوستان.
[5] ه: 'لقا' ندارد
[6] ن و ح: 'کسان' ندارد

این آید و آن این چنین باشد. خواجه ذکره الله بالخیر این حکایت می فرمود و چشم پُرآب کرده بود و می گفت که اگر آن مشکل از صد دانشمندِ مجتهد پُرسیدی حل نشدی!

هم از اخلاقِ او حکایت می فرمود که وقتی برمن آمده بود، مبشّر که خدمتگارِ منست هنوز طفل بود، مگر[۱] او بی ادبی کرد[۲] یک چوب او را زده شد[۳]. مولانا کیقلی را چنان درد[۴] نمود که گوئی آن چوب او را زده اند، در گریه شده گفت که این از شومیتِ من بود که او را این الم رسید! خواجه ذکره الله بالخیر می فرمود که مرا از رقّت و شفقتِ او شکستگی تمام در دل آمد!

یک حکایتِ دیگر از بزرگی او فرمود که از و شنیدم که سالی[۵] قحطی بود در دهلی دران ایّام که واقعهٔ ملک قطب الدّین حسن بوده است من جانبِ بازارِ[۶] کرباسی می گذشتم، گرسنه بودم طعامی خریدم با خود گفتم که این را تنها نتوان خورد، کسی را می طلبیدم تا با او هم لقمه شوم. درویشی دلق پوشی را دیدم با جامهٔ ژنده از پیشِ من می گذشت. من او را گفتم ای خواجه من درویشم و تو هم درویشی، من غریبم و تو هم غریب می نمائی، قدری طعام موجود است بیا تا هم لقمه شویم. درویش اجابت نمود بالای دوکانِ طبّاخ رفتیم و آن را تناول کردیم. دراثنای آن من رُوی سوی آن درویش کردم و گفتم ای خواجه مرا بست تنکه وام برآمده است، می باید که آن وام

---

[۱] ن : که

[۲] ن : کرده بود

[۳] ه : باشد

[۴] ه : «درد» ندارد

[۵] ح : بسالی

[۶] کذا در هر سه نسخه، ترجمهٔ لیریان : «بازارِ کرپاس» بجای «بازار کرباسی» دارد

من دوخته شود. آن درویش گفت تو بدلِ فارغ طعام بخور من بست تنکه را تیرا[1] می دہم. مولانا کیتهلی گفت که من در دلِ خود کردم که این مرد با این جامهٔ خُلقان او را بست تنکه از کجا باشد که مرا بدہد؟ الغرض چون طعام خورده شد او برخاست و مرا برابرِ خود روان کرد، جانبِ نمازگاه رفت، پسِ[2] نمازگاه گوری بود، برسرِ آن گور بایستاده چیزی بخواند و چوبی خُرد بدست داشت یک دو بار آہسته بر آن گور زد و گفت که این درویش را بست[3] تنکه حاجت است او را بده! این بگفت و رُوی سوی مَن[4] کرد و مرا گفت مولانا باز گرد، بست تنکه بتو رسید! مولانا کیتهلی گفت چون این سخن بشنیدم دستِ آن درویش بوسیدم و ازو جدا شدم جانبِ شہر آمدم، درین حیرت بودم که آن بست تنکه مرا از کجا خواہد رسید! با من مکتوبی بود که آن بخانهٔ کسی می بایست رسانید. ہمان روز آن مکتوب را می بُردم نزدیکِ دروازهٔ کمال رسیدم. تُرکی درخانهٔ خود برسرِ چهجه[5] نشسته بود، مرا بدید و آواز داد و غلامان را دوانید مرا بجهدِ تمام بالا بُردند. آن ترک مرا بسیار بشاشت نمود[6]. من ہرچند جهد کردم[7] او را نشناختم. آن ترک ہمین می گفت که تو آن دانشمند نیستی که

---

[1] ح: یا
[2] ح: پسِ پشت
[3] ن: 'بست تنکه وام دادنی دارد' بجای 'بست تنکه حاجت است' دارد [4] ن: آسمان
[5] ن: چهجه یعنی (چھجّا) لفظِ ہندی است بفتح اوّل مخلوط التلفّظ بہا و جیم مشدّد بالف رسیده، ہرچه برسرِ ایوان یا بالای درِخانه برای محافظتِ باران از سنگ و چوب کشند تا باران اندرون نیاید، و بفارسی آن را باران گیر و باران گیر و طرّهٔ بام و طرّهٔ دالان و طرّهٔ ایوان گویند (نفائس)
[6] ن و ه: کرد [7] ح: می کردم

در فلان موضع[۱] در حقِ من چندان نیکی کردی؟ من گفتم که من[۲] شما را بجای نمی آرم - آن ترک گفت من ترا می شناسم خود را چرا پنهان می داری؟ الغرض این و مانندِ این بسیار می گفت بعد ازان بست تنکه بیاورد و با معذرتِ فراوان بدستِ من داد!

خواجه ذکره الله بالخیر در بزرگیِ این مولانا کیتهلی می فرمود که آنکه او طعام تنها نمی خورد همان عادتِ مستحسنهٔ او تمام بود فکیف اخلاقِ دیگر! بعد ازان از واقعهٔ او حکایت فرمود که وقتی من از سفری در حدودِ سرسی رسیدم شنیدم که دیروز دربن حوالی راه قطع شده و بسیار مسلمانان بدستِ هندوان کشته شدند و یکی دانشمندی درمیانِ ایشان بود که او را کیتهلی می گفتندی - او قرآن می خواند در اثنای قرآن خواندن او را شهید کردند - خواجه ذکره الله بالخیر فرمود که مرا در دل گذشت نباید[۳] که آن مرد مولانا کیتهلی باشد! دوم روز برسرِ آن کشتگان رسیدم فاتحه خواندم و تفحص کردم، همان مولانا کیتهلی بود[۴] که شهید شد رحمته الله علیه رحمته واسعة

## مجلسِ بست و دوم

چهارشنبه سوم ماه مبارکِ ربیع الاوّل سنه مذکور دولتِ پابوس بدست آمد - این بار بعد از یک ماه رفته شده بود و، هیچ وقت مدّتِ غیبت تا این غایت[۵]

---

[۱] ح : محل

[۲] ح : 'من شما را نمی دانم' بجای 'من شما را بجای نمی آرم' دارد

[۳] ح : 'نباشد که او' بجای 'نباید که آن مرد' دارد

[۴] ح : 'شهید شده بود' بجای 'بود که شهید شد' دارد

[۵] ن : زمان

نبوده. چون پای مبارک بوسیده شد دو سه از یارانِ عزیز حاضر بودند۔ خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر روی سوی بندہ کرد و فرمود این زمان ذکرِ فضلاً داشتیم کہ تو در آمدی! بندہ دو بارہ روی بر زمین آورد، بعد ازان فرمود کہ خواجہ شمس الملک را علیہ الرحمۃ رسمی بود کہ اگر شاگردی ناغہ کردی یا دوستی بعد از دیری آمدی بگفتی چہ کردہ ایم کہ نمی آئی؟ بعد ازان تبسم فرمود و گفت کہ اگر باکسی مطایبہ کردی ہمچنین گفتی[1] کہ چہ کردہ ایم کہ نمی آئی تا ہمان کنیم؟ بعد ازان فرمود کہ مرا اگر ناغہ شدی یا بعد از دیری رفتمی در خاطر گذشتی کہ با من ہم ازین بابت چیزی خواہد گفت، با من این بگفتی ؎

آخر کم ازان کہ گاہ گاہی       آئی و بما کنی نگاہی!

خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر در اداء این بیت چشم پُر آب کرد چنانکہ[2] رقتی در حاضران پیدا شد۔ یکی از حاضران گفت کہ من ہمچنین شنیدہ ام کہ دران ایّام کہ شما بخدمتِ خواجہ شمس الملک می رفتید او خدمتِ شما را تعظیم کردی کہ در چہچہ کہ مقامِ خاصِ او بودی شما را آنجا جای کردی۔ خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر فرمود کہ آری دران چہچہ کہ او نشستی، ہیچ کس نہ نشستی مگر قاضی فخر الدّین ناقلہ یا مولانا برہان الدّین باقی، مرا ہم آنجا بگفتی کہ بنشین، من گفتمی کہ آنجا جای شماست، معذور نداشتی البتہ مرا ہمانجا جای کردی۔ یکی از حاضران پرسید کہ او وقتی شغلی داشت؟ خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر فرمود کہ آری وقتی مستوفی شدہ بود، خواجہ[3] تاج الدّین ریزہ در بابِ او این بیت گفتہ است، بیت

---

[1] ح و ۵: 'سخن گفتی'، [2] ن: چنانچہ

[3] ن: 'خواجہ تاج ریزہ' بجای 'خواجہ تاج الدین ریزہ' دارد

صدرا کنون بکامِ دلِ دوستان شدی　　مستوفیِ ممالکِ ہندوستان شدی!

بنده عرضداشت کرد که بزرگیٔ خواجه شمس الملک و وفورِ علمِ ایشان معلوم است امّا که داند که با درویشان پیوندی داشت یا محبّتی با ایشان؟ خواجه ذکره الله بالخیر فرمود که عقیدهٔ خوب داشت، اینکه مرا تعظیم کردی[1] همین دلیلِ خوبیٔ اعتقادِ او بود اَلحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العٰلَمِین

# مجلسِ بست وسوم

چهارشنبه بست وچهارم ماهِ ربیع الاوّل سنه مذکور دولتِ پائبوس بدست آمد۔ آن روز چندیار یکجا پائبوس کردیم۔ فرمود که شما همه یکجا آمده اید؟ عرضداشت کرده شد که هریکی از خانه جدا آمده ایم اینجا جمع شده ایم فرمود که منفرد آمدن بهتر که شیخ فریدالدین قدس الله سرّه العزیز همچنین فرمودی که جدا جدا بیائید بهتر که اَلعَینُ حَقٌّ۔

لختی سخن درین افتاد که اَلعَینُ حَقٌّ وَالسِّحرُ حَقٌّ، فرمود که این[2] نه آن حق است که غیر باطل است یعنی اثره کائنٌ۔ معتزله این معنی را منکرند می گویند که اثرِ سحر و اثرِ عین چون فی الحال پیدا نمی شود پس آن خیال باشد، آنچنان نیست که ایشان می گویند۔

از نسبتِ سحر سخن در معجزه و کرامت افتاد۔ فرمود که این چهار مرتبه است

---

[1] ن: داشتی　　[2] لا: 'نه این آن' بجای 'این نه آن' دارد

معجزه وکرامت و معونت و استدراج، معجزه ازانِ انبیا است که ایشان را علمِ کامل و عملِ کامل باشد و ایشان صاحبِ وحی اند آنچه ایشان اظهار کنند آن معجزه باشد، امّا کرامت آنست که اولیا را باشد ایشان را نیز علمِ کامل و عملِ کامل باشد فرق همین است که ایشان مغلوب باشند آنچه از ایشان در ظهور آید آن کرامت باشد، امّا معونت آنست که بعضی مجانین را باشد که ایشان را نه علمی باشد و نه عملی کامل[۱]، گاه گاه[۲] از ایشان چیزی برخرقِ[۳] عادت معائنه افتد آن را معونت گویند، امّا استدراج آنست که طائفه باشند که ایشان را اصلا ایمان نباشد چون اهلِ سحر و غیرِ آن و چیزی از ایشان دیده شود آن را استدراج گویند۔

لختی سخن در اطوار افتاد۔ فرمود که سه طور است، یکی طورِ حس است دوم طورِ عقل است سوم طورِ قُدس است۔ طورِ حس آنچه مطعومات و مشمومات و مثلِ آنست بحس معلوم می شود، با ز طورِ عقل است آن بدو علم متعلق است کسبی و بدیهی، و طورِ قدس نیز بدو علم منقسم است کسبی و بدیهی، امّا آنکه در عالمِ قُدس رسیده باشد کسبیهای عقل را به بدیهی بداند، بعد ازان فرمود که بدیهی های عالمِ قدس اینست تا کسبی چگونه باشد آن کارِ انبیاء و اولیاء است۔ بعد ازان فرمود که علامتِ آن کس که بروی دریچه[۴] از عالمِ قُدس بکشایند چه باشد، باری آن کس که در عالمِ عقل باشد و چیزی بروی به بدیهی و کسبی حل گردد و اورا ازان فرحتی آید در عالمِ قدس راه نیابد۔ درین میان از بزرگی روایت فرمود که او گفتی که چیزی از غیب بر دل

---

۱ ن و ه: 'کامل' ندارد ۲ ن: 'گاه گاه' بجای 'گاه از گاه' دارد
۳ ه: خارقِ ن: خلافِ ۴ ه: دیرچه

می گذرد انشاء اللہ تعالی کہ بقلم توانم آورد، بعد ازان بسیار بنوشتنی و در آخر این حرف یاد کردی[1] کہ سخن بسیار نوشتہ شد آنچہ مقصود بود در قلم نیامد!

لختی سخن در قولِ معتزلہ اُفتاد در آنچہ حکم می کنند کہ اہلِ کُفر و اہلِ کبائر دائم در عذاب باشند۔ فرمود کہ این خطاست، مذہب اینست کہ کافران مدام در عذاب باشند بسبب آنکہ در اعتقادِ ایشان است کہ آنچہ ایشان می پرستند آن معبودِ ایشانست و این عقیدہ ایشان بر کفر دائم است، چون اعتقادِ ایشان بر کفر دائم است پس عذابِ ایشان ہم دائم باشد، امّا اہلِ کبائر دائم در[2] کبائر نہ اند، وقتی کہ از ارتکابِ معاصی فارغ می شوند می دانند کہ آنچہ کردیم خطا بود و حق نبود، پس چون اعتقادِ ایشان در دوامِ کبائر راسخ نباشد عذابِ ایشان ہم مدام نباشد۔

بعد ازان بر لفظِ مبارک راند کہ عاصی در حالتِ[3] عصیان بسہ صفت مطیع است، اول آنکہ می داند کہ آنچہ می کنم حق نیست دوم آنکہ می داند کہ خدای تعالی می داند و می بیند سوم آنکہ امیدِ آمرزش ہم دارد، این ہر سہ عقیدہ کارِ مطیعانست۔

بعد ازان فرمود کہ در مذہبِ اشعریہ ہمچنین است کہ کافری کہ خاتمتِ او بر ایمان خواہد بود او حالی مومن است و مومنی کہ عیاذاً باللہ خاتمتِ او بر کفر خواہد بود او حالی کافرست، بر[4] مصداقِ این معنی حکایت فرمود کہ خواجہ حمید الدّین سوالی رحمۃ اللہ علیہ در ناگور ہندوی را بہ کرّات گفتی کہ این ولیٔ خداست!

---

1. ۵ ا کرد
2. ۵ : 'در عذاب نباشند' بجای 'در کبائر نہ اند' دارد
3. ن : حال
4. ۱۲۵ : پس

درین میان حکایتِ ابوحنیفه اُفتاد قدس سره العزیز فرمود که ازو پرسیدند که فردای قیامت کافران در دوزخ خواهند بود؟ گفت نه. گفتند چگونه؟ گفت فردای قیامت چون کافران عذاب و عقاب[1] معائنه خواهند کرد ایمان خواهند آورد. فرمود آری ولی آن ایمان ایشان را منفعت نخواهد کرد زیرا که ایمان آنست که بغیب آرند ایشان همه فردا ایمان خواهند آورد و منفعتِ شان نخواهد شد[2] همه در دوزخ خواهند رفت امّا مومن خواهند بود. بر مصداقِ این سخن فرمود که درین آیه وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ قولِ پسرِ عباس رض اینست که اِلّا لِيُوَحِّدُوْنِ یعنی جنّ و انس همه موحّد خواهند بود هر که اینجا موحّد است با یمانِ غیب است و فردا کافران[3] چون عذابِ قیامت بینند خدای را بیگانگی مقر آیند، پس لِيُوَحِّدُوْنِ درست می آید.

بعد ازان گفت که هر کرا که دیده شود به از خود تصوّر باید کرد اگرچه این کس مطیع باشد و آن دیگری عاصی، زیرا که شاید بود که طاعتِ این کس آخرین طاعت ها باشد و معصیتِ او آخرین معصیت ها!

بعد ازان[4] حکایت فرمود که خواجه حسن بصری نوّر الله مرقدهٗ می گفتی که من هر کرا می دیدم به از خود تصوّر می کردم مگر یک روز ازان سزای خود دیدم و آنچنان بود که روزی حبشی را دیدم بر لبِ آبی نشسته و قرابه پهلوی خود نهاده هر زمان ازان قرابه چیزی تجرّع می کرد و عورتی نزدیکِ او نشسته بود، در خاطرِ من گذشت که

---

[1] ه: عتاب
[2] ن: بود
[3] ن وح: 'چون کافران' بجای 'کافران چون' دارد
[4] ن: وازان

من باری به اذویم! همدرین بودم که کشتی در آب غرق شدن گرفت؛ هفت تن دران کشتی بودند هر هفت غرق شدن گرفتند. آن حبشی بر فور خود را در آب زد[1] و شش تن بیرون کشید روی سوی من کرد و گفت ای حسن آن یکی را تو بیرون کش. خواجه حسن گفت که من متحیّر بماندم؛ بعد ازان مرا گفت که درین قرابه آبست و این عورت که پهلوی من نشسته است والدهٔ منست، من برای امتحانِ تو اینجا نشسته بودم، روکه تو مردِ ظاهر بینی!

لختی سخن در تلاوتِ قرآن اُفتاد. فرمود که قرآن با ترتیل و تردید باید خواند، یکی ازحاضران سوال کرد که تردید چه باشد؟ فرمود از آیتی که خواننده را ذوقی و رقّتی حاصل آید مکرّر باید کرد[2]. آنگاه فرمود که وقتی رسول علیه السلام می خواست که چیزی بخواند گفت بسم الله الرحمن الرحیم، هم در تسمیه دلِ مبارکِ او را حالی پیدا شده بیست بار مکرّر فرمود!

بعد ازان فرمود که مراتب قرآن هشت نوع است؛ پنج نوع ازان بیان فرمود، اوّل آنست که وقتِ قرآن خواندن باید که دلِ[3] خواننده را تعلّق بحق باشد و اگر آن میسّر نشود باید که آنچه می خواند معانی آن بر دل بگذراند و اگر آن هم میسّر نشود باید که در حالتِ[4] قرآن خواندن جلال و عظمتِ حق بر دل بگذراند. یکی ازحاضران سوال کرد که این معنی همان تعلّق[5] بحق است که در مرتبهٔ اُولی فرمودند؟ فرمود که خیسهٔ آن

---

[1] ح: انداخت [2] ن: خواند
[3] ه: بجای دِل خواننده را تعلّق بحق باشد، دلِ خواننده تعلیق بحق باشد، دارد
[4] ح: حال [5] ه: تعلیق

بذاتِ حق بود این بصفا تست - مرتبۂ چہارم فرمود کہ در وقتِ خواندن باید کہ حیای درو غالب باشد کہ این دولت چہ لائقِ من است و مراچہ محلِّ این سعادت باشد، و اگر آن ہم نباشد باید کہ بداند کہ مجازئ[1] این قرآن خواندن خداست ہر آئینہ مرا جزای بدہد - درین میان بندہ عرضداشت کرد کہ ہر بار کہ بندہ قرآن می خواند بیشتر واضح آن آنچہ معلوم باشد بر دل بگذراند، اگر در اثنای تلاوت دلِ بندہ بسودای یا باندیشۂ مشغول شود باز با خود گویم کہ این چہ اندیشہ است و چہ سودا است دلِ خود بواضح مشغول کنم، ہمان زمان بر سرِ آیتی رسم کہ آن آیت مانعِ آن سودا و آن اندیشہ باشد و یا آیتی در نظر آید کہ درو حلِّ آن مشکل باشد کہ در دل گذشتہ باشد - خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر فرمود کہ این معنی نیکو است این را نیکو نگہ داری! والحمد للہ ربّ العلمین[2]،

# مجلسِ بست و چہارم

چہار شنبہ دوم ماہ مبارکِ ربیع الآخر سنہ مذکور بسعادتِ پائبوس رسیدہ شد - سخن در ترکِ دُنیا افتاد - فرمود کہ اصل دانائی آنست کہ از دُنیا پرہیز کنند - بر نسبتِ این معنی فرمود کہ اگر مردی وصیت کند کہ ثُلث مالِ من بعد از من بمردی دہند کہ او اعقل النّاس باشد حکمِ این چگونہ باشد؟ فرمود کہ حکمِ این

---

[1] مجازی: بضمِ میم جزا دہندہ و پاداش دہندہ، (غیاث)

[2] ح: "واللہ اعلم" بجای "والحمد للہ رب العلمین" دارد

آن باشد که آن مال بکسی دهند که تارکِ دُنیا باشد. یکی از حاضران گفت[۱] چون آن کس که تارکِ دُنیا باشد آن را چگونه قبول کند؟ فرمود که سخن در مصرف می رود و حکمِ موضعِ مصرفِ آنست. مناسبِ این معنی فرمود که دُنیا نه همین زر و سیم و اسباب و غیرِ آنست[۲]. از بزرگی روایت فرمود که او گفته است بَطْنُكَ دُنْيَاكَ شکمِ تو دُنیای تست' هرچه کمتر خوری از تارکانِ دنیا باشی و هرچه سیر خوری نباشی. ملایمِ این معنی فرمود که شیطان همچنین گوید که سیری که در نماز باشد من او را معانقه کنم پس هرگاه که این سیر از نماز بیرون آید توان دانست که استیلای من بر و تا چه غایت باشد و باز گرسنه که خفته باشد من از و گریزان باشم پس هرگاه که این گرسنه در نماز باشد توان دانست که نفرتِ من از و تا چه غایت باشد!

از ینجا سخن در شیطان و وساوسِ اُو افتاد و غلبهٔ او بر فرزندِ آدم' فرمود که خنّاس دیویست که دائم بر دلِ فرزندِ آدم باشد' هرگاه که مردم بذکرِ حق مشغول شوند او دفع شود. بعد ازان فرمود که مولانا علاؤ الدین ترمذی[۳] در نوادر الاصول می آرد که چون مهترِ آدم علیه السلام از بهشت بدُنیا آمد روزی حوّا نشسته بوذ ابلیس بیامد و خنّاس را بیاورد و حوّا را گفت که این فرزندِ منست این را به پیشِ خود داری! این بگفت و برفت. چون مهترِ آدم برسید خنّاس را دید' از حوّا پُرسید که این کیست؟ حوّا گفت این را ابلیس بیاورد و گفت که فرزندِ منست این را پیشِ خود داری. آدم گفت چرا قبول کردی اُو[۴] مارا دُشمنست!

---

[۱] ه: سوال کرد  [۳] ابوعبدالله محمد بن علی الحکیم الترمذی

[۲] س: 'بلکه تعلّق و محبّت بانهاست اگرچند که نداشته باشد' بعد از 'و آنست' دارد

[۴] ح: ' او دشمن ماست' بجای ' او مارا دشمنست' دارد

پس آدم علیه السلام خنّاس را چهار پرکاله کرده بر سرِ چهار کوه نهاد۔ چون آدم علیه السلام غائب شد ابلیس بیامد حوّا را پرسید که خنّاس کجاست؟ حوّا گفت که آدم او را چهار پرکاله کرد و بر سرِ چهار کوه بنهاد۔ ابلیس چون این بشنید آواز داد که یا خنّاس! خنّاس در زمان حاضر شد هم بر هیئتِ اُولیٰ، چون ابلیس بازگشت آدم علیه السّلام بیامد باز خنّاس را ایستاده دید، پرسید که چه حال است؟ حوّا صورتِ حال باز گفت۔ مهتر آدم این بار خنّاس را بکُشت و بسوخت و ذرّه[1] ذرّه کرد و آن ذرّات را در آب روان کرد۔ چون آدم غائب شد باز ابلیس بیامد و از حالِ خنّاس پرسید۔ حوّا صورتِ حال باز گفت۔ ابلیس آواز داد که یا خنّاس! در زمان حاضر شد۔ چون ابلیس بازگشت مهتر آدم بیآمد و خنّاس را بصورتِ گوسفند حاضر دید و ماجرای حال معلوم کرد۔ این بار خنّاس را بکُشت که صورتِ گوسفند بود و بپُخت و بخورد، درین میان ابلیس بیآمد و آواز داد که یا خنّاس! خنّاس از دلِ آدم آواز[2] داد لبّیک لبّیک! ابلیس گفت هما نجا باش مقصودِ من همین بوده[3] است!

---

[1] ه: 'ذرّه ذرّه کرده در آب روان کرد' بجای 'ذرّه ذرّه کرد..... روان کرد' دارد

[2] ح: بجای 'آواز داد' 'آواز داد و گفت' دارد

[3] ح 'بود' بجای 'بوده است' دارد

# مجلس بست و پنجم

چهارشنبه پانزدهم[1] ماهِ جمادی الاُولی سنة المذکور بدولت[2] پابوس رسیده شد. سخن در فالِ مصحف افتاد. بنده عرضداشت کرد که فالِ مصحف که می بینند جائی آمده است؟ فرمود که آری و درین باب حدیثی هم آمده است. بعد ازان فرمود که چون مصحف را برای فال بکشایند باید که بدستِ راست کشایند و دستِ چپ را با آن یار نکنند.

بعد ازان درین معنی حکایت فرمود که شنوده ام از شیخ بدرالدّین غزنوی رحمة الله علیه که او گفت که چون من از غزنین به لهاور آمدم دران عهد لهاور آبادان و معمور بود، چندگهی آنجا بودم، بعد از چندگاه مرا ازانجا عزیمتِ سفر شد، یک دل آن شد که جانبِ دهلی آیم و یک دل آن شد که به غزنین باز روم، درین اندیشه دو دله ماندم و کششِ خاطرِ من بیشتر جانبِ غزنین بود چه مادر و پدر و اقربا، و دوستان آنجا داشتم و در دهلی یک دامادی بیش نبود. القصه نیّت کردم که فالِ مصحف به بینم، بخدمتِ بزرگی رفتم، اوّل بر نیّتِ غزنین دیدم آیۂ عذاب آمد باز بر نیّتِ دهلی دیدم آیۂ بهشت و جُوییها[3] و وصفِ بهشت آمد، اگرچه

---

[1] ن: سیزدهم

[2] ن: بسعادت

[3] ح: 'صفتِ بهشت' بجای 'جوییها و وصفِ بهشت' دارد

دلِ من بجانبِ غزنین بود امّا بحکمِ فال جانبِ دهلی آمدم، چون بشهر رسیدم شنیدم که داماد من در بند است! بیامدم پیشِ درِ سرای سلطان تا از حالِ او استطلاع کنم، او را دیدم که از درِ سرای بیرون آمد میزری در دست کرده و در آن میزر مبلغی سیم، چون مرا دید بکنار گرفت و خوش شد، مرا در خانهٔ خود بُرد و آن سیم پیشِ من نهاد، مبلغ بود دلِ من جمع شد. همدران چندگاه شنیدم که از غزنین خبر آمد که مغل دران دیار رسید و مادر و پدر و کُل اقربای مرا شهید کردند!

بعد ازان بنده عرضداشت کرد که بدرالدّین غزنوی چون اینجا آمد آنگاه بارادتِ شیخ قطب الدّین بختیار قدس الله سرّه العزیز مشرّف شد؟ فرمود آری.

ازینجا ذکرِ شیخ الاسلام فریدالدین افتاد قدس الله سرّه العزیز المبارک فرمود که کارِ او دیگر بود، از ترکِ خلق گرفت و دشت و بیابان اختیار کرد یعنی که در اجودهن ساکن گشت بنانِ درویشانه و بچیزهای که دران دیار خیزد چون پیلو[1] و مانندِ آن قانع شد، با آن هم از آمد و شدِ خلائق[2] حد نبود، درِ خانقاه بقیاس نیم شبی یا کم و بیش بر بستندی یعنی پیوسته باز بودی و سیم و طعام و نعمت موجود از کرمِ باری تعالیٰ آینده و رونده را ازان نصیب کردی، هیچ کس بخدمتِ ایشان نیامدی که او را چیزی نصیب نکردی، عجب وقتی و عجب زندگانی! هیچ کس را از بنی آدم ازان میسّر نشود، اگر کسی بخدمت بیامدی که هرگز نیامده بودی و دیگری نیز حاضر بودی که او آشنای چندین ساله بودی در محاوره با هردو برابر بودی و

---

[1] پیلو نامِ درختی ست که بتازی اراک گویند و بیخ آن را مسواک کنند و بارِ درختِ اراک را نیز پیلو گفته اند (هفت قلزم)

[2] ح : خلق

در تلطف و توجه با هردو متساوی! بعد ازان فرمود که از بدرالدین اسحٰق شنیدم رحمۃ اللہ علیہ که او گفت که من خادمِ محرم[1] بودم و هرچه بودی با من بگفتی و بهر کاری که که مرا بر راه کردی در خلاء و ملاء یک سخن بودی ، هیچ وقت مرا در خلاء سخن نگفتی و کاری نفرمودی که در ملاء عینِ آن نگفتی یعنی ظاهر و باطن یک روش داشت و این از عجائبِ روزگار است !

# مجلسِ بست و ششم

سه شنبه دوازدهم ماهِ جمادی الآخر سنه مذکور دولتِ پابوس بدست آمد. سخن در فاتحه اُفتاد که آن را برای بر آمدنِ حاجات بسیار خوانند. فرمود که هر کرا مهمی و کاری مشکل پیش آید فاتحه همچنین خواند اوّل بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ بخواند میمِ اَلرَّحِیْم را در لامِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ادخال کند همچنین که بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰه ، و چون اینجا رسد که اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سه بار بگوید اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ، و چون سوره تمام کند آمین سه بار بگوید ، حق تعالی آن مهم او را بکفایت رساند !

هم در ذکرِ فاتحه فرمود که آنچه در تمام قرآن موجود است آن ده چیز است و ازان ده چیز هشت چیز در فاتحه موجود است . آن ده چیز که در قرآن موجود است کدام است ذات و صفات و افعال و ذکرِ معاد و تزکیه و تخلیه و ذکرِ

---

[1] ل : 'خادم و محرم' بجای 'خادمِ محرم' دارد

اعدا و محاربہ[1] کفّار و احکامِ شرع۔ بعد ازان فرمود کہ ازین دہ چیز ہشت چیز در فاتحہ ہست اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ذات، رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ افعال، الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ صفات، مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ذکرِ معاد، اِیَّاکَ نَعْبُدُ تزکیہ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ تحلیہ، اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ذکرِ اولیاء غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ذکرِ اعدا، پس ازدہ چیز کہ در جملہ قرآنست ہشت ازین در فاتحہ یافتیم، ہمین محاربہ کفار نیست و احکامِ شرع۔

لختی ذکرِ امام حجۃ الاسلام محمّد غزالی افتاد رحمتہ اللہ علیہ، فرمود کہ بیانی با تحقیق است اورا، آنگاہ فرمود کہ در احیاء العلوم می آرد کہ اَلصَّوْمُ نِصْفُ الصَّبْرِ وَالصَّبْرُ نِصْفُ الْاِیْمَانِ، بعد ازان فرمود کہ اَلصَّوْمُ نِصْفُ الصَّبْرِ چہ باشد؟ اوّل در حقیقتِ صبر فرمود کہ صبر چیست؟ صبر غلبہ باعثۂ حق است بر غلبۂ باعثۂ ہوا، صبر اینست۔ بعد ازان فرمود کہ اصلِ باعثۂ ہوا دو چیز است خشم و شہوت، و صوم شہوت را مقہور می گرداند پس اینجا اَلصَّوْمُ نِصْفُ الصَّبْرِ یافتیم، دیگر آنچہ فرمود اَلصَّبْرُ نِصْفُ الْاِیْمَان اینجا فرمود کہ صفتِ ایمان دو چیز است عقائد و اعمال، وَالصَّبْرُ نِصْفُ الْاِیْمَانِ اینست۔

لختی سخن در عوارفِ شیخ شہاب الدّین افتاد قدس اللہ سرہ العزیز فرمود کہ من پنج باب از عوارف پیشِ[2] شیخ کبیر فریدالدین قدس اللہ سرہ العزیز گذرانده ام۔ بعد ازان فرمود کہ آن چہ بیان بود کہ ایشان می کردند آنچنان خود ہرگز از کسی دیگر نیاید[3]! بارہا

---

[1] ه: مجاہدہ۔ س: مجاہدہ۔ [2] ح: بخدمتِ [3] ن: شنیدہ نشود

در ذوقِ بیانِ ایشان مردم چنان فرو می شد که تمنّا برده شدی اگر همین زمان مردم بمیرد نیکو باشد! بعد ازان فرمود که چون این کتاب بخدمتِ شیخ آوردند همان روز پسری متولّد شد او را شهاب الدّین لقب فرمود!

لختی سخن دران اُفتاد که سخنی که از بزرگی و صاحب نعمتی شنیده می شود آن را لذّتِ دیگر است! اگر همان سخن از دیگری شنیده آید چندان ذوق نمی دهد پس گوئی از مقامی که آن سخن برمی آید آن بنُورِ معرفت آراسته است!

درین باب حکایتی فرمود که مردی بود صالح و صاحبِ نعمت، در مسجدی امامت کردی، بعد از نماز سخنی چند از کلماتِ مشائخ و احوالِ ایشان بگفتنی مستمعان را راحتی پیدا آمدی، ازان جماعت مردی بود محجوب[1] العین، او نیز بدان کلمات لذّت گرفتی تا روزی آن امام غائب بود مؤذّن بر جای او بنشست و همچنان حکاباتِ مشائخ و حالاتِ ایشان چنانکه ازان امام شنیده بود گفتن گرفت۔ چون سخنِ این مؤذن در گوشِ آن محجوب اُفتاد پرسید که این سخنِ مشائخ و حکایاتِ ایشان که می گوید؟ گفتند امروز امام غائب است مؤذن بر جای او نشسته است این حکایت ها او می گوید۔ محجوب گفت ما این کلمات از هر تردامنی نخواهیم شنید! بعد ازان خواجه ذکرہ اللہ بالخیر چشم پُر آب کرد و فرمود که سخنِ[2] کسی که معامله نیک ندارد ذوق ندهد! بعد ازان این بیتِ شیخ سعدی بزبانِ مبارک راند

بزبانِ هر که جز[3] من برود حدیثِ عشقت     چو معامله ندارد سخن آشنا نباشد!

---

[1] یعنی نابینا

[2] ح: 'سخنی که صاحبِ آن معامله نیک ندارد' بجای 'سخنِ کسی که ..... ندارد' دارد

[3] ه: 'چون' بجای 'جز' دارد

# مجلسِ بست و هفتم

سه‌شنبه هژدهم ماه مبارکِ رجب سنه مذکور سعادتِ پائبوس بدست آمد. شبِ این روز بنده خوابی دیده بود آن را بخدمتِ ایشان عرضداشت کرد، خواب این بود که گوئی وقتِ فرضِ بامداد شده است و من بجهتِ نماز وضو می سازم و وقتِ نماز تنگ در رسیده است گوئی به تعجیل وضو ساختم و سنت گزاردم و همچنین می دانم که درین نزدیکی جماعت می شود، به تعجیلِ تمام روان شدم تا جماعت دریابم، درین چه بشتاب می رفتم همچنین دانستم که آفتاب طلوع می کند، بترسیدم که نباید[1] که وقتِ نماز بگذرد گوئی، دست برآوردم جانبِ آفتاب اشارت کردم و این سخن بگفتم که بوقتِ پاکِ شیخ بر نیائی! این بگفتم و هم در خواب وقتِ من خوش شد، همدرین میان بیدار شدم هنوز از شب مبلغی باقی[2] بود. خواجه ذکره الله بالخیر چون این سخن بشنید چشم پُرآب کرد، آنگاه حکایت فرمود که نقیبی بود محمد نام نیشاپوری، مردی عزیز بود و نیکو اعتقاد، ازو شنیدم که من وقتی در سفرِ گجرات بودم، دران ایام آن بلاد هندوان داشتند، در راهی می آمدم، دران یک دو تن برابرِ من می آمدند و با ما هیچ سلاحی نبود، ناگاه هندوی را دیدم که پیدا شد تیغی برهنه در دست گرفته، ما ترسیدن گرفتیم، درین میان آن

---

[1] ح: "مبادا"، بجای "نباید که" دارد [2] ح: مانده

ہندو، ہمچنان تیغِ برہنہ در دست گرفتہ مقابلِ ما آمد۔ چون نزدیک رسید من گفتم بشیخ حاضر باشش! ہندو برفور تیغ از دست بینداخت و مارا گفت مرا امان بدہید! ماحیران ماندیم کہ چہ امان می طلبد، باز گفت کہ مرا امان بدہید! ما گفتیم کہ ترا امان است! بعد ازان تیغِ او او را دادیم، او راہِ خود رفت و ما راہِ خود رفتیم۔ خواجہ ذکرہ اللّٰہ بالخیر بعد اتمامِ این حکایت بر لفظِ مبارک راند کہ بنگر تا آن ہندو چہ دید و او را چہ نمودند!

## مجلس بست و ہشتم

سہ شنبہ دوم ماہ مبارکِ شعبان عمّت میامنہ سنہ مذکور سعادتِ پابوس میسّر شد۔ سخن در اطعام افتاد۔ فرمود کہ درویشی اینست کہ ہر آیندہ کہ بیاید بعد از سلام طعام پیش باید آورد آنگاہ بحکایات[۱] و حدیث مشغول شود[۲]۔ بعد ازان این لفظ بر زبانِ مبارک راند کہ اِبْدَؤُا بِالسَّلَامِ ثُمَّ بِالطَّعَامِ ثُمَّ بِالْکَلَامِ ؂

---

۱۔ن وہ: بحکایت ۲۔ح وہ: باید شد

# مجلسِ بست و نهم

دوشنبه بست[1] و دوم ماهِ مذکور سنة المذکور دولتِ پابوس حاصل[2] گشت، طعام پیش آوردند، خوردن گرفتند. خواجه ذکره الله بالخیر فرمود که بزرگی گفته است که پیشِ من طعامی که بخورند من طعمِ آن در حلقِ خود بیابم یعنی گوئی آن طعام من می خورم! یکی از حاضران گفت که همچنین گویند که وقتی در نظرِ شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمة الله علیه یکی دوالی محکم بر ستوری زد. شیخ ابوسعید گفت وآه چنان نمود که آن درد او را رسید! مدعی حاضر بود آن حالت را استحالت نمود، شیخ ابوسعید پشتِ خود را برهنه کرد و بدو نمود، اثرِ آن دوال بر پشتِ مبارکِ شیخ برآمده بود! بعد ازان گوینده این حکایت روی سوی خواجه ذکره الله بالخیر کرد و گفت که این حکایت بدان ماند که حالتِ دیگری در دیگری اثر کند امّا نمی دانم که حقیقتِ حال چگونه است؟ بعد ازان خواجه ذکره الله بالخیر بر لفظِ مبارک راند که روح چون قوی می شود و بکمال می رسد قلب را جذب می کند و قلب نیز چون قوی می شود و بکمال می رسد قالب را نیز جذب می کند، پس بحکمِ این اتحاد هرچه بر قلب رسد روا باشد که اثرِ آن بر قالب ظاهر گردد[3]. بدین

---

[1] ن: 'هشتم' بجای 'بست و دوم' دارد

[2] ن: 'بدست آمد' بجای 'حاصل گشت' دارد. [3] ح. شود

حرف بنده عرضداشت کرد که این حال چیزی باوصافِ معراج ماند! فرمود که آری.

بعد ازان فرمود که بزرگی گفته است که ندانم که در شبِ معراج رسول را علیه الصلوٰة والسلام آنجا بُردند که عرش و کرسی است و بهشت و دوزخ و آنچه دید یا همه را آنجا آوردند که او بود علیه السلام' بعد ازان فرمود که اگر همه را آنجا آورده باشند که رسول بود علیه السلام والتحیه درین صورت مرتبهٔ رسول علیه السلام بالاتر!

سخن حکایتِ کسانی اُفتاد که طریقِ بیعت ندانند و بعضی با یکی بیعت کرده باز بدیگری پیوندند و بعضی بمزارِ مشایخ ارادت آرند. درین میان بنده عرضداشت کرد که بعضی در پایانِ گورِ مشایخ[1] می روند و سر می تراشند و مرید می شوند این بیعت درست باشد؟ فرمود که خیر. آنگاه حکایت فرمود که شیخ الاسلام فریدالدین را قدس الله سره العزیز پسری بود از همه پسران بهتر' او برفت در پایانِ گورِ شیخ الاسلام قطب الدین بختیار قدس الله سره العزیز محلوق شد' این خبر به شیخ فریدالدین نورالله مرقده رسانیدند' فرمود که شیخ قطب الدین طیب الله ثراه خواجه و مخدومِ ماست امّا این بیعت درست نباشد ارادت و بیعت آنست که دستِ شیخی بگیرند والله اعلم بالصواب

---

[1] ح : شیخ و مشایخ

# مجلس سی ام

چهارشنبه بست و یکم شوّال سنة المذکور بدولت پائبوس[1] رسیده شد. سخن در رؤیا، افتاد. فرمود که در عهدِ قدیم تُرکی بود او را "تکلش گفتندی" مردی خدای بود، شبی حضرتِ عزّت را بخواب دید، بامدادان بخدمتِ شیخ نجیب الدین متوکّل رحمة الله علیه این خواب بگفت" اوّل او را سوگندِ غلیظ[2] و شدید داد و گفت که آنچه من ترا خواهم گفت باید که این حکایت تا من زنده باشم باکسی نگوئی. شیخ نجیب الدّین رحمة الله علیه قبول کرد. بعد ازان تکلش با او گفت که من امشب حضرت[3] عزّت را بخواب دیدم شرحِ آن احوال و انوار باز راند. بعد ازان شیخ نجیب الدین رحمة الله علیه حکایت کرد که آن تکلش بعد از دیدنِ آن خواب چهل سال بزیست و من درین مدّت بحکمِ عهد آن خواب باهیچ کس نگفتم. چون وقتِ نقلِ تکلش آمد وقتِ رفتنِ او بر سرِ وقتِ او حاضر شدم، چون مرا دید گفت یاد داری آن خوابی که دیده بودم و باتو گفتم؟ گفتم آری یاداست امّا این ساعت چه حالتست[4]؟ گفت این ساعت غرقِ آن حالت[5] می روم!

---

[1] ح: دست بوس

[2] ح و ل: بجای 'غلیظ وشدید' 'غلاظ و شداد' دارد

[3] ح: 'حضرت بیچون و بیچگون' بجای 'حضرت عزّت' دارد

[4] ن و ح: حالست، [5] ح: حال

ازینجا سخن در احوالِ شیخ نجیب الدّین اُفتاد و مناقبِ شیخِ کبیر فرید الدّین رحمتہ اللہ علیہما - فرمود کہ ترکی بود در دہلی، او مسجدی عمارت کردہ بود و امامتِ آن مسجد بشیخ نجیب الدّین دادہ و خانہ ہم برای او مہیّا کردہ تا آن ترک دُختری عروس کرد یک لک جیتل بلکہ زیادت در حقِ او خرچ کرد - شیخ نجیب الدّین رحمتہ اللہ علیہ وقتی در محاورہ با او گفت کہ مومن تمام آن کس باشد کہ او را دوستیٔ حق بر دوستیٔ اولاد غالب آید[1] اکنون تو یک لک جیتل بلکہ زیادت درحقِ فرزندِ خود خرچ کردی اگر دو چندِ این در راہِ حق خرچ کنی آنگاہ تو آنچنان باشی! ترک ازین سخن برنجید امامت از شیخ نجیب الدّین بستد و خانہ ہم، شیخ نجیب الدّین ازینجا در اجودہن رفت و بخدمتِ شیخ الاسلام فریدالدین قدس اللہ سرہ العزیز صورتِ حال بازنمود[2] شیخ فرمود کہ خدای عزّ و جلّ می فرماید کہ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا یعنی ہر آیتی کہ منسوخ کردیم آیتی دیگر فرستادیم بہتر ازان، ما ہمچنان برین کار ملتفت نباید بود، مگر آن ترک را ایتمر نام بودہ است، شیخ بر لفظِ مبارک راند کہ اگر ایتمری رفت خدای عزّ و جلّ ایتکری پیدا آرد! ہمدران روزگار ملکی بزرگ ایتکر نام دران دیار برسید کہ خدمتِ شیخ الاسلام را و آن خانوادۂ کریم را خدمت ہا کرد و بخدمتگاری آن خاندان منسوب شد!

لحتی حکایتِ شیخ بدر الدّین غزنوی اُفتاد رحمتہ اللہ علیہ کہ نظام الدّین خریطہ دار

---

[1] ن: باشد [2] ح و لا: گفت

برای او خانقاهی عمارت کرد. چون شیخ بدرالدّین را دران خانقاه اجلاس شد چندان برخورداری نیافت و بزودی از قاعده بگشت. چون شیخ بدرالدین دران خانقاه بنشست همدران نزدیکی نظام الدّین خریطه دار را در حساب کشیدند و در کارِ او فتوری پیدا شد۔ شیخ بدرالدین بخدمتِ شیخ الاسلام فریدالدّین قدس الله سرّه العزیز عرضداشت کرد و این معنی باز نمود که مردی برای من خانقاهی مرتب کرد این ساعت در کارِ او پریشانی شده است من هم از آن سببِ آن پریشان خاطر می باشم۔ شیخ جواب فرستاد گفت هرکه بر سیرت و سنّتِ پیرانِ خود نرود او همچنین باشد یعنی چون پیرانِ ما را رسمِ خانقاه نبود او علیحده خانقاهی کند بنشیند ازینها بیند!

لختی حکایتِ بزرگی، شیخ قطب الدّین بختیار افتاد قدس الله سرّه العزیز، فرمود که در آخرِ عمر قرآن یاد گرفت، چون تمام محفوظ شد آنگاه نقل فرمود رحمته الله علیه۔

لختی سخن در نقلِ اولیاء اُفتاد۔ یکی از حاضران از نقلِ بزرگی حکایت کرد و گفت که فلان می میرد و آهسته نامِ خدای عزّ و جلّ بر زبان می راند!

خواجه ذکره الله بالخیر چشم پُر آب کرد و این رباعی بر زبانِ مبارک راند. رُباعی

آییم بسرِ کوی تو پویان پویان رخساره بآبِ دیده شویان شویان

بیچاره رهِ وصلِ تو جویان جویان جان می دهم و نامِ تو گویان گویان

---

ل ح : به

# مجلس سی ویکم

آدینه بست و هشتم ماهِ ذی القعده سنة المذکور دولتِ پابوس بدست آمد. درخانه که پیشِ[1] مسجدِ آدینه کیلوکهری[2] است پیش از نماز سخن در عالمِ طریقت افتاد و ذکرِ مردانی[3] که مستغرقِ یادِ حق باشند و سخنِ طائفهٔ که در بحث و تکرار مشغول باشند و خواهند که خود را برمثلِ آن مردان[4] نمایند. درین میان حکایت فرمود که متعلمی بود شرف الدین لقب، اہلیتی داشت، روزی بخدمتِ شیخِ کبیر شیخ فریدالدین قدس الله سرہ العزیز نشسته بود، شیخ ازو پرسید که حالِ آن خواندگیهات چیست؟ گفت اکنون همه فراموش کردم! شیخ را این سخن گران آمد. چون او بیرون رفت رُوی سوی حاضران کرد وگفت این مرد قوی بلند پری[5] کرد!

الغرض خواجه ذکره الله بالخیر این حکایت بگفت و چشم پُرآب کرد و فرمود که پیری بود از پیرانِ راه، او را پسری بود[6] محمد نام، در علم غلو کرد و مردِ اہل شد. بعدازان خواست که در عالمِ طریقت در آید، با[6] پدر گفت که من می خواہم تا درویش

---

[1] ن : پیشِ درِ مسجد

[3] ن : مردمانی

[4] ن : مردمان

[6] ح و ه: در رسید [6] پدر را، بجای باپدر، دارد

[2] کیلوکهری نام دیهی که قریب دہلی بود الحال درانجا مقبرهٔ همایون بادشاه است (ه)

[5] بلند پری یعنی تفاخر کردن و بزرگی نمودن و دعویِ مهتری برسبیلِ مبالغه بخود بستن (رنغت قلزم)

مشوم. پدرش گفت هلا یک چلّه بدار! آن پسر در چلّه نشست. چون چلّه تمام شد بخدمتِ پدر آمد. ازو چند مسئله که خوانده بود باز پُرسید. پسر همه را جواب گفت. بعد ازان پدر گفت محمّد ترا این چلّه هیچ نافع نیامد، برو یک چلّه دیگر بدار[۱]! پسر یک چلّه دیگر بداشت. چون چلّه تمام شد بخدمتِ پدر باز آمد. پدر ازو مسئله چند پرسید. این بار جابجا در جواب لغزیدن گرفت. پدر گفت برو یک چلّه دیگر بدار! پسر سوم چلّه بداشت. چون تمام شد بخدمتِ پدر آمد. پدر ازان مسائل چیزی ازو باز پرسید پسر چنان بحق مشغول شده بود که هیچ جواب نتوانست داد!

لختی سخن در رُویا، و[۲] تعبیرها اُفتاد. فرمود که رسول علیه السّلام می فرمود که من دوش یارانِ خود را بخواب دیده ام که هریکی پیراهنی پوشیده اند و لیکن یکی را پیراهن تا سینه بیش[۳] نیست. یکی را تا ناف است و یکی را تا زانو، امّا عمرؓ را دیدم که پیراهنِ او تا زمین کشان کشان بود. یاران عرضداشت کردند که یا رسول اللہ این خواب را تعبیر فرموده اند؟ گفت آری پیراهنِ هر یکی را بر دینِ هر یکی تعبیر کرده ام!

لختی حکایتِ ابنِ سیرین افتاد رحمۃ اللہ علیہ، فرمود که تعبیرهای او چه درست بود! فرمود که وقتی مردی بر[۴] وی آمد و گفت که من شب را سفرجل درخواب دیده ام. گفت تو سفر خواهی کردن. گفتند از کجا گفتی؟ گفت اوّلِ سفرجل سفراست. مردی دیگر بیامد و گفت که من شب را سوسن در

---

[۱] ن: بگزار
[۲] ہ: و تعبیرها ندارد
[۳] ن: نبود
[۴] ح و ہ: "برو" بجای "بروی" دارد

خواب دیده ام۔ گفت ترا بدئی[1] برسد۔ گفتند از کجا گفتی؟ گفت اوّل سوسن سُو است، و این همه حکمهای او درست بود۔ درین میان بنده عرضداشت کرد که ابنِ سیرین چگونه کسی بود؟ فرمود که مردی بزرگ بود و عالم در عهدِ خواجه حسن بصری رحمة الله علیه

بعد ازان فرمود که امام محمّد غزالی طیب الله ثراه در احیاء العلوم آورده است که این دو خواب را که ابنِ سیرین تعبیر کرده است از عجائبِ روزگار است، و آن آنست که وقتی مردی در ماهِ رمضان بخدمتِ او آمد و گفت که من شب را در خواب دیده ام که انگشتری بدستِ من است افواهِ رجال و فروجِ نساء را مُهر می کنم۔ ابنِ سیرین فرمود که مگر تو مؤذّنی؟ گفت آری۔ آنگاه گفت بانگِ نماز بیگّاه[2] چرا می گوئی؟ مردی دیگر بیامد و گفت من در خواب دیده ام که روغن از کُنجد بیرون می[3] آرند و من باز آن را در کُنجد می کنم۔ ابنِ سیرین فرمود زنی که در خانهٔ تست نیکو تفحّص کن نباید که مادرِ تو باشد! آن مرد در خانه آمد و از جفتِ خود نیکو پُرسید۔ چون نیکو تفحّص کرد مادرِ او بود!

لختی حکایتِ زحمتِ دُنبل و نارو افتاد۔ فرمود که هر که در سنّتِ نمازِ دیگر سورهٔ بروج بخواند حق تعالی او را از دُنبل نگاه دارد و چون نارو هم ازان قبیل است امید باشد که ازان هم نگاه دارد۔

---

۱ ه : بلائی ۲ ن و ه : نیک پگاه

۳ ح و ه : ' می آید ' بجای ' می آرند ' دارد

بعد ازان فرمود که هر که بعد از نماز دیگر سورهٔ نازعات بخواند خدای عزّ وجلّ او را در گور نگذارد و او در گور نباشد مگر مقدارِ یک وقتِ نماز ۔ بعد ازان چشم پُر آب کرد و فرمود که کسی که در گور نماند چگونه باشد ؟ گفت اینچنان باشد که روح بکمال می رسد، چون روح کامل شد قالب را جذب می کند!

# مجلسِ سی و دوم

آدینہ پنجم ماہِ مبارک ذی الحجّہ سنہ مذکور بسعادتِ پائبوس رسیدہ شد پیش از نمازِ آدینہ ہم درخانہ کہ پیشِ مسجدِ آدینۂ کیلوکھری است. حکایت در ترکِ دُنیا افتاد. فرمود کہ وقتی رسول علیہ السّلام با یارانِ خود[1] می گفت کہ درویشی را مخیّر کردند کہ تو دُنیا و آنچہ در ویست اختیار می کنی یا آنچہ در عقبیٰ برای تو مہیّا کردہ اند؟ آن درویش گفت آنچہ در عقبیٰ برای مَن[2] مہیّا کردہ اند من ہمان اختیار کردم ۔ چون این حکایت تمام شد ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ گریستن گرفت. صحابہ پرسیدند کہ حال چیست ؟ گفت این چہ مصطفیٰ فرمود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کہ درویشی را میانِ دُنیا و عقبیٰ مخیّر کروند آن درویش ہم مصطفیٰ است صلی اللہ علیہ وسلّم المخیّر[3] ہو المخیّر ۔ چون

---

[1] ح و ۵: 'خود' ندارد [2] ح: ما

[3] ح: 'المخبر'

خواجه ذکرهٔ الله بالخیر. برین حرف رسید فرمود که شیخ الاسلام فریدالدین را قدس الله سرهٔ العزیز نیز برمثلِ این کلمات بودی' بارها گفتی که وقتی درویشی را چنین حال بود یا درویشی چنین چیزی[۱] می کرد' من معلوم کردم که حکایتِ خود می گوید که حضرتِ شیخ[۲] اند!

آنگاه هم از نسبتِ ترکِ دُنیا حکایتی فرمود که بزرگی بود از بزرگان' وقتی مُصلّا بر روی آب انداخته بود و نماز می کرد و می گفت خداوندا خضر بر کبیره ارتکاب می کند او را ازان توبه ده! همدرین میان خضرؑ حاضر شد. گفت ای بزرگ من بر کدام کبیره ارتکاب می کنم تا ازان توبه کنم؟ آن بزرگ گفت که تو درختی در بیابانی نهال کرده ای و در سایهٔ آن می نشینی و آسایش می گیری و می گوئی' که برای خدا کرده ام! خضر در حال مستغفر شد. بعد ازان آن بزرگ در معنیٔ ترکِ دُنیا با خضر گفت که همچنین باش که من می باشم! خضر گفت تو چگونه می باشی وچه می کنی؟ آن بزرگ گفت که من همچنین می کنم که اگر جملهٔ دُنیا مرا دهند و بگویند که این قبول کن و گویند که حسابِ آن بر تو نخواهد بود برین[۳] نوع مرا بدهند و این هم بگویند که اگر تو قبول نمی[۴] کنی ترا در دوزخ خواهند بُرد من دوزخ قبول بکنم دُنیا قبول نکنم! خضر گفت چرا؟ گفت زیرا که دُنیا مبغوضِ[۵] حق تعالی است' چیزی که خدا آن را دشمن دارد من بجای آن دوزخ قبول کنم و آن را قبول نکنم!

---

[۱] ن و ح 'چیزی کرد' بجای 'چیزی می کرد' دارد

[۲] ح و ه: 'که حضرت شیخ اند' ندارد

[۳] ن: 'برین نوع مرا بدهند' ندارد

[۴] ن و ه: 'نخواهی کرد' بجای 'نمی کنی' دارد

[۵] ح: 'مغضوبهٔ خداست' بجای 'مبغوضِ حق تعالی است' دارد

# مجلسِ سی و سوم

چهارشنبه بست[1] و سوم ماهِ محرم سنه اثنی عشر و سبعمائة[712] دولتِ پای بوس حاصل شد. آن روز کاتب کتابِ مخ المعانی بخدمتِ ایشان برده بود. تحسین و استحسان بسیار نمود. همان روز[2] بیعتی بتجدید کرده آمد و کلاه از سرِ مبارکِ خود بر سرِ این[3] بندهٔ بیچاره نهاد والحمدُ للهِ علیٰ ذالک، آن زمان که کلاه بدستِ مبارکِ خود بر سرِ بنده نهاد دوبار این بیت بر لفظِ دُرر بار[4] راند ـــ

در عشقِ تو کارِ خویش هر روز  از سر گیرم زهی سرِ کار!

از نسبتِ کتابی که بنده برده بود فرمود که از کتابهای که مشائخ نبشته اند روح الارواح نیک باراحت است نیکو کتابی است! بر لفظِ مبارک راند که قاضی حمیدالدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ آن را یاد داشت، بر سرِ منبر ازان بسیار گفتی، و از کتابهای که قدماء نبشته اند قوت القلوب نیکو کتابی است در عربی و در پارسی روح الارواح، بنده عرضداشت کرد که مکتوباتِ عین القضاة همدانی هم نیکو کتابیست ولی بتمامی ضبط نمی شود. فرمود آری که آن را از سرِ حال نبشته است از سرِ وقت که او را بود نبشته، بعد ازان بر لفظِ مبارک راند که

---

[1] ح: 'بست و دوم' بجای 'بست و سوم' دارد

[2] ه: زمان

[3] ن و ه: 'بنده' ندارد

[4] ه: 'مبارک' بجای 'دُرربار' دارد

او بست و پنج ساله بود که او را بسوختند، عجب کاری دران سن که غایتِ قوتِ جوانیست او را چندان[1] شغل و تعلّق بحق بود، بس عجب کاری بود آن ا
بعد ازان فرمود که او پدرِ خود را نبشته است که قاضی بود رشوت ستان و حرام خوار، این[2] و مانندِ این بسیار نبشته است۔ بنده عرضداشت کرد که مقصودِ او ازین نبشتن چه بود؟ فرمود که این قدر هم نبشته است که او را کشفی بود تا وقتی در مقامی سماعی بود، درویشان و عزیزان حاضر بودند، پدرِ عین القضاة نیز درانجا حاضر بود، او گفت که من شیخ احمد غزالی را رحمة الله علیه دیدم که دران جمع حاضر شده بود، و آن روز ازین مقام تا آنجا که شیخ بود بعدی تمام بوده است مثلاً این جمعیّت در شهری دیگر بود او در شهری دیگر، غرض آنکه تفحص کردند همچنان بود که او گفته بود؛ بعد ازان خواجه ذکره الله بالخیر فرمود که مقصودِ عین القضاة ازین حکایت آن بود تا معلوم شود که نعیمِ آفریدگار تعالیٰ نه بواسطهٔ نماز و اوراد و خیرات است هرکرا خواستِ حق باشد کشفی و کرامتی تواند بود[3]۔ درین میان سوال کرده شد که پیرِ عین القضاة شیخ احمد غزالی بود؟ فرمود که خیر، زیرا که او در مکتوبات ذکرِ شیخ احمد غزالی می کند و ذکرِ شیخ خود هم می کند و همچنین می نویسد که من چنین و شیخ من چنین، غرض آنکه اگر شیخ او شیخ احمد غزالی بودی آنجا که ذکرِ او کردی او را بشیخِ خود یاد کردی۔

---

[1] ح: چنان [2] ح: این همه [3] ح: داد۔

بعد ازان فرمود که عین القضاة خُرد بود در میانِ کودکان بازی می کرد، شیخ احمد غزالی او را بدید، بعد از چندگاه بر مادر و پدرِ او آمد و او را بطلبید۔ مادر و پدر او را پنهان کردند و گفتند که او بمُرد۔ شیخ احمد فرمود که دروغ می[1] گوئید آن نعمت ها که بدو خواهد رسید تا آن بدو نرسد او چگونه میرد؟ بعد ازان فرمود که شیخ احمد متّهم بوده است، بسببِ آن مادر و پدرِ او او را پنهان داشتند۔ مولانا برهان الدّین غریب سلمہ اللہ حاضر بود عرضداشت کرد که شیخ احمد را گویند ابتلا بود۔ فرمود که خیر، او خواستی که ملام باشد و متّهم امّا او پاک بود در غایتِ پاکی و پارسائی تا چنین گویند که با قصّاب بچّہ متّهم شد بحدّیکه پدرِ آن قصّاب بچّہ را ازین حال معلوم شد، مگر خدمتِ شیخ را پیشِ هرکسی بد می گفت تا شبی این قصّاب بچّہ بخدمتِ شیخ بود، پدرِ او بیامد تا آن حال[2] تفتیش کند، آنجا که شیخ بود در حجره یا جائی مستوری پدرِ این قصّاب بچّہ بیامد در روزنی یا در شگافی نگاه کردن گرفت، شیخ را دید در نماز ایستاده، چون از نماز فارغ می شد آن قصّاب بچّہ را وعظی و نصیحتی می کرد، باز دوگانہ دیگر می گزارد و بعد از سلام هم با آن پسر سخنی نصیحت آمیز و موعظت می گفت، همه شب تا صبح دوگانه می گزارد و بعد از هر[3] دوگانه آنچه علاجِ حالِ آن پسر بود با او می گفت۔ چون صبح دمید پدرش بیامد و در پای شیخ افتاد، او و پسرِ او هردو مرید شیخ شدند۔ بعدازان

---

[1] ه: نگوئید، بجای "می گوئید" دارد [2] ح: احوال [3] ن: نماز

خواجه ذکره الله بالخیر بر لفظِ مبارک راند که این معنی از هرکسی نیاید قوی ذاتی پاکی و کامل باشد که همچنین تواند بود!

بعد ازان فرمود که من وقتی بخدمتِ شیخ کبیر در اجودهن بودم جوگئی بیامد من ازو پرسیدم که شما کدام راه می روید، اصلِ کار درمیانِ شما چیست؟ او گفت که در علمِ ما همچنین آمده است که در نفسِ آدمی دو عالم است یکی عالمِ علوی دوم عالمِ سفلی، از تارک تا ناف عالمِ علویست و از ناف تا قدم عالمِ سفلی، سبیلِ کار آنست که در عالمِ علوی همه صدق و صفا و اخلاقِ خوب و حُسنِ معامله باشد و در عالمِ سفلی نگاهداشت و پاکی و پارسائی. خواجه ذکره الله بالخیر بر لفظِ مبارک راند که مرا این سخنِ او خوش آمد!

لختی سخن در ترکِ دُنیا افتاد. درین باب نیک غُلومی فرمود، بر زبانِ مبارک راند که اگر کسی رُوزها به صیام گذراند و شبها به قیام و زائرالحرمین باشد اصل آن[1] می باید که دوستئ دنیا در دلِ او نباشد، بعد ازان گفت که هرکه دعوئ دوستئ خدا کند و محبّتِ دُنیا در دلِ او باشد او دران دعوی کذّاب باشد!

---

[1] ح و ط: 'آن' ندارد

# مجلس سی و چهارم

آدینه بست و دوم ماهِ ربیع الاوّل سنه مذکور دولتِ دست[1] بوس بدست آمد. سخن در بزرگی خواجه عثمان حرب آبادی افتاد رحمته الله علیه، فرمود که او مدّتی از خلق قطع کرده بود بعدازان درمیانِ خلق آمد او را از عالمِ غیب فرمان رسید که خلق را دعوت کن امّا بشرطی که هزار بلا را تحمّل کنی! بعدازان او در راهی روان شد یکی آمد و دستی بر قفای او فرود آورد و دیگری دیگر فرود آورد، او همه را می شمرد و عقد می گرفت، چون هزار تمام شد در سرِاو فرو خواندند که بر منبر برآی و خلق را دعوت کن! او گفت الٰهی من علمی نخوانده ام و کمال ندارم خلق را چگونه[2] دعوت کنم؟ فرمان آمد که پای بر منبر نهادن از تو و بخشش از ما!

لختی سخن در قطعِ مخالطتِ خلق افتاد. فرمود که شیخ احمد حنبل رحمته الله علیه سفیدباف بود مدّتی از خلق ببرید، بعدازآنکه درمیانِ خلق آمد سخن باز گرفت با هیچ کس سخن نگفت. چون روزگاری برین برآمد محرمی بنزدیکِ او شد و گفت چون درمیانِ خلق آمدی چرا سخن نمی گوئی؟ گفت چه سخن گویم از مکوّن گویم یا از مکوّن، مکوّن در سخن نگنجد مکوّن که خود بگفتن نمی ارزد! این

---

[1] ه: 'پای بوس' بجای 'دست بوس' دارد [2] ح و ه: 'چگویم' بجای 'چگونه دعوت کنم' دارد

رباعی نیز از ایشان سماع افتاد در بابِ تنها آمدنِ دوست بر دوست، رُباعی

تا من بمیان رسول نیایم[1] باتو  تنها ز همه جهان من و تنها تو
خورشید نخواهم که برآید با تو  آئی بر من سایه نباشد با تو

لختی سخن در بابِ جماعتی اُفتاد که روزه دارند و طی کنند و مقصود

ازان عُجب باشد و ریاء، بعد ازان این بیت برلفظِ دُرر بار راند ؎

لنگهنت[2] گر کند ترا فربه  سیر خوردن ترا ز لنگهن به!

# مجلسِ سی و پنجم

سه شنبه بست و ششم ماهِ مذکور شرفِ پابُوس حاصل شد۔ سخن در ماجرای درویشان افتاد و حُسنِ مقالتِ ایشان دران حال، اوّل این فرمود که مشائخ گفته اند که در سه وقت نزولِ رحمت باشد یکی درحالتِ سماع، دوم در وقتِ طعام که بر نیّتِ قوّتِ طاعت خورند، سوم در وقتِ ماجرا[3] و صفا کردنِ درویشان۔ بعد ازان بر لفظِ مبارک راند که من وقتی بخدمتِ خواجۂ خود شیخ الاسلام فریدالدّین قدس اللہ سرہ العزیز بودم که درویشی شش یا هفت در رسیدند

---

[1] ه : باشم  در ح این مصرع چنین آمده : با من بمیان رسول باشم با تو

[2] ه : لنگن بفتحِ اوّل و ثالث بر وزنِ بهمن بمعنی گرسنگی و فاقه و روزه باشد که هندوان موافقِ آئین و کیش و ملّتِ خود بجای آورند (برهان)

[3] ه : بجای ’ماجرا و صفا‘ ’ماجراو وصف‘ دارد

ہمہ جوان و خُرد سال و صاحبِ جمال مگر پیوندی داشتند بخانوادۂ خواجگانِ چشت رحمتہ اللہ علیہم اجمعین، ایشان بخدمتِ شیخ عرضداشتند کہ مارا با ہمدیگر ماجرای ہست خداوند یاری را فرمان دہد تا ماجرای مارا بشنود. شیخ مرا فرمود کہ تو برو و ماجرای ایشان بشنو و بدرالدین اسحاق راہم فرمود. القصہ یکی ازیشان با دیگری ماجرا کردن گرفت در غایتِ نرمی و لطف کہ آن روز شما چنین سخن فرمودید و من این چنین عرضداشت کردم باز شما این چنین فرمودید تا مرا معلوم نشد فہم نکردم یا بغلط جوابی دادم. آن بار او ہم جوابی[1] بہ نرمی دادن گرفت کہ شما ہمچنین فرمودید من خطا کردم شما برحق بودہ باشید، غرض آنکہ این چنین و مانندِ این بر نمطی تقریر کردند کہ من و بدرالدین اسحاق از لطفِ تقریرِ ایشان درگریہ شدیم من باخود گفتم کہ اینہا فرستادگانِ[2] حق اند برای تعلیمِ ما آمدہ اند کہ ماجرا را این[3] چنین باید کرد! بعدازان بر لفظِ مبارک راند کہ سخن درحالتِ ماجرا چنان باید گفت کہ رگِ گردن برنیاید یعنی اثرِ غضب[4] و تعصّب پیدا نباشد.

بعدازان درباب تحمّل و بُردباری بسیار غلو فرمود و گفت کہ ہرکہ جفا را تحمّل کند بہتر از ہرکہ ہست فرو باید خورد و در بندِ مکافات نباید بود، این دو مصرع بر زبانِ مبارک راند ؎

---

[1] ہ: 'جوابی نرمی داد' بجای 'جوابی بہ نرمی دادن گرفت' دارد

[2] ن: 'فرشتگانِ حق' بجای 'فرستادگانِ حق' دارد

[3] ح وہ: 'چنین' بجای 'این چنین' دارد [4] ہ: عضب

هرکه مارا یار نبود ایزد او را یار باد　　و آنکه مارا رنجه دارد راحتش بسیار باد!

بعد ازان این بیت فرمود ؎

شعر
هر که او خاری نهد در راهِ ما از دشمنی[1]　　هر گُلی کز باغِ عمرش بشگفد بی خار باد!

آنگاه فرمود که یکی خار نهد و تو هم خار نهی این خار خار باشد! در اثنای این کلمات فرمود که میانِ مردمان همچنین است که با نغزان نغزی و با گُوزان گوزی، امّا میانِ درویشان همچنین[2] است که با نغزان نغزی و با گُوزان هم نغـــزی!

# مجلسِ سی و ششم

چهار شنبه هفتم ماه مبارکِ رجب سنه مذکور شرفِ پائبوس میسّر شد۔ سخن در مودّتِ یارانِ دینی افتاد۔ فرمود که اخوّت بر دو نوع است یکی اخوّتِ نسبت است و دوم اخوّتِ دین، ازین دو اخوّت اخوّتِ دین قوی تراست زیرا که اگر دو برادرِ نسبتی[3] باشند یکی مومن و یکی کافر میراثِ برادرِ مومن به برادرِ کافر نرسد پس این اخوّت ضعیف یافتم، امّا

---

[1] درہ این مصرع چنین آمده: هرکه او در راهِ ما خاری نهد از دشمنی،
نسخۂ بلالے: هرکه خاری بر نهد در راهِ ما از دشمنی (مکتوباتِ کلیمی)
[2] ن: همچنین نیست بلکه، بجای، همچنین است که، دارد　[3] ح: نسبی

اخوّتِ دین قوی است زیرا که پیوندی که میانِ دو برادرِ دینی باشد در دُنیا و آخرت برقرار ماند!

درین میان ذکرِ این آیت اُفتاد که اَلۡاَخِلَّآءُ یَوۡمَئِذٍۭ بَعۡضُهُمۡ لِبَعۡضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الۡمُتَّقِیۡنَ، فرمود که یارانی که دوستی[۱] ایشان از سببِ فسق بوده باشد فردا همه دشمنِ یکدیگراند، آنگاه این بیت بر زبانِ مبارک راند ؎

ترا دشمنانند این دوستنان — که یارند در باده و بوستان!

# مجلسِ سی و هفتم

یک شنبه بیست و پنجم ماهِ مذکور سنهٔ مذکور دولتِ پای بوس بدست آمد۔ سخن در نمازِ نفل افتاد۔ فرمود که آنچه مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلّم گزارده است بر سه نوع است یک نوع آنست که تعلّق بوقت دارد و یک نوع آنست که تعلّق به سبب دارد و یک نوع آنست که نه بوقت تعلّق دارد و نه بسبب۔ آمدیم بر نمازی که تعلّق بوقت دارد، امام محمد غزالی طیب اللہ ثراہٗ در احیاء العلوم آورده است که نمازی که تعلّق بوقت دارد و آن مکرّرات است زیرا که نمازی است که در هر روز است و نمازیست که در هر هفته است و نمازیست که در هر ماه است و نمازیست که در هر سال است۔

---

[۱] ه: دوستی از ایشان سببِ، بجای دوستیِ ایشان از سبب، دارد ح: دوستیِ ایشان سببِ
[۲] ح و ه: تکرار

آمدیم نمازی که در ہر روز است، آن ہشت نماز است: پنج نماز آنکه در پنج وقت گزارده می شود، ششم نماز چاشت، ہفتم بست رکعت بعد از نمازِ شام، ہشتم نمازِ تہجد، این نماز یست که در ہر روز و شب است، اما نمازی که در ہر ہفته است آن ہر روزی را نمازی آمده است شنبه را و یک شنبه را ہمچنین تا ہفته تمام، این نماز یست که در ہر ہفته است، اما نمازی که در ہر ماه است آن بست رکعت است که مصطفیٰ علیه الصلوٰة والسلام در غره[1] ہر ماہی گزارده است، این نماز یست که در ہر ماہست، اما نمازی که در ہر سال است آن چہار نماز است دو نمازِ عید[2]، سوم نمازِ تراویح چہارم نمازِ شبِ برات، این ہمه نمازہا بود که تعلق بوقت داشت، اما نمازی که تعلق به سبب دارد آن دو نماز است یکی نمازِ استسقا یعنی این تعلق بسبب دارد، ہرگاه که امساکِ باران بود آنگاه گزارده شود، دوم نمازِ کسوف و خسوف این ہم تعلق بسبب دارد، ہرگاه که آفتاب و ماہتاب گرفته شود آن نماز گزارده شود، این نمازہا بود که تعلق بسبب داشت، اما آن نمازی که نه تعلق بوقت دارد نه به سبب آن نمازِ تسبیح است والسلام

لختی سخن دران افتاد که نمازِ نوافل بجماعت آمده است، فرمود که آمده است بعضی مشائخ و بزرگانِ گذشته گزارده اند۔ آنگاه فرمود که شبِ براتی بود، شیخ الاسلام شیخ فریدالدین قدس الله سره العزیز مرا فرمود که نمازی که درین شب آمده است بجماعت بگزار و تو امامت کن، ہمچنان کرده شد[3]۔

آنگاه سخن در نمازہای افتاد که بجہتِ محافظتِ نفس می گزارند۔ فرمود که ہروقت که مردم از خانه بیرون آید باید که دوگانه بگزارد و بیرون آید تا ہر بلائی که در راه باشد حق تعالیٰ او را ازان نگاه دارد، درین[4] دوگانه خیر بسیار است، و ہرگاه که در خانه در آید ہم دوگانه بگزارد تا ہر بلائی که از

---

[1] ح: عشره
[2] ح: عیدین
[3] ح: 'کردم' بجای 'کرده شد' دارد
[4] ن و ح: 'درین دوگانه خیر بسیار است' ندارد

خانہ خیزد حق تعالیٰ او را ازان نگاہ دارد و درین دوگانہ بسیار خیراست وسلامتی! بعدازان فرمود کہ اگر کسی را این دوگانہا گزاردہ نشود وقت[1] بیرون آمدن و درون آمدن آیتہ الکرسی بخواند ہمان غرض حاصل شود[2]، و اگر آیتہ الکرسی نخواند چہار بار این[3] کلمہ بگوید سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم ہم تمام است[4] اگر کسی را وقتِ مکروہ در مسجد در رسد و تحیتِ مسجد نتواند گزارد ہمین کلمہ چہار بار بگوید غرض حاصل شود[5]۔

# مجلسِ سی و ہشتم

شنبہ بیزدہم ماہِ شوال سنہ مذکور دولتِ پائبوس میسر شد[6] خواجہ نوح کہ بشرفِ قرابتی مشرف است پیش نشستہ بود مشارق می خواند خواجہ دربیانِ آن بود سخن درین حدیث رسیدہ بود کہ اگر یکی در نماز باشد لعابی یا بلغمی در دہنِ او آید چون خواہد کہ آن را بیرون اندازد باید کہ مقابلِ قبلہ نینداز د و جانبِ راست ہم کہ جہتِ ملک است نیندازد و جانبِ چپ اندازد آہستہ نزدیکِ قدم تا عمل کثیر نباشد، این قدر مفسدِ نماز[7] نیست۔

دیگر این بیان فرمود کہ مومن ہرگز نجس نباشد تا روزی رسول علیہ السلام در راہی می رفت ابوہریرہ پیش آمد مصطفیٰ را علیہ السلام با او مطائبہ بودی دست فراز کرد تا ابوہریرہ مصافحہ کند، ابوہریرہ دستِ خود بکشید،

---

[1] ح: در وقت [2] ن و ح: باشد [3] ن: کلمہ تمجید بگوید بجای این کلمہ بگوید سبحان اللہ... العظیم دارد
[4] ن: آید [5] ح: بدولتِ پائبوس مشرف شد، بجای دولتِ پائبوس میسر شد، دارد
[6] ح و ۵: صلوٰۃ

رسول پرسید علیه الصلوٰة والسلام که چرا دست می کشی؟ گفت یا رسول اللہ من این ساعت با اہلِ خود فراہم آمده ام و غسل نکرده ام دستِ چون تو پاکی چگونه گیرم؟ مصطفیٰ علیه السلام فرمود که مومن ہرگز نجس نباشد، جنب شود امّا نجس نشود تا اگر کسی آبی که جنب خورده باشد بقیهٔ آن بخورد باکی نباشد۔

دیگر این بیان فرمود که اگر زنی برصورتِ شیطان پیشِ مردی آید یعنی اگر شیطان خود را برصورتی زنی بمردی نماید و دلِ مرد بدو[1] میل کند آن مرد را باید که در حال با اہلِ خود فراہم آید تا آن وسوسه از وی دفع[2] شود۔ یک خیریتِ مردِ متاہّل این است!

بعد ازان که خواجه نوح این فوائد بشنید برخاست خواجه ذکرہ اللہ بالخیر حاضران را اشارت به نوح کرد و فرمود که این را عزیز دارید که این نیکو کسی است! بعد ازان که او برخاست و برفت در تزکیهٔ او مبالغت فرمود و گفت قرآن یاد دارد و ہر شبِ آدینه ختم می کند و در تعلّم ہوسی تمام دارد و حاصل بسیار کرده است، بسیار[3] نیک نهاد است و با ہیچ کس کاری ندارد نه بدوستی نه بدشمنی و بغایت صالح است تا روزی من از و پرسیدم که چندین طاعت و عبادت که می کنی مقصودِ تو چیست؟ گفت مقصودِ من حیاتِ شماست! خواجه ذکرہ اللہ بالخیر فرمود که

---

[1] ق: 'بدو مائل شود' بجای 'بدو میل کند' دارد [2] ق: رفع

[3] ن و ق: 'بسیار نیک نهاد است' ندارد

این سخن او را که آموخت یعنی گوی، این سخن دلیلِ سعادتِ اوست!

بعد ازان سخن دران افتاد که هر کرا چیزی پُرسند بهتر آن باشد که از عالمِ اُو پُرسند یعنی از احوالی که او دارد. درین میان فرمود که دانشمندی بود ضیاءالدّین لقب، در زیرِ پای[۱] مناره درس کردی[۲]، ازو شنیدم که وقتی من بخدمتِ شیخ الاسلام فریدالدّین رفتم قدس الله سرّه العزیز و من از فقه و نحو و علومِ دیگر هیچ خبر نداشتم همین علمِ خلافی آموخته بودم و[۳] بس در خاطرِ من بود که اگر شیخ از فقه و نحو و علومِ دیگر بپرسد چه[۴] جواب گویم، این اندیشه در دلِ من بود تا بخدمتِ او رفتم، همین که سلام کردم و بنشستم شیخ روی سوی من کرد و گفت تنقیحِ[۵] مناط چه باشد؟ من خوش شدم، در بیانِ آن شروع کردم و نفی و اثباتی که دران معنی آمده است براد بگفتم!

---

۱ ه: پایه ۲ ح: گفتی

۳ ح: 'پس' بجای 'و بس' دارد

۴ ن و ح: 'من چه گویم' بجای 'چه جواب گویم' دارد

۵ تنقیحِ مناط مسئلہ الیست از مسائلِ علمِ خلاف' (اخبارالاخیارِ شیخ عبدالحق محدّث دہلوی)

خواجہ ذَکَرَہُ اللّٰہُ بِالْخَیْر می فرمود کہ کمالِ کشفی کہ شیخ را بود او را ہم از عالمِ او پُر ببد و ہم از علمِ او، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

این اجزای فوائدِ سہ سال است، دیگر ہم آنچہ مسموع اُفتد و معلوم گردد اُمید کہ آن نیز مکتوب و مرقوم شود اِنشَاءَاللّٰہُ تعالیٰ

جلد سوم از فوائد الفواد
متضمن بر هفده مجلس

بسم الله الرحمٰن الرحیم

این اشاراتِ اسرارِ الٰهی است یا بشاراتِ انوارِ نامتناهی که از لفظِ دُرر بار و زبانِ گوهر نثارِ خواجهٔ راستین ختم المجتهدین ملک المشائخ فی الارضین نظام الحقّ والشّرع والدّین ادام الله میامن انفاسه شنوده می آید اَلحَمدُ لِلّٰهِ علیٰ ذٰلِکَ ۵

مجموعهٔ که بندهٔ حسن[1] نو بنا نهاد    هم وقتِ پاکِ شیخش جمعیتی دهاد!

# مجلس اوّل

دو شنبه بست و هفتم ماهِ ذی القعده سنه اثنی عشر و سبعمائة سعادتِ پابوس حاصل شد. ذکرِ طبقات افتاد، فرمود که پیغمبر علیه السّلام فرموده است که بعد از من امّتِ من بر پنج طبقه باشند مدّتِ هر طبقه

---

[1] ح و ۸ : تو

چهل سال است الطبقة الأولی طبقة العلم والمشاهدة، الطبقة الثانیة طبقة البرّ والتقوی، الطبقة الثالثة طبقة التّواصل والتراحم، الطبقة الرابعة طبقة التقاطع والتدابر، الطبقة الخامسة طبقة الهرج والمرج. فرمود که طبقهٔ اوّل طبقهٔ علم و مشاهده باشد آن صحابهٔ کرام بودند، بعد ازان طبقهٔ دوم طبقهٔ برّ و تقوی باشد و آن تابعین بودند[۱]، بعد ازان طبقهٔ سوم طبقهٔ تواصل و تراحم باشد. تواصل آن باشد که چون دُنیا ایشان را اقدام نماید اگر آن دُنیا با ایشان و با دیگران مشترک باشد طرفِ دیگران سهل و سُست گذارند که اگر یکی طرفِ خود بکشد دوم از جانبِ خود سُست گذارند و این را تواصل گویند، امّا تراحم آن باشد که اگر تمام دُنیا روی بدیشان آرد بی مشارکت ایشان آن را نفقه کنند و در راهِ حق بمصرف رسانند، بعد ازان طبقهٔ چهارم طبقهٔ تقاطع وتدابر باشد، تقاطع آن باشد که اگر دُنیا روی بدیشان آرد برسبیلِ مشارکت بقطع و خصومت بر آیند و تدابر آن باشد که اگر دُنیا خاص بدیشان پیوندد ایشان آن را تمام بگیرند و پُشت بخلق دهند و هیچ کس را نصیب نکنند، بعد ازان طبقهٔ پنجم طبقهٔ هرج و مرج باشد، هرج و مرج آن باشد که در گوشت و پوستِ یکدیگر اُفتند و درکُشتنِ یکدیگر شوند، و مدتِ این پنج طبقه دویست سال باشد. آنگاه فرمود که بعدازین دویست سال اگرکسی سگ بچّه بزاید به[۲] نه فرزندِ آدم[۳]! خواجه ذکره الله بالخیر چون برین حرف رسید چشم

---

[۱] ح: بوده اند
[۲] 'به یا که فرزند' بجای 'به نه فرزندِ آدم' دارد
[۳] ح: 'آدم' ندارد

پُر آب کرد و فرمود که این حکم بعد از نقلِ رسول علیه السّلام به دویست سال تمام شده است، این ساعت خود مردم چه گوید!

لختی سخن در مشغولیِ حق اُفتاد که کار آن دارد و دیگر هر چه جُز آن است مانعِ آن دولت است. می فرمود که اگر وقتی از ان کُتب که خوانده ام مطالعه کنم وحشتی در من ظاهر شود با خود گویم کجا افتاده ام[1]؟ درین میان حکایت فرمود که شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمته الله علیه چون بجمالِ حال رسید کُتبی که خوانده بود در گوشهٔ نهاد بعضی گویند بشُست، بعد ازان فرمود که شُستن نبایده است الّا آنکه جائی نگاهداشته باشد تا روزی چیزی ازان کُتب پیش نهاده مطالعه کردن گرفت، هاتفی آواز داد و گفت ای ابوسعید عهدنامهٔ ما باز ده که[2] بچیزی[3] دیگر مشغول شدی! خواجه ذکره الله بالخیر چون برین حرف رسید بگریست و این دو مصرع بزبانِ مبارک راند ؎

تو سایهٔ دشمنی[4] کجا درگنجی     جائی که خیالِ دوست زحمت باشد[5]!

یعنی جائی که کُتبِ مشائخ و فقه و احکامِ شریعت حجاب شود[6] چیزهای دیگر خود چه باشد!

---

[1] ه: افتادم، بجای 'افتاده ام' دارد [2] ه: که بجز من

[3] ن: 'بچیز دیگری' بجای 'بچیزی دیگر' دارد [4] س: دشمن [5] ه: بود

# مجلس دوم

سه شنبه دوازدهم ماه ذی الحجه سنة المذکور شرف پائبوس بدست آمد. جمعی بخدمت خواجه ذکره الله بالخیر نشسته بودند، ازان بعضی را در سایه جای نبود در آفتاب نشستند، دیگران را فرمود که شما گنجان تر بنشینید تا ایشان را هم جای شود که ایشان در آفتاب نشسته اند و من می سوزم! از نسبت این حال حکایت فرمود که بزرگی بود در بداؤن او را شیخ شاهی موی تاب گفتندی رحمة الله علیه وقتی یاران او را به تماشا بیرون بُردند و شیر برنج پختند. چون طعام پیش کشیدند خواجه شاهی موی تاب گفت که درین طعام خیانتی رفته است! مگر دو تن قدری شیر پیش ازان که درمیانِ یاران آرند خورده بودند و این خطای بزرگ باشد میانِ درویشان. الغرض چون خواجه شاهی گفت که چرا باید که پیش ازان که طعام پیشِ یاران آرند کسی ازان چیزی بخورد ایشان گفتند که شیر از دیگ جوش برآورده بود و بیرون می ریخت ما آن را که بیرون می افتاد بگرفتیم اکنون آن را چه کنیم بریزیم لابُد بخوردیم. فرمود خیر آن خوردن خطا بود رها بایست کرد تا بریزد. فی الجمله آن عذر مسموع نیفتاد ایشان در پایگاه شدند، آفتاب بود در آفتاب ایستادند چنانکه عرق از ایشان چکیدن گرفت، دران[1] حال خواجه شاهی فرمود که حجّام را بخوانید! گفتند چه خواهی کرد؟ گفت آن قدر

---

1. ح: 'دران حال' بجای 'درحال' دارد

خونی که از یارانِ من می رود بگویم تا خونِ من بکشاید. خواجه ذَکَرَهُ اللّٰهُ بِالْخَیْر چون برین حرف رسید می فرمود که شاد باشش محبت این چنین و نگاهداشتِ انصاف آن چنان!

هم در بزرگی او حکایت فرمود که وقتی شیخ نظام الدین ابو المؤید را رحمۃ اللہ علیہ زحمتی شد این شاهی موی تاب را بطلبید و گفت همتی به بند تا این زحمتِ من بصحت بدل شود. خواجه شاهی عذر خواست که شما بزرگ اید این معنی از من می طلبید من مردی بازاری باشم با من ازین بابت مگوئید - شیخ نظام الدین معذور نداشت گفت البته ترا دعای می باید کرد و همت می باید بست تا من صحت یابم. گفت هلا دو یار مرا بخوانید یکی را شرف لقب بود مردی صالح دوم خیاطی بود، الغرض هر دو را طلبیدند، خواجه شاهی با ایشان گفت که شیخ نظام الدین مرا این چنین کاری فرموده است اکنون شما با من یار باشید از سر شیخ تا سینه من دانم و اعضای سفلی از سینه تا یک پای یکی داند و تا یک پای دیگر دیگری، فی الجمله هر سه مشغول شدند زحمتِ شیخ نظام الدین ابوالمؤید بصحت بدل شد!

هم از کرامت این بزرگ حکایت فرمود که بارها گفتی که هر کرا بعد از وفاتِ من مهمی پیش آید گو سه روز بزیارتِ من بیاید و اگر سه روز بگذرد که آن کار بر نیاید تا چهار روز بیاید و[^1] اگر بعدِ چهار روز حاجتِ او روا نشود پنجم روز

---

[^1]: ح: "و پنجم روز بر نیاید گورِ مرا خشت خشت بکنید" بجای "و اگر بعدِ چهار روز ...... ...... خشت خشت کند" دارد ن: "و پنجم روز گورِ مرا خشت خشت کند" دارد

بباید گورِ مرا خشت کند!

لختی سخن[1] در عصمتِ انبیاء و اولیاء افتاد. فرمود که انبیاء معصوم اند و نزدیکِ فقراء اولیاء هم، لیکن انبیاء واجب العصمت اند و اولیاء جائز العصمت!

# مجلسِ سوم

آدینہ بست و دوم ماهِ ذی الحجه سنة المذکور بسعادتِ پابوس[2] رسیده شد. آینده بیامد و فاتحه درخواست کرد بر نیتِ آنکه قرآن یاد ماند. خواجه ذکره الله بالخیر فرمود که چه قدر یاد گرفته ای؟ گفت ثلثی یاد گرفته ام. فرمود که دیگر اندک اندک یاد گیر و یاد گرفتهٔ پیشینه را مکرّر می کن!

بعد ازان حکایت فرمود که من شبی شیخ بدرالدین غزنوی را رحمة الله علیه در خواب دیدم ازو هم در خواب فاتحه درخواست[3] کردم بر نیتِ یاد ماندنِ قرآن، او هم در خواب بخواند. چون روز شد بدیدنِ عزیزی رفتم و این خواب با او گفتم و ازو هم فاتحه درخواست[3] کردم و گفتم چنانکه او در خواب بخواند[4] شما در بیداری بخوانید تا به برکتِ فاتحه خواندنِ شما مرا قرآن یاد ماند. آن بزرگ فاتحه بخواند و این

---

[1] ن و ه: حکایت [2] ح: دست بوس

[3] ه: 'درخواستم' بجای 'درخواست کردم' دارد [4] ه: خوانده است

فائده بگفت که هر که هر شب وقتِ خفتن این دو آیت بخواند البتّه قرآن یادش[1] ماند و بحفظِ او شود، آیتها اینست وَ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۝ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِيْ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۠ وَّتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝

لختی سخن در قدرتِ باری عزّ اسمه اُفتاد. درین معنی حکایت فرمود که وقتی رسول علیه السّلام آرزوی اصحابِ کهف کرد خواست که ایشان را ببیند. فرمان آمد که ما حکم کرده ایم که تو ایشان را در دُنیا نه بینی ملاقاتِ شما در قیامت باشد امّا اگر خواهی ایشان را در دینِ تو در آیم! بعد ازان رسول علیه السّلام گلیمی بیاورد و چهار کس را گفت که هر یکی یک گوشهٔ این گلیم بگیرند. ازان چهار یکی ابوبکر صدّیق بود دوم عمر خطّاب سوم علی بن ابی طالب چهارم ابوذر غفّاری رضی الله عنهم اجمعین بعد ازان رسول علیه السّلام بادی را که مسخّر سلیمان علیه السّلام او را بکارهای بزرگ فرمان دادی دعا کرد "تا حاضر شود، آن باد حاضر شد. بعد ازان آن باد را فرمود که این گلیم را با آن چهار یار برو بر درِ آن غار فرود آر! باد آن گلیم را با آن هر چهار یار برد و بر درِ آن غار فرود آورد. یاران از بیرون بر اصحابِ کهف سلام گفتند.

---

[1] ح و ه: 'محفوظِ او شود' بجای 'یاد ماند و بحفظِ او شود' وارد

حق تعالی ایشان را زنده گردانید جوابِ سلام باز دادند! بعد ازان یاران دینِ رسول علیه السلام را بر ایشان عرضه[1] کردند و ایشان قبول کردند الحمد لله رب العالمین۔ خواجه ذکره الله بالخیر بعد از تقریر این حکایت بر لفظِ مبارک راند که چیست که مقدورِ خدای تعالی نیست؟

# مجلس چهارم

دوشنبه غرهٔ ماهِ صفر ختم الله بالخیر والظفر سنه ثلث عشر[۱۳] وسبعمائة دولتِ پابوس بدست آمد۔ سخن در نوافل و اوراد افتاد۔ فرمود که من شبی شیخ الاسلام فریدالدین را قدس الله سره العزیز در خواب دیدم، مرا گفت باید که هر روز صد بار این دعا بخوانی که[2] لا اله الا الله وحده لا شریک له له الملک وله الحمد وهو علی کل شیء قدیر۔ چون بیدار شدم این دعا را ملازمت کردم با خود گفتم که درین فرمان مقصودی خواهد بود! بعد ازان در کتبِ مشائخ دیدم آنجا نبشته[3] است که هر که هر روز صد[4] بار این دعا بخواند بی اسباب خوش باشد خوش زید دانستم که مقصودِ شیخ این معنی بوده است!

---

[1] ه: 'عرض دادند' بجای 'عرضه کردند' دارد ح: عرض کردند

[2] در ه این دعا چنین آمده: لا اله الا الله وحده لا شریک له له الملک وله الحمد یحیی ویمیت وهو حی لا یموت ذوالجلال والاکرام بیده الخیر وهو علی کل شیء قدیر

[3] ح: 'نبشته اند' بجای 'نبشته است' دارد [4] ح و ه: 'صدبار' ندارد

هم در فضیلتِ این دعا فرمود که در حدیث آمده است که هر که بعد از هر نمازی ده بار این دعا بخواند چنانستی که هزار برده آزاد کرده باشد!

بعد ازان فرمود که یک بار دیگر هم در خواب مرا فرمود که بعد صلوٰةِ عصر پنج بار سورة النبا بخوان! چون بیدار شدم آن فرمان بجای آوردم، باز در خاطرم گذشت که درین فرمان هم بشارتی خواهد بود، در تفسیر دیدم آنجا آورده است که هر که بعد صلوٰة عصر هر روز پنج بار سوره نبا بخواند او اسیرِ حق شود و سُمّیَ اَسیرُاللہ یعنی هر که به محبّتِ کسی گرفتار شود گویند فلانی اسیرِ فلانی شده است، اینجا هم این معنی مراد است یعنی اسیرِ محبّتِ حق شود!

بعد از اتمامِ این هر دو فائده حاضران را فرمود که شما مدام همچنین باشید!

## مجلس پنجم

دوشنبه بست و دوم ماهِ صفر سنة المذکور سعادتِ دست بوس حاصل شد. یکی از حاضران عرضداشت کرد که بعضی مردمان خدمتِ شما را چه بر سرِ منبر وچه در مواضعِ دیگر بطریقِ بدگوئی چیزی می گویند و ما نمی توانیم شنید. خواجه ذکرہ اللہ بالخیر فرمود که من از همه عفو کردم چه جای آنست که مردم بعداوت و

---

ح و ۵: چهار ۲ ح و ۵: 'مدام' ندارد

۳ ۵: 'دولتِ پابوس حاصل گشت' بجای 'سعادتِ دست بوس حاصل شد' دارد

مخاصمتِ کسی مشغول شوند هر که مرا بد می گوید من از و عفو کردم شما[1] را هم می[2] باید که عفو کنید و بآن کس خصومت نکنید!

بعد ازان فرمود که چهجو که ساکنِ اندپت[3] بود پیوسته مرا بد گفتی و بد خواستی. بد گفتن سهل باشد بد خواستن ازان بدتر است الغرض چون او بمُرد من سوم روز بر سر گورِ او رفتم و دعا کردم و گفتم الٰهی او هر چه در حقِ من بد گفت و بد اندیشید من از و عفو کردم، تو از جهتِ من او را عقوبت نکنی! همدرین معنی فرمود که اگر میانِ دو کس آزاری شود سبیل آنست که این کس از طرفِ خود صاف کند، چون این کس درونهٔ خود از عداوت خالی کند البتہ از جانبِ او هم آن آزار کم شود۔ بعد ازان فرمود که مردم ازین بد گفتنها چه رنجد! گفته اند که مالِ صوفی سبیل است و خونِ او مباح، چون حال چنین است از برای بد گفتن با کس چرا خصومت باید کرد؟

درین میان شخصی بیامد و حکایتِ جماعتی تقریر کرد که هم اکنون در فلان موضع یارانِ[4] شما جمعیتی کرده[5] اند و مزامیر درمیان بود۔ خواجه ذکره الله بالخیر این معنی نه پسندید و فرمود که من منع کرده ام که مزامیر و محرمات درمیان نباشد هر چه کرده اند نیکو نکرده اند! درین باب بسیار غلو می فرمود تا بغایتی که گفت اگر امامی در نماز باشد و جماعتی در عقبِ او مقتدی و دران جماعت عورات هم باشند پس اگر امام را سهوی اُفتد ازان مردان که اقتدا کرده باشند یکی به تسبیح اعلام دهد

---

[1] ه: شما یاران [2] ه: می ندارد

[3] اندپت مخفف اندرپت که دیهی بود الحال داخلِ شهرِ قلعه دهلی است (ه)

[4] ن و ه: از یاران [5] ح و ه: کرده اند

بگوید سُبحَانَ اللّٰہِ، واگر زنی بران خطا واقف شود او امام را چگونہ بآگاہاند، سُبحَانَ اللّٰہ نگوید تا آوازِ او نشنوند پس چہ کند دست بر دست زند ولی کفِ دست بر کفِ دست نزند کہ آن بہ لہو می ماند پشتِ دست برکفِ دست زند، الغرض تا این غایت از ملاہی و امثالِ آن احتراز[1] آمدہ است پس در سماع طریقِ اولی کہ ازین بابت نباشند یعنی در منعِ دستک چندین احتیاط آمدہ است در منعِ مزامیر بطریقِ اولی. بعدازان فرمود کہ اگر یکی از مقامی بیفتد باری در شرع اُفتد مبادا اگر از شرع بیرون اُفتد پیش[2] چہ ماند!

بعدازان فرمود کہ سماع مشائخِ کبار شنودہ اند و آنانکہ اہلِ این کار اند و نیز آن کس کہ صاحبِ ذوق است و درد دردی ہست بیک بیت کہ از گویندہ بشنود او را رقتی پیدا آید اگر مزامیر درمیان باشد و یا نباشد، اما آنکہ از عالمِ ذوق خبر ندارد اگر پیشِ او گویندگان باشند و از ہر جنس مزامار باشد چہ سود دارد چون او از اہلِ درد نیست، پس معلوم شد کہ این کار تعلق بدرد دارد نہ بمزامیر وغیرِ آن! بعدازان فرمود کہ مردم را ہمہ روز حضور کجا میسر است، اگر در روزی وقتی خوش دریافت ہمہ اوقاتِ متفرقہ آن روز در پناہِ آن وقت باشد، واگر در جمعی شخصی صاحبِ ذوق و صاحبِ نعمت[3] باشد جملہ اشخاص در پناہِ آن شخص باشند!

---

[1] ح و ہ: پرہیز [2] ہ: پیش [3] ہ: نعمتی

بعدازان فرمود که درایّام ماضی قاضیٔ بود در اجودهن، دائم با خدمتِ شیخ الاسلام فریدالدین قدس الله سرهٗ العزیز منازعت نمودی تا وقتی از غایتِ خصومت در ملتان رفت، با صدور و ائمہ گفت که کجا روا باشد که یکی در مسجد نشیند و آنجا سماع فرماید و گاه گاه[1] رقص هم کند[2]؟ ایشان گفتند اینکه تو می گوئی بگو که واقعه کیست و این که میکند؟ گفت شیخ فریدالدین قدس الله سرهٗ العزیز، ایشان گفتند ما با او، هیچ نمی توانیم گفت!

بعدازان خواجه ذکرہ الله بالخیر فرمود که من هربار که سماع شنیده ام و هرصفت که از گوئنده در سماع شنیده ام الی یومنا بحق خرقهٔ شیخ که آن همه بر اوصاف و اخلاقِ شیخ حمل کرده ام تا وقتی درحالتِ حیاتِ شیخ قدس الله سرهٗ العزیز در جمی بودم گوینده این بیت می گفت ؎

محترم ام بدین صفت مبادا کز چشمِ بدت رسد گزندی!

و مرا اخلاقِ پسندیده و اوصافِ شیخ و کمالِ بزرگی و غایتِ فضل و لطافتِ ایشان یاد آمد چنان رقّت در گرفت که در صفت نیاید[3]! قوّال خواست که تا ابیاتِ دیگر گوید من همین می گویانیدم۔ خواجه ذکرہ الله بالخیر چون برین حرف رسید در گریه شد و فرمود که بعدازان نبسی برنیامد که ایشان رحلت فرمودند!

بعدازان هم در تحمیل و تاویلِ این معانی حکایت فرمود که فردای قیامت یکی را فرمان در رسد که تو در دُنیا سماع شنیده ای؟ گوید شنیده ام۔

---

[1] ل: گاه از گاه، بجای 'گاه گاه' دارد [2] ن و ح: باشد [3] ل: درنیاید

فرمان رسد که ہر بیتی که می شنیدی آن را براوصافِ ما حمل کردی؟ گوید آری. فرمان رسد که آن اوصاف حادث و ذاتِ ما قدیم، اوصافِ حادث بر قدیم چگونه روا باشد؟ گوید خداوندا از غایتِ محبّت می کردم! فرمان رسد که چون از محبّت می کردی بر تو رحمت کردیم! بعدازان خواجه ذکرہ اللہ بالخیر چشم پُرآب کرد و گفت که باکسی که مستغرقِ محبّتِ اوست این عتاب است دیگران[1] را چه خواهند گفت!

لختی سخن در معجزاتِ رسول افتاد علیه السلام که حیوانات و جمادات او را فرمان برداری کرده اند- درین باب حکایت فرمود که رسول علیه السلام چون مبعوث شد معاذ بن جبل را طرفِ یمن فرستاد و گفت که دران دیار چشمه ایست که آن را عین الزُعاف خوانند و عین الذُعاف هم گویند، الغرض آن چشمه را خاصیتی بود که ہر که ازان قدری بخوردی درحال بمُردی- سیّدِ عالم علیه السلام والتحیه معاذ را گفت چون آنجا برسی آن چشمه را بگوی که من مبعوث شده ام! چون معاذ بدان چشمه رسید و فرمانِ مصطفی علیه السلام رسانید و حکایتِ اظهارِ نبوّت کرد آن چشمه برسالتِ رسول علیه السلام ایمان آورد و پیش آن خاصیت ازان چشمه در وجود نیامد!

لختی سخن در اسمِ اعظم افتاد- فرمود که ابراہیم ادہم را رحمته اللہ علیه سوال کردند که تو اسمِ اعظم یاد داری، بگو کدام است؟ او جواب داد که آری،

---

[1] ن و ح: دیگران چه جواب خواهند گفت، بجای، دیگران را چه خواهند گفت، دارد

معده را از لقمهٔ حرام پاک دار و دل را از محبتِ دنیا خالی کن بعد ازان بهر اسمی که خدای را بخوانی[1] آن اسم اعظم است!

درین میان طعام پیش آوردند، چون نمک نهادند خواجه ذکره الله بالخیر فرمود که بدایت به ملح می باید کرد امّا آنکه انگشت با آبِ دهن ترمی کنند و نمک بر می گیرند نیامده است واگر انگشت ترنا کرده بنهند خود نمک بر نیاید پس انگشتِ مسبّحه با نرانگشت یار کنند و بدو انگشت نمک برگیرند. بنده درین میان در شکرِ این فائده گفت که اَلْحَمْدُ لِلّٰه[2] حقِ نمکی بتجدید شد! خواجه ذکره الله بالخیر تبسّم فرمود و گفت نیکو گفتی! مولانا محی الدّین کاشانی حامت برکاته حاضر بود. سخنِ بنده را تزکیه کرد و در خدمتِ خواجه ذکره الله بالخیر باز نمود که ملیح گفت! خواجه ذکره الله بالخیر فرمود که او ملوح[3] است درین کار!

از نسبتِ این مطایبه حکایت فرمود که وقتی یکی بخدمتِ خواجه شمس الملک آمد علیه الرحمة والغفران و چیزی ازو توقّع کرد. شمس الملک در دفعِ او[4] جوابی گفت. آن سائل همچنان ایستاده ماند. شمس الملک گفت چرا نمی روی؟ گفت جواب می باید گفت. شمس الملک گفت که جواب گفتم! سائل گفت جواب می باید گفت. شمس الملک گفت ازین روان تر کی گویم که گفتم؟

---

[1] ح و ه: خواهی خواند
[2] الحمد لله علیٰ ذالک
[3] ن و ح: ملیح
[4] ن و ه: آن

# مجلس ششم

دوشنبه بست و نهم ماهِ صفر سنة المذکور بشرفِ دست بوس رسیده شد. بنده عرضداشت کرد که این بار این طرف بدیدنِ اقربا آمده[1] شده است، بعضی یاران همچنین گفتند[2] که چون کسی بکاری دیگر این جانب آید نه بر نیتِ آنکه بخدمتِ خواجه آید پیشِ مخدوم نباید رفت، من با خود گفتم که اگرچه رسم همچنین است امّا مرا دل نمی شود که خدمتِ مخدوم را نادیده ازین حدود باز گردم من یکی بی رسمی خواهم کرد، این در دل گذرانیدم در بندگیٔ مخدوم آمدم. خواجه ذکره الله بالخیر فرمود که نیکو کردی! آنگاه این دو مصراع بر لفظِ مبارک[3] راند ؎

در کوی خرابات وسرای اوباش — منعی نبود بیا و بنشین و بباش!

بعد ازان فرمود که مشائخ را رسمیست که کسی پیش از اشراق وبعد از نماز دیگر بخدمتِ ایشان نرود، بر من آنچنان نیست هر وقت که کسی بیاید گو بیا!

لختی سخن دران افتاد که بعضی به حج می روند و چون می آیند همه روز در ذکرِ آن می[4] باشند و همه جا همان حکایت می[5] گویند، این

---

[1] ح : آمدن [2] ه : گفته اند [3] ه : مبارکِ ذُرر بار

[4] ن : مشغول می باشند، بجای "می باشند" دارد [5] ح : "می کنند" بجای "می گویند" دارد

نوع نیکو نیست - بعد ازان فرمود که یکی می گفت من فلان جاگشتم و فلان جا عزیزی را دیدم - عزیزی او را گفت ای خواجه ازان چه بوده ای نگشته ای چه فائده یعنی همبران پندار مانده ای!

لختی سخن در خدمت اُفتاد و مراعاتِ رضا - فرمود که هر که خدمت کند او مخدوم شود، کسی خدمت ناکرده مخدوم چگونه شود؟ آنگاه این لفظ بر زبانِ مبارک راند که مَنْ خَدَمَ خُدِمَ -

لختی سخن در حُسنِ معامله افتاد - فرمود که یکی ده سخن را که پنج در سراست و پنج درتن[1] نظم کرده است، آخر این بیت گفته است و خوب گفته است:

ده سخن در دو بیت آوردی  کار کن کارِ کین همه سخنست!

## مجلس هفتم

نوزدهم ماهِ جمادی الاُولی سنته المذکور سعادتِ پابوس میسر شد مگر همدران ایام مُلکی دو باغ و زمین بسیار با اسباب و آلات آن کاغذِ تملیک بخدمتِ ایشان فرستاده بود و اثرِ اخلاصِ خود ظاهر کرده - خواجه ذکره اللّٰه بالخیر آن را قبول نکرده دربن باب می فرمود که من کیا ی باغ و زرع و زمین باشم؟ تبسم می فرمود و می گفت اگر من ازین بابت قبول

---

[1] ترجمۂ بریان: چشم

کنم مردمان چه گویند شیخ درباغ می رود و شیخ بتماشای زرع و زمین می رود نهی کاری که من کرده باشم چه جای آنست! چشم پُرآب می کرد و می گفت از خواجگانِ ما و مشائخِ ما، هیچ کس ازین بابت نکرده است!

بعد ازان حکایت فرمود که درانچه سلطان ناصرالدین انارالله برهانه طرفِ ملتان رفت درمیانِ اجودهن گذشت. سلطان غیاث الدین طاب الله ثراه دران وقت اُلغ خان بود بزیارتِ شیخ الاسلام فریدالدین آمد قدس الله سره العزیز چیزی نقدانه و چهار مثال ازان چهار دِه پیشِ شیخ نهاد، شیخ فرمود که این چیست؟ اُلغ خان گفت این نقدانه و این چهار مثالِ دِه خدمتِ شیخ آورده ام نقدانه بجهتِ درویشان و مثال ها بنامِ شیخ. شیخ الاسلام تبسّم فرمود و گفت این نقدانه مرا ده با درویشان بیجا خرچ خواهم کرد امّا این مثالها بردار پیشتر بر که طالبانِ این بسیار اند بدیشان دهی!

در اثنای این حکایت حدیثی روایت کردند که پیغمبر علیه السّلام فرموده است مَادَخَلَ بَیتَنَا اِلّادَخَلَ ذُلًّا، بعد ازان فرمود که این حدیث در محلّی فرموده است و آنچنان بود که وقتی رسول علیه السّلام درخانهٔ یکی درآمد و دران خانه دو چوب دیده نهاده و چوبهای که بدان کشت می کنند وجفت می رانند، چون آن بدید فرمود که مَادخل بیتنا اِلّادخل ذلًّا یعنی این چوبها درخانه نباید مگر آنکه خواری دران خانه درآید!

---

له ۶: برای

ازین جا ذکرِ شیخ جلال الدّین تبریزی افتاد قدس اللہ سرہ العزیز فرمود کہ مکتوبی جانب شیخ بہاء الدّین زکریا رحمتہ اللہ علیہ فرستادہ است بعربی[1] من نسخہ آن دیدہ ام در انجا یاد کردہ است مَنْ اَحَبَّ اتخاذ النّساء لایفلح ابداً" و ذکرِ ضَیعہ ہم کردہ است ضیعہ گویند زمین و کشت و دِہ و مانندِ این را، الغرض لفظِ عربی در[2] خاطر یاد نماندہ است معنی این بود کہ ہر کہ دل بر ضیعہ نہد گوئی صار عبد الدّنیا أی عبد الاہل الدّنیا۔ بندہ از حالِ شیخ جلال الدّین نوّر اللہ مرقدہٗ استطلاع کرد کہ او مرید کہ بود؟ فرمود کہ او مریدِ شیخ ابو سعید تبریزی بودہ است رحمتہ اللہ علیہم اجمعین

لختی سخن در اوراد افتاد۔ یکی از حاضران پرسید کہ این حدیث چگونہ است کہ صَاحِبُ الوِرْدِ مَلْعُوْنٌ وَتَارِکُ الوِرْدِ مَلْعُوْنٌ ؟ فرمود کہ این حدیث درباب یکیست از اہلِ کتاب، و آنچنان بود کہ بخدمتِ رسول علیہ السّلام رسانیدند کہ فلان جہود یا ترسا ورد بسیار می خواند و آن را در اصطلاحِ ایشان تحیشا گویند۔ پیغمبر علیہ السّلام چون این بشنید فرمود کہ صَاحِبُ الوِرْدِ مَلْعُوْنٌ این خبر بدان کتابی رسید، او اوراد را تارک شد۔ پیغمبر علیہ السّلام بشنید فرمود کہ تَارِکُ الوِرْدِ مَلْعُوْنٌ۔ بعضی گویند کہ این حدیث عام است تاویلِ این آنچنان باشد کہ اگر یکی عمداً ورد ترک می گیرد و بی عذر تارکِ ورد می شود این چنین کسی را گویند کہ تارک الورد ملعون، و اگر یکی باشد مثلاً رئیسِ قومی کہ

---

[1] ح: بعبارتِ عربی [2] ن و ح ا: بر

آمد و شدِ خلق بادی باشد و مصالحِ مسلمانان بسخنِ او باز بسته بود او مشغول به ورد شود این چنین کسی را گویند که صاحب اوراد ملعون[۱] - درین محل بنده عرضداشت کرد که اگر یکی را اشغالِ کلّی پیش آید یا عذری که به وردِ معهود نرسد[۲] شب را آن ورد بخواند چگونه باشد؟ فرمود که نیکو باشد، اگر وردِ روز فوت شود در شب باید خواند و اگر وردِ شب فوت شود در روز باید خواند، شب خلیفۂ روز است و روز خلیفۂ شب!

بعدازان فرمود که هر که وردی را تارک شود بی عذری ازسه حال بیرون نباشد[۳] یا او را میلِ شهوتی شود بحرام یا خشمی نه برمحل یا بلائی بدو رسد، ملائمِ این معنی حکایت فرمود که مولانا عزیز زاهد رحمۃ اللہ علیہ یک روز از اسپ خطا کرد، بازوی او فرود آمد، ازو پرسیدند که چه حالست؟ گفت من هر روز سورہ یٰسٓ می خواندم امروز نخوانده بودم ازان سبب خطا دیدم!

## مجلسِ هشتم

چهارشنبه چهارم ماهِ جمادی الآخره سنه مذکور دولتِ پابوس بدست آمد - سخن در نظم افتاد و در تحمیلاتِ غزل وغیرِ آن، فرمود که تا هر کس به

---

[۱] ه: شغلی

[۲] ن: 'نتواند رسید' بجای 'نرسد' دارد

[۳] ن: نبیست

چه حمل می کند! بعدازان فرمود که وقتی شیخ الاسلام فریدالدین قدس الله سره العزیز این بیت بر زبانِ مبارک می راند ؎

نظامی این چه اسرار است کز خاطر عیان کردی[1]
کسی سرّش نمی داند زبان درکش زبان درکش!

بیشتر آن روز این بیت می گفت تا نمازِ شام در آمد، وقتِ افطار هم این بیت بر زبانِ مبارک می راند، گویند در وقتِ سحر هم این بیت می گفت و هر بار که می گفت تغیّری در وی پیدا می آمد۔ بعدازان خواجه ذکره الله بالخیر می فرمود که تا چه بود در خاطرِ مبارکِ او و چه چیزش می گویانید!

بعدازان فرمود که وقتی شیخ بهاء الدّین زکریّا رحمته الله علیه درونِ خانهٔ خود بر دری ایستاده بود یک دست بر یک طبق نهاده و دستِ دیگر بر طبقِ دیگر، و هر بار این دو مصراع بر زبانِ مبارک می راند ؎

کردی صنما بر سرِ ما بارِ دگر ما هیچ نکردیم خدا میداند!

بعدازان خواجه ذکره الله بالخیر برلفظِ دُرربار راند تا چه بود در خاطرِ او، هیچ معلوم نمی شود که بر چه حمل می کرد و مقصود چه داشت[2]؟

لختی سخن در توکّل افتاد۔ فرمود که اعتماد بر حق می باید کرد و نظر بر هیچ کس نباید داشت۔ بعدازان برلفظِ مبارک راند که ایمانِ کسی[3] تمام نشود تا همه خلق نزدیکِ او همچنان نه نماید که پُشکِ شُتر!

---

[1] ح: 'بردن دادی' بجای 'عیان کردی' دارد

[2] ن: 'چه مقصود داشت' بجای 'مقصود چه داشت' دارد [3] ه: برکسی

بعدازان همدرین باب حکایت فرمود که وقتی ابراهیم خوّاص رحمتہ اللہ علیہ درسفرِ کعبه می رفت، کودکی با او همراه شد، ابراهیم رُوی سوی آن کودک کرد و گفت کجا میروی؟ گفت بزیارتِ کعبه ـ ابراهیم گفت زاد و راحله کو؟[1] گفت خدای عزّ و جلّ بی اسباب بنده را بدارد[2] و می تواند که مرا بی زاد و راحله بکعبه رساند! فی الجمله چون ابراهیم خوّاص بکعبه رسید آن کودک را دید که پیش ازو آمده بود و کعبه را طواف می کرد ـ چون نظرِ او بر ابراهیم افتاد گفت یا ضعیف الیقین توبه کردی ازانچه مرا می گفتی؟

همدرین معنی حکایت فرمود که وقتی نبّاشی بخدمتِ خواجه بایزید بسطامی آمد رحمتہ اللہ علیہ و ازان فعل توبه کرد ـ خواجه بایزید ازو پرسید که تو چند مُرده را کفن کشیده ای؟[3] آن مرد گفت که هزار تن را ـ بایزید پُرسید ازان جمله چند را یافتی که رُوی ایشان سوی قبله بود؟ گفت دوکس را رُوی جانبِ قبله یافتم دیگر همه را رُوی از قبله گردانیده دیدم ـ حاضران از خواجه بایزید پرسیدند که چه باشد که توجه دوکس را[4] بقبله و چندین کس را تحوّل؟ فرمود که آن دوکس را اعتماد بر حق بود و دیگران را نی!

بعدازان خواجه ذَکَرَهُ اللهُ بِالْخَیْر فرمود که مشائخ رزق را چهار قسم گفته اند، رزقِ مضمون و رزقِ مقسوم و رزقِ مملوک و رزقِ موعود ـ رزقِ

---

[1] ح : داری

[2] ف: 'ندارد و نمی تواند' بجای 'بدارد و می تواند' دارد

[3] ح دل : کشیده باشی

[4] ح : 'را' ندارد

مضمون آنست که آنچه بدو رسد از طعام و شراب و آنچه او را کفایت است این را رزقِ مضمون گویند یعنی که خدای ضامنِ آنست وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ رِزْقُهَا' رزق مقسوم آنست که در ازل قسمت شده است و در لوحِ محفوظ ثبت شده' رزقِ مملوک آنست که ذخیرهٔ او باشد از درم وجامه و اسبابِ دیگر، رزقِ موعود آنست که حق تعالیٰ مرصالحان را و عابدان را وعده کرده است وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّ يَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ' بعد ازان فرمود که توکّل در رزقِ مضمون باشد در رزقهای دیگر نه' زیرا که آنچه مقسوم است دران توکّل چه کند و آنچه مملوکست دران هم توکّل نمی آید و آنچه موعود است آنجاهم توکّل نیست زیرا که آنچه وعده کرده است بخواهد رسید[1]. توکّل در رزقِ مضمون است یعنی بداند که آنچه کفافِ منست بالقطع بخواهد رسید توکّل کند۔

## مجلس نهم

یک شنبه بست و نهم ماهِ جمادی الآخره سنه مذکور سعادتِ پابوس میسّر شد. سخن در فضیلتِ نمازِ جماعت افتاد. روی سوی بنده

---

[1] ح: رسانید' ع رساند

کرد. فرمود که پیوسته[1] نماز بجماعت بگزاری؟ بنده عرضداشت کرد که نزدیکِ خانهٔ بنده مسجدی هست امّا دران مقامی که ما بندگان می باشیم اگر ازانجا غائب می شویم کسی نمی باشد که کاغذ و کتابی که موجود است نگاه دارد. هم درخانه بجماعت گزارده می شود. فرمود که[2] می باید بجماعت گزارده شود امّا افضل آنست که در مسجد گزارده شود.

بعدازان فرمود که پیش ازین در عهدِ انبیای پیشینه هیچ جا نماز روا نبودی مگر در مسجد، در عهدِ رسولِ ما علیه السلام این میسّر شد که هرجا که هست بگزارند و نیز زکوٰة بر پیشینیان رُبع مال بود در عهدِ پیغمبرِ ما علیه السلام از دویست درم پنج درم شد. بعدازان فرمود که از دویست درم که پنج درم می دهند همین باشد که او را بخیل نگویند همین نامِ بخیل[3] ازوی دفع[4] می شود امّا سخی هم نگویند، سخی او را گویند که چیزی از زکوٰة زیاده دهد. بنده درین میان عرضداشت کرد که این حدیث چگونه است که اَلسَّخِیُّ حَبِیْبُ اللّٰهِ وَاِنْ کَانَ فَاسِقًا[5]؟ فرمود که می گویند. یکی از حاضران گفت که در اربعین این حدیث آورده اند. خواجه ذکرہ اللہ بالخیر فرمود که آنچه در صحیحین است[6] آن صحیح باشد. بعدازان فرق فرمود میان سخی و جواد، فرمود که سخی آن

---

[1] ن: 'باید که نماز بجماعت باشد' بجای 'پیوسته نماز بجماعت بگزاری' دارد

[2] ۵: 'می باید که' بجای 'که می باید' دارد [3] ۵: بخل

[4] ۵: رفع [5] ن: کافراً

[6] ح و ۵: باشد

باشد که چیزی از زکوٰة زیادت دهد امّا جواد آنست که بسیار بخشد مثلاً از دویست درم پنج درم نگاه دارد و باقی بخشد. بعد ازان بر لفظِ مبارک راند که شیخ الاسلام فریدالدّین قدّس الله سرہ العزیز می فرمود که زکوٰة بر سه نوع است زکوٰةِ شریعت است و زکوٰةِ طریقت است و زکوٰةِ حقیقت است. زکوٰةِ شریعت آنست که از دویست درم پنج درم بدهد و زکوٰةِ طریقت آنست که از دویست درم پنج درم نگاه دارد و باقی بدهد و زکوٰةِ حقیقت آنست که همه را[1] بدهد و هیچ نگاه ندارد!

از نسبتِ زکوٰة حکایت فرمود که خواجه جنید بغدادی رحمته الله علیه با علمای عهدِ خود گفتی یا عُلماء السّوء أدُّوا زکوٰة العِلم ای عالمان بد! زکوٰةِ علمِ خود بدهید. از و پرسیدند که مقصود ازین زکوٰة چیست؟ گفت که از دویست مسئله که آموخته اید بر پنج مسئله کار کنید و از[2] دویست حدیث می باید که بر پنج حدیث عامل باشید!

بعدازان از نسبتِ حدیث سخن در فضیلتِ مولانا رضی الدّین صغانی که صاحبِ مشارق است افتاد رحمته الله علیه و آنچه او نبشته است که این کتاب حجت است میانِ من و خدای و اگر حدیثی برو مشکل شدی رسول علیه الصلوٰة والسلام را در خواب دیدی و صحیح کردی. بعد ازان

---

[1] ح: 'را' ندارد

[2] ن و ه: بجای 'از دویست حدیث... عامل باشید' 'از دویست حدیث باید که پنج حدیث معمول باشد' دارد

فرمود که او از بداؤن بود بعد ازان در کول آمد و نائب مشرف شد مشرفی که منسوب او بود او هم اهل بود مگر روزی این مشرف سخنی گفت مولانا رضی الدین تبسّمی کرد، مشرف دوات جانب او فرستاد، او منحرف شد و بدو نرسید، چون آنچنان بدید ازان مقام برخاست و گفت که مارا پیش ازین با جهال نشست و برخاست نمی باید کرد. بعد ازان دُنبالِ زیادت تحصیل شد، پسرِ والیٔ کول را تعلیم کردی و صد تنکه بیافتی، بدان فارغ بودی، ازانجا به حج رفت و به بغداد آمد و باز بحضرتِ دهلی رسید. دران ایّام در حضرتِ دهلی علمای کبار بودند با همه درعلوم متساوی بود امّا درعلمِ حدیث از همه ممتاز بود و هیچ کس مقابلِ او نبود. بعد ازان خواجه ذکره الله بالخیر برلفظ مبارک راند که کارِ او بیک حدیث پیشتر[١] رفت و آنچنان بود که چون از کول عزیمتِ حج کرد نعلین بخرید درپای کرد، چون یک[٢] منزل رسید مانده شد، دانست که پیاده نتوان رفت. همدرین اندیشه بود که پسرِ والیٔ کول سوار شده دوان بیامد تا او را باز گرداند. چون آنجا رسید مولانا را نظر بروی افتاد، او را دید که بر اسپی خوبی سوار شده می آید، درخاطر کرد که اگر این اسپ مرا بدهد من آسوده توانم رفت، درین فکرت بود که پسرِ والی بیامد و مولانا را بجهتِ باز گردانیدن بسیار الحاح کرد. مولانا باز نگشت. چون پسرِ والی دید که البتّه باز نخواهد گشت گفت هلا این اسپ که بران سوار آمده ام قبول کن. مولانا اسپ ببستد و روان شد.

---

[١] ح : پیش [٢] ح : بیک

الغرض چون بحج رفت و ازانجا به بغداد آمد، در بغداد عالمی بود محدث بس بزرگ او را ابنِ زہری گفتندی، برای او منبری کرده بودند او برانجا برآمدی و حدیث بیان کردی و علماء درمجلسِ او حاضر شدندی وگرد برگردِ او حلقه کردی چنانکه چند حلقه شدی، آنها که اہل تر بودندی پیشِ او بودندی و آنها که از ایشان کمتر در حلقۂ دوم بودندی و دیگران در حلقۂ دیگر، ہمچنین تو برتو می نشستندی او حدیث املا میکردی و ایشان می نبشتندی تا مولانا رضی الدّین روزی دران مجمع[1] درآمد و در حلقه که دُورتر بود بنشست۔ ابنِ زہری حدیثی بیان می کرد درباب موافقت نمودن با مؤذّن تا چنانکه مؤذّن می گوید مستمع را می باید که ہمچنان بگوید۔ آغازِ حدیث برین لفظ کرد که اذا سکب المؤذّن، سکوب ریختنِ آبست یعنی چون سخنِ مؤذّن در گوشِ شما رسد شما ہم چنان بگوئید که او می گوید۔ چون ابنِ زہری این حدیث بگفت مولانا رضی الدّین در مقامی که نشسته بود آہسته با دیگران گفت که اذا سکت المؤذّن، یعنی چون مؤذّن کلمه بگوید و ساکت شود بدان گفته موافقت باید کرد، مگر آنکه یکی این سخن بشنید با دیگری گفت و او با دیگری تا این سخن بسمعِ ابنِ زہری رسید، آواز داد که آن کیست که این سخن بگفت؟ مولانا رضی الدّین گفت که من گفته ام۔ بعدازان ابنِ زہری گفت که ہر دو سخن معنی دارد بکتاب رجوع کنیم۔ چون ازان مجلس برخاستند در کتب

---

[1] ه: جمع

باز دیدند، ہردو سخن موجّه نبشته بودند و اذا سکت اصح۔ این خبر بخلیفه رسید، مولانا رضی الدین را پیش بردند، خلیفه او را اعزاز کرد و چیزی پیشِ او بخواند۔

القصه چون از انجا بدہلی آمد مگر در انچه در بداؤن بود او را آنجا اُستادی بوده است مردی بزرگ و صاحبِ ولایت[1] و بر وکتابی بود در حدیث که آن را ملخّص گویند و مولانا رضی الدین آن نسخه ازو طلب نموده بود او در ادای آن مضایقت نموده بود۔ چون مولانا با وفورِ علم وحصولِ معانی در دہلی آمد مگر با یکی[2] می گفت که وقتی استادِ من ملخّص از من دریغ داشته بود این ساعت صد ہمچو صاحبِ آن کتاب باید که پیشِ من چیزی بخواند! کسی این سخن باستادِ او رسانید اُو[3] گفت ہمانا که حجِ او قبول نشده باشد که اگر حجِ او قبول شده بودی این[4] چنین سخن نگفتی! خواجه ذکره الله بالخیر این حرف بیان می فرمود و چشم پُرآب می کرد بر صدقِ اعتقادِ آن بزرگ!

بعد ازان طعام پیش آوردند، فرمود که ثرید کنید۔ آنگاه حکایت فرمود که وقتی جماعتی از درویشان بخدمتِ شیخ بهاءالدین زکریّا نشسته بودند رحمة الله علیهم طعام پیش آوردند شیخ با ہریکی ہم کاسه می شد، ازان میان یکی را دید که نان ثرید می کرد و می خورد۔ گفت سبحان الله میانِ این درویشان این

---

[1] ه: 'صاحبِ نعمتِ ولایت' بجای 'صاحبِ ولایت' دارد

[2] ن: یاری [3] ح: استاد

[4] ه: 'ہمچنین' بجای 'این چنین' دارد

درویش طعام خوردن می داند! بعدازان خواجه ذکره الله بالخیر فرمود که پیغمبر علیه السلام فرموده است که ثرید را بر طعام های دیگر هم[1] چندان فضیلت است که مرا بر همه پیغمبران[2] و عائشه رض را بر همه زنان، واللّه[3] اعلم

# مجلس دهم

یک شنبه چهاردهم ماهِ مبارک رجب سنه مذکور بسعادتِ دست[4] بوس رسیده شد. سخن در نمازِ جماعت افتاد، دران باب نیکو غلو فرمود که اگر دو کس باشند هم جماعت باید کرد، اگرچه از دو کس جماعت نباشد اما ثوابِ جماعت باشد، آن دو تن را باید که برابر ایستند.

بعدازان فرمود که وقتی رسول علیه السلام خواست تا[5] نماز بگزارد و هیچ کس دیگر نبود مگر عبدالله بن عباس رض، دستِ او بگرفت و برابرِ خود بایستانید. چون رسول علیه السلام به تحریمه پیوست عبدالله از مقامِ خود پستر آمد. مصطفی علیه السلام نماز بشکست و دستِ او بگرفت و برابرِ خود بایستانید و در نماز شروع کرد. باز عبدالله از جای خود پستر آمد تا یک دو بار همچنین کرد. بعدازان حضرتِ رسالت فرمود که چرا پستر می روی؟ عبدالله بن عباس گفت که مرا چه زهره که برابرِ رسولِ

---

[1] ح: 'همچنان فضل' بجای 'هم چندان فضیلت' دارد. ۵: 'هم' ندارد

[2] ح و ۵: انبیاء

[3] ح و ۵: 'واللّه اعلم' ندارد

[4] ن: 'پابوس' بجای 'دست بوس' دار

[5] ح: که

رب العالمین بالیتم. رسول علیه السلام را حسن ادبِ او خوش آمد در حق او دعا کرد و گفت اَللّٰهمّ فقّهه فِی الدّین. بعد ازان خواجه ذکره الله بالخیر بر لفظِ مبارک راند که درمیانِ صحابه بعد از امیرالمؤمنین علی فقیه او بود رضی الله عنهما.

بعد ازان از نسبتِ این عبدالله فرمود که سه عبدالله را عبادالله ثلثه گویند عبدالله بن عباس و عبدالله بن مسعود و عبدالله بن عمر. بعد ازان حکایتِ عبدالله بن مسعود فرمود که او اوّلِ حال[1] شبانی کردی تا روزی رسول علیه السلام والتحیه و ابوبکر صدّیق رضی الله عنه جانبِ کوهی رفتند که او آنجا گوسپندان می چرایند. چون رسول علیه السلام بدو رسید ازوی قدری شیر طلبید. او جواب داد که من امینم شیر چگونه دهم؟ ابوبکر صدّیق گفت که این حضرتِ رسالت است و من یارِ اویم، اگر قدری شیر از گوسپندی بدوشی بدهی چه شود؟ گفت من امانت دارم مرا اجازت نیست که شیر بدهم چکنم؟ بعد ازان رسول علیه السلام فرمود که گوسپندی بیار که برو فحلی نه نشسته باشد. عبدالله همچنان کرد گوسپندی بیاورد که برو فحلی نه نشسته بود. رسول علیه السلام دستِ مبارک بر پُشتِ او فرود آورد ازان[2] گوسپند شیر پیدا شد شیر بستدند. بعد ازان حضرتِ رسالت عبدالله بن مسعود را فرمود که بیا در صحبتِ من باش! خواجه ذکره الله بالخیر بر لفظِ مبارک راند که این عبدالله بن مسعود کوتاه بالا بود که

---

[1] ن و ح: عهد

[2] ح: 'آن گوسپند شیر آورد شد شیر بدوشید' بجای 'ازان گوسپند ... بستدند' دارد

پیغمبر علیہ السّلام در حقِ او فرموده است کنیفة العِلم یعنی خریطهٔ علم' ازین جهت معلوم می شود که او کوتاه بالا بود - بعد ازان فرمود که خریطهٔ خُرد که درویشان می دوزند و آن را کنف می گویند آن خطا است آن کنف نیست کنیف است' ازان حضرتِ رسالت عبد الله بن مسعودؓ را کنیفة العلم خواند -

هم از نسبتِ این حرف حکایت فرمود که مردی بود رئیس نام او بیعت بخدمتِ شیخ قطب الدّین بختیار داشت قدس الله سرہ العزیز' این رئیس شبی درخواب دید قبهٔ و خلقی انبوه در حوالیٔ آن قبه و مردی کوتاه بالای دید که هر بار درونِ قبه می رفت و بیرون می آمد و خلقی او را پیغامها می دادند و او بیرون می آمد و جواب می آورد - این رئیس می گوید که من پرسیدم که درونِ قبه کیست واین مردِ کوتاه بالا که دران می رود و بیرون می آید کیست ؟ گفتند که درونِ قبه رسولِ خداست علیہ السّلام و این مرد[1] عبد الله بن مسعود است که بیرون می آید و پیغامهای خلق درون می برد و جواب می آرد - رئیس می گوید که من نزدیکِ عبد الله بن مسعود رفتم و گفتم که بحضرتِ رسول علیہ السّلام عرض[2] دار که من می خواهم ترا به بینم! عبد الله بن مسعود درون رفت و بیرون آمد و مرا گفت که رسولِ خدا می فرماید که ترا هنوز اهلیّتِ آن نشده است که مرا بتوانی دید' امّا برو سلامِ من بختیار کاکی را برسان و بگوی که هر شب تحفهٔ درود که برمن می فرستادی می رسید سه شب نرسیده است مانع بخیر بوده باشد! این رئیس می گوید که من بیدار شدم و

---

[1] ن: مردِ کوتاه بالا [2] ن: عرضه

بخدمتِ شیخ الاسلام قطب الدّین آمدم نوّرالله مضجعه و گفتم که حضرتِ رسالت ترا سلام رسانیده است! شیخ قطب الدین قدّس الله سره العزیز چون سلام بشنید بتعظیم بایستاد و گفت که پیغمبر صلی الله علیه وسلّم چه فرموده است؟ گفتم که همچنین فرموده است که تحفه که هر شب برمن می فرستادی می رسید مگر سه شب شد[1] که نرسیده است مانع بخیر بوده باشد! شیخ قطب الدّین قدس الله سره العزیز همان زمان زنی را که بزنی خواسته بود پیش طلبید و مهرِ او بدو تسلیم کرد و او را بگذاشت، و آن چنان بود که شیخ سه شب در تزویج مشغول بود که آن تحفه بحضرتِ رسالت نفرستاده بود.[2] بعد ازان خواجه ذکره الله بالخیر برلفظِ مبارک راند که شیخ قطب الدّین طاب ثراه هر شب سه هزار بار صلوٰة گفتی آنگاه بخفتی!

از نسبتِ بزرگی شیخ قطب الدین رحمتة الله علیه رحمتة واسعة حکایت فرمود که وقتی شیخ بهاء الدین زکریا و شیخ جلال الدّین تبریزی و شیخ قطب الدین بختیار رحمة الله علیهم اجمعین در ملتان بودند، لشکرِ کافری زیر پای[3] منارهٔ ملتان آمد، والی ملتان قباچه بود، شیخ قطب الدین قدس الله سره العزیز شبی تیری بدستِ قباچه داد و گفت این تیر را عمیاً جانبِ لشکرِ کافر بفرست! قباچه همچنان کرد. چون روز شد یک تن از کافر نمانده بود همه رفته بودند!

---

[1] ن: "شدکه" ندارد [2] ح: "نرسیده بود" بجای "نفرستاده بود" دارد
[3] ه: پایه

# مجلس یازدہم

چہار شنبہ بست و چہارم ماہِ مبارک رجب سنہ مذکور بشرفِ پابوس[1] رسیدہ شد. سخن در تفسیرِ کشاف افتاد. فرمود کہ در تفسیرِ اَلْحَمْدُ نبشتہ است کہ قرأتِ حسن بصری اَلْحَمْدِ لِلّٰہِ است بکسرِ دال و او این کسرِ دال سببِ مجاورتِ لامِ لِلّٰہِ می دارد کہ حرکتِ این لام مبنی است امّا قرأتِ ابراہیم الحمدُ لُلّٰہ است برفعِ دال و رفعِ لام، این قرأتِ ابراہیم نخعی است یا غیری واللہ اعلمُ الغرض صاحبِ کشاف می گوید کہ از قرأتِ حسن بصری قرأتِ ابراہیم احسن است زیرا کہ حسن بصری کسرِ دال سببِ لام[2] لِلّٰہ می دارد یعنی کسرِ لامِ لِلّٰہِ مبنی است دالِ اَلْحَمْدُ نیز مکسور باید، امّا ابراہیم رفعِ لامِ لِلّٰہ سببِ مجاورتِ دالِ مرفوعِ الحمد للّٰہ می دارد و می گوید[3] کہ حرکتِ دالِ الحمد للّٰہ از جہتِ عاملی است و ہر[4] اعرابی کہ عاملی آن را بگرداند قوی تر از اعرابی کہ مبنی باشد. خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر بعد از تقریرِ این معنی فرمود کہ من اینجا استنباطی کردہ ام و آن اینست کہ گوئی دالِ اَلْحَمْدُ بکسی ماند کہ او را پیری باشد کہ او را می فرماید کہ چنین باش و چنان باش و لامِ للّٰہ بکسی ماند کہ او را

---

1. ح د ہ: 'شرفِ پابوس حاصل آمد' بجای 'بشرفِ پابوس رسیدہ شد' دارد
2. ح: کسرِ لام
3. ن د ہ: 'و می گوید' ندارد
4. ہ: 'ہر' ندارد

پیری نباشد و او همچنان که هست هست!

از نسبتِ این تفسیر سخن در صاحبِ تفسیر افتاد و عقیدهٔ او، خواجه ذکره الله بالخیر برلفظِ مبارک راند که دریغا چندان[1] علوم که او را بود امّا عقیدهٔ باطل داشت! آنگاه فرمود که کفر است و بدعت است و معصیت است، امّا بدعت از معصیت بالاتر است و کفر از بدعت بالاتر[2] و بدعت به کفر نزدیک است.

بعدازان حکایت فرمود که از مولانا صدرالدین قونوی[3] شنیده ام که او گفت که من وقتی بر مولانا نجم الدین سنامی می بودم، از من پرسید که بچه مشغول می باشی؟ گفتم که در مطالعهٔ تفسیر. پرسید که کدام تفسیر؟ گفتم کشّاف و ایجاز و عمده. مولانا نجم الدین گفت کشّاف و ایجاز را بسوز همان[4] عمده را بخوان! مولانا صدرالدین میگوید مرا این سخن دشوار آمد با او گفتم که چرا چنین میگوئی؟ گفت شیخ بهاء الدین زکریّا رحمته الله علیه همچنین گفته است. مولانا صدرالدین می گوید که مرا این سخن گران آمد. چون شب درآمد این هر سه کتاب پیشِ چراغ می خواندم[5] ایجاز و کشّاف فرو نهاده بودم و عمده بالای این هر دو کتاب.

---

۱ ح: "چندین علوم ددو بود" بجای "چندان علوم که او را بود" دارد
ن: "باچندان علوم و روایات عقیدهٔ باطل داشت" بجای "چندان علوم..... باطل داشت" دارد
۲ ح ده: "بالاتر" ندارد ۳ ح دلا: کونی. ن: کولی. تصحیح از روی سیرالعارفین
۴ ح: "عمده بخوان" بجای "همان عمده را بخوان" دارد
۵ ح ده: "می دیدم" بجای "می خواندم" دارد

درین میان در خواب شدم۔ ناگاه شعلهٔ[1] نجاست بیدار[2] شدم کشّاف و ایجاز که هر دو فرد بودند سوخته شدند و عمده سلامت بماند!

حکایتِ دیگر فرمود که شیخ صدر الدّین رحمته الله علیه وقتی می خواست که نحوِ مفصّل بخواند۔ پیشِ پدر عرضداشت کرد۔ شیخ بهاء الدّین زکریّا رحمته الله علیه فرمود که امشب صبر کن بیای تا شب بگذرد۔ چون شب درآمد شیخ صدر الدّین در واقعه دید یکی را در بند و زنجیر کشیده می برند، پرسید که این کیست؟ گفتند که زمخشری است صاحبِ مفصّل، او را در دوزخ می بریم والله اعلم

## مجلسِ دوازدهم

سه شنبه هفتم ماهِ مبارک شعبان عمّت میامنه سنه مذکور سعادتِ پابوس میسّر شد۔ یکی از حاضران حکایت کرد که وقتی[3] گذرِ من در مسافرت بزمینی افتاد که آنجا گورِ هنر هود است علیه السّلام، گوری بس بلند و عظیم و دراز، و دران دیار قومی بودند که زبانِ ما معلوم نمی کردند و نه ما زبانِ ایشان، القصّه ما چند روزه گرسنه آنجا رسیدیم، ایشان برای ما چیزی از جواری بختند بر شکلِ کاچی و شیر بران ریختند۔ ما گرسنه بودیم برغبت بخوردیم۔ خواجه ذکره الله بالخیر

---

[1] ه : برخاست [2] ن : آنکه بیدار

[3] ن و ح : "وقتی من در مسافرت بزمینی افتادم" بجای "وقتی گذرِ من ...... افتاد" دارد

فرمود کہ چنین مردمی[1] درچنان محل ازچنان[2] قوم سخت بسیار باشند!

ہم[3] گوینده این حکایت قدری حلوای گزر آورده بود. از نسبت آن حکایت فرمود کہ شنوده ام از مولانا عزیز زاہد رحمۃ اللہ علیہ او گفت کہ من و مولانا برہان الدین کابلی کہ نائب قاضی حضرت دہلی بود درایام پیشین یکجا تعلم می کردیم۔ وقتی مولانا برہان الدین را دو تنکہ زر بدست آمد، گفت ازین دو تنکہ یک تنکہ را مصحف خواہم خرید بہ نیت آنکہ من صاحب نصاب شوم یعنی[4] تونگر شوم، ہمچنان کرد یک تنکہ را مصحف خرید، مگر ہمدران روز او را بر سپہسالار جمال الدین نیشاپوری کہ کوتوال حضرت دہلی بود رفتہ شد، طعامی پیش آوردند حلوای گزر نیز بود۔ کوتوال آن حلوا پیش مولانا برہان الدین نہاد و گفت کہ[5] این را چگونہ خورند! مولانا برہان الدین گفت کہ متعلمان نان خشک را ہمچنان خورند کہ[6] حلوای گزر توان دانست پس حلوای گزر چگونہ خورند! کوتوال را این سخن عظیم خوش آمد و اثر کرد، یکی را اشارت کرد بست تنکہ یا سی تنکہ بیاوردند بمولانا برہان الدین دادند، غرض آنکہ مولانا را بعد ازان مال و نعمت فراوان شد و نیابت قضای حضرت دہلی یافت و تمتع بسیار یعنی آن نیت او صادق بود و اثرہا کرد!

---

[1] ح: مردی

[2] ح و ک: 'ازان' بجای 'ازچنان' دارد

[3] ه: 'ہم ندارد'

[4] ه: 'یعنی تونگر شوم' ندارد

[5] ن: 'این حلوا چگونہ است' بجای 'کہ این را چگونہ خورند' دارد

[6] ح: 'کہ حلوای گزر را می توان دانست کہ ہرچہ از ذوق خورند' بجای 'کہ حلوای گزر ... چگونہ خورند' دارد

# مجلسِ سیزدهم

آدینه سلخ ماهِ مبارک رمضان عمّت میامنه سنه مذکور دولتِ پائبوس حاصل شد. سخن در عدل و ظلم افتاد. فرمود که معاملهٔ حق با خلق بر دو قسم است و معاملهٔ خلق با[1] همدگر بر سه قسم است، و معاملهٔ حق که با خلق است یا عدل است یا فضل است اما معاملهٔ خلق با همدیگر یا عدل است یا فضل است یا ظلم است، اگر خلق با همدیگر عدل کنند یا فضل کنند حق با ایشان فضل کند و اگر خلق با همدگر ظلم کنند حق با ایشان عدل کند و هر که خدای تعالی با او عدل کند بعذاب ماخوذ گردد اگرچه پیغمبرِ وقت باشد! برین حرف بنده عرضداشت کرد که همچنین گویند که رسول علیه السّلام فرموده است که اگر فردای قیامت حق تعالی مرا و برادرم عیسی را در دوزخ در آرد عدل کرده باشد! فرمود که آری همه عالم ملکِ اوست آنچه در ملکِ خود تصرّف کند ظلم نباشد، ظلم آن باشد که در ملکِ دیگری تصرّف کند.

بعد ازان فرمود که در مذهبِ اشعریه همچنین است که روا باشد که حق تعالی مومنی را در دوزخ برد و جاودان بدارد و کافری را در بهشت برد و جاودان بدارد بر حکمِ این معنی که در ملکِ خود تصرّف می کند، امّا در مذهبِ ما این چنین نیست زیرا که حق تعالی در قرآن فرموده است قُلْ هَلْ

---

[1] ح: 'بایک دیگر' بجای 'با همدگر' دارد

یستوی الذین یعلمون والذین لایعلمون ○ قل هل یستوی الاعمیٰ والبصیر افلا تتفکرون کہ نادان برابرِ دانا نیست و نابینا برابرِ بینا نیست، ہمچنین چند مثل فرموده است، اکنون از حکمتِ او این واجب باشد که مومن را در بهشت برد و بدارد و کافر را در دوزخ، زیراکه او حکیم است کار بر اقتضای حکمت کند چنانچه مردی را مالی باشد در هر جگو نه که هست صرف کند، امّا اگر برود و مالِ خود را در چاه بیندازد از حکمت نباشد!

بعد ازان فرمود که اگر مومنی بی توبه از دُنیا[1] برود اینجا احتمال سه چیز دارد، روا باشد که خدای تعالیٰ به برکتِ ایمان او را بیامرزد و یا بفضلِ خود بیامرزد و یا بشفاعتِ کسی بیامرزد و اگر در دوزخ برد بمقدارِ گناه او را تعذیب کند پس به بهشت برد امّا جاودان در دوزخ ندارد چون با ایمان رفته باشد۔

# مجلسِ چهاردهم

سه شنبه یازدهم ماهِ مبارک شوال سنة المذکو سعادتِ پائبوس میسّر شد۔ آن روز بنده[2] غلامی لبشیر نام پیش برد و عرضداشت کرد که این غلام نماز می گزارد

---

[1] ن: 'میرد' بجای 'از دُنیا برود' دارد

[2] ع: 'بنده غلامی داشت بشیر نام' بجای 'بنده غلامی لبشیر نام' دارد

و دیرباز دنبالِ بنده عرض[1] داشته است که مراد در پای مخدوم اندازد و بدولتِ بیعتِ برسان[2]! ازانجاکه کرمِ خواجه ذکره الله بالخیر عام بود[3] این سخن قبول کرد. بعدازان فرمود که او را اذن می کنی تا بیعت کند. بنده گفت آری. بعد ازان دستِ بیعت بدو داد و کلاه عطا فرمود و او را فرمان داد که برو دوگانه بگزار و بیا! چون آن غلام از پیش بیرون رفت خواجه ذکره الله بالخیر حکایت فرمود که پیش ازین درویشی از بهار آمده بود با خرقهٔ بس مکلّف، در خانقاهِ[4] شیخ علی سجزی علیه الرحمة والغفران نزول کرده بود مگر آن درویش از هرجای دق می کرد و شیخ علی او را گفت که چون درین جامه می باشی گدائی مکن، من ترا چیزی می دهم تا[5] بران بسنده کن وازان وجه سودائی کن بشرط آنکه چون ترا جمعیتی شود درویشان را ازان نصیبی کنی. این بگفت و پانصد جیتل بدو داد. آن درویش بدان پانصد جیتل سودائی کرد بمدتی نزدیک سی تنکه شد باز آن سی تنکه در سودائی انداخت صدتنکه شد. بدان تنکها[6] برده خرید. شیخ علی گفت که این بردگان در غزنین بر تا سودای بهتر[7] شود. درویش همچنان کرد، و آن درویش غلامی[8] داشت معتمد، آن غلام را گفت تو مرید من شو! غلام مریدِ او شد، درویش سرِ او بتراشید و کلاهی

---

[1] ن: 'عرض داشته' ندارد

[2] ن: 'باندازد که بدولتِ بیعت برسد' بجای 'انداز . . . . برسان' دارد

[3] ح و ل: است

[4] ن: خانه

[5] ن: 'تابدان فراختی کنی' بجای 'تابران بسنده . . . . . . . نصیبی کنی' دارد

[6] ن: صدتنکه

[7] ن: بهترک

[8] ن: یکی غلام

بر سر او نہاد و گفت این کلاہِ سیّدی احمد است، مگر آن درویش تعلّق بدان خاندان داشت۔ الغرض چون بغزنین رسید بردگان بفروخت سود بسیار رسید، بعضی خلق آن غلام را نیز خریدار شدند۔ درویش گفت من این را چگونہ فروشم، این مریدِ من شدہ است۔ الغرض در خریدنِ او غلو بسیار[1] کردند تا یک بہای او بہ چہار رسید۔ درویش را دل بگشت بفروختن رضا داد۔ ہمین کہ بازرگانان[2] جمع شدند خواستند کہ غلام را بخرند غلام چشم پُر آب کرد و بآن درویش گفت کہ خواجہ آن روز کہ من مریدِ تو شدم تو کلاہ بر سرِ من نہادی و گفتی کہ این کلاہِ سیّدی احمد است، این ساعت تو مرا می فروشی فردای قیامت پیشِ سیدی احمد مرا با تو ماجرا ست! چون غلام این سخن بگفت خواجہ را دل نرم شد، حاضران را گفت شما گواہ باشید من این غلام را آزاد کردم! چون خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر برین حرف رسید بندہ گفت کہ من نیز این غلام را آزاد کردم! خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر عظیم خوش شد، فرمود نیکو کردی ہمین واجب بود کہ کردہ ای[3]! بعد ازان با شفقت و مرحمتِ تمام کلاہ از سرِ مبارکِ خود برگرفت و بر سرِ بندہ نہاد والحمدُ للہِ ربِّ العالمین۔

---

[1] ن د ح: 'بسیار' ندارد

[2] ن د ہ: آن بازرگانان

[3] ح: 'کردی' بجای 'کردہ ای' دارد

# مجلسِ پانزدهم

پنجشنبه بست و هفتم ماهِ شوّال سنه مذکور دولتِ پابوس بدست آمد۔ سخن در انفاق افتاد۔ فرمود که هرگاه که کسی را دُنیا اقبال نماید انفاق باید کرد که کم نیاید[1] و هرگاه که رُوی ازین کس بگرداند هم بباید داد که چون رُوی برفتن نهاد باری مردم را بدستِ خود بدهد بهتر!

بعدازان فرمود که شیخ نجیب الدین متوکّل رحمته اللہ علیہ این معنی را بدین عبارت گفتی که چون می آید بده که کم[1] نیاید و چون می رود نگاه مدار که نپاید!

# مجلسِ شانزدهم

آدینه[2] یازدهم ماهِ مبارک ذی الحجہ سنه مذکور دولتِ پابوس بدست آمد۔ سخن دران افتاد که مردانِ حق هر طعامی که می خورند نیّتِ ایشان حق باشد۔ بعد ازان فرمود که شیخ شهاب الدّین قدس اللہ سرہ العزیز در عوارف آورده است که درویشی بود که در وقتِ طعام خوردن هر لقمه که برگرفتی گفتی اخذت[3] باللہ،

---

[1] ح : کم تر

[2] ن : 'سه شنبه پانزدهم' بجای 'آدینه یازدهم' دارد [3] 43 : اخذاً باللہ

# مجلسِ هفدهم

دوشنبه بست و یکم ماهِ مبارک ذی الحجه سنه مذکور دولتِ پائبوس[1] حاصل شد۔ فرمود که از لشکر می آئی یا از شهر؟ بنده عرضداشت کرد که از لشکر می آیم و خانه همانجا کرده ام۔ فرمود که جانبِ شهر می روی؟ بنده گفت که کمتر بعد از ده دوازده روز رفته می شود و بیشتری در لشکر می باشم و نمازِ جمعه هم[2] در مسجدِ کیلوکهری می گزارم۔ فرمود که واجب کند که هوای لشکر بهتر از شهر باشد و در شهر عفونتی هم باشد۔

از نسبتِ این معنی بر لفظِ مبارک راند که چنین که بعضی زمان از زمانِ دیگر اختصاصی دارد چنانکه روزِ عید از جمله روزها مخصوص است بشادیِ عام همچنین مکانی هم باشد که درو راحتی توان یافت که در مکانی دیگر نباشد' امّا درویش آن[3] باشد که از زمان و مکان بیرون[4] رفته باشد نه از هیچ نوع[5] شادی شادمان گردد و نه از هیچ غمی غمگین و آن کسی باشد که از ملکِ دُنیا گذشته باشد' و درویش باید که در حالتِ سخن گفتن دلِ او مائل باشد بحق و زبانِ او استمداد کند از دلِ او و دلِ او از حق! بعد ازان بر لفظِ دُرر بار راند که من در اوائل این کلمات از مولانا عماد الدین سنامی شنیده ام۔ وقتی من بطرفِ حوضِ سلطان بوده ام' او نیز بیامد بجانشستنیم'

---

[1] ن: دست بوس

[2] ه: 'هم' ندارد

[3] ح: 'باید' بجای 'آن باشد' دارد

[4] ه: 'رفته برون' بجای 'بیرون رفته' دارد

[5] ن و ح: 'نوع' ندارد

ازین بابت سخن می گفت وقتی خوش داشتیم، امّا بعد از سہ چہار سال کم و یا بیش باز در مقامی یکجا شدیم ذرّهٔ ازان معانی درو نمانده بود! بعد ازان بر لفظِ مبارک راند که او مشغول شد به خلق. بعد ازان فرمود که شیخ جلال الدین تبریزی قدس سرہ العزیز چون در دهلی آمد و بعد از چندگاه روان شد می گفت که من درین شهر آمدم زر[1] صرف بودم این ساعت نقره ام تا بیشتر چه خواهم شد!

لختی سخن در سماع افتاد. بنده عرضداشت کرد که این شکسته در کارِ خود حیرانست ازان جهت که طاعتی و عبادتی که باید ندارد[2] و اوراد و مشغولی درویشان نیست امّا چون سماع شنیده می شود رقتی و راحتی تمام حاصل می آید و هم بوقتِ پاکِ مخدوم که آن ساعت از هوای نفس و دنیا و اہلِ دنیا ہیچ در خاطر نمی گذرد. فرمود که آن ساعت دل از علائق خالی می شود؟ بنده گفت آری. فرمود که سماع بر دو نوع است اوّل ہاجم است بعد ازان غیر ہاجم، ہاجم آن را گویند که اوّل سماع ہجوم می آرد مثلاً صوتی یا بیتی شنیده می شود و این کس را در جنبش می آرد این حال را ہاجم گویند و این را شرح نتوان داد[3]، امّا غیر ہاجم آن است که بعد ازان که بیتی[4] سماع اثر کرده آن را برجائی تحمیل کند برحضرتِ حق یا به پیرِ خود یا برجای دیگر که در دلِ او گذرد، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن٥

---

[1] ن: زمان [2] ح: ندارم [3] ۱ ۵ کرد [4] ن و ۵، ہیتی، ندارد

جلد چهارم از فوائد الفواد

متضمّن بر شصت و هفت مجلس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

این سطورِ اوراقِ نور و این حروفِ الواحِ سرور بتجدید جمع کرده آمد از کلماتِ کامله و اشاراتِ شامله خواجه بنده نواز سلطانِ دار الملکِ راز ملک المشائخ علی الاطلاق قطب الاقطاب العالم بالاتفاق نظام الحق والهدی والدین متّع اللہ المسلمین بطولِ بقائه آمین از آغازِ محرّم سنه اربع عشر و سبعمائه، قطعه

لفظِ متینِ خواجه راجِل متین گرفته ام | کس نرهد ز چاهِ غم جز[1] بسعی این رسن
گفتهٔ شیخ کرده جمع و اُمید آنکه حق | درگذراند از کرم گفته و کردهٔ حسن[2]

## مجلس اوّل

چهارشنبه بست و چهارم ماه مبارکِ محرّم سنه اربع عشر و سبعمائه[714] سعادت

---

[1] ح و ه: جز که

[2] ح و ه: کرده و گفتهٔ حسن، بجای ' گفته و کردهٔ حسن' دارد

پائبوس بدست آمد. آن روز بنده جلدِ اوّل که هم ازین فوائد الفواد جمع کرده شده است بحکمِ فرمان پیش بُرد، چون مطالعه فرمود شرفِ استحسان ارزانی داشت و فرمود که نیکو نبشته ای و درویشانه نبشته ای و نام هم نیکو کرده ای!

بعدازان از نسبتِ این حال حکایت فرمود که ابوهریره رضی اللہ عنہ در فتحِ خیبر ایمان آورده بود و بعدازفتحِ خیبر پیغمبر علیه السلام سه سال بیش نزیست. الغرض او درین سه سال چندان حدیث روایت کرد که اگر احادیثِ روایت کردۀ همه یاران جمع کنند مقابلِ آن احادیث نباشد. بعدازان فرمود که ازو پرسیدند که چگونه بود که ترا چندین حدیث یاد ماند در مدّتِ اندک و یارانی که سالها از تو بیشتر بوده اند ایشان را یاد نیست؟ گفت پیغمبر علیه الصلوٰة والسّلام هر یاری را بکاری مشغول کرده بود امّا من ملازمِ خدمت بودمی یاد گرفتمی.

بعدازان فرمود که روزی ابوهریره رضی اللہ عنہ بخدمتِ رسول علیه الصلوٰة والتّحیه عرضداشت کرد که یا رسولُ اللہ من هرچه از زبانِ مبارکِ تو می شنوم یاد می گیرم بعضی حدیث یاد نمی ماند. رسول علیه السّلام فرمود که چون من در حدیث شوم تو دامنِ پیراهنِ خود فراز کن یا ردائی که داری در پیش فراز کن، چون من حدیث تمام کنم تو آهسته آن دامن گرد آر و دست بر سینۀ خود فرود آر اگر می خواهی که هرچه از من شنوی یاد ماند!

بعدازان فرمود که امیر المؤمنین ابوبکرصدّیق رضی اللہ عنہ در مدّتِ عمرِ خود سه حدیث روایت کرده است[1] یا چهار و عبداللہ بن عبّاس رض ازده کمتر، امّا عبداللہ

---

[1] ح: بود

بن مسعودؓ چنان فقیهی که او بوده در مدّتِ عمرِ خود یک حدیث روایت کرده است و آن روز که این حدیث روایت کرده روی او از هیبت زرد[2] گشت و موی بر اندامِ او بایستاد و گوشتی[3] است میانِ دو کتف که در حالتِ خوف بجنبد در جنبش آمد بعد ازان گفت سَمِعْتُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ بعد از اداءِ حدیث گفت هٰذا اللّفظ[4] او معناه - خواجه ذکره الله بالخیر بر لفظِ مبارک راند که مذکّران که بعد از حدیث بگویند که هٰذا اللّفظ او معناه از انجاست.

ازینجا سخن در صحابهٔ رسول علیه الصلوٰة والسلام افتاد - فرمود که از صحابه خلفای اربعه بودند و عبادالله ثلاثه.

بعد ازان در مناقبِ امیر المؤمنین علی رضی الله عنه فرمود که وقتی رسول علیه السّلام والتّحیه ذکرِ علی با یاران بدین عبارت کرد که اقضاکم علیٌ، اقضیٰ همچنین باشد که قاضی تر، پس گوئی اقضیٰ آن کس تواند بود که اعلم باشد.

بعد ازان در نسبتِ موافقتِ صحابه حکایت فرمود که صحابی در جمعی[5] حاضر بود، یکی در عقبِ او نشسته و آنکه در عقبِ او نشسته بود هر بار می گفت که من شنیده ام از رسول علیه السّلام که می فرمود که روزی فلان جای من بودم برابرِ من ابوبکر بود و عمرؓ و باز فلان جای رفتم برابرِ من ابوبکر بود و عمرؓ همچنین چند بار

---

[1] ن: بود
[2] ح و ه: زرد تر
[3] ح: 'گوشتی که درمیانِ دو کتف بود از خوف بر جنبش آمد' بجای 'گوشتی است...... در جنبش آمد' دارد
[4] ح و ه: لفظ
[5] ن و ح: مجمعی

یاد کرد که پیغمبر فرمود که فلان جای من بودم و ابوبکر و عمر[۱]. این صحابی سر پس کرد تا ببیند که این حکایت که می گوید؟ چون نگاه کرد امیرالمؤمنین علی بوده است رضی الله عنه مقصود از تقریر این حکایت[۲] بیانِ موافقت[۳] و انصافِ صحابه[۴] بوده است. فرمود[۵] موافقت و انصافِ صحابه چنین بوده است!

بعد ازان هم از نسبتِ این حکایت فرمود که وقتی عمر می گفت که ای کاشکی من یک تارِ موی بودمی بر سینهٔ ابوبکر رضی الله عنهم اجمعین

# مجلسِ دوم

یک شنبه بست و هشتم ماهِ محرّم سنه مذکور دولتِ دست[۶] بوس بدست آمد. حکایتِ درویشی افتاد. فرمود که او مردی عزیز است. بعد ازان فرمود که هر که از لوثِ دُنیا دور باشد او عزیز باشد و اگر کسی با لوثِ دُنیا بهم عزیز باشد آن عزّت را بقائی نباشد. بعد ازان این دو مصراع بر زبانِ مبارک راند ع

تا پاک نگردی بتو آتش ندهند، بعد ازان فرمود ع تا خاک نگردی بتو آبش ندهند

بعد ازان سخن درین افتاد که امروز بست و هشتم ماه است یا بست و نهم. ازینجا حکایت فرمود که وقتی در لهاور در شبِ بست و هفتم یا بست و هشتم

---

[۱] ن: 'برابر من ایشان بودند' بعد از 'عمر' دارد [۲] ه: معنی
[۳] ح: مودّت [۴] ه: صحابه اربعه
[۵] ن و ح: 'فرمود موافقت ... بوده است' ندارد [۶] ح: 'پای بوس' بجای 'دست بوس' دارد

ماهِ رمضان دیدند و آن چنان بود که آن سال سه ماه برهم بست و نه روز برآمده بسببِ ابری و یا غباری ماه ننمود تا اهلِ شهر هر ماهی را سی روز گرفتند - چون سه ماه بگذشت آنچنان چیزی شد[1] که ماه بدیدند و معلوم شد که بر غلط بوده اند !

بعدازان فرمود که یک شومت این بود خرابئ لهاور را، دیگر شومت آن بود که همدران ایام بعضی سوداگران از لهاور طرفِ گجرات رفته بودند. دران ایام[2] گجرات هندوان داشتند. الغرض چون هندوان بیامدند و قماشی را که ایشان آورده بودند خریداری کردند اهلِ لهاور جمله قماش را بهای زیادت گفتند مثلاً آنچه ده درم می ارزید بست درم گفتند و آنچه بست درم می ارزید چهل درم می گفتند، همچنین هر یکی را بدو بها کردند. بعدازان وقتِ بیع هم بدان نرخی که بود بفروختند بلکه نیمهٔ آنچه بها گفته بودند بفروختند. هندوانِ آن دیار را این رسم نبود، ایشان کالای که می فروختند بهای آن راست می گفتند و همان یک سخن می گفتند. الغرض چون ایشان این معامله[3] بدیدند یکی ازمیانِ ایشان سوال کرد که شما از کدام شهرید[4]؟ گفتند که ما از لهاوریم. آن هندو گفت که در شهرِ شما سودا همچنین می کنند؟ گفتند که آری. بعده آن هندو گفت که آن شهر آبادان مانده است؟ گفتند آری. هندو گفت نه[5] همانا که شهری که درو معامله بدین نوع باشد

---

[1] ه : پیدا شد
[2] ه : دقت
[3] ه : معنی
[4] ح : شهرستید
[5] ح و ه : 'همانا' بجای 'نه همانا' دارد

آبادان ماند[1]! القصه چون[2] اهلِ تجارت بازگشتند ایشان هنوز درراه بودند که مغل آمده بود لهاور را خراب کرد!

## مجلس سوم

سه[3] شنبه دوازدہم ماهِ صفر ختمہا اللہ بالخیر والظفر سنه مذکور بسعادتِ دست بوس رسیده شد. سخن درطائفه افتاد که دعوی کرامت کنند[4] و خود را بکشف معروف گردانند. فرمود که این معنی چیزی نیست. بعد ازان برلفظِ مبارک راند که فَرَضَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَی اَوْلِیَائِهٖ کِتْمَانَ الْکَرَامَۃِ کَمَا فَرَضَ عَلٰی اَنْبِیَائِهٖ اِظْهَارَ الْمُعْجِزَۃِ، پس اگر کسی کرامتِ خود را پیدا کند ترکِ فرضی کرده باشد چه کار کرده باشد! بعد ازان فرمود که سلوک را صد مرتبه نهاده اند هفدہم مرتبه کشف و کرامت است، اگر سالک همدرین مرتبه بماند هشتاد و سه دیگر کی[5] رسد؟

لختی سخن درخدمت کردن افتاد. فرمود که حدیثِ رسول ؐ است که

---

[1] ه : نماند

[2] ن : چون سوداگران از گجرات برگشتند درانثاء راه شنیدند کفار نگونسار بیامدند و لهاور را خراب کردند' بجای 'چون اهلِ تجارت . . . . . خراب کرد' دارد

[3] ه : 'شنبه' بجای 'سه شنبه' دارد [4] ح و ه : کنند

[5] ح : نه

سَاقِی الْقَوْمِ آخِرُهُمْ شُرْبًا یعنی آنکہ قوم را آب دہد خود باید کہ آخرِ ہمہ آب خورد! بعدازان فرمود کہ در طعام ہم[1] ہمچنین واجب است، نشاید کہ پیش از دیگران تناول کند۔

بعدازان فرمود کہ میزبان را واجب است کہ مہمان را خود دست شویاند و چون دستِ دیگران شویاند اوّل باید کہ دستِ خود بشوید زیرا کہ چون دستِ دیگران خواہد شویانید اوّل دستِ او پاک باید، حکمِ این دست شستن برخلافِ حکمِ آب خورانیدن است، اینجا اوّل دستِ خود بشوید بعدازان دستِ دیگران بشویاند و در آب خورانیدن[2] اوّل دیگران را بخوراند آخر خود بخورد۔ بعدازان فرمود کہ درین معنی ہم گفتہ اند کہ آنکہ دست شویاند ایستادہ دست شویاند یا نشستہ؟ فرمود ایستادہ دست شویاند[3]۔ بعدازان فرمود کہ یکی پیشِ شیخ جُنید رحمۃ اللہ علیہ آب آورد و تا دست شویاند بنشست چون او بنشست جُنید برخاست[4]۔ گفتند چہ کردی؟ گفت اورا واجب بود کہ بایستادی و دست شویانیدی، چون او بنشست مرا باید[5] ایستاد۔

بعدازان فرمود کہ وقتی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ مہمانِ دوستی شد۔ آن دوست از جنسِ طعام ہرچہ[6] خواست نخست بر کاغذی بنوشت و بدستِ کنیزکِ خود داد و گفت ہرطعامی کہ درین نبشتہ ام باید کہ مہیا کنی۔ این بگفت و خود بہ مصلحتی بیرون آمد[7]۔ امام شافعی آن کاغذ را از کنیزک بخواست، طعامی چند کہ مطبوعِ او بود

---

[1] ن و ح: 'ہم' ندارد [2] ن: خوردن
[3] ح: بایستاد [4] ن: 'ایستادہ باید' بجای 'باید ایستاد' دارد
[5] ہ: 'آنچہ' بجای 'ہرچہ' دارد [6] ہ: رفت

الحاق کرده دران کاغذ نوشت. چون کنیزک آن کاغذ بخواند هر طعامی که امام شافعی الحاق کرده بود هم بپخت و بران مزید کرد. چون صاحب بیت بیامد و طعام پیش کشیدند طعام بسیار دید و ازانچه او نبشته بود زیادت دید، برخاست و بر کنیزک آمد و پرسید که چه حالست[1]؟ کنیزک کاغذ بدو نمود. چون آن مرد الحاقِ امام شافعی بدید عظیم خوش شد و آن کنیزک را با جمله عبیدی که بود[2] آزاد کرد!

لختی سخن در ضیافت افتاد و رعایت احوالِ مهمانان[3] و اِطعام، بعدازان فرمود که در بغداد درویشی بود که هر روز یک هزار و دویست[4] کاسه در مائدهٔ او خرج شدی و او را هژده مطبخ[5] بود. الغرض روزی از خدمتگارانِ خود پرسید که نباید که در وقتِ طعام دادن شما کسی را فراموش کنید! گفتند خیر ما همه را یاد می کنیم طعام می دهیم. باز شیخ فرمود که نیکو بیندیشید! گفتند ما کسی را فراموش نمی کنیم همه را وقتِ طعام حاضر می کنیم و آیندگان را آنچه که[6] دادنی است می دهیم. باز شیخ گفت نباید که درین کار اهمالی رود! خدمتگاران گفتند شیخ این معنی از کجا می فرماید؟ شیخ گفت امروز سه روز است که مرا طعام نداده اید، هرگاه که شما مرا فراموش کنید دیگران را چرا فراموش نکنند؟ و آن چنان بود که درین سه روز هیچ طعامی وقتِ افطار پیشِ شیخ نیاوردند، چون مطبخ بسیار بود بعضی از مطبخیان می دانستند که از دیگر مطبخ رسیده باشد و بعضی از مطبخِ دیگر گمان می بردند هر یکی می دانست

---

[1] ه: حالتست
[2] ح و ه: داشت
[3] ن و ح: مهمان
[4] ح: صد و بیست
[5] ه: مطبخی
[6] ن و ه: 'آن راکه' بجای 'آیندگان را آنچه که' دارد

که از جای دیگر رسیده باشد درین سه روز همچنین هیچ طعامی پیش شیخ نرسیده بود، چون سه روز شد[۱] آنگاه شیخ این سخن بگشاد!

لختی سخن در آب حوض سلطان افتاد و عذوبت و برکت آن، فرمود که همچنین گویند که سلطان شمس الدین را بعد از نقل او بخواب دیدند، ازو پرسیدند که خدای عزّ و جلّ با تو چه کرد؟ گفت مرا بدین حوض بخشید والله اعلم

## مجلس چهارم

چهارشنبه بست و هفتم ماه صفر سنه مذکور دولت پایبوس حاصل گشت - پیش ازان یک روز بنده با اعزّ نصیرالدین محمود سلّمه الله تعالی که یکی از مریدان خوب اعتقاد است مشورت کرد که فردا چهارشنبهٔ آخرین است و خلق این روز را نحس می[۲] گیرند بیا تا بخدمت خواجه رویم ذکره الله بالخیر که آنجا همه[۳] نحوستها بسعادت بدل[۴] می شود! القصه بعد از مشورت چون چهارشنبهٔ مذکور شد بنده و او هر دو بخدمت خواجه رفتیم ذکره الله بالخیر و صورت حال اتفاق دینه عرض افتاد - تبسّم فرمود و گفت آری مردمان این روز را نحس می[۲] گیرند و نمی دانند که روزی بس با سعادت است و امروز روزی عظیم مسعود است تا اگر فرزندی درین روز زاده شود او بزرگ شود!

---

۱ ه : بگذشت

۲ ح 'می گویند' بجای 'می گیرند' دارد

۳ ن و ح : جمله

۴ ن : مبدّل

لختی سخن دران افتاد که بعضی خلق را مزاج زود تغیر[1] می پذیرد. بر لفظ مبارک راند که[2] آن را که طبع او لطیف باشد زود متغیر شود. مناسب این معنی رباعی بر لفظ دُرربار راند و فرمود که مولانا فخرالدین رازی راست ؎

آنم که بہ نیم ذرّہ ناخوش گردم      وز نیمۂ نیم ذرّہ دلکش گردم
از آب لطیف تر مزاجی دارم      دریاب مرا وگرنہ آتش گردم

لختی سخن در تغیّرِ مزاجِ ملوک افتاد. فرمود که یکی از کلماتِ قُدسیہ اینست که قلوب الملوک بیدی؛ رسول[3] علیہ السلام روایت می کند که حق تعالیٰ می فرماید که دلہای بادشاہان بدستِ منست یعنی ہرگاہ که خلق باخدای راست باشد من دلہای ایشان بر خلق مہربان گردانم و ہرگاہ که خلق باحق راست نباشد من دلہای ایشان بر[4] خلق بی مہر گردانم[5]! بعد ازان بر لفظِ مبارک راند که نظر آنجا باید داشت و ہمہ چیز ازانجا تصوّر باید کرد!

مناسبِ این معنی حکایت فرمود که در انچہ قباچہ اُچّہ و ملتان داشت و سلطان شمس الدین در دہلی بود میانِ ایشان مخاصمتی پیدا شد. شیخ بہاء الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ و قاضیٔ ملتان ہردو جانبِ سلطان شمس الدین مکتوب نبشتند و آن ہردو مکتوب بدستِ قباچہ افتاد. قباچہ متغیر شد قاضی را بکُشت و شیخ را

---

[1] ن: 'می باید' بجای 'می پذیرد' دارد      [2] ہ: 'ہرکرا' بجای 'کہ آن راکہ' دارد

[3] ح: 'رسول علیہ السلام از حضرتِ عزّت جلّت قدرت روایت می کنند' بجای 'رسول علیہ السلام.... می فرماید' دارد      [4] ن: حکایت

[5] ح وہ: 'بر خلق' ندارد      [6] ن: کنم      [7] ح وہ: ظاہر

به درِ سرای طلبید۔ شیخ بهاءالدّین رحمته الله علیه بدر سرای رفت، همچنان که هر بار رفتی بی دهشت در رفت و بر راستای قباچه بحکمِ معهود بنشست۔ قباچه مکتوبِ او بدستِ او داد۔ شیخ مطالعه کرد و گفت آری این نامه من نبشته‌ام و خطِ منست! قباچه گفت چرا نبشته‌ای؟ شیخ گفت من هرچه نبشته‌ام از حق نبشته‌ام تو هرچه خواهی[1] بکن تو خود چه توانی کرد و بدستِ تو چیست؟ قباچه چون این سخن بشنید در تامّل شد و اشارت کرد که طعام بیارند، و معهود آن بود که شیخ در خانه‌ٔ کسی طعام نخوردی، مقصودِ قباچه این بود که چون طعام نخواهد خورد دران حال ایذای رساند[2]۔ الغرض چون طعام پیش آوردند و هرکسی دست به طعام دراز کرد شیخ گفت بِسمِ اللهِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ و دست به طعام برد و خوردن گرفت۔ قباچه چون این بدید تمامی[3] غضبِ او فرونشست و هیچ نتوانست گفت و شیخ بسلامت بمقامِ خود باز آمد!

بندهٔ کمینه[4] را از چندگاه سخنی در خاطر بود آن روز عرضه افتاد[5] و آن سخن این بود که اگر مریدی باشد که شیخ وقت نماز می گزارد و اندک وردی می خواند امّا محبّتِ شیخ در دلِ او بسیار باشد و اعتقادِ او بخدمتِ پیر به یکبارگی راسخ، و مریدی دیگر باشد که او را طاعت بسیار باشد و تسبیح و اورادِ بی اندازه و

---

[1] ه: توانی

[2] ه: برسانم

[3] ن و ح: تمام

[4] ح: کمترین

[5] ه: "عرضه داشت کرد" بجای "عرضه افتاد" دارد

حج کرده امّا در محبّتِ شیخ قصوری باشد و در اعتقاد[1] قصوری، میانِ این هر دو مرتبه[2] کدام بیشتر باشد؟ فرمود آنکه محبّ و معتقدِ شیخ است. بعدازان بر لفظِ مبارک راند که آنکه محبّ و معتقدِ شیخ است[3] یک وقتِ او برابرِ همه اوقاتِ آن متعبّد است، بسبب[4] اعتقاد شرف دارد!

بعدازان فرمود که مذهبِ بعضی آنست که اولیا بر انبیاء فضیلت دارند سبب آنکه انبیاء بیشتر احوال با خلق مشغول اند و این مذهب باطل است از[5] سبب آنکه اگرچه انبیاء با خلق مشغول اند امّا زمانی که با حق مشغول می شوند آن یک زمان بر جملهٔ اوقاتِ اولیاء شرف دارد!

حکایتِ دیگر هم فرمود ملائمِ این حال که زاهدی بود در بنی اسرائیل هفتاد سال خدای عزّ و جلّ را طاعت کرده بود، بعد از هفتاد سال او را حاجتی بالله افتاد. آن حاجت از خدای تعالیٰ بخواست، حاجتِ او روا نشد، بعدازان در گوشهٔ رفت و با نفس مجادله کردن گرفت که ای نفس هفتاد سال خدای را طاعت کردی هرآئینه در اخلاصِ تو نقصانی خواهد بود، اگر با اخلاص تمام طاعت می کردی هرآئینه این حاجتِ من روا شدی! چون این مجادله با نفس بکرد بر پیغامبرِ آن عهد فرمان آمد که آن زاهد را بگوی که این یک ساعت عتابِ تو با نفسِ خود نزدیکِ ما به ازان طاعتِ هفتاد سالهٔ تو بود!

---

[1] ه : همچنان

[2] ح و ه : 'بهتر کدام باشد' بجای 'مرتبه کدام بیشتر باشد' دارد

[3] ح و ه : باشد

[4] ن و ه : 'بسبب' ندارد

[5] ه : 'زیراچه' بجای 'از سبب آنکه' دارد

# مجلس پنجم

سه شنبه هفدهم ماه مبارکِ ربیع الاوّل سنه مذکور بسعادتِ دست[1] بوس رسیده شد. یکی از حاضران معنیٔ عُرس پرسید. فرمود که عُرس عروسی کردن است و نیز معنیٔ عرس فرود آمدنِ کاروانست در شب.

لختی سخن در بزرگیٔ مشائخ افتاد و صدقِ ایشان و نگاهداشتِ سِرّ و طلبِ حق، ازین جا حکایت فرمود که وقتی شیخ نجیب الدین متوکّل رحمة الله علیه از خدمتِ شیخ الاسلام فریدالدین قدس الله سره العزیز سوال کرد که مردمان همچنین[2] می گویند که شما چون نماز می گزارید و بعد ازان می گوئید که یارب! همچنین می شنوید که لَبَّیْکَ عَبْدِی! گفت خیر. بعد ازان فرمود که اَلْاَرْجَافُ[3] مُقَدِّمَةُ الْکَوْن. بعد ازان شیخ نجیب الدّین سوال کرد که همچنین می گویند که مهتر خضرؑ بر شما می آید و میرود. فرمود که خیر. بعد ازان شیخ نجیب الدّین گفت که همچنین[4] می گویند که مردانِ غیب بر شما آمد و شد دارند. این سخن را نفی نکرد[5] این قدر گفت که تو هم از ابدالی توانند[6] شد!

ازینجا سخن در بزرگیٔ شیخ فریدالدین افتاد نورالله مرقده و بزرگیٔ والدهٔ بزرگوارِ او علیهما الرحمة والرضوان فرمود که فرزند را صلاحیتِ مادر و پدر قوی اثر می کند!

---

[1] ه: 'قدم بوس' بجای 'دست بوس' دارد

[2] ح: چنین

[3] ح: الافواه

[4] ن و ه: 'همچنین' ندارد

[5] ح د ه: کرد

[6] ن د ه: 'توانند' ندارد

بعد ازان فرمود که شیخ کبیر را والده بود لیس بزرگ تا شبی دزدی درخانهٔ او آمد[1]، همه خفته بودند والدهٔ شیخ بیدار بود و بحق مشغول - چون دزد درآمد کور شد نتوانست که بیرون رود، آواز داد که درین خانه اگر مرد است پدر و برادرِ منست واگر عورت است مادر و خواهرِ منست هرکه هست میدانم که مهابتِ او مرا کور گردانیده است باید که مرا دعا کند تا من بینا شوم، من توبه می کنم که پیش درباقی عمر دزدی نکنم! مادرِ شیخ دعا کرد، او بینا شد و برفت - چون روز شد مادرِ شیخ این حکایت بکسی[2] نکشاد - ساعتی شد مردی را دیدند که سبوی از جغرات برسر گرفته و اهلِ بیتِ او برابر او، پرسیدند که توکیستی؟ گفت من شب را درین خانه بدزدی آمده بودم عورتی بزرگ اینجا بیدار بود من از هیبتِ او کور شدم تا او مرا دعا کرد من چشم باز یافتم، من عهد کرده بودم که چون بینا شوم از دزدی توبه کنم، اینک این ساعت آمده ام و اهلِ بیتِ خود را آورده ام تا مسلمان شویم و از دزدی توبه کلّی کنیم! الغرض به برکتِ آن عورت همه مسلمان شدند و از دزدی توبه کردند والحمدُ للّٰه ربّ العٰلمین ہ

بعد ازان هم در بابِ بزرگیِ والدهٔ بزرگوارِ شیخ حکایت فرمود که درانچه شیخ الاسلام فریدالدین قدس اللّٰه سرّهٗ العزیز در اجودهن سکونت ساخت شیخ نجیب الدّین را فرستاد تا والده را ازانجا که بود بیاورد، شیخ نجیب الدّین برفت و والده را ازانجا

---

[1] ۱ ﻫ ، درآمد

[2] ح ، پیش کسی بجای بکسی

که بود روان کرد۔ در اثنای راه زیرِ درختی فرود آمدند، درین میان حاجتِ آب شد، شیخ نجیب الدّین بطلبِ آب رفت، چون باز آمد والده را ندید حیران بماند، چپ و راست دوید و از هر جانب طلب نمود و جهد بسیار کرد، هیچ اثرِ والده نیافت۔ چون مضطر شد بخدمتِ شیخ کبیر آمد قدس اللّٰہ سرّہ العزیز و قصه باز گفت۔ شیخ فرمود تا طعامی بساختند و صدقه که آمده است بدادند، بعد از مدّتی شیخ نجیب الدّین را رحمة اللّٰہ علیه دران حدود گذر افتاد۔ چون زیرِ آن درخت آمد در دلِ او گذشت که در چپ و راستِ این موضع بروم باشد که نشانی از والده بیابم! همچنان کرد در حوالیِ آن درخت گشتن گرفت، استخوانی چند یافت استخوانِ آدمی، با خود گفت باشد که همین استخوانِ والدهٔ ماست شیری یا جانوری دیگر او را هلاک کرده باشد! و[1] جملهٔ آن استخوانها جمع کرد و در خریطهٔ انداخت و بخدمتِ شیخ فریدالدین قدس اللّٰہ سرّہ العزیز آمد و قصه باز گفت۔ شیخ فرمود که آن خریطه پیشِ من آر۔ چون خریطه پیشِ شیخ بیاوردند و بیفشاندند یک استخوان هم پیدا نشد! خواجه ذکرہ اللّٰہ بالخیر چون برین حرف رسید چشم پُر آب کرد و فرمود که این معنی از عجائبِ روزگار است!

لختی[2] حکایتِ مردانِ غیب افتاد، خواجه ذکرہ اللّٰہ بالخیر فرمود که در اوائل مرا گاه[3] ازگاه در دل بودی مخالطت و مجالستِ ایشان، باز بخود اندیشیدم که این چه تمنّا است دُنبالِ مصلحتی[4] بهتر باید بود!

---

[1] ه: 'درجمله' بجای 'وجمله' دارد
[2] ه: سخن
[3] ن: 'گاه گاه' بجای 'گاه ازگاه' دارد
[4] ن: دیگر

از ینجا حکایت فرمود که شیخ قطب الدّین بختیار رحمتہ اللہ علیہ رحمتہً واسعتہً در مبدا، حال که در اوش بود برکرانۂ[1] آن شہر مسجدی خراب بوده است و دران مسجد منارۂ بود که آن را ہفت مناره گفتندی؛ یک مناره بود ولی ہفت مناره گفتندی، مگر بخدمتِ ایشان دعائی رسیده بود که ہرکہ آن دُعا بالای آن مناره بخواند با مہتر خضرؑ ملاقی[2] شود، آن دُعا ہم یک دعا بود آن را ہم ہفت دعا گفتندی و دوگانہ ہم آمده بود که ہرکہ آن دوگانہ را دران مسجد بگزارد مہتر خضر را ببیند۔ الغرض شیخ قطب الدین را قدس اللہ سرّہ العزیز اشتیاق شد که مہتر خضر را ببیند، شبی از شبہای ماهِ رمضان دران مسجد رفت، آن دوگانہ بگزارد و بران مناره برآمد و آن دعا بخواند و فرود آمد و ساعتی توقّف کرد ہیچ کس پیدا نشد[3]، نومید گونہ از مسجد بیرون آمد چون قدم از مسجد بیرون نہاد مردی را دید ایستاده، آن مرد بانگ بر شیخ قطب الدّین بختیار زد و گفت درین بیگاہان تو این جا چہ می کنی؟ شیخ فرمود که من اینجا آمده بودم تا ملاقاتِ مہتر خضر حاصل کنم دوگانہ گزاردم و دعای که آمده است بخواندم آن دولت میسّر نشد باز بخانہ میروم۔ آن مرد گفت خضر را چہ خواہی کرد او ہم یکی از سرگردانست ہیچو تو از دیدنِ او چہ شود[4] درین میان پرسید که دُنیا می طلبی؟ شیخ گفت خیر۔ گفت وامی دادنی داری؟ شیخ گفت خیر۔ بعد ازان آن مرد گفت پس خضر را برای چہ می طلبی؟ بعد ازان[5] گفت که درین شہر مردیست که خضر دوازده بار بردرِ او رفتہ است

---

[1] ن: کناره [2] ن: ملاقات

[3] ۴: را ندید و پیدا نشد، بجای "پیدا نشد" دارد [4] ن: "چہ خواہی کرد" بجای "برای چہ می طلبی" دارد

[5] ن: "آنگاه" بجای "بعدازان" دارد

و بارنیافته است با ایشان درین محاوره بودند که مردی نورانی جامها پاکیزه پوشیده پیدا شد۔ آن مرد به تعظیم تمام پیشِ او بازرفت و درپای او افتاد ۔ شیخ قطب الدین طاب اللہ ثراہ فرمود که آن مرد چون نزدیکِ من رسید روی سوی آن مردِ پشمینه کرد و گفت که این درویش وامی دادنی ندارد و دُنیا نمی[1] خواهد آرزوی ملاقاتِ تو دارد! همدرین میان بانگِ نماز برآمد و از هرطرفی درویشان وصوفیان پیدا شدند، جمعیتی شد تکبیر گفته شد یکی پیش رفت نماز گزارد و در تراویح دوازده سیپاره بخواند۔ در دلِ من می گذشت اگر پیشتر بخواند بهتر باشد! الغرض چون نماز تمام شد هرکسی طرفی رفت۔ شیخ گفت من بجای خود آمدم چون شب دیگر شد پگاه تر وضو ساختم و دران مسجد رفتم تا صبح آنجا بودم هیچ[2] آفریدهٔ پیدا نشد!

## مجلسِ ششم

آدینه دهم[3] ماهِ جمادی الاُولیٰ سنة المذکور بسعادتِ دست[4] بوس رسیده شد سخن در تحمّل افتاد و تحرز نمودن از مخاصمت، فرمود که نفس است و قلب است هرگاه که کسی بنفس پیش آید این کس می باید که بقلب پیش آید یعنی در نفس هم خصومت است و غوغا و فتنه و در قلب سکون و رضا و ملاطفت، پس چون کسی بنفس پیش آید و

---

[1] ن: 'نطلبد' بجای 'نمی خواهد' دارد   [2] ح د ه: 'هیچ' ندارد
[3] ن: 'بستم ماه ربیع الاوّل' بجای 'دهم ماه جمادی الاولیٰ' دارد
[4] ه: 'پابوس' بجای 'دست بوس' دارد

این کس بقلب پیش آید نفس مغلوب شود امّا اگر کسی بمقابلۂ نفس هم به نفس پیش آید پس خصومت و فتنه را حد کجاست! آنگاه در فضیلتِ تحمّل و حلم این بیت بر زبانِ مبارک راند ؎

نه هر بادی چو کاهی گر بلرزی　　اگر کوهی بکاهی هم نیرزی![1]

# مجلسِ هفتم

پنجشنبه چهاردهم ماهِ جمادی الآخره سنه مذکور دولتِ[2] پائبوس حاصل شد. سخن در بابِ قبول کردنِ فتوح افتاد. بنده عرضداشت کرد که این کس هرگز از کسی چیزی نخواسته است و همه عمر درِ توقّع نگشاده اگر کسی ناخواسته لطفی می کند و چیزی می دهد چگونه باید کرد؟ فرمود که بباید ستد. بعد ازان حکایت فرمود که وقتی حضرتِ رسالت علیه السّلام چیزی به عمر خطاب رضی الله تعالیٰ عنه می داد. امیر المومنین عمرؓ گفت یارسول الله من چیزی دارم این به فقیری دیگر بده از[3] اهلِ صفّه و غیرِ آن. مصطفیٰ علیه التحیه والسّلام فرمود که هر که ترا چیزی بدهد بغیرِ خواسته بگیر و بخور و صدقه کن! والحمد لله ربّ العٰلمین ہ

---

[1] در ح این مصرع چنین آمده: اگر کوهی بکاهی هم بیرزی　ن: اگر کوهی شوی گاهی بلرزی

[2] ن: سعادت

[3] ن: "باهلِ صفه" بجای "از اهلِ صفه" دارد

# مجلس ہشتم

شنبہ[1] بست و نہم ماہ مبارکِ رجب سنہ مذکور شرفِ پائبوس حاصل شد دران ہفتہ مواجبِ بندۂ کمینہ کہ مدّتی در توقف بود بہ بندہ رسیدہ بود و خواجہ راذکرہ اللہ بالخیر از ملازمتِ خدمتِ بندہ و یافتنِ مواجب معلوم شدہ، الغرض چون بہ بندگی پیوستہ شد فرمود کہ ملازمت نمودن و ثبات کردن در کارہا اثری تمام دارد!

بعد ازان فرمود کہ کبیر نبیسۂ شیخ الاسلام چندگاہ در خانۂ ملک نظام الدین کوتوال آمد و شدی کرد و ملازمت می نمود چندانکہ نظام الدین از و تنگ آمد تا غایتی کہ او را گفتند کہ تو درین خانہ بارِ دیگر نیائی! او ہمچنان می رفت و بہ ہیچ نوع ممتنع نمی شد[2] تا ہمدران نزدیکی نظام الدین شش تنکہ زر را برمن فرستاد، من آن را قبول نکردم و بر وی باز فرستادم۔ چون بدو رسید آن شش تنکہ زر بدان کبیر داد! بعد ازان بر لفظِ مبارک راند کہ ملازمت در ہرکاری کہ ہست بَر می دہد!

بعد ازان از نسبتِ آن سیم یافتنِ بندہ اگرچہ بعد از دیری رسید حکایتی فرمود در معنی آنکہ یاری یاد کردہ شد! حکایت این بود کہ زاہدی بود در بنی اسرائیل سالہا خدای را طاعت کردہ بود تا بر پیغامبرِ آن زمان وحی آمد کہ این زاہد را بگوی کہ تو چندین رنج در طاعت چہ می بَری کہ ما ترا برای تعذیب آفریدہ ایم! آن پیغامبر

---

1. ن: یکشنبہ
2. ح و ط: بود

چون این پیغام بدان زاهد رسانید زاهد برخاست و چرخی بزد. آن پیغامبر گفت برین سخن ترا چه شادی آمد که چرخی زدی؟ زاهد گفت باری از ما یاد کردند و بحسابی درآمدیم ؎

او[1] سخن از کشتن من می کند من بهمین خوش که سخن می کند!

بعدازان سخن در تحمّل افتاد و ازانجا حکایت شیخ الاسلام فریدالدین قدس الله سره العزیز فرمود و تحمّل او و اثر تحمّل او در قلع اہل ایذا، بعدازان برلفظ مبارک راند که ہرکه بکشد بکشد و کشنده کشنده باشد!

بعدازان بنده عرضداشت کرد که این دعا چگونه است که مردمان می خوانند که اعینونی عباد الله رحمکم الله، مقصود بنده این بود که معونت از غیر خدای خواستن چگونه باشد؟ فرمود که این دعا خوانده اند و درین عباد الله المسلمین و المخلصین مضمر است و روا باشد که بخوانند و بزرگان ہم خوانده اند. بعدازان فرمود که شیخ نجیب الدین متوکّل رحمة الله علیه ہم این دعا بخواندی.

ازین جا سخن در بزرگی شیخ نجیب الدین متوکّل افتاد، فرمود که من ہمتای او ہیچ کس را درین شہر نیافتم، او ندانستی که این روز کدام است و این ماه کدام است و یا غله[2] چگونه می فروشند یا گوشت چگونه می دہند، شیخ ازین بابت برو گذر نداشت مشغول[3] عظیم بود رحمة الله علیه رحمة واسعة

---

[1] ح و ه: این بیت ندارد [2] ن: ہیچ چیزی

[3] ه: مشغولی

بعدازان از نسبتِ این دعا فرمود که برآمدنِ حاجت را مسبّعاتِ عشر خواندن هم آمده است ـ بنده عرضداشت کرد که هر روز در وقتِ معیّن خوانده می شود؟ فرمود که اگر مهمی پیش آید دینی یا دُنیاوی بر نیتِ آن هم علیحده بخوانند آن هم بکفایت رسد بکرم الله تعالیٰ ـ

# مجلسِ نهم

پنجشنبه[1] چهارم ماه مبارکِ رمضان سنه مذکور بدولتِ پائبوس رسیده شد ـ سخن در تراویح افتاد و طائفه که ختمِ قرآن[2] می کنند ـ فرمود که وقتی درویشی در خانقاهِ شیخ جنید بغدادی آمد قدس الله سره العزیز، مگر شب غرّهٔ ماهِ مبارکِ رمضان بود، آن درویش التماس نمود که نمازِ[3] تراویح را امامت من کنم ـ شیخ او را فرمود[4] ـ الغرض در[5] هر شبی یک قرآن ختم می کرد ـ شیخ هر شب می فرمود که یک گردهٔ نان و یک کوزهٔ آب در حجرهٔ او برند، بحکمِ فرمانِ شیخ هر شب یک گردهٔ نان و یک کوزهٔ آب در حجرهٔ او می نهادند ـ القصه چون سی شب تراویح بگزارد و عید شد روزِ عید شیخ او را

---

[1] ن : 'چهارشنبه بست و چهارم' بجای 'پنجشنبه چهارم' دارد

[2] ح و ه : 'قرآن' ندارد

[3] ن و ه : بجای 'نماز تراویح را امامت من کنم' 'نمازِ تراویح من گزارم' دارد

[4] ه : فرمود بگزار

[5] ن و ح : 'در سی شب سی ختم قرآن بکرد' بجای 'در هر شبی ... می کرد' دارد

وداع کرد، او بازگشت، چون او برفت در حجرهٔ او تفحص کردند هر سی گردهٔ نان سلامت یافتند همان یک کوزهٔ آب هر شب خورده بود و بس !

بعدازان حکایت فرمود که امام اعظم ابوحنیفه کوفی رحمته الله علیه در ماهِ رمضان یک ختمِ قرآن در سی شب کردی در گزاردنِ تراویح و یک ختم در هر روز و یک ختم در هر شب فی الجمله در ماهِ رمضان شصت و یک ختم کردی یک ختم در نمازِ تراویح و سی ختم در روز و سی ختم در شب۔

# مجلس دهم

سه شنبه[1] یازدهم ماهِ مبارک ذی الحجّه سنة المذکور چون ایامِ تشریق بود باستانِ آسمان سای مخدومِ جهانیان رفته شد تا نعمتِ مخالطت حاصل آید۔ چون دولتِ پائبوس میسّر شد رُوی سوی بنده کرد و فرمود که آدینه روزِ عید بود چیزی باهم تهنیتِ موسم گفته شده باشد؟ بنده عرضداشت کرد که پیش ازین بچهار پنج روز که نوروز بود بنده شعری گفته است و دران ذکرِ نوروز و عید یکجا کرده، وگذرانید۔

از نسبتِ این معنی حکایت فرمود که وقتی شمس دبیر بخدمتِ شیخ الاسلام فریدالدین قدس الله سرہ العزیز شعری آورده بود هم در مدحِ شیخ شعری مطوّل و اجازت طلبید تا بخواند۔ شیخ طیّب الله ثراہ فرمود که بخوان۔ شمس دبیر آن شعر ایستاده بخواند۔ چون تمام شد شیخ نوّر الله مرقدہ فرمان داد که بنشین۔ چون بنشست فرمود که باز

---

[1] ن: 'شنبه' بجای 'سه شنبه' دارد

بخوان۔ شمس باز بخواند۔ بعد ازان شیخ قدس اللہ سرہ العزیز ہر بیتی را آنچہ دران بود بیان می فرمود و در بعضی جا اصلاح می کرد و استحسان می فرمود چنانچہ دل شمس خوش می شد۔ درین میان خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر بر لفظ مبارک راند کہ مشائخ شعر کمتر شنوند خاصّۃً در مدح خویش، کمالیت احوال شیخ ببین کہ بشنید و استحسان فرمود! الغرض بعد از استماع آن شعر فرمود کہ مطلوب[1] چہ داری؟ شمس گفت عمرتی ہست مادری زال دارم کہ در پرورش او می باشم۔ شیخ فرمود کہ برو شکرانہ بیار۔ درین میان خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر بر زبان مبارک راند کہ در ہر کاری کہ شیخ الاسلام کسی را فرمودی کہ برو شکرانہ بیار آن کار بالقطع تمام شدی! الغرض شمس برفت چند جیتل بیاورد، دران ایام جیتلہا یکانی بودہ است بمقدار پنجاہ جیتل کم و بیش بیاورد۔ شیخ الاسلام قدس اللہ سرہ العزیز فرمود کہ آن را قسمت کنید[2]۔ خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر فرمود کہ قسمت[3] کردند مرا چہار درم رسید، فی الجملہ شیخ فاتحہ خواند شمس را وسعتی و منالی پیدا شد و بر پسر سلطان غیاث الدین دبیر شد امّا درانچہ روزگار او بساخت اگرچہ خدمت شیخ قدس اللہ سرہ العزیز نقل فرمودہ بود درحق فرزندان و اہل بیت شیخ توفیق خدمت نیافت یا ندانست یا کسی او را نگفت۔

بعد ازان در حسن طبع و خُلق او سخن افتاد۔ بندہ عرضداشت کرد کہ بندہ را با او نسبت قرابتی ہست۔ خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر فرمود کہ وقتی مصاحب یکدیگر بودہ اید؟

---

[1] ن: 'مطلوب تو چیست' بجای 'مطلوب چہ داری' دارد

[2] ح: کنند

[3] ن: 'مرا ہم چہار جیتل آمد یاد است' بجای 'قسمت کردند ..... رسید' دارد

بنده گفت آری درآن[1] سال که سلطان غیاث الدین به لکهنوتی رفت[2] دران لشکر بنده و او هم دراثنای راه چه در کشتی و چه در خشکی یکجا می شدیم. خواجه ذکره الله بالخیر فرمود که معونت[3] متصوّفه هم باهم بود؟ بنده گفت آری. بعد ازان فرمود که شمس دبیر لوائح قاضی حمیدالدّین ناگوری رحمة الله علیه بخدمتِ شیخ کبیر قدس الله سره العزیز خوانده بود. بعد ازان حکایت فرمود که من و شمس دبیر و شیخ جمال الدین هانسوی علیه الرحمة وقتی یکجا ازخدمتِ شیخ بازگشتیم و چند منزل یکجا بودیم تا برسرراهی رسیدیم که ازانجا دو راه می شد، او بطرفِ سنام خواست شدن[4] و ما جانبِ سرسی، چون وداع می کردیم شیخ جمال الدین رُوی سوی شمس دبیر کرد و این مصراع بگفت ع ای یارِ قدیم راست میروی. آن ساعت ذوقِ این مصراع عظیم درگرفت هم درو و هم در شیخ جمال الدّین و هم در من!

# مجلسِ یازدہم

شنبه بست و نهم ماهِ ذوالحجه سنه مذکور دولتِ پایبوس بدست آمد. بنده آن روز اندک مایه تردّدی داشت گمان آنکه مگر کسی بدیِ این بیچاره پیشِ مخدوم گفته باشد. چون دولتِ مجالست میسّر شد اوّل این سخن بزبانِ مبارک اند

---

[1] ح: ازان [2] ح: رفته بود

[3] ن 'هم قوم بود' بجای 'معونت ..... باهم بود' دارد

[4] ح و ن: رفت

که اگر کسی پیشِ کسی بدی یکی می گوید[1] آن پیشینه را عقلی و تمیزی هست و این قدر می داند که این سخن راست است یا دروغ یا در[2] آن غرضی دارد. بنده[3] چون این سخن بشنید عظیم خوش شد، عرضداشت کرد که تجبه خدمتگاران هم برین معنی است که باطن مخدوم حاکم است!

لختی سخن در کشف و کرامات اولیا افتاد، از انجا حکایت شیخ سعدالدّین حمویه فرمود رحمته الله علیه که او پیری بزرگ بود مگر والی آن شهر در حق او اعتقادی نداشت تا روزی آن بادشاه بر درِ خانقاهِ شیخ می گذشت. حاجبی را درون فرستاد و این لفظ گفت که این صوفی بچه را بیرون طلب تا او را به بینم. حاجب درون آمد و پیغام بادشاه برسانید. شیخ بسخن او هیچ التفات نکرد به نماز مشغول شد. حاجب بیرون آمد و صورت حال باز گفت. بادشاه[4] را غصه فرونشست و بخدمت شیخ آمد. شیخ چون دید که او در آمد برخاست و بشاشتی کرد هر دو یکجا نشستند، دران نزدیکی باغچه بود شیخ سعدالدّین حمویه اشارت کرد تا لختی سیب بیارند. چون بیاوردند شیخ سیب را پاره می کرد بادشاه و او تناول می کردند، مگر[5] سیبی بزرگ بران طبق بود در دلِ بادشاه گذشت که اگر این شیخ را کرامتی و صفائی هست این سیب را برخواهد گرفت و مرا خواهد داد. همین که این اندیشه در دلِ

---

[1] ح: این [2] ن: درین

[3] ن: "چون این سخن بشنیدم خاطرم خوش شد" بجای "بنده چون این سخن ... خوش شد" دارد

[4] ن: "غضب بادشاه فرونشست" بجای "بادشاه را غصه فرونشست" دارد

[5] ن و ه: "مگر" ندارد

بادشاه گذشت شیخ دست دراز کرد و آن سیب برداشت و رُوی سوی بادشاه کرد و گفت من وقتی در سفر بودم بشهری رسیدم بر درِ آن شهر جمعیتی[1] دیدم، لعّابی بازی می کرد، آن لعّاب دراز گوشی داشت چشمِ آن دراز گوش بجامه بر بسته بود، درین میان انگشتری بدست داشت آن انگشتری را بدستِ یکی از نظارگیان داد، آنگاه روی سوی جمع کرد و گفت این دراز گوش بیرون خواهد آورد که انگشتری بر کیست[2]؟ آنگاه آن دراز گوش در دائرهٔ آن جمع همچنان چشم بسته گشتن گرفت و هر کسی را بُوی می کرد تا رسید پیشِ آن مرد که انگشتری بر وی بود، بایستاد و همانجا قرار گرفت، لعّاب بیامد و آن انگشتری ازان مرد بستد. الغرض شیخ سعد الدّین حمویه بعد ازین تقریر بادشاه را گفت که اگر مردم چیزی از کشف و کرامت[3] بگوید خود را بآن حمار برابر کرده باشد و اگر نگوید و کرامتی ننماید ترا در خاطر گذرد که درین مرد[4] صفائی نیست، این بگفت و سیب جانبِ او انداخت!

بعد ازان از حالِ نقلِ شیخ سعد الدّین و بزرگی شیخ سیف الدّین باخرزی رحمته اللہ علیہما حکایت فرمود که شبی شیخ سعد الدّین حمویه را در خواب نمودند که برو شیخ سیف الدّین باخرزی را ببین! چون شیخ سعد الدّین بیدار شد از مقامِ خود روان شد، ازان مقام که او بوده است تا آنجا که شیخ سیف الدّین باخرزی بوده است سه ماهه راه بود و شیخ سیف الدین را نیز در خواب نمودند که شیخ سعد الدّین حمویه را بر تو می فرستیم. الغرض چون شیخ سعد الدّین سه ماهه راه قطع کرد

---

[1] ه: جماعتی [2] ح: 'در دستِ کیست' بجای 'بر کیست' دارد
[3] ن ه: 'وکرامت' ندارد [4] ه: 'در دلِ این مرد' بجای 'درین مرد' دارد

سہ منزل ماند کہ بہ شیخ سیف الدّین برسد کسی را بہ شیخ سیف الدین فرستاد و گفت که من سہ ماہہ راہ برای[1] دیدنِ تو قطع کردہ ام تو سہ منزل مرا استقبال کن بیا! چون این پیغام بہ شیخ سیف الدّین باخرزی رسید گفت او فضول[2] است مرا نہ بیند. بعد ازان خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر فرمود کہ شیخ سعد الدّین ہمانجا کہ بود برحمتِ حق پیوست و بہ شیخ سیف الدین باخرزی نرسید.

بعد ازان خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر حکایت فرمود کہ مریدی بود شیخ بہاء الدین زکریّا را رحمتہ اللہ علیہ، ازو شنیدم کہ یک روز شیخ بہاء الدّین از مقامِ خود بیرون آمد و گفت اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ - پرسیدند کہ چہ حالست، گفت شیخ سعد الدّین حمویہ این ساعت نقل کرد. بعد از چندگاہ تحقیق شد کہ ہمچنان بودہ است! بعد ازان خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر فرمود کہ اوّل شیخ سعد الدّین حمویہ نقل کرد بعد از دو سہ سال شیخ فرید الدین رحمتہ اللہ علیہم اجمعین.

# مجلسِ دوازدہم

پنجشنبہ یازدہم ماہِ محرّم سنہ خمس عشر و سبعمائۃ[3] بسعادتِ پابوس[4] رسیدہ شد. سخن در صفتِ دُنیا افتاد. درآنچہ[5] چہ چیز دُنیا ہست و چہ چیز دُنیا نیست،

---

[1] ط: "قطع کردم برای دیدنِ تو آمدم" بجای "برای دیدنِ تو قطع کردہ ام" دارد
[2] ط: فضول مرد
[3] ن: دستبوس
[4] ح: درانکہ

فرمود که یکی صورتاً و معناً دُنیاست و یکی صورتاً و معناً دُنیانیست و یکی صورتاً دُنیانیست و معناً دُنیا هست و یکی صورتاً دُنیا است و معناً دُنیا نیست ۔ بعد ازان بیان فرمود که آنچہ صورت و معنی دُنیاست کدام است ہرچہ زائد از کفاف است دُنیاست، و آنچہ صورت و معنی دُنیانیست آن طاعت با اخلاص است، و آنچہ صورتاً دُنیانیست و معناً دُنیاست آن طاعتی است کہ بریا کنند برای جذبِ منفعت و آنچہ صورتاً دُنیاست و معناً دُنیانیست آن ادای حقِ حرمِ خود است یعنی با اہلِ بیتِ[1] خود فراہم آید بہ نیتِ آنکہ حقِ او بگزارد اگرچہ این فعل صورتاً دُنیاست امّا معناً دُنیانیست ۔

# مجلسِ سیزدہم

شنبہ[2] پنجم ماہِ صفر ختمہ اللہ بالخیر والظفر سنۃ المذکور

دولتِ پائبوس بدست آمد ۔ سخن در اوراد و ادعیہ افتاد، از بندہ پرسید کہ از وِردہا چہ میخوانی ؟ بندہ عرضداشت کرد کہ آنچہ از لفظِ مبارکِ مخدوم شنیدہ شدہ است خواندہ می شود پنج وقت بعد ادای ہر نمازی سورتی کہ آمدہ است ہم خواندہ می شود، بعد از نمازِ دیگر پنج بار سورہ نبا، و سورہ ہای معیّن کہ در سنتہا فرمودہ آید و در دو وقت مسبعاتِ عشر و صد بار کلمۂ لاالٰہ الّا اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ لہ الملک

---

[1] ہ : 'بیت' ندارد

[2] ن : یک شنبہ

وَلَہُ الحَمْدُ وَھُوَ علیٰ کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْر بعد ازان فرمود کہ دہ تسبیح دیگر ہم ہست کہ ہر یک را صدگان بار بخواند تا ہزار بار شود و اگر صد بار نتواند خواند دہ بار بخواند کہ مجموع صد بار شود[1]، الغرض ازان دہ تسبیح ہشت تسبیح بندہ را در خاطر ماندہ و آن تسبیحات این است اوّل لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ المُلْکُ وَلَہُ الحَمْدُ یُحْیِیْ[2] وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَا یَمُوْتُ ذُوالجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ بِیَدِہِ الخَیْرُ وَھُوَ علیٰ کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْر دوم سبحان اللّٰہِ وَالحَمْدُ للّٰہِ ولا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر ولا حول ولا قوّۃ اِلّا باللّٰہ العلی العظیم، سوم سبحان اللّٰہ وبحمدہٖ سبحان اللّٰہ العلی العظیم وبحمدہٖ استغفر اللّٰہ مِن کل ذنبٍ واتوب الیہ، چہارم استغفر اللّٰہ الذی لا الٰہ اِلّا ھُوَ الحیّ القیّوم واسالہ التوبۃ استغفر اللّٰہ من کل ذنب اذنبتہ عمداً اوخطاً سراً اوعلانیۃً واتوب الیہ، پنجم سبحان اللّٰہ الملک القدّوس سبّوحٌ قدّوسٌ ربّنا وربّ الملائکۃ والرّوح، ششم اللّٰھم لا مانع لمَا اعطیت ولا معطی لما منعت ولا راد لما قضیت ولا ینفع ذا الجد منک الجد، ہفتم اللّٰھم اغفرلی ولوالدی ولجمیع المؤمنین والمؤمنات والمسلمین والمسلمات

---

[1] ن: 'واین دہ تسبیح اینست' بجای 'الغرض ازان دہ تسبیح .... این است' دارد

[2] 'یُحْیِیْ ....... الخَیْرُ' ندارد

الاحیاء منهم والاموات ، ہشتم اللّٰهم صل علی محمدٍ و علی آلِ محمدٍ وبارک وسلم وصل علی جمیع الانبیاء والمرسلین، دو دیگر که یاد نمانده است اینست، نہم اعوذ باللّٰه السمیع العلیم من الشیطان الرجیم واعوذ بک من همزات الشیاطین واعوذ بک ربّ ان یحضرون، دہم بسم اللّٰه خیر الاسماء بسم اللّٰه ربّ الارض والسماء بسم اللّٰه الذی لا یضر مع اسمه شیئٌ فی الارض ولا فی السماء وهو السمیع العلیم، بعد از نماز فرمود آن روز که شیخ الاسلام فرید الحق والدین قدس اللّٰه سرّه العزیز این ده تسبیح خواندن فرمود وقتی خوش داشت گفت گنج ها تو بخشیدم مواظبت گیری بخواندنِ این تسبیحِ بزرگوار !

## مجلسِ چہاردہم

دوشنبه[1] بست و ہفتم ماهِ صفر سنه مذکور دولتِ پا بُوس بدست آمد. سخن در عشق و عقل افتاد. فرمود که درمیانِ اینها تضاد است علماء اہلِ عقل اند و درویشان اہلِ عشق، عقلِ علماء بر عشق[2] غالب است و عشقِ این قوم بر عقل غالب،

---

۱ ن : 'یک شنبه یازدہم' بجای 'دوشنبه بست وہفتم' دارد
ؤ : دوشنبه بست و ہشتم.    ۲ ن : عشقِ درویش

انبیاء را ہر دو حال بود۔ بعد ازان در صفت غلبۂ عشق این بیت بر زبانِ مبارک راند ؎

عقل[1] را با عشق گوشی نیست زودش پنبہ کن
تا چہ خواہی کرد آن اُشتر دلِ جولاہہ را!

ملائمِ این معنی حکایت فرمود کہ علی کھوکھری در ملتان بودہ است در بابِ کسی کہ او را دردی و عشقی نبودی اعتقادی نکردی اگرچہ آن کس زاہد و متعبد بودی و گفتی فلان کس ہیچ نیست اشک ندارد! سخن درست از زبانِ او بیرون[2] نیامدی عشق را اشک گفتی۔ ہم بر نسبتِ این حروف فرمود کہ یحیٰی معاذ رازی گفتہ است رحمۃ اللہ علیہ کہ یک ذرہ محبت بہ از طاعتِ جملہ آدمیان و پریان[3]! مناسبِ این معنی سخن فرمود کہ شیخ الاسلام فریدالدین قدس اللہ سرہ العزیز بارہا ہر کسی را گفتی خدای عز و جل ترا دردی دہاد! آن کس حیران ماندی کہ این چہ دعاست، این ساعت معلوم می شود کہ آن چہ دعا بود!

لحنی حکایتِ شیخ جلال الدین تبریزی افتاد رحمۃ اللہ علیہ فرمود کہ درانچہ او در بداؤن رسید روزی در دہلیزِ خانہ نشستہ بود، مردی جغرات فروش خمرۂ جغرات بر سر گرفتہ پیشِ آن خانہ[4] بگذشت و آن جغرات فروش از مواسی[5] بود کہ نزدیکِ بداؤن بودہ است و آن را کتیہر[6] گفتندی[7] و آنجا قطاعِ طریق بسیار بودندی و آن جغرات فروش یکی از ایشان بود۔ الغرض چون نظرِ او بر روی مبارکِ شیخ جلال الدین افتاد ہم در اول نقیبہ درونہ او بگشت، چون نیز در روی شیخ بدید گفت در دینِ محمد علیہ السلام این چنین مردمان[8] ہم باشند!

---

[1] ن: این مصرع چنین آمدہ: عقل را با عشق کاری نیست زودش بیشہ کن
[2] ح: بر [3] ح: پریانست [4] ن: در [5] مواس لفظِ ہندی است بمعنی بیشہ و پناہ گاہ و کمین گاہ [6] ع: کاتھیر [7] ن: گویند [8] ن: مردان

برفور ایمان آورد. شیخ او را علی نام کرد، چون او مسلمان شد در خانه رفت و همان زمان باز آمد و یک لک جیتل در خدمتِ شیخ آورد. شیخ قبول کرد و فرمود که این سیم را همه[1] تو نگاهدار، آنجا که خواهم گفت به مصرف رسانی! فی الجمله ازین سیم بهر کسی که می بخشید یکی را صد درم می فرمود یکی را پنجاه و یکی را کم و بیش، و هر کرا اندک[2] فرمودی پنج جیتل فرمودی، اقلّ تصدّقِ شیخ پنج جیتل بودی و کم از پنج جیتل هیچ کس را نفرمودی تا چند گاه برآمد آن همه سیم خرچ شد یک درم ماند. این علی می گوید که در دلِ من گذشت که بر من از یک درم بیش نمانده است و اقلّ بخششِ شیخ پنج درم است، اگر کسی را چیزی خواهند فرمود من چه خواهم کرد؟ همدرین اندیشه بودم که سائلی بیامد و سوال کرد. شیخ مرا گفت یک درم او را بده!

هم در مناقبِ شیخ جلال الدین رحمتہ اللہ علیہ حکایت فرمود که چون او از بداؤن عزیمتِ لکهنوتی کرد[3] این علی دنبالِ او روان شد. شیخ فرمود که تو باز گرد! علی گفت من بر که باز گردم من جز تو کرا دارم و کرا دانم[4]؟ چون قدری برفت باز شیخ فرمود که تو باز گرد و باز علی گفت مخدوم و پیرِ من توئی، بی تو اینجا چه کنم؟ شیخ فرمود که[5] باز گرد این شهر در حمایتِ تست!

لحظی سخن در احوالِ متعبدان افتاد که طاعت بسیار کنند و شغلِ درونی[6] ایشان

---

[1] ن و ح : هم
[2] ن : قلیل
[3] ن "عزیمت کرد جانبِ لکهنوتی" بجای "عزیمتِ لکهنوتی کرد" دارد
[4] ح : دانم که بر گردم
[5] ح : اطاعت کن
[6] ن : در دلِ

چندان نباشد. فرمود که خلق بر چهار نوع است بعضی آنچنان اند که ظاهرِ ایشان آراسته باشد و باطن خراب و بعضی آنچنان اند که باطنِ ایشان آراسته باشد و ظاهر خراب و بعضی را ظاهر و باطن خراب باشد و بعضی را ظاهر و باطن آراسته، طائفه که ظاهرِ ایشان آراسته باشد و باطن خراب آن قوم متعبدان اند که طاعت بسیار کنند و دلِ ایشان مشغولِ دُنیا باشد و طائفه که باطنِ ایشان آراسته باشد و ظاهر خراب آن مجانین اند که درونهٔ ایشان باحق مشغول باشد و در ظاهر سر و سامانی نباشد و طائفه که ظاهر و باطنِ ایشان خراب باشد آن عوام اند و طائفه که هم ظاهرِ ایشان آراسته باشد و هم باطن آن مشائخ[1] اند!

# مجلسِ پانزدهم

پنجشنبه[2] بست و دوم ماهِ ربیع الاوّل سنه مذکور دولتِ پائبوس بدست آمد. فرمود که در راهِ حق بهر لباسی[3] که هست در باید آمد اُمید باشد که عاقبت بصدق باشد. ملائم این معنی حکایت فرمود که وقتی درویشی را نظر بر دخترِ بادشاهی افتاد، دخترِ بادشاه را نیز با او میلی شد و میانِ هر دو معاشقه پیدا شد[4]، دخترِ بادشاه از[5] کسی بر درویش گفته فرستاد که تو مردِ درویشی ترا با من طریقِ وصلت سخت دشوار

---

[1] ه: مشائخِ طبقات
[2] ن: چهارشنبه
[3] ح و ه: لباس
[4] ح: آمد
[5] ن و ح: 'کسی را بر آن درویش فرستاد و گفت' بجای 'از کسی ..... فرستاد' دارد

می نماید اما یک طریق هست اگر آن بکنی امید باشد که من تو برسم، طریق آنست که تو خود را مردی متعبد سازی و مسجدی را لازم گیری و در طاعت و عبادت مشغول شوی تا ذکرِ تو شائع شود، چون تو بزهد و پارسائی مشهور شوی من از پدر اجازت طلبم برسمِ[1] تبرک بدیدنِ تو بیایم! آن درویش بحکمِ اشارت همچنان کرد، مسجدی را لازم گرفت و به طاعت و خلوت مشغول شد. چون ذوقِ طاعت دریافت بکلّی دل بر[2] حق بربست، ذکرِ او در افواه افتاد و دخترِ پادشاه از پدر اجازت طلبید و بزیارتِ او آمد، چون بیامد درویش همان بود و جمال همان[3] این دختر هیچ حرکتی و میلی درو ندید، گفت آخر نه من ترا این حیله آموخته بودم اکنون چه شد که هیچ التفاتی بمن نمی کنی؟ هرچند ازین بابت بیشتر گفت درویش گفت تو کیستی من ترا چه دانم و چه شناسم؟ همچنان ازو اعراض کرد و بحق مشغول شد خواجه ذکره الله بالخیر چون برین حرف رسید چشم پُرآب کرد و گفت کسی که این ذوق دریافت پس با غیری چه الفت نماید[4]!

ازنسبتِ این حکایت فرمود که شیخ عبدالله مبارک در ایامِ جوانی با زنی عشق داشت، شبی در زیرِ دیوارِ او آمده بود و آن زن هم سراز دریچه بیرون کرده بود و هر دو به محاوره و مکالمه مشغول بودند از اوّلِ شب تا آخرِ شب با همدیگر حکایت می کردند تا بانگِ نمازِ بامداد برآمد. عبدالله همچنین دانست که بانگِ نمازِ خفتن است، چون نیکو نگاه کرد صبح دمیده بود. درین میان هاتفی آواز داد که ای عبدالله

---

[1] ح د ه : باسمِ [2] ح د ه : در

[3] ه : 'بحسنِ من التفات نمی کنی' بجای 'هیچ التفاتی بمن نمی کنی' دارد

[4] ه : کند ح : گیرد

در عشقِ زنی از اوّلِ شب تا آخرِ شب بیدار بودی، هیچ شبی از برای حق، همچنین بوده ای؟ عبداللہ چون این سخن بشنید از ان حرفت تائب شد و بکلّی بحق مشغول شد[1]، سبب توبۂ او این بود۔ درین میان طعام پیش آوردند، یکی بیامد و سلام کرد و بنشست، ازان نسبت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر حکایت فرمود کہ وقتی شیخ ابوالقاسم نصرآبادی کہ پیر ابوسعید ابوالخیر بود رحمۃ اللہ علیہم اجمعین با یاران بہم طعام خوردن مشغول بوده است[2]، امام الحرمین کہ استادِ امام محمد غزالی بود رحمۃ اللہ علیہ درآمد و سلام گفت[3]۔ شیخ ابوالقاسم و یارانِ او بدو التفاتی[4] نکردند۔ چون طعام خورده شد امام الحرمین گفت چون من درآمدم و سلام گفتم شما هیچ جواب ندادید این چہ باشد؟ شیخ ابوالقاسم گفت رسم همچنین است کہ هرکہ در جمعی درآید کہ[5] آن جمع بطعام خوردن مشغول باشند آن کس را می باید کہ سلام نکند[6] بیاید و بنشیند و چون از طعام فارغ شوند و دست بشویند آنگاہ آن کس[7] برخیزد و سلام گوید۔ امام الحرمین گفت این معنی از کجا می گوئی از عقل می گوئی یا از نقل؟ ابوالقاسم گفت از روی عقل زیرا کہ طعامی کہ خورده می شود برای قوّتِ طاعت است، پس آن کس کہ بدین نیّت طعام استیفا می کند گوئی او در عینِ طاعت است پس آنکہ[8] در طاعت مشغول باشد مثلاً در نماز باشد علیک چگونہ گوید!

---

[1] ن و ح: ’مشغولِ حق‘ بجای ’بحق مشغول‘ دارد

[2] ن: ’طعام می خوردند‘ بجای ’طعام خوردن مشغول بوده است‘ دارد

[3] ہ: بکرد

[4] ح و ہ: التفات

[5] ہ: ’وآن قوم‘ بجای ’کہ آن جمع‘ دارد

[6] ح: کند

[7] ہ: آن کس کہ

یکی از حاضران پرسید که هندوی ست که کلمه می گوید و خدای را بوحدانیت یاد می کند و رسول را برسالت امّا همین که مسلمانان می آیند ساکت می شود عاقبتِ او چه باشد، خواجه ذکره الله بالخیر فرمود اینجا معامله[1] او باحق است تا حق با او چه کند ان شاء عفا و ان شاء عذب، از نسبتِ این معنی فرمود که بعضی هندوان می دانند که اسلام حق است امّا مسلمان نمی شوند۔

ازین جا حکایتِ ابوطالب درافتاد، فرمود که چون او رنجور شد مصطفی علیہ السلام نزدیکِ او رفت و گفت تو یک بار بوحدانیتِ حق اقرار کن خواه بزبان خواه بصدقِ دل تا من باخدای حجّت گویم که الٰهی او ایمان آورده بود۔ هرچند که رسول علیہ السلام این معنی گفت، هیچ اثر نکرد همچنان بر کفر مُرد تا امیرالمومنین علی رضی الله عنه خبرِ مُردنِ او با رسول علیہ السلام بدین عبارت گفت که عمّک الضّال مات یعنی عمِ گمراهِ تو مُرد، بعدازان رسول علیہ السلام فرمود که او را غسل دهند و در کفن پیچند و گور بکاوند بی لحد و او را از بالا بگور[2] اندازند یعنی وضع نباشد۔

## مجلسِ شانزدهم

دو[3] شنبه نهم ماهِ جمادی الاولیٰ سنة المذکور دولتِ پابوس بدست آمد، حکایتِ طائفه افتاد که بر خلق زیادتی کنند در ستدنِ خراج و جزیه و وجه کشتها،

---

[1] ن: لعد۔ [2] ن: دران گور [3] ن: 'شنبه' بجای 'دوشنبه' دارد

درین میان فرمود که پیش ازین در حدود دِهلی ور دیهی بود، دران دیه درویشی ساکن بوده است، او کشت می کرد و بدان روزگار می گذرانید. هیچ کس ازو چیزی نمی ستد تا وقتی شحنهٔ نصب شد. او ازین درویش حصه طلبیدن[1] گرفت و گفت که چندین سال است که تو کشت می کنی و هیچ[2] حصه نمی دهی و غله می بری جزیهٔ سالهای گذشته بده یا کرامتی بنما. درویش گفت کرامت چه باشد من مردِ مسکینم! شحنه استبداد کرد که البته ترا نگذارم تا حاصلِ چندین سال بدهی[3] یا کرامتی بنمائی آنگاه ترا بگذارم! درویش مضطر شده با خود تامل کرد. بعد ازان روی سوی شحنه کرد و گفت تو چه کرامت می طلبی بخواه! همانا نزدیکِ دیه آبی روان بود، شحنه گفت اگر ترا کرامتی هست بر روی آب بگذر! درویش قدم بر روی آب نهاد همچنانکه کسی بر روی زمین بگذرد بگذشت! چون گذارا[4] شد ازگذار کشتی خواست تا بازآید. او را گفتند چنان که رفته همچنان چرا باز نیائی[5]؟ گفت لی که نفس فربه شود و پندارد که من چیزی شدم!

لختی سخن در اطعام افتاد و مراعاتِ احوالِ مهمانان بدانچه میسر شود. فرمود که حدیث است من زار حیًّا ولم یذق منه شیئًا فکانما زار میتًا. ازین جا حکایتِ شیخ بهاء الدین زکریا افتاد رحمة الله علیه که در[6]

---

[1] ن: طلبید

[2] ه: 'هیچ حصه ندادی تمام غله برده ای یا جبره سالهای گذشته بده' بجای 'هیچ حصه نمی دهی ... گذشته بده' دارد ح: 'هیچ حصه نداده ای مجاناً غله برده ای یا جبره سالهای گذشته بده'

[3] ن و ه: 'ندهی یا کرامتی ننمائی' بجای 'بدهی یا کرامتی بنمائی' دارد

[4] ه: گذاره

[5] ح و ه: 'نمی آئی' بجای 'باز نیائی' دارد

[6] ن: 'بر ایشان' بجای 'در ایشان' دارد ه: 'برو' بجای 'در ایشان'

ایشان این معنی نبود، خلق برو بیامدی و برفتی چیزی[1] خوردن درمیان نبودی. یکی ازو سوال کرد که این حدیث رسول است که من زار حیا ولم یذق منہ شیئاً فکانما زار میتاً؟ شیخ گفت آری. آن سائل گفت آنگاه شما برین حدیث چرا کار نمی کنید؟ شیخ گفت خلق معنی این حدیث نمی دانند، خلق بر دو نوع اند عوام اند و خواص اند، مرا با عوام کاری نیست امّا خواص چون می آیند من از خدای و رسولِ او و سخنِ سلوک و مانندِ این باایشان می گویم ایشان را فائده می باشند،

از نسبتِ این معنی بر لفظ مبارکِ خواجه ذکره اللّٰہ بالخیر رفت که یارانِ رسول علیہ السّلام چون بحضرتِ رسالت آمدندی البتہ چیزی بخوردندی آنگاه بازگشتندی، نانی یا خرمائی یا چیزی دیگر تا نخوردندی بازنگشتندی!

بعد ازان فرمود که شیخ بدرالدّین غزنوی رحمتہ اللّٰہ علیہ را رسمی بود تا اگر برو هیچ چیزی نبودی بگفتی تا آب بگردانند!

ازین جا ذکرِ[2] شیخ بهاءالدّین رحمتہ اللّٰہ علیہ افتاد، حکایت فرمود که عزیزی بود او را عبداللّٰہ رومی گفتندی، او بخدمتِ شیخ بهاءالدین آمد رحمتہ اللّٰہ علیہ و گفت که من وقتی بخدمتِ شیخ شهاب الدّین بوده ام قدس اللّٰہ سرہ العزیز و سماع کرده ام. شیخ بهاءالدین گفت که چون شیخ شهاب الدین سماع شنیده است مرزکریا را هم باید شنید! بعد ازان این عبداللّٰہ را برداشت تا شب

---

[1] ن: 'چیزی نخوردی و خورش' بجای 'چیزی خوردن' دارد

[2] ن: 'آنگاه در ذکرِ شیخ بهاءالدین حکایت فرمود' بجای 'ازین جا ذکر ...... فرمود' دارد

درآید۔ چون شب شد یکی را گفت که عبداللہ را در حجرہ برید و یک یارِ او را چنانکه ثالثی نباشد ہمین دو کس را در حجرہ برید! این عبداللہ می گوید ہمچنان کردند مرا و یک یارِ مرا در حجرہ بُردند، چون شب شد و نمازِ خفتن گزاردند و شیخ از اوراد فارغ شد در حجرہ درآمد تنہا ما دو کس بودیم و شیخ و[1] لیس دیگری نبود، شیخ بنشست و باز با اوراد مشغول شد مقدارِ نیم سیپارہ بخواند۔ بعدازان درِ حجرہ را زنجیر کرد و مرا گفت چیزی بگوی! من سماع آغاز کردم، ساعتی شد جُنبشی و حرکتی در شیخ پیدا شد، شیخ برخاست و چراغ بکُشت، حجرہ تاریک شد ما ہمچنان سماع می کردیم، این قدر حِس می دانستم که شیخ می گردد و چون نزدیکِ ما میآمد دامنِ او می نمود ہمین می دانستم که شیخ را جُنبشی و حرکتی ہست امّا چون حجرہ تاریک بود نمی دانستم که این بہ[2] ضرب است یا بی ضرب، الغرض چون سماع تمام شد۔ شیخ در باز کرد و بمقامِ خود باز رفت، من و یارِ من ہمانجا ماندیم نہ مارا طعام دادند نہ شربتی[3] تا شب بگذشت و روز شد۔ چون روز شد خادمی بیامد و یک جامۂ مہین و بستہ تنکہ بیاورد و بمن داد و گفت که شیخ دادہ است این بستان و باز گرد!

بعدازتقریرِ این حکایت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر فرمود که ہمین عبداللہ بخدمتِ شیخ الاسلام فریدالدین قدس اللہ سرہ العزیز بیامد و این حکایت بگفت۔ بعدازمدّتی این عبداللہ را بازعزیمتِ ملتان شد، بخدمتِ شیخ الاسلام فریدالدین نوراللہ مرقدہٗ آمد و عرضداشت کرد که من عزیمتِ ملتان دارم و راہ عظیم مخوف است دعای بکن تا من سلامت بہ ملتان

---

[1] ن: "و لیس" ندارد [2] ہ: با

[3] ن "و نہ شراب" بجای "نہ شربتی" دارد

بر سم! شیخ فرمود که ازینجا تا بدان موضع که چندین کروه باشد و آنجا حوضی است تا آنجا حدّ من است بسلامت خواهی رسید و ازانجا تا به ملتان در عهدهٔ شیخ بهاء الدین است رحمۃ اللہ علیہ، ابن عبداللہ می گوید که این سخن از شیخ شنیدم و روان شدم تا نزدیکِ آن حوض رسیدم گفتند آنجا دہاری[1] می رسد یعنی قطّاعِ طریق ساختہ شدہ اند تا بیایند مرا نفسِ شیخ یاد آمد بی التفات می رفتم، حق تعالیٰ آن قطّاعِ طریق را ازان راه دور انداخت و ایشان راه گم کردند، من بسلامت بدان حوض رسیدم، چون برسیدم وضو کردم و دوگانہ بگزاردم، بعد ازان خدمتِ شیخ بهاء الدین را یاد کردم و گفتم تا آنجا که حدِّ شیخ فرید الدین بود قدس اللہ سرہ العزیز بسلامت رسیده ام ازینجا تا ملتان که حدِّ تست تو دانی! عبداللہ می گوید که من ازان حوض روان شدم مرا ہیچ گزندی نرسید و سلامت بملتان رسیدم! چون بخدمتِ شیخ بهاء الدین رفتم قدس سرہ العزیز من گلیمِ سوده پوشیده بودم. چون شیخ مرا گلیم پوشیده دید بر آشفت و گفت این چه پوشیده ای؟ این لباسِ شیطان است و مانند این بسیار گفت - من نیک طیره شدم گفتم چه شود اگر گلیم پوشیدم مردمان را چندین زر و سیم و دُنیای و ذخیره که ہست من ہیچ نمی گویم، اگر مرا گلیمی شد چندین بر چه می باید گفت؟ شیخ چون دید که من یکبارگی از پرده بیرون آمدم رُوی سوی من کرد و گفت چرا چندین می گوئی آخر ازان سرِ حوض یاد کن، زکریّا در بابِ تو چه تقصیر کرد؟

---

[1] دہار یعنی دھاڑ، لغتِ ہندی است بمعنی قُطّاعِ طریق

# مجلس هفدهم

چهارشنبه شانزدهم ماهِ جمادی الآخره سنة المذکور دولتِ پائبوس حاصل شد۔ سخن درخشم و شهوت افتاد۔ فرمود چنانکه شهوت بغیرِ محل حرام است خشم هم بغیرِ محل حرام است۔ بعدازان فرمود که یکی بریکی غضب می راند و او تحمّل می کند جمال آن کس را حاصل می شود که تحمّل می کند نه آن کس را که غضب می راند!

لختی سخن دران افتاد که اگر کسی مرکسی را نصیحت کند باید که در ملاء نکند که آن فضیحت باشد، ملامتی و نصیحتی که خواهد کرد در خلا کند بر ملا نکند!

آنگاه حکایت فرمود که وقتی ابویوسف قاضی رحمتہ اللہ علیہ نشسته بود و یاران را امالی سبق می گفت، کلاهِ صوفیانه برسر داشت و آن کلاه سپید نبود سیاه بود و لاطیه نبود ناشزه بود، لاطیه آنست که برسر متّصل باشد و ناشزه آنست که قدری از سر بلند باشد و افراشته۔ الغرض درین میان یکی بیامد و از ابویوسف قاضی سوال کرد که پیغمبر علیہ السلام این چنین کلاه برسر نهاده است؟ ابویوسف گفت آری۔ باز آن سائل پرسید که کلاه سپید نهاده است یا سیاه؟ ابویوسف گفت سپید۔ باز آن سائل گفت که پیغمبر علیہ السلام کلاهِ لاطیه برسر نهاده است یا ناشزه؟ ابویوسف گفت لاطیه۔ سائل گفت تو کلاهِ سیاه و ناشزه برسر نهاده ای[1]، درین صورت بدو صفت خلافِ سنّتِ رسول کرده ای و امالی

---

[1] ن و ط: کرده ای

که احادیثِ او است چگونه املا میکنی؟ ابو یوسف قاضی متأذی شد، باز آن سائل را گفت این سخن که تو با من گفتی از دو حال بیرون نیست یا برای حق گفته ای یا برای ایذای من، اگر برای حق گفته ای چون در ملا گفتی ترا درین هیچ ثوابی نیست و اگر برای ایذای من گفتی فالویل علیک والویل علیک!

## مجلس هجدهم

چهار شنبه هفتم ماهِ رجب سنة المذکور دولتِ پا بوس بدست آمد. سخن در توبه افتاد، فرمود که توبه بر سه قسم است حال و ماضی و مستقبل، حال آنست که پشیمان شود یعنی ندامت آرد از معصیتی که کرده است، ماضی آنست که خصمان را خشنود کند و اگر یکی از یکی ده درم غصب کرده است و همین می گوید که توبه توبه این توبه نباشد، توبه آنست که ده درمِ او بدو باز دهد و او را خشنود کند آنگاه توبۀ او توبه باشد، و اگر کسی را بد گفته است برود و معذرت کند و بحلی خواهد و اورا خشنود کند و اگر آن کس را که بد گفته است او مُرده باشد چه کند، چندان که او را درحیات بد گفته باشد بعدِ مُردنِ او هم چندان نیکو گوید و به نیکی یاد کند، و اگر کسی را کشته باشد و او را وَلی نمانده باشد چه کند، برده آزاد کند یعنی مُرده را زنده نتواند کرد برده آزاد کند، این

---

۱ ه: متأمل ۲ ح: بر ۳ ن: طلبد
۴ ح د ه: است ۵ ه: وارثی

کس که برده را آزاد کند گویی احیاء مُرده می کند، و اگر کسی بر منکوحهٔ غیری[1] یا بر مملوکهٔ کسی[2] زنا کرده باشد چه کند، این جای نیامده است که برد برود و عذر خواهد اینجا چه کند، بجای گم برد، باهم ملایم این معنی فرمود که اگر شارب خمری تائب شود چه کند، شربت های لطیف بخلق خدای بدهد و آبهای خنک، مقصود ازین معنی این بود که در حالتِ انابت معذرتِ هر معصیتی هم ازان نسبت آمده است، صفتِ دوم توبه از قسمِ ماضی این بود که در قلم آمده[3]، قسمِ سومِ توبه که صفتِ مستقبل دارد آنست که نیت کند که پیش بدان معصیت که کرده باز نگردد۔ آنگاه حکایت فرمود که چون من بخدمتِ شیخ الاسلام فریدالدین پیوستم قدس اللہ سرہ العزیز و انابت آوردم چند کرت بر لفظِ مبارک راند که خصمان را خشنود باید کرد، در استرضای صاحبِ حقّان غلو می فرمود، مرا یاد آمده[4] که من بست جیتل وام دادنی دارم و یک کتاب از کسی عاریت خواسته بودم و آن کتاب ازمن غائب شده بود، درانچه شیخِ کبیر نوّراللہ مرقدہٗ در بابِ خشنود کردنِ خصمان ذکرِ بلیغ می فرمود من دانستم که مخدوم مکاشفِ عالمِ اسرار است، در دل کردم که این بار که در دہلی بروم ایشان را خشنود کنم۔ چون از اجودھن در دہلی آمدم آن مرد که بست جیتلِ او دادنی داشتم او بزاز بود ازو جامه ستده بودم، الغرض هیچ وقت بست جیتل یک جا جمع نمی شد که بدو رسانم، وجه معاش تنگ بود گهی پنج جیتل بدست آمدی[5] گهی ده جیتل تا یک بار ده جیتل بدست آمد۔ بیامدم بردرِ آن بزاز و او را آواز دادم، او از خانه بیرون آمد باو گفتم که بست جیتلِ تو به[6]

---

[1] ه : کسی
[2] ه ۲ : غیری
[3] ن : آمده است
[4] ح د ه : آمد
[5] ح د ه : می آمد
[6] ه : در ح : بر

ذمۂ[1] منست میسّر نمی شود که بیک دفعت بدہم این ده جتیل آورده ام بستان، ده دیگر ہم اکنون برسانم انشاء اللہ تعالیٰ۔ آن مرد چون این سخن بشنید گفت آری از پیشِ شیخ[1] می آئی! آنگاه آن ده جتیل از من بستند و گفت آن ده جتیل باقی ترا بخشیدم! بعدازان برفتم برآن مرد که کتاب او آورده بودم، اورا دیدم، گفت کیستی[2]؟ گفتم ای خواجہ من کتابی از تو بعاریت برده بودم آن از من غائب شده است اکنون نسخہ حاصل خواہم کرد ہمچنان که کتابِ تو بود کتابی دیگر خواہم نویسانید و بتو خواہم رسانید۔ آن مرد چون این سخن بشنید گفت آری از انجاکه تو می آئی ہمین ثمره[3] باشد! بعدازان گفت که من آن کتاب بتو بخشیدم!

ہم از نسبتِ توبہ این فوائد فرمود که آنکه گناہی می کند روی او جانبِ معصیت می باشد و قفاء او جانبِ حق، آن زمان که تائب شد و انابت آورد باید که قفای او جانبِ معصیت باشد و روی او جانبِ حق[4]۔ آنگاه فرمود که آنکه تائب شده است باید که او را در طاعت ذوقی[5] تمام باشد و آنکه بمعصیت بازمی گردد نعوذ باللہ منہا از انست که از طاعت ذوق نمی یابد!

نختی سخن در انفاق افتاد۔ فرمود که امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ فرموده است که اگر کسی یک درم میانِ رُفقای خود خرج کند به ازان باشد که ده درم بفقراء[6] دہد، ہمچنین اگر ده درم درحقِ رفقای خود صرف[7] کند به ازان باشد که صد درم بفقراء دہد و اگر صد درم با رُفقای خود خرج[8] کند ہمچنان باشد که بردۂ آزاد کرده باشد واللہ[9] اعلم بالصواب،

---

[1] ح: مسلمان، ن: مسلمانان ÷ [2] ح وه: گفت کیستی، ندارد ÷ [3] ن: ثمره ہمین، بجای ہمین ثمره، دارد ح: ثمرۂ آن ہمین ÷ [4] ن: بکلّی جانب حق، بجای جانب حق، دارد ÷ [5] ن وه: ذوق ÷ [6] ن: صدقہ کند، بجای بفقراء دہد، دارد ÷ [7] ح: خرچ ÷ [8] ح: صرف ÷ [9] ن و ح: واللہ اعلم بالصواب،

# مجلس نوزدهم

چهارشنبه بست و هفتم ماهِ شعبان سنه مذکور سعادتِ پائبوس میسر شد. سخن در معاملهٔ خلق افتاد که نیکان چگونه اند و بدان چگونه؟ فرمود درین عهد که مائیم اگر یکی را گویند که بدنیست، همان قدر او را نیک توان گفت! آنگاه فرمود که اگر کسی در عیبِ مردمان فرو نشود و کسی را بد نگوید اگرچه او بدباشد هم او را نیک گیرند بد[1] نگویند! بعد ازان این دو مصراع بر زبانِ مبارک راند ؎

گر باعیبی و عیب نه جوئی نیکی    ور بد باشی و بد نگوئی نیکی!

آنگاه فرمود که اگر یکی بدباشد و خلقِ خدای را بدگوید این بدی را حد کجاست؟ درین میان روی سوی بنده کرد و فرمود که در لشکر می باشی؟ بنده گفت آری۔ بعد ازان فرمود که در شهر راحتی نمانده است و نبود! هم[2] ملائمِ این معنی حکایت فرمود که در ایامِ قدیم مرا هم دل بودن درین شهر نبودی تا روزی برسرِ حوضِ قتلغ خان بو[3]دم، دران ایام قرأت[4] آن یاد می گرفتم، آنجا درویشی دیدم[5] بحق مشغول، نزدیکِ او رفتم ازو پرسیدم که شما ساکنِ این شهراید؟ گفت آری۔ گفتم بطبعِ خود ساکن می باشید؟ گفت خیر۔ بعد ازان آن درویش حکایت کرد که من وقتی درویشی عزیزی را دیدم از دروازهٔ کمال بیرونِ درِ حظیره که برلبِ خندق است هم نزدیکِ دروازهٔ مذکور زمینی بلنداست

---

[1] ن: 'بدنگویند' ندارد    [2] ح و ه: 'هم' ندارد
[3] ه: رسیدم    [4] ه: قرأت    [5] ن: بود

و دران حظیرهٔ شہید اند. الغرض آن درویش مرا گفت که اگر می خواهی که ایمان خود بسلامت ببری ازین شهر برو! من همان زمان عزیمت کردم که ازین شهر بروم و لی موانع مانده شد امروز مدت بست و پنج سال است که عزیمت من مقرر است و لی رفته نمی شود!

خواجه ذکره الله بالخیر فرمود که چون من این سخن ازان درویش شنیدم باخود مقرر کردم که درین شهر نباشم، چند جای دل من می شد که بروم الحق دل کردم که در قصبهٔ پٹیالی[1] بروم، دران ایام ترک آنجا بوده است، مقصود ازین ترک امیر خسرو بود عصمه الله باز فرمود که یک دل کردم که در بسناله بروم که موضعی منزه است، الغرض در بسناله رفتم سه روز آنجا بودم درین سه روز هیچ خانه نیافتم نه کرایه و نه گروی نه بهای، درین سه روز هر روز[2] مهمان یکی بودم، چون ازانجا باز گشتم این اندیشه در خاطر می بود تا وقتی جانب حوض رانی بودم در باغی که آن را باغ جسرت[3] گویند، با خدای عزوجل مناجات کردم، وقتی خوش بود، گفتم که خدا[4] وندا مرا می باید که ازین شهر بروم و جائی باختیار خود نمی خواهم آنجا که خواست تو باشد آنجا باشم! درین میان آواز غیاث پور آمد من هیچ وقت غیاث پور را ندیده بودم و نمی دانستم که غیاث پور کجاست؟[5] چون این آواز شنیدم بر دوستی رفتم، آن دوست را نقیبی بود نیشاپوری، چون در خانهٔ او رفتم مرا گفتند او در غیاث پور رفته است، من با دل خود گفتم این همان غیاث پور است! الغرض در غیاث پور آمدم، آن روز این مقام چنان

---

[1] یعنی پٹیالی

[2] ه : 'هر روز' ندارد

[3] یعنی جسرتھ

[4] ه : بار خدایا

[5] ح : 'چه طور است' بجای 'کجاست' دارد

آبادان نبوده است موضعی مجهول بود و خلق اندک، بیامدم و سکونت کردم تا آنگاه که کیقباد در کیلوکهری ساکن شد، دران عهد خلق اینجا انبوه شد از ملوک[1] و امرا، وغیر آن آمدو شدِ خلق بسیار شد، من با خود گفتم که ازین جا هم بباید رفت، درین اندیشه بودم تا بزرگی که استادِ من بود در شهر وفات کرد، من با دلِ خود راست گرفتم که فردا که از وفاتِ او سوم خواهد بود من بزیارتِ او بروم و هم در شهر باشم۔ این عزیمت بر خود مقرر کردم، همان روز نمازِ دیگر جوانی در آمد صاحبِ حُسنی اما نزار گشته واللّٰه اعلم از مردان[2] غیب بود یا که بود! الغرض چون بیامد اوّل سخن که[3] با من گفت این بود ؎

آن روز که مه شدی نمی دانستی　　　کانگشت نمای عالمی[4] خواهی شد

امروز[5] که زلفت دلِ خلقی بربود　　　در گوشه نشستنت نمی دارد سود

خواجه ذَکَرَهُ اللّٰهُ بِالْخَیْرِ می فرمود که چند سخنی دیگر که او گفت من آن را جائی نبشته ام، القصه بعد ازان این سخن گفت که اوّل باری مشهور نباید شد و چون این کس مشهور شد باید که چنان باشد[6] که فردای قیامت از روی رسول علیه السلام شرمنده نماند! آنگاه این سخن گفت که این[7] چه قوت باشد و چه حوصله که از خلق گوشه گیرند و بحق مشغول شوند یعنی قوت و حوصله آن باشد که با وجودِ خلق بحق مشغول باشند! خواجه ذکره اللّٰه بالخیر فرمود که چون

---

[1] ح: ملوک و، ندارد　　　[2] ح و ه: 'آن مرد از' بجای 'از' دارد

[3] ه: 'با من این بیت بگفت' بجای 'که با من ..... این بود' دارد

[4] ن: جهان　　[5] ن و ح: این بیت ندارد' در ه مصرع اوّل چنین آمده:

امروز که خلقت دلِ خلقی بگرفت　　　[6] ح: شود

[7] ح: 'آن خود چه قوت باشد و چه حوصله باشد' بجای 'این چه قوت ..... حوصله' دارد

این سخنها تمام کردمن قدری طعام پیش آوردم نخورد، من همان زمان این نیت کردم[1] که همین جا ساکن خواهم بود، چون این نیت کردم قدری طعام بخورد و برفت پیش او را ندیدم!

# مجلس بستم

دوشنبه[2] دهم ماه مبارک رمضان سنة المذکور بسعادت پابوس رسیده شد. سخن در فضیلت سورهٔ اخلاص افتاد. بر لفظ مبارک راند که پیغامبر علیه السلام فرموده است که سورهٔ اخلاص ثلث قرآن است. آنگاه فرمود که اینکه بعد ختم قرآن سه بار سورهٔ اخلاص می خوانند حکمت آنست که اگر در ختم کردن[3] جائی نقصان شده باشد این سه بار که سورهٔ اخلاص بخوانند باری ختم تمام باشد[4]!

بعد ازان فرمود که بعد از ختم قرآن سوره الحمد می خوانند و چند آیت از سورهٔ بقره آن چیست؟ آن اینست که از حضرت رسالت علیه السلام پرسیدند که من خیر الناس؟ مصطفی علیه السلام فرمود که الحال المرتحل؛ حال کسی را گویند که فرود آینده باشد در منزلی و مرتحل کسی را گویند که روان شود و این اشارت بدان دارد که آنکه قرآن می خواند چون ختم می کند گوئی در منزل فرود می آید و چون باز آغاز می کند گوئی

---

[1] ٹ : فتح کردم

[2] ح : سه شنبه

[3] ح : قرآن

[4] ن : شد

بازروان می شود، پس بهترینِ مردمان آن کس باشد که چون قرآن ختم کند باز بر فور آغاز کند، او را رسول علیه السّلام این صفت می فرماید که الحال المرتحل،

لختی سخن دران افتاد که بعضی بر جنازۂ غائب نماز می گزارند چگونه باشد؟ خواجه ذکره الله بالخیر فرمود که روا باشد مصطفیٰ علیه السّلام بر نجاشی همچنین نماز گزارده است او در غیبت[1] مرده بود، و امام شافعی این معنی جائز[2] می دارد، و اگر عضوی از میّت می آرند مثلاً دستی و یا پای و یا انگشتی هرچه[3] باشد بران هم نماز بگزارند.

از نسبتِ این نماز حکایتِ شیخ جلال الدّین تبریزی فرمود قدس الله سره العزیز که چون شیخ نجم الدّین صغریٰ را که شیخ الاسلامِ دهلی بود با او نقاری افتاد و چنان انگیخت که شیخ جلال الدّین را جانبِ هندوستان روان کردند، الغرض چون شیخ جلال الدین نوّر الله مرقده در بداؤن رسید یک روز بر لبِ آبِ سونهه نشسته بود، برخاست و تجدیدِ وضو بکرد و حاضران را گفت بیائید تا بر جنازۂ شیخ الاسلامِ دهلی نماز کنیم که او این ساعت نقل کرد، او همچنان بود که بر لفظِ مبارکِ شیخ جلال الدّین رفته بود رحمته الله علیه رحمته واسعته، بعد ازان که نماز بکرد روی سوی حاضران کرد و گفت اگر شیخ الاسلامِ دهلی ما را از شهر بیرون کرد، شیخِ ما او را از جهان بیرون کرد!

لختی حکایتِ جماعتِ متحیّران افتاد که بحق تعالیٰ چنان مشغول باشند که از هیچ

---

[1] ه : غیب [2] ه : 'روا می دارد' بجای 'جائز می دارد' دارد

[3] ن د ه : 'موجود' برای 'هرچه' دارد

آفریده خبر نباشد! یکی از حاضران حکایت کرد که من وقتی جائی رسیدم و این چنین هفت هشت کس را دیدم دو چشم در آسمان داشته و شب و روز متحیّر مانده مگر آنکه چون وقتِ نماز در می آمد ایشان نماز می گزاردند و باز همچنان متحیّر می ماندند. خواجه ذکره الله بالخیر فرمود که آری انبیا معصوم اند و اولیا محفوظ، همچنین باشند که گفتی، اگرچه شب و روز متحیّر باشند امّا نمازِ ایشان فوت نشود!

از نسبتِ این تحیّر حکایتِ شیخ الاسلام قطب الدّین بختیار فرمود قدس سرّه العزیز که او را همچنین چهار شبان روز تحیّر بود در وقتِ نقل، و آنچنان بود که در خانقاهِ شیخ علی سجزی[1] رحمته الله علیه سماعی بود و شیخ قطب الدین نوّر الله مرقدهٗ حاضر بود، گوینده قصیدهٔ می گفت، چون بدین بیت رسید ؎

کُشتگانِ خنجرِ تسلیم را ہر زمان از غیب جانی دیگر است

شیخ قطب الدین را قدس سرّه العزیز این بیت بگرفت، چون ازان مقام بخانه آمد مدهوش و متحیّر بود، می فرمود که همین بیت بگویند، همین بیت پیشِ او می گفتند او همچنان متحیّر می بود اِلّا آنکه چون وقتِ نماز در می آمد نماز می گزارد و باز همین بیت می گویانید حالی و حیرتی پیدا می آمد، چهار شبان روز همین حال بود شبِ پنجم رحلت فرمود. شیخ بدر الدّین غزنوی رحمته الله علیه می گوید که من آن شب حاضر بودم، چون وقتِ نقلِ شیخ نزدیک شد مرا اندک غنودگی بود[2]، در خواب دیدم که شیخ قطب الدین قدس سرّه العزیز گوئی ازین[3] مقامِ خود برآمده است و جانبِ بالا می رود و مرا می گوید که بنگر بدر الدّین!

---

[1] سیر العارفین: سجستانی۔ س: سکزی

[2] ح و ﻫ: غنودنی

[3] ح و ﻫ: از

دوستانِ خدای را مرگ نباشد، چون بیدار شدم شیخ بدارِ بقا رحلت[1] فرموده بود رحمة الله علیهم اجمعین

# مجلسِ بست و یکم

دوشنبه پانزدهم ماهِ شوّال سنة المذکور بدولتِ پای‌بوس رسیده شد. سخن در رغبتِ خلق افتاد بخدمتِ مشائخ، فرمود که درانچه مصافِ کیلی شد من چندروزی در شهر بودم، روزِ آدینه که به مسجدِ جمعه رفتمی خلق مرا مزاحمت نمودی تا روزی از مسجد بیرون آمده بودم و در کوچه می رفتم، مردی از پس بیامد و گفت که تنگ می آئی؟ گفتم آری. بعد ازان آن مرد گفت که خسرِ من مریدِ شیخ فریدالدین بود قدس الله سره العزیز، درانچه شیخ در دهلی بود، چون به نمازِ جمعه رفتی پیش از وقت روان شدی تا مزاحمتِ خلق کمتر[2] باشد، خلق همچنان پیش می آمدند و دست می بوسیدند تا از خلق یک حلقه شدی، شیخ ازان حلقه بگذشتی خلقِ دیگر پیش می آمدند باز حلقه شدی هم برین نوع تا تنگ آمدن گرفت. بعد ازان خسرِ من گفت که این نعمتِ خدا ایست چرا تنگ می آئی؟

ملائمِ این معنی حکایت فرمود که درانچه سلطان ناصرالدین جانبِ اوچه و ملتان روان شد درمیانِ اجودهن رفت. جمله لشکر روی بزیارتِ شیخ نهادند تا[3] آن مقام

---

[1] ح و ۵ : نقل
[2] ح : کم
[3] ح و ۵ : 'تا آن مقام که بود' ندارد

کرد، شیخ ازان انبوهی که شد حیران شد و[1] بمقامی رفت. آنگاه آستینِ شیخ از طرفِ[2] یا می جانبِ کوچه بیاویختند، خلق می آمد و می بوسید و می رفت تا آن همه پاره پاره شد- آنگاه در مسجد آمد و مریدان را گفت شما گرد بر گردِ من باشید تا خلق درون نیایند هم از بیرون سلامی[3] بکنند و بازگردند! مریدان همچنان کردند تا یک فرّاشِ پیری بیامد و از مریدانی که گرد بر گرد ایستاده بودند بگذشت و در پای شیخ افتاد و پای مبارکِ شیخ بگرفت و بکشید تا ببوسد- شیخ را دشوار آمد- آن فرّاش گفت شیخ تنگ می آئی شکرِ نعمتِ خدای به[4] ازین بگزار! چون فرّاش این سخن بگفت شیخ نعرهٔ بزد- آنگاه آن فرّاش را بنواخت و بسیار معذرت کرد!

لختی سخن دران افتاد که نرم دل باید بود و با خلق به شفقت زندگانی باید کرد- آنگاه فرمود که پیغمبر علیه السلام در بابِ ابوبکر صدّیق رضی اللّٰه عنه فرموده است که اِنّ ابابکر اسیفٌ یعنی ابابکر اسیف است و اسیف کسی را گویند که سریع البکا باشد یعنی زود[3] زود او را گریه آید-

هم از نسبتِ خُلقِ خوش و تواضع حکایت فرمود که عمرو عاص در ایّامِ جاهلیت رسول علیه السلام را هجو کرد- چون حضرتِ رسالت علیه السلام بشنید گفت الٰهی پسرِ عاص مرا هجو کرده و من شاعر نهام ولستُ بشاعرٍ تو او را ازقبلِ من هجو کن! خواجه ذَکَرَہُ اللّٰہُ بِالخَیر می فرمود که خدای تعالی عمرو عاص را به جُرَبِه[5] هجو کرد

---

[1] ن و ح: 'و بمقامی رفت' ندارد    [2] ن و ۵: 'طرف' ندارد

[3] ن و ۵: دور    [4] ن و ح: سلام

[5] ۵: بجای 'به ازین بگزار' 'به ازمن بجا آر' دارد    [6] ن و ۵: جربزه

و جُربزُ کسی را گویند که گُرپز باشد یعنی ذکرِ عمرو عاص بمکّاری و گرپزی معروف شد[1]، اگرچه ایمان آورد امّا این ہجو که بمکّاری و گرپزی شد[2] تا قیامت بماند۔ پس چون این صفتِ مکر و گُرپزی ہجو باشد صفتِ نرمی و خوی خوش و تواضع مدح باشد۔

# مجلسِ بست و دوم

دو شنبہ بست و ہفتم ماہِ ذی القعدہ سنۃ المذکور شرفِ پائبوس میسّر[3] شد۔

عزیزی فرستادۂ یکی آمدہ بود بمعذرت، ہمانا کہ خدمتِ خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر بشفاعتِ کسی سخنی گفتہ بود و او آن را در توقّف داشتہ، چون آن فرستادہ از زبانِ آن کس معذرت کرد و عفو التماس نمود خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر آن را عفو کرد۔ بزبانِ مبارک راند کہ اگرچہ جای رنجیدن ہست امّا من نرنجیدم و عفو کردم! بعد ازان فرمود کسی کہ بخدمتِ پیری می پیوندد و ارادت می آرد این را تحکیم گویند یعنی پیرِ خود را بر خود حاکم می سازد، پس ہرچہ پیر گوید و مرید نشنود تحکیم نشد۔ آنگاہ باز فرمود کہ اگرچہ جای کوفتہ شدن است و لی من عفو کردم۔ درین میان بندہ عرضداشت کرد کہ اگرچہ پیر از غایتِ کرمی کہ دارد خطای مرید عفو فرماید امّا حضرتِ عزّت آن خطا چگونہ پسندد و چگونہ عفو فرماید؟ آنگاہ فرمود کہ عفوِ پیر باذنِ حق باشد حق عفو فرماید!

آنگاہ فرمود کہ ہرچہ پیر فرماید مرید را باید کہ ہمان بکند۔ بعد ازان فرمود کہ

---

[1] ن و ہ: جربزہ [2] ن: مشہور شد [3] ہ: 'بدست آمد' بجای 'میسّر شد' دارد

این چنین هم آمده است که پیر اگرچه چیزی فرماید که نامشروع باشد مرید را شاید که آن کار بکند یا نه - این معنی را بیان فرمود که باری پیر آنچنان باید که در احکامِ شریعت و طریقت و حقیقت عالم باشد و چون پیر این چنین باشد او خود هیچ نامشروع نفرماید و اگر چیزی فرماید که آن مختلف فیه باشد یعنی نزدِ بعضی[1] روا باشد و نزدِ بعضی روا نباشد پس مرید را آن باید کرد که پیر فرماید زیرا که او بر قولِ کسی حکم کرده باشد اگرچه بعضی را درو اختلاف باشد امّا مرید را بر اشارتِ پیر کار باید کرد۔

آنگاه همدرین معنی فرمود که این کس که با یکی سخنی می گوید یا شفاعتی می کند و آن کس قبول نمی کند این معنی را بر آن حمل باید کرد که وقت نبود یا این کس ندانست، گفت چیزی گنه از طرفِ خود هم باید اندیشید شاید که همچنان باشد!

آنگاه فرمود که در اجودهن عاملی بود نگر والیِ آن موضع آن عامل را می رنجانید، آن عامل بخدمتِ شیخ الاسلام فریدالدّین آمد قدس الله سرّه العزیز و شفاعت التماس نمود۔ شیخ کسی را جانبِ والی فرستاد و سخنِ عامل را بگفت، والی همبران کارِ خود بود، بعد از آن شیخ آن عامل را گفت که من سخنی گفتم[2] و او نشنید نگر وقت نبود و نیز شاید بود که بر تو هم کسی شفاعتِ کسی کرده باشد و تو آن را نشنیده باشی! آنگاه آن والی بیامد و عذر خواست، شیخ عفو فرمود۔

همدرین معنیٰ عفو کردن و جُرمِ کرده ناکرده انگاشتن حکایت فرمود که شیخ الاسلام فریدالدّین را قدس الله سرّه العزیز نبیسه بود محمّد نام، او را همن می خواندندی

---

[1] ن: بعضی راویان
[2] ه: گفته فرستادم

و در دیر می بود، بخدمتِ شیخ رسانیدند که او شربِ خمر[۱] می کند. القصه چون او بخدمتِ شیخ آمد شیخ ازو پرسید که محمدا من همچنین رسانیده اند که تو شربِ خمر می کنی۔ گفت خیر، می کنم این معنی دروغ رسانیده اند۔ شیخ فرمود که همچنین خواهد بود که تو می گوئی، ایشان در[۲] دروغ رسانیده باشند۔ الغرض با[۳] او بخوشی درحدیث آمد و عذرِ او قبول کرد۔

بعدازان در معنی حکم کردنِ مشائخ و قبول کردنِ مرید حکایت فرمود که زالی بود هر بار درخانقاهِ شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمته الله علیه درآمدی و صحنِ خانقاه را جاروب زدی۔ چند بار همچنین کرد۔ شیخ ازو پرسید که مقصود ازین خدمت چه داری بگو تا غرض تو حاصل کنم۔ زال گفت غرضی[۴] دارم چون وقت خواهد آمد عرض خواهم داشت۔ القصه[۶] آن زال همچنان خدمتِ خود بجای می آورد تا روزی جوانی صاحب جمالی[۵] بخدمتِ شیخ آمد، و[۷] آن زال بیامد و بخدمتِ شیخ بایستاد و گفت که این ساعت وقت است که التماسِ خود اظهار کنم۔ شیخ فرمود بگو چه می گوئی؟ زال گفت که این جوان را بگو تا مرا درحبالهٔ خود آرد[۸]۔ شیخ متأمل شد با خود گفت که این عورت زال و نازیبا و این مرد جوان و خوب روی این معنی چگونه شود[۹]؟ درین میان خدمتِ شیخ درخلوت شد، سه شبان روز طعام و

---

[۱] ح: 'شاربِ خمراست' بجای 'شربِ خمر می کند' دارد
[۲] ف: 'حدیث دروغ می گویند' بجای 'دروغ رسانیده باشند' دارد
[۳] ه: 'با او خوش شد درحدیث آمد' بجای 'با او بخوشی درحدیث آمد' دارد
[۴] ح: عرضه داشتی    [۵] ن ح: جمال    [۶] ح: القصه
[۷] ه: کند، ح: درآرد    [۸] ه: باشد

شراب نخورد۔ بعد از سه شبانروز آن جوان را و آن زال را پیش خود[1] طلبید روی سوی آن جوان کرد و فرمود که این زال را در حبالۂ خود در[2] آر! جوان بطوع و رغبت قبول کرد۔ بعد ازان آن زال التماس نمود که شیخ فرمان دہد تا مرا جلوہ دہند چنانکہ رسمِ عروسان است[3]۔ شیخ فرمود که ہمچنان کنند و رسمِ ضیافت بجا آرند و راتبۂ که می پختند اضعافِ آن بکنند۔ آنگاہ زال التماس نمود که شیخ آن جوان را فرمان دہد تا مرا از زمین برگیرد و بدستِ خود بالای تخت برد۔ شیخ آن جوان را فرمود که ہمچنان کن، جوان آن زال را از زمین برداشت، درین میان زال خدمتِ شیخ را گفت که چون این جوان مرا در نظرِ شما از خاک برداشت شیخ او را فرمان دہد تا مرا باز بر خاک نیندازد یعنی این کار بوفا رساند و پشت ندہد! القصہ شیخ ہمچنان حکم کرد و آن جوان قبول کرد۔ فی الجملہ این حکایت فرمود در معنیٔ قبول کردنِ فرمانِ پیر مریدان را۔

بعدہٗ حکایتِ شیخ الاسلام فریدالدین افتاد قدس اللہ سرہ العزیز فرمود که من بقدرِ[4] دوازدہ سالہ بودم کم وبیش، لغت می خواندم، مردی بود که او را ابوبکر خرّاط گفتندی و ابوبکر قوّال ہم گفتندی۔ او بخدمتِ استادِ من بیامد مگر او از طرفِ ملتان آمدہ بود۔ او حکایت کرد که پیشِ شیخ بہاء الدین زکریا رحمتہ اللہ علیہ سماع کردہ ام، و قتی این قول بخدمتِ او می گفتم ؎

---

[1] ن: 'خود' ندارد
[2] ۂ: 'در' ندارد
[3] ن: باشد
[4] ۂ: بقیاس

بکُلِّ[1] صبحٍ و کُلِّ اشراقٍ تبکیکَ[2] عینی بدمعِ مشتاقٍ
قد لسعت حیّۃُ الھوی کبدی فلا طبیب لھا ولا راقٍ

دو مصراع دیگر یاد نماند، شیخ یاد کرد ؎

اِلّا الحبیبُ الّذی شُغِفتُ بہٖ فعندہٗ رُقیتی و تریاقی

ترجمۂ ابیات اینست ؎

از مارِ غمش گزیدہ دارم جگری کورا نکند ہیچ فسونی[3] اثری
جز دوست کہ من شیفتۂ عشقِ ویم افسونِ علاجِ من چہ داند دگری!

بعد ازان مناقبِ شیخ بہاء الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ گفتن گرفت کہ آنجا ذکر چنین باشد و تعبّد چنین و اوراد چنین، کنیزکان کہ آرد آس می کنند ہم ذکر می گویند، این و مانند این بسیار می گفت، این معنی ہیچ در دلِ من نہ نشست۔ بعد ازان حکایت کرد کہ ازانجا در اجودھن آمدم شاہی را دیدم چنین و چنین! الغرض چون مناقبِ شیخ فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز در گوشِ من افتاد مرا یک محبّتی و ارادتی بصدق در دل متمکّن شد[4] تا چنان شد کہ بعد از ہر نمازی دہ بار می گفتم "شیخ فرید الدین" و دہ بار می گفتم "مولانا فرید الدین" پس این محبّت بغایتی رسید کہ جملہ یارانِ مرا ازین معنی[5] خبر شد تا چنان شد کہ اگر از من سخنی پرسیدندی و خواستندی کہ سوگند دہند گفتندی سوگندِ شیخ فرید بخور!

---

[1] در ہر سہ نسخہ: کُلّ [2] ن: بحبّک ح: تبکی رسالہ سپہ سالار: تبکِ [3] ن: فسونگر
[4] : گشت [5] ح: حال

القصه بعد از آن عزیمتِ دهلی شد، پیری عزیزی بو عوض نام همراه شد۔ در اثنای راه که اگر جائی خوفِ شیر یا خوفِ دزد[۱] بودی او گفتی ای پیر حاضر باش! ای پیر ما در پناهِ تو ایم! من از وی پرسیدم که تو این پیر کرا می گوئی؟ گفت شیخ فریدالدین را نوّر اللّٰه مرقده۔ خواجه ذکره اللّٰه بالخیر فرمود که یک شوقی و قلقی[۲] دیگرم مؤکد شد۔ درین راه مردی دیگر هم[۳] همراه شد که او را مولانا حسین خندان گفتندی، مردی نیک بود۔ آنگاه چون بدهلی آمده شد قضا را در جوارِ خانهٔ شیخ نجیب الدین متوکل فرود آمده شد رحمة اللّٰه علیه مقصود ازین حکایت این مقرر شد که چون خدا تعالیٰ این دولت روزی می کند[۴] این چنین اسباب پیدا می شود[۵]!

لختی حکایتِ شیخ فریدالدین افتاد قدس اللّٰه سره العزیز و ذوق گرفتن ایشان از سماع، فرمود که وقتی ایشان خواستند که سماع بشنوند۔ گوینده[۶] حاضر نبود۔ بدرالدین اسحاق را علیه الرحمة والرضوان فرمود که آن مکتوب که قاضی حمیدالدین ناگوری رحمة اللّٰه علیه فرستاده است بیار۔ بدرالدین برفت و خریطه که درو مکتوبات[۷] و رقعات جمع کرده بودند پیش نهاد و دست انداخت۔ اوّل همان مکتوب بدست آمد آن را بخدمتِ شیخ آورد، شیخ فرمود که بایست بخوان! بدرالدین بایستاد آن مکتوب خواندن گرفت، در

---

۱ح: دزدی

۲ن: ذوقی

۳ن و ه: 'هم' ندارد

۴ن و ح: 'خواست کرد' بجای 'می کند' دارد

۵ن: 'شد' بجای 'می شود' دارد

۶ه: قوّال

۷ح: مکتوب

مکتوب همچنین نبشته که فقیر حقیر ضعیف نحیف محمّد عطا که بندهٔ درویشان است و از سر[1] و دیده خاک قدم ایشان شیخ چون این قدر بشنید یک حالی و ذوقی پیدا شد! بعد از ان این رباعی هم یاد کردند که دران مکتوب بود، رُباعی

آن عقل کجا که در کمالِ تو رسد — وان روح کجا که در جلالِ تو رسد
گیرم[2] که تو پرده برگرفتی ز جمال — آن دیده کجا که در جمالِ تو رسد

خواجه ذکره الله بالخیر از نسبتِ این مکتوب فرمود که وقتی شیخ بدرالدّین غزنوی رحمته الله علیه هم نامهٔ بخدمت شیخ نبشته بود و نظمی هم در قلم آورده. خواجه ذکره الله بالخیر سه چهار بیت بخواند، بنده را این دو بیت یاد مانده است ے

فرید دین و ملت یارِ مهتر — که بادش در کرامت زندگانی
دریغا خاطرم گر جمع بودی — بمدحش کردمی شکّر[3] فشانی!

لختی سخن[4] دران افتاد که شیخ قطب الدّین بختیار اوشی و شیخ جلال الدّین تبریزی رحمته الله علیهما در خانهٔ شیخ قطب الدین مهمان خواست[5] آمد، شیخ قطب الدّین قدس الله سره العزیز استقبال نمود از خانهٔ خود بیرون آمد، و خانهٔ شیخ بر سر حدودِ کهتر[6] بوده است،[7] از انجا بیرون آمد در کوچهٔ شارع نرفت در کوچهای باریک می رفت. شیخ جلال الدین قدس الله سره العزیز نیز که می آمد در شارع نیامد همدرین کوچهای تنگ می آمد هر دو باهمدگر[8] ملاقی شدند،

---

[1] ه: از سر تا قدم' بجای' از سر و دیده' دارد — [2] ح : دیدم
[3] ن: گوهر — [4] ه: حکایت — [5] ن: آمد بخواست
[6] ن ' سر حدِ کیلوکهری ' بجای ' سر حدودِ کهتر ' دارد — [7] یعنی کا تہیر (کتھیر)
[8] ن 'بایکدیگر ' بجای ' باهمدگر ' دارد

و[1] یک نوع دیگر ملاقات کردنِ ایشان را نیز حکایت فرمود که وقتی در مسجد ملک عزّ الدین بختیار که هم پیشِ گرمابهٔ اوست این هر دو بزرگ یکجا شدند رحمۃ اللہ علیہما رحمۃً واسعۃً

# مجلسِ بست و سوم

دو[2] شنبه یازدهم ماهِ مبارک ذی الحجّہ سنۃ المذکور سعادتِ پابوس[3] بدست آمد چون ایامِ تشریق بود در خدمتِ بندگی مخدومِ جهانیان رفته شد تا شرفِ مصافحت[4] حاصل گردد. چون بخدمتِ مخدوم پیوسته شد از حالِ نماز پرسید، و درین عید بارانی صعب بود و قدری ژاله هم، بیشتر خلق به نماز نرسیده بود بنده هم نرسید. القصه چون خواجه ذکرہ اللہ الخیر این معنی را استطلاع فرمود عرضه افتاد که بنده به نماز نرسیده، فرمود که آری بیشتر خلق نرسیدند. آنگاه فرمود که من هم یک رکعت گزاردم در دوم رکعت باران گرفت بعدازان چون نماز تمام شد خطیب ماند و دعاگوی و خلق بازگشتند.[5] درین میان بنده عرضداشت کرد که اگر درین عید بمانعی نماز میسّر نشود روا باشد که دوم روز بگزارند؟ فرمود آری درین عید اگر نماز میسّر نشود دوم روز بگزارند و سوم روز هم روا باشد، امّا در عیدِ فطر اگر میسّر نشود دوم روز نگزارند. آنگاه بر لفظِ مبارک

---

[1] ه: یک نوع ملاقات ایشان را این بود' بجای' و یک نوع دیگر ملاقات کردنِ ایشان را' دارد

[2] ه: یک شنبه

[3] ح: دست بوس

[4] ه: مجالست

[5] ح: گشت

راند که مرا درین عید در خاطر می گذشت که اگر باران بیشتر شود چنانکه نماز نتوان گزارد دوم روز بگزاریم اما چون همه خلق آمده بود و خطیب نماز گزارده شد۔ بعد ازان فرمود که نمازِ استخاره که هر روز می گزارند برای خیریت آن روز است و هر جمعه که هم بگزارند برای خیریتِ آن هفته و روزِ عید هم بگزارند برای خیریتِ همه سال؛ بنده عرضداشت کرد که درین عید و با دران عید ؟ فرمود تا هر عیدی که هست بگزارند۔

# مجلسِ بست و چهارم

شنبه یازدهم ماهِ محرم سنه ست عشر و سبعمائة سعادتِ دست بوس حاصل شد۔ بنده آن روز خردکی را از اعزه پیش برد و عرضداشت کرد که این را به قرآن خواندن می[1] فرستم اوّل بخدمتِ مخدوم آورده شده است تا ببرکتِ نظرِ مخدوم و نفسِ مبارکِ[2] ایشان خدای تعالیٰ او را قرآن روزی کند! دعای خیر ارزانی داشت بعد ازان تخته بدستِ مبارک گرفت و بنوشت بسم اللہ الرحمن الرحیم رَبِّ یَسِّرْ وَلَا تُعَسِّرْ آ ب ت ث ج ' آنگاه این حروف را بزبانِ مبارکِ خود تلقین فرمود۔

آنگاه از نسبتِ این حال حکایت فرمود که در حدیث آمده است که قومی باشند که ایشان را زنجیر کشان در بهشت برند! بعد ازان فرمود که درین حدیث سه قول است یک قول اینست که آن قوم همین اطفال اند که ایشان

---

[1] ح : آن [2] ن : 'فرستاده می شود' بجای 'می فرستم' دارد
[3] ن : 'پاک' بجای 'مبارکِ ایشان' دارد

را بجبر پیشِ معلّم می برند اگرچه ایشان را بغایت دشوار می آید[۱] بسته در مسجد می برند بعد ازان بتدریج از حروف به معنی می رسند و از معنی به مُخّ معنی و ازانجا پیشتر[۲]، و یک قول دیگر آنست که آن قوم بُندگان اند که ایشان را زنجیر کشان از دار[۳] حرب در دارِ اسلام می آرند- آنگاه چشم پُرآب کرد و فرمود که قولِ سوم آنست که فردای قیامت آمنّا و صدّقنا طائفه را از محبّانِ حق فرمان شود که در بهشت در روید! ایشان گویند ما ترا بجهتِ بهشت و دوزخ نه پرستیده ایم ما ترا به محبّتِ تو پرستیده ایم! فرمان آید که همچنین است امّا وعدهٔ دیدار و وعدهٔ وصال در بهشت است آنجا روید تا وعده بوفا رسد! هم ایشان نروند، بعد ازان ملائکهٔ مقرب[۴] را فرمان شود تا زنجیرهای نور در گردنِ ایشان کنند و کشان در بهشت برند و[۵] الحمد لله رب العلمین

# مجلس بست و پنجم

سه شنبه سوم ماهِ صفر ختم الله بالخیر والظفر سنة المذکور دولتِ پائبوس بدست آمد- سخن در قناعت افتاد و غلو نامودن در طلبِ دُنیا، فرمود که مولانا حافظ الدّین که کتابهای ازو رسیده است چون کافی و شافی در انجا یاد کرده است که سگ را

---

۱- ح: نماید

۲- ح و ه: بیشتر و بیشتر

۳- ح و ه، 'دار' ندارد

۴- ه: مقرّبین

۵- ن و ح: 'والحمد لله رب العلمین' ندارد

شکار کردن می آموزند چون سه بار شکار می گیرد و خصم را می رسانند[1] آن را مُعَلَّم می گویند و یوز را هم شکار می آموزند ولی یوز را برگذرِ شکاری می دارند تا چون شکاری نزدیک می آید یوز را می گذارند یوز بر می جهد و شکار می گیرد بر خلافِ سگ که او را دویدنی[2] تمام است و دور و دراز میدود دنبالِ شکاری؛ القصّہ اینجا آن بزرگ نبشته است که مردم می باید که چند خصلت از یوز بیاموزد یکی آنکه در پیٔ رزق همچو سگ ندود اگر چیزی پیشِ او رسد آن را قابض شود دیگر یوز چون قصدِ صید کند اگر شکاری بدست آید بنشیند و اگر نه دنبال نکند و بسیار ندود، مردم هم می باید که اگر طلب نماید بمقدار نماید طلب سخت نکند و دوادو بسیار نکند و دیگر اگر یوز کاهلی می کند سگ را می آرند و در مقابلِ او چوب می زنند تا یوز بترسد، مردم هم می باید که همچنین انتباه از دیگری گیرد، ببیند بر دیگری چه می رود هم از اینجا انتباه گیرد[3] از ناکردنیها متنبه[4] شود!

# مجلسِ بست و ششم

شنبه بستم ماهِ ربیع الاوّل سنه مذکور دولتِ پابوس میسّر شد۔ دران روز مردی را در جماعت خانه گرفته بودند با کارد بهم، والله اعلم تا که بود و چه بود؟ چون خدمتگاران او را بگرفتند و خدمتِ خواجه را ذکرہ الله بالخیر ازان حال خبر شد

---

[1] ن: آورد

[2] ہ: 'دویدنی دور و دراز باشد' بجای 'دویدنی تمام ..... میدود' دارد

[3] ن و ح: 'انتباه گیرد' ندارد [4] ح: تنبیه

نگذاشت که او را جائی بزند یا[1] کلفتی رساند. او را پیش طلبید و فرمود که عهدِ خدای بکن که با هیچ مسلمانی غدر نکنی با او عهد کرد. خواجه ذکره اللہ بالخیر او را آزاد کرد و خرچی هم بداد. چون بنده در روزِ مذکور بخدمت پیوست درین معنی[2] ذکری افتاد ملائمِ این احوال حکایت فرمود که روزی شیخ الاسلام فریدالدین قدس اللہ سره العزیز نمازِ بامداد گزارده بود، مشغول شده سر بر زمین نهاد و مستغرقِ شغل شد و بدین[3] هیئات بسیار بودی، الغرض همبران شکل سر بر زمین نهاده بود و مشغول شده، مگر هوای زمستان بود پوستینی بیاوردند و بر وجودِ مبارکِ او انداختند، هیچ خدمتگاری آنجا نبود همین من بودم و بس، درین میان یکی درآمد و بآوازِ بلند سلام بگفت چنانکه شیخ را از وقت ببرد. شیخ همچنان سر بر زمین بود و پوستین درو پوشانیده گفت اینجا کیست؟ خواجه ذکره اللہ بالخیر فرمود که من آواز دادم و گفتم که منم. بعد ازان شیخ فرمود که این کس که آمده است ترکی[4] هست میانه بالا زردگونه؟ من دران مرد دیدم همبران هیئات بود! جواب دادم که آری همچنانست، بعد ازان شیخ فرمود که زنجیری در میان دارد؟ من درو دیدم همچنان بود! گفتم آری دارد. باز فرمود که در گوشش چیزی دارد؟ من درو دیدم همچنان بود! گفتم آری حلقه دارد، و درانچه من درو می دیدم و جواب باز می دادم او متغیر می شد. این بار که گفتم آری حلقه در گوشش دارد شیخ فرمود که او را بگو که برو پیش ازانکه

---

[1] ن: 'یا آفتی' بجای 'و کلفتی' دارد [2] ح: معنی

[3] ح: برین [4] ه: کسی است [5] س: تنکی

فضیحت نشده؟ چون این بار جانبِ او دیدم او خود پیش ازان رفته بود!

هم در مجلسِ مذکور این حکایت فرمود که مردی بود در[1] غزنین او را مولانا حسام الدّین گفتندی نبیرهٔ شمس العارفین بود رحمتہ اللہ علیہ او مریدِ خواجه اجل شیرازی بود قدس اللہ سرہ المبارک روزی این مولانا حسام الدّین و یک مرید[2] دیگر در پیشِ خواجه اجل ایستاده بودند۔ خواجه در ایشان دید و در آسمان نگریست و باز در ایشان دید بر لفظِ مبارک راند که این ساعت بر قامتِ یکی از شما دو تن خلعتِ شهادت دوختند! چون هر دو از پیشِ خواجه بیرون آمدند با همدیگر گفتند که داند که ازمیانِ ما دو تن این سعادت کراست؟ این مولانا حسام الدّین مذکّر بود دران چند گاه روزی تذکیر کرده بود و از منبر فرود آمده بود خلقی گرد آمدند و دست می بوسیدند، یکی بیامد[3] ازان میان و کاردی بکشید و مولانا را شهید کرد و درانچه او را در خانه می بردند رمقی مانده بود، یکی را جانبِ آن بارِ خود فرستاد و گفت آن خلعت مرا رسید!

## مجلسِ بست و هفتم

شنبه[4] بست و هفتم ماهِ ربیع الاوّل سنة المذکور بسعادتِ دست بوس رسیده شد۔ سخن در برکتِ قرآن افتاد و حفظِ آن، فرمود که در بداؤن

---

[1] ه: از [2] ح: مرد

[3] ح: 'یکی ازان میان' بجای 'یکی بیامد ازان میان' د' دارد ن: 'یکی ازمیان'

[4] ن: یکشنبه

مردی بود قرآن بهفت قرأت یاد داشت و در غایتِ صلاحیت بود و صاحبِ کرامت و غلامِ هندو[1] بود او را شادی مقری گفتندی، یک کرامتِ او آن بود که هرکه یک تختهٔ از قرآن پیشِ او خواندی خدای تعالیٰ او را تمام قرآن روزی کردی من هم پیشِ او یک سیپاره خوانده ام ببرکتِ آن قرآن یاد شد، الغرض آن شادی مقری را خواجهٔ بود ساکنِ لهاور، او را خواجگی مقری گفتندی، بس بزرگ بود! القصه وقتی یکی از لهاور در بداؤن آمد، شادی مقری از وی پرسید که خواجهٔ من سلامت هست؟ وخواجهٔ او وفات یافته بود آن آینده خبرِ وفات نگفت، گفت آری خواجهٔ تو سلامت است! بعد ازان احوالِ لهاور حکایت کردن گرفت که بارانها سخت بارید و خانها خراب شد و یکبار آتش گرفت و چندین خانها بسوخت و خرابیها شد ـ چون آن آینده این حکایت[2] تمام کرد شادی مقری گفت مگر خواجهٔ من نماند! گفت آری پیش ازان برحمتِ حق پیوسته بود واللّٰه[3] اعلم

## مجلسِ بست و هشتم

یک شنبه بیستم ماهِ ربیع الآخر سنه مذکور سعادتِ پائبوس حاصل شد، سخن در طائفهٔ سست اعتقاد افتاد و در بابِ کسانی که بزیارتِ کعبه روند

---

[1] ح: هندی    [2] ن: خبر    [3] ح: ”واللّٰه اعلم“ ندارد

و چون باز آیند بکارِ دُنیا مشغول شوند ۔ بندہ عرضداشت کرد کہ بندہ را عجب از طائفہ آید کہ بخدمتِ مخدوم پیوند کردہ باشند و باز بطرفی[۱] روند! آن زمان کہ این سخن عرض[۲] افتاد، ملیح کہ یارِ بندہ است حاضر بود ۔ بندہ عرضداشت کرد کہ این شکستہ ازین ملیح کہ یارِ من است وقتی سخنی شنیدہ است و آن در دلِ من کارکردہ است و آن سخن اینست کہ او گفتہ است کہ حج کسی رود کہ او را پیر نباشد! خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر، چون این سخن بشنید چشم پُر آب کرد و این مصراع بر زبانِ مبارک راند ع[۳] آن رہ بسوی کعبہ بَرَد و[۴] این بسوی دوست،

بعد ازان فرمود کہ بعد از نقلِ شیخ الاسلام فریدالدین قدس اللہ سرہ العزیز مرا اشتیاقِ حج عظیم غالب شد ۔ گفتم باری در اجودھن بروم بزیارتِ شیخ، القصہ چون بزیارتِ شیخ الاسلام رسیدم آن مقصود مرا حاصل شد مع شیءٍ زائد، بارِ دیگر ہمین[۵] ہوس باعث آمد باز بزیارتِ شیخ رفتم آن غرض حاصل شد[۶]!

## مجلسِ بست و نہم

یک شنبہ یازدہم ماہ جمادی الاولی سنہ مذکور دولتِ پائبوس میسّر شد ۔

از حضرتِ رسالت حکایت فرمود کہ شبی رسول علیہ السلام در خواب دید کہ چاہی

---

۱؎ ہ: ہر طرفی
۲؎ ہ: 'عرضداشت شد' بجای 'عرض افتاد' دارد ن: 'عرضہ می افتاد'
۳؎ نسخہ بدلی: این رہ بسوی کعبہ رود وان بسوی دوست (اخبار الاخیار)
۴؎ ح: 'وین' بجای 'و این' دارد
۵؎ ن: 'ہم چنین' بجای 'ہمین ہوس' دارد
۶؎ ح و ہ: بود

هست و دلوی بالای آن و آن چاه قلیب بود یعنی همین کافته بودند و آبی پیدا شده و عمارتی نداشت چنانچه گرداگرد چاه از سنگ و خشت عمارت کنند آن نبود و این چنین چاه را قلیب گویند و چاهی که عمارت کرده باشند و تکلفی و احتیاطی درو کرده آن را طوی گویند۔ القصه رسول علیه السلام در خواب آنچنان چاه قلیب بدید و دلوی بالای آن، آن دلو بگرفت و قدری آب کشید، بعدازان دست بداشت، بعدازان ابوبکر صدیق را دید رضی الله عنه که بیامد و دلوی دو سه بکشید و ضعفی دید در ابوبکر، بعدازان عمر خطاب را دید رضی الله عنه که بیامد و ده دوازده دلو بکشید و آن دلو بزرگ شد و غرب شد، دلو بزرگ را غرب گویند، ازان آب بسیار کشید و مبلغی زمین را آب داد۔ خواجه ذکره الله بالخیر فرمود که مقصود ازین حکایت آنست که غرض از چاه آب است اگر چاه را عمارت کنند یا نکنند و تکلفی کنند یا نکنند مراد از چاه آب باشد یعنی در هر کاری مقصود آن کار باید[1] بود!

درین میان یکی از حاضران سلامی رسانید از مریدی که او را محمد گوالیوری[2] گویند خواجه ذکره الله بالخیر فرمود که آری می دانم او مردی عزیز است، وقتی از من می پرسید که مجرد بودن بهتر است یا متاهل، من گفتم که عزیمت تجرید است و رخصت تاهل، اگر کسی با حق چنان مشغول باشد که او را ازان احوال هیچ گاه در خاطر نیاید و نداند که آن معنی چیست هر آئینه چشم و زبان و جوارح او محفوظ ماند او را مجرد باید بود

---

[1] ن: 'باید' ندارد

[2] ن: ترجمه برہان: گوالیری

و اگر کسی نتواند که چنان مشغول باشد و در دلِ او ازان احوال بگذرد او را متاہّل باید شد، اصل درین کار نیّت است چون نیّتِ او مشغول بحق شد در جوارح ہمان اثر کند و چون درونهٔ او دگر گون باشد در جوارح ہمان[1] اثر پیدا آید۔ از ذکرِ ابن محمّد گوالیوری حکایتِ عمرِ او افتاد که چند سال[2] است، ازانجا تاریخ نقلِ سلطان شمس الدّین یاد کردند۔ خواجه ذکره اللّٰه بالخیر این بیت بزبانِ مبارک راندے

بسالِ شش صد و سی و سه از ہجرت نماند شاهٔ جهان شمسِ دینِ عالمگیر

لختی سخن در آدابِ مریدان افتاد که چون خدمتِ پیر را وداع کنند بارِ دیگر پیش نروند مگر بعد ازان که ازان مہمّ و ازان سفر باز آیند۔ درین میان حکایت فرمود که یکی خدمتِ شیخ الاسلام فریدالدین قدس سرّہ العزیز وداع کرد، او را علی مکّی گفتندی، چون وداع کرد در سوادِ قصبهٔ اجودهن فرود آمد، دوم روز مگر ہمراہانِ او را مقام شد او بخدمتِ شیخ باز آمد۔ شیخ فرمود که تو دیروز وداع کردی و رفتی امروز چه[3] باز آمدی؟ گفت امروز ہمراہان مقام کردند من باز آمدم۔ شیخ فرمود مرحبا! چون شب در آمد باز بیرون رفت و در میانِ قافله بود۔ دوم روز نیز ایشان را مقام شد[4]، باز این علی بخدمتِ شیخ آمد۔ شیخ فرمود امروز چه[5] باز آمدی؟ علی صورتِ حال باز گفت تا سوم روز ایشان را مقام افتاد و او بخدمتِ شیخ باز آمد۔ روزِ سوم خدمتِ شیخ یکی را فرمود که دو نان بیار۔ چون دو نان بیاوردند

---

[1] ح: 'اثرِ آن پیدا شود' بجای 'ہمان اثر پیدا آید' دارد

[2] ح و ک: ساله

[3] ک: چون

[4] ک: افتاد

[5] ن: 'چرا' بجای 'چه باز' دارد

آن دو نان علی را بداد و او را روان کرد۔ چون برفت پیش بخدمت شیخ نیامد[1]!

لختی حکایتِ این علی مکّی افتاد۔ فرمود که مردی نیک بود و بابرکت، بارہا گفتی که خدایا مرا جائی مرگ دہی که نه در شہر خود باشم و نه بدان جائی که نیّت دارم یعنی ہم درمیانِ راہ چنان که کسی مرا نداند و نشناسد درچنان جای مرا مرگ دہی! بعدازان خواجه ذکرہ اللہ بالخیر فرمود که او بجانبِ بداؤن روان شده بود، در اثنای راه او را زحمتی شد، چون او از قصبهٔ بجلانه[2] بیرون آمد زحمتِ او صعب تر شد، پیش ازانکه به بداؤن رسد ہمدران حدود برحمتِ حق پیوست و ہمدران زمین مدفون شد!

ہم از تقریرِ این علی مکّی حکایت فرمود که ازو شنیدم که می گفت من وقتی در کرمان غریب[3] بودم و در کرمان قاضی بود، او روزی جمعیتی کرد اکابر و صدورِ شہر و معارف را بطلبید، درویشی زرد حالی ضعیفی دران دعوت حاضر بود، اگرچه او را نطلبیده بودند امّا او شنیده که درخانهٔ[4] قاضی دعوتی است، درآمد و بگوشهٔ بنشست۔ چون سماع در دادند آن درویش را جنبشی پیدا شد، برخاست تا رقص کند، قاضی را تصدّر و نفس زحمت داد او می خواست که صاحب صدری یا بزرگی اوّل برخیزد این درویش چرا باید که اوّل برخیزد۔ بانگ بر درویش زد و گفت

---

[1] ح و ق : نرسید

[2] ن : بخلانه، ح : بحلانه، ترجمهٔ بریان : بچلانه

[3] ن : غریبی

[4] ح و ق : 'درین خانه' بجای 'درخانهٔ قاضی' دارد

ای درویش بنشین! درویش[1] در خاطر طیره گونه شده برفور بنشست، ساعتی شد سماع گرم تر شد، قاضی برخاست، همین که قاضی برخاست درویش بانگ بر قاضی زد و گفت قاضی بنشین! این سخن بر نوعی گفت که هیبتی در دل قاضی و[2] در دلِ حاضران در آمد، قاضی برجای خود نشست. القصه چون آن سماع آخر رسید خلق بازگشتند[3]، آن درویش هم برفت[4] قاضی برجای خود نشسته ماند هرچند که خواست برخیزد نتوانست، مدّتِ هفت سال همچنان مقعد بماند. بعدازان پس از مدّتِ هفت سال آن درویش باز آمد، او می دانست که کاری کرده ام بیامد قاضی را دید ضعیف شده و بریخته همین صورت مانده است، آن درویش بیامد و پیشِ قاضی بایستاد و گفت قاضی برخیز! قاضی هیچ[5] نجنبید. بارِ دگر گفت قاضی برخیز! قاضی همچنان نشسته ماند. بارِ سوم درویش گفت هلا همچنین نشسته باش و همچنین بمیر! این بگفت و بیرون آمد[6]. بعدازان قاضی او را بجای آورد و کسان دوانید تا او را باز آرند، هیچ جا نیافتند و قاضی همبران حال بمُرد!

# مجلس سی ام

چهارشنبه بست و هشتم ماهِ جمادی الاُولی سنه مذکور سعادتِ

---

[1] ه: درویش در نظرِ حاضران بطره گشت هم برفور، بجای ‹درویش درخاطر . . . برفور› دارد

[2] ن و ه: ‹در دلِ قاضی و› ندارد [3] ه: بازگشت

[4] ح: ‹همچنان نشسته ماند› بجای ‹هیچ› دارد [5] ح و ه: رفت

پابوس بدست آمد۔ بندہ را پرسید که نمازِ جمعه کجا می گزاری؟ بنده گفت که در مسجدِ آدینه کیلوکهری می گزارم ولی بخدمتِ مخدوم مزاحمت نمی آرم چه آن روز غوغای عوام بسیار می[1] باشد۔ فرمود که من گفته ام که یارانِ خاص که بر من در خانه می آیند ایشان را حاجت نیست که در انبوه ها مرا مزاحم شوند۔

از نسبتِ این که در چنین مواضع[2] مزاحمت نباید نمود حکایت فرمود که مولانا برهان الدین نسفی رحمته الله علیه دانشمندی کامل حال بود، اگر شاگردی بخدمتِ او بیامدی تا چیزی بخواند او گفتی که اوّل با[3] من سه شرط بکن تا ترا چیزی بیاموزم۔ ازان سه شرط شرطِ اوّل آنست که طعام یک وقت خوری، هر طعامی که ترا خوش آید و آنچه مطبوعِ تو باشد باید که یک[4] بار خوری و یک وقت تا وعای علم خالی ماند۔ شرطِ دوم آنست که ناغه نکنی، اگر یک روز ناغه کردی دوم روز من ترا سبق نگویم، شرطِ سوم آنست که چون در راهی مرا پیش آئی در راه همین سلام کنی و بگذری دست و پای افتادن و تعظیم زیادت در میانِ راه[5] نکنی!

چون این حکایت تمام شد بعد ازان فرمود که بر من خلق می آید و روی به زمین می آرد، چون پیشِ شیخ الاسلام فریدالدّین و شیخ قطب الدّین قدس الله روحهما العزیز منع نبود من هم منع نمی کنم۔ درین میان بنده عرضداشت کرد که

---

[1] ح: 'می شود' بجای 'می باشد' دارد

[2] ه: موضعی [3] ح و ه: بر

[4] ه: 'یک وقت خوری و یک بار نخوری تا شکم خالی ماند' بجای 'یک بار... ماند' دارد

[5] ن: 'نباشد' بجای 'راه نکنی' دارد

این کس که پیشِ مخدوم می آید و روی بر زمین می آرد دران او را مزیدی حاصل می شود و نفسِ او می شکند امّا مخدوم بزرگ کردهٔ خدایست عزّ و جلّ - بزرگیٔ او[1] بخدمت کردنِ مرید متعلق نیست!

بعد ازان خواجه ذکره الله بالخیر درین باب حکایت فرمود که درین روزهای گذشته یکی آمده بود، مردی بزرگ زاده بود سیاحت کرده و شام و روم دیده، چون بیامد و بنشست درین میان وحید الدّین قریشی در آمد و چنانچه رسمِ خدمتگاران است خدمتی کرد و سر بر زمین نهاد - آن مرد که نشسته بود بانگ بزد و بگفت که مکن سجده جائی نیامده است! ازین بابت عربده کردن گرفت من نخواستم که با[2] او مجیب شوم - چون سخن بسیار شد و درین باب غلو کرد این قدر با او گفتم که بشنو علیه مکن که هر امری که فرض بوده باشد چون فرضیّت برخیزد استحباب[3] باقی می ماند چنانچه روزه های ایامِ بیض و ایامِ عاشورا بر اُممِ ماضیه فرض بود، در عهدِ رسول علیه السّلام چون روزهٔ ماهِ رمضان فرض شد آن فرضیّتِ ایامِ بیض و ایامِ عاشورا برخاست امّا استحباب باقی ماند، آمدیم در سجده در میان اُممِ ماضیه مستحب بود چنانچه[4] رعیّت مر بادشاه را و شاگرد مر استاد را و امّت مر پیغمبر را سجده می کردند، چون عهدِ رسول علیه السّلام شد آن سجده برخاست اکنون اگر استحباب رفت اباحت ماند اگر مستحب نباشد مباح باشد، بر مباح نفی و منع کجا آمده است

---

[1] ن : مخدوم [2] ح و ھ : 'با او' ندارد

[3] ھ : استحباب صرف [4] ن : چنانکه

یکی با من بگو ہمین انکارِ صرف چه کار است[1]؟ چون این قدر گفتم او ساکت بماند ہیچ جواب نتوانست گفت. خواجه ذکره الله بالخیر چون این حکایت تمام کرد فرمود که من پشیمان شدم که چرا این قدر سخن گفتم شاید بود[2] که او[3] خسته دل شده باشد مرا نبایستی که بگفتمی، از دو چیز پشیمان شدم یکی آنکه چرا این سخن با او گفتم که او ملزم شد دوم چون او مسافر بود مرا می بایست که چیزی پیشِ او می آوردم اگر از جامه و سیم چیزی بدو می دادم نیکو بودی ازین دو چیز مرا پشیمانی آمد. بعد ازان در بابِ چیزی پیش آوردن فرمود که شیخ الاسلام فریدالدین قدس الله سره العزیز فرمودی که هرکه برین کس آید باید که این کس بچیزی پیش آید!

از نسبتِ این مباحثه حکایت فرمود که وقتی پیری بخدمتِ شیخ الاسلام فریدالدین قدس الله سره العزیز آمد و گفت که من بخدمتِ شیخ قطب الدین بختیار طیب الله ثراه بوده ام شما را آنجا دیده ام. شیخ او را نمی شناخت. چون او تعریف کرد آنگاه بشناخت. الغرض آن پیر یک جوانکی[4] را برابرِ خود آورده بود و آن پسرِ او بود. درین میان سخن در سخن افتاد آن پسرک بی ادب وار در بحث درآمد و گستاخ وار با شیخ بحث کردن گرفت چنانکه سخن بلند شد. شیخ هم سخن بلند کرد. خواجه ذکره الله بالخیر فرمود که من و مولانا شهاب الدین که پسرِ شیخ بود هردو بیرونِ در نشسته بودیم، چون غلبه گونه شد درون آمدیم، آن پسرک همچنان بی ادب وار سخن می گفت، مولانا شهاب الدین درآمد و آن پسرک را سیلی زد. پسرک طیره شد خواست که با مولانا

---

۱ ح: آید    ۲ ح: 'بود' ندارد

۳ ه: 'دلِ او خسته شده باشد' بجای 'او خسته دل شده باشد' دارد

۴ ح: جوانی

شهاب الدین بسفاهت درافتد، من دستِ آن پسرک بگرفتم، درین میان شیخِ کبیر قدس اللہ سرہ العزیز فرمود که صفا کنید، مولانا شهاب الدین جامگی نغز بیاورد و مبلغی سیم بدان پسر و پدر داد هردو خوشنود شدند و بازگشتند، و رسمِ شیخِ بزرگ آن بود که هر شب بعد از افطار مرا پیش طلبیدی و مولانا رکن الدین را و مولانا شهاب الدین گهی بودی گهی نبودی الغرض مارا طلبیدی و حکایت و ماجرای آن روز باز پرسیدی که امروز چه گذشت و چه حال بود تا آن روز بعد از افطار مرا و مولانا رکن الدین را طلبید و ماجرای آن روز باز پرسید، حکایتِ آمدنِ پیر و بحث کردنِ پسر او و ادب کردنِ مولانا شهاب الدین در افتاد۔ شیخِ کبیر می خندید۔ بعد ازان خواجه ذکرہ اللہ بالخیر فرمود که من عرضداشت کردم که درانچه آن پسرک خو است با مولانا شهاب الدین درافتد من این قدر کردم که دستِ او بگرفتم، شیخ بخندید و فرمود که[۱] نیک نیکو کردی!

# مجلس سی ویکم

چهارشنبه بست و چهارم ماهِ مبارکِ رجب سنه مذکور بدولتِ پائبوس رسیده شد۔ در روزهای گذشته بنده را انگشتِ پای پخته شده بود و دردمیکرد بسعادتِ آستانه بوسی نمی رسیدم امروز که آمده شد حکایتِ آن زحمت عرض[۲] افتاد۔ فرمود که نارو بود[۳] یا زحمتِ دیگر؟ بنده گفت نارو نبود یکایک انگشتِ پای

---

۱- ع: 'اینکه' بجای 'که نیک' دارد   ۲- ن: عرضه   ۳- ن: بوده است

ورم کرده بود و درد سخت[1] می کرد. فرمود که نارو گهی شده است؟ بنده گفت بیش ازین می شد امّا امروز پنج سال باشد که نشده است و آنچنان بود که وقتی بنده را زحمتِ نارو بوده است از حالِ آن زحمت بخدمت عرضداشته[2] بودم بر لفظِ مبارک رفته که دفعِ دُنبل را آمده است که اگر در سنّتِ نمازِ دیگر سورهٔ بروج بخوانند دُنبل نشود و چون نارو ازان قبیل[3] است امید باشد که آنهم نشود. بنده ازان روز باز سورهٔ بروج در سنّتِ نمازِ دیگر می خواند درین مدّت آن زحمت نشده است. بعد ازان عرض افتاد که هم از زبانِ مبارک شنیده شده است که در سنّتِ نمازِ دیگر چهار سوره می باید خواند یکی اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ و سه سورهٔ دیگر که متّصلِ آنست بنده آن را می خواند و چون بر لفظِ مبارک شما رفته است بنده در رکعتِ اوّل سورهٔ بروج می خواند بعد ازان سورهٔ اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ فرمود که نیکوست! آنگاه این معنی هم فرمود که در سنّتِ نمازِ دیگر ده بار سورهٔ وَالْعَصْرِ هم آمده است در رکعتِ اوّل چهار بار و در رکعتِ دوم سه بار و در رکعتِ سوم دو بار و در رکعتِ چهارم یک بار. بعد ازان فرمود که نماز پیوسته بجماعت می گزاری؟ بنده گفت آری مخلص[4] امامی حاصل شده است که پیوند بخدمتِ مخدوم دارد و جوانی صالح است. فرمود که محلوق است؟ بنده گفت خیر. فرمود که محلوق بهتر باشد زیرا که در غسلِ جنابت آن کس که موی دارد او را احتیاط[5]

---

[1] ح: 'بود' بجای 'می کرد' دارد [2] ح: عرضداشت کرده
[3] ن: 'ازمثالِ آنست' بجای 'ازان قبیل است' دارد [4] ح و ه: 'مخلص' ندارد
[5] ه: 'در احتیاط دشواری باشد' بجای 'احتیاط دشوار باشد' دارد

دشوار باشد که گر یک موی ناتر[1] شده ماند جنابت باقی باشد امّا مخلوق را نیکوست غسل بی شبه بجای می آرد!

بعدازان در منفعتِ مخلوق بودن فرمود که مردمان گویند که سه چیز است که خود باید کرد و دیگری را نباید آموخت یکی همین حلق است خود مخلوق باید شد و دیگری را نباید آموخت یعنی انتفاعِ او همین این کس را باشد، دوم شوربا پیش از طعام[2] آشامیدن[3]، سوم کفِ پای چرب کردن۔ بعدازان فرمود که این سخنی است که مردمان گویند امّا این چنین نباید بود، مردم باید که چنان باشد که[4] همچنان که او انتفاع می گیرد دیگران هم بگیرند۔

از نسبتِ این معنی حکایت فرمود که اعرابی بود که پیوسته دُعا کردی بدین عبارت اللّٰهم ارحمنی و محمداً ولا ترحم معنا احداً"

این خبر بحضرتِ رسالت صلی اللّٰہ علیہ وسلّم رسید۔ آن اعرابی را فرمودند تحجّرت واسعًا۔ بعدازان خواجہ ذکرہ اللّٰہ بالخیر شرح فرمود که اگر کسی در صحرائی خواهد که برای خود خانه کند تحجّر کند سنگی چند بر طریقِ حد بنهد که این مقدار خانهٔ من خواهد بود، پس رسول علیه السلام او را بدین تمثیل آگاه کرد که رحمتِ[5] خدا تعالی عام است چرا همچنین دُعا می کنی که الٰہی مرا بیامرز و محمّد را و با ما یکی را نیامرز، گوئی تحجّر می کنی و تنگ می گیری، این لفظ بر زبانِ مبارک راند که قد تحجّرت واسعًا۔

---

[1] ن: 'ترناشده' بجای 'ناتر شده' دارد
[2] ن: افطار
[3] ه: خوردن
[4] ه: 'چنانکه' بجای 'که همچنان که' دارد
[5] ه: نعمتِ رحمت

# مجلسِ سی و دوم

شنبه دهم ماهِ مبارکِ رمضان سنه مذکور سعادتِ پابوس میسّر شد. آن زمان خواجه ذکره الله بالخیر از آفتاب در سایه می آمد. بر لفظِ مبارک راند که رسول علیه السلام فرمود عائشه را رضی الله عنها که در مقابلِ آفتاب منشین که طراوتِ رُوی را ببرد!

لختی حکایتِ شمس دبیر افتاد. بنده را پرسید که تو شمس دبیر را دیده بودی؟ بنده عرضداشت کرد آری بنده را با و نسبتِ قرابتی هم بود. فرمود که او لوائحِ قاضی حمید الدّین ناگوری پیشِ شیخ الاسلام فرید الدّین قدس الله سره العزیز خوانده بود، مردی نیک بود!

بعد ازان فرمود که شیخ کبیر چون افطار کردی بعد ازان مشغول شدی مشغول شدنیِ عظیم تا آنگاه که نمازِ خفتن در آمدی، از وقتِ افطار تا وقتِ نمازِ خفتن مسافتی[1] هست درین میان شمس دبیر قدری طعام بساختی و دو سه یار را طلب کردی و افطار کنانیدی تا وقتِ شیخ شود[2] من هم درین میان می بودم. آنگاه فرمود که این در مبدأ حال بود که او مفلس بوده است چون او را روزگاری شد بران آب نماند. بعد ازان بر لفظِ مبارک راند که اقبالِ دُنیا از آنهاست[3]!

---

[1] ح: مسافتی بعید

[2] ن: وقتِ افطارِ شیخ درآمدی، بجای 'وقتِ شیخ شود' دارد و 'وقتِ افطارِ شیخ شود'

[3] ن: آبهاست

لختی سخن در نمازِ تراویح افتاد. بنده را پرسید که نماز در خانه می گزاری یا در مسجد؟ بنده عرضداشت کرد که در خانه می گزارم امّا امامی صالح است. بعدازان فرمود که پیش ازین در مسجدِ جمعه در تراویح ختم بودی. بنده عرضداشت کرد که مولانا شرف الدین امام هر شب یک سیپاره بخواندی. خواجه ذکره الله بالخیر فرمود که آری من هم یک شب در عقبِ او نماز گزارده ام اگرچه آن شب باران بود و کوچها پُر خلاب بودند امّا من برفتم و نماز بگزاردم، نیک با راحت می خواند که مخارجِ حروف را چنانکه حقِ آنست نگاه می داشت. از نسبتِ این معنی حکایت فرمود که دانشمندی بود از سنام او را مولانا دولت یار گفتندی او هم نیک نیکو خواندی آنچنان خود کسی نتواند خواند.

آنگاه فرمود که من شش سیپاره پیشِ شیخ کبیر قدس الله سره العزیز خوانده ام و سه کتاب نیز خوانده ام یکی سماع دارم و دو خوانده ام، آن روز که عرضداشت کردم که من می خواهم تا قرآن پیشِ شما[1] بخوانم فرمود که بخوان، بعدازان روزِ جمعه تا وقتِ دیگر که فرصت بودی چیزی می خواندم، الغرض شش سیپاره پیشِ شیخ کبیر خوانده شد، چون من خواندن آغاز کردم مرا فرمود که الحمد لله بخوان، چون بخواندم تا در ولا الضالین رسیدم فرمود که ضاد همچنین بخوان که من می خوانم، هرچند خواستم که آن چنان خوانم که شیخ خواند نیامد. آنگاه فرمود تا چه فصاحت و بلاغت بود خدمتِ شیخ ضاد را به نوعی می خواندی[2] که هیچ کس را میسّر نشود! آنگاه فرمود که ضاد

---

[1] ه: بخوانم و یاد گیرم [2] ن: ادا کردی

خاص بر رسول علیہ السلام فرود آمده است دیگران را نبود. آنگاه فرمود که رسول را علیہ السلام رسول الضّاد گویند. آنگاه این لفظ یاد کرد که رسول الضّاد ای اُرسِلَ[1] علیہ الضّاد[2] واللہ اعلم

## مجلس سی و سوم

پنجشنبہ پانزدہم ماہِ مبارک رمضان سنہ مذکور بدولتِ پابوس رسیده شد. سخن در تراویح افتاد. فرمود که تراویح سنّت است و یک ختم در تراویح سنّت است خواه در یک شب خوانند[3] خواه در سی شب باید که یک ختم در تراویح بشنود. آنگاه بر لفظِ مبارک راند که تراویح سنّت است و جماعت سنّت است و یک ختم در تراویح سنّت است. بنده عرضداشت کرد که این سنّتِ رسول است علیہ السلام یا سنّتِ صحابہ رضوان اللہ علیہم؟ فرمود که سنّتِ صحابہ است، رسول علیہ السلام بروایتی سه شب گزارده است و بروایتی یک شب اما مداومتِ[4] این سنّت عمر خطّاب کرد رضی اللہ عنہ در عہدِ خلافتِ خود. یکی از حاضران پرسید که سنّتِ صحابہ را هم سنّت گویند؟ فرمود که در مذهبِ ما گویند امّا[5] در مذهبِ امام شافعی همان سنّت است که رسول صلی اللہ علیہ وسلم می کرد.

---

[1] س: اُنْزِلَ
[2] ن و ح: 'واللہ اعلم' ندارد
[3] ه: 'خوانند' ندارد
[4] ن: ملازمت
[5] ح: 'امّا امام شافعی همان سنّتِ رسول علیہ السلام را سنّت گویند' بجای 'امّا در مذهب .... می کرد' دارد

لختی حکایتِ امام اعظم ابو حنیفه کوفی افتاد رحمة الله علیه که او در ماهِ مبارکِ رمضان شصت و یک ختم کردی یک در تراویح و سی در روز و سی در شب. بعد ازان فرمود که او چهل سال نمازِ بامداد با وضوی نمازِ خفتن گزارد. آنگاه بر لفظِ مبارک راند که چندین علماء و دانشمندان بوده اند هیچ کس داند کجا شدند و که بودند[1] این حیات که باقی ماند سببِ حسنِ معامله آنست[2] و این حیاتِ معنوی است این را آسان نمی توان یافت. شبلی و جنید تا کی بوده اند مردم همچنین دانند که دی و پریروز بوده اند این همه سببِ حسنِ معامله است والله اعلم بالصواب[3]

## مجلسِ سی و چهارم

یک شنبه نهم ماهِ شوال سنة المذکور دولتِ پای بوس میسر شد. از بنده پرسید که از[4] کلماتِ من چنانکه می شنوی[5] می نویسی؟ بنده عرضداشت کرد که آری می نویسم. بر لفظِ مبارک راند که[6] این یاد می ماند عجب است! بنده عرضداشت کرد که همه یاد می ماند و آنجا که یاد نمی ماند و نیکو ضبط نمی شود بیاض می گذارم تا مگر کرتِ دیگر سماع افتد

---

[1] ه: 'که بوده اند و کی بوده اند' بجای 'کجا شدند و که بودند' دارد

[2] ن: اوست

[3] ح و ه: 'والله اعلم بالصواب' ندارد

[4] ه: این

[5] ه: 'می گویم' بجای 'می شنوی' دارد

[6] ن و ح: 'این که' بجای 'که این' دارد

بنویسیم چنانکه در مجلسِ گذشته می[1] فرمودند که وقتی رسول علیه السّلام عائشه را فرموده است که مقابلِ آفتاب منشین که طراوتِ روی را ببرد. بنده این را در دل داشت که بپرسد که[2] این حدیث چگونه است؟ بر لفظِ دُرربار راند که من این حدیث در کتابی ندیده ام امّا از مولانا علاءالدّین اصولی که استادِ من بود در بداؤن شنیده ام و او بس بزرگ و کامل حال بوده است!

ازینجا سخن در مناقبِ مولانا علاءالدّین افتاد. فرمود که او در غایت بزرگی بود، همین بود که دستِ کسی نگرفته بود اگر پیوند باکسی داشتی شیخی کامل حال بودی. بعدازان فرمود که وقتی که این مولانا علاءالدّین کودک بود در کوچهٔ از کوچهای بداؤن می گذشت شیخ جلال الدّین تبریزی رحمة الله علیه در دهلیزِ خانه نشسته بود، چون نظرِ او بر مولانا افتاد او را بخواند، جامهٔ که خود پوشیده بود او را پوشانید. خواجه ذکره الله بالخیر می فرمود که این همه اوصاف و اخلاقِ او از برکتِ آن بود!

آنگاه حکایت فرمود که این مولانا علاءالدّین کنیزکی داشت نوبره و زال و مواسی است نزدیکِ بداؤن که آن را کاتهیر[3] گویند مگر این کنیزک ازان مواس بوده است، روزی این کنیزک می گریست، مولانا علاءالدّین پرسید که چرا می گریی؟ گفت که پسری دارم ازو جدا مانده[4] ام. مولانا گفت اگر ترا بر سرِ حوض برم که یک کروهی ازین شهر است و بر سرِ راهِ کاتهیر است ازانجا تو راهِ خانهٔ[5] خود

---

[1] ه: 'می فرمودی' بجای 'می فرمودند' داده
[2] ه: 'تا' بجای 'که'
[3] ن: پیری
[4] ه: کاتهیر (کاٹھیر، کٹھیرا)
[5] ح: 'افتاده ام' ف: شدم

بدانی؟ گفت بدانم. مولانا وقتِ سحری او را از خانه بیرون آورد و بر سرِ آن حوض برُد و بگذاشت. خواجه ذکره الله بالخیر چون برین حرف رسید چشم پُر آب کرد و فرمود که علمای ظاهر این معنی را منکر باشند امّا توان دانست که او چه کرد!

لختی حکایت در دانشمندیٔ او افتاد و انصاف نگاه داشتن در بحث، فرمود که اگر لغتی مشکل شدی با نکته‌ای آن را جواب کردی[1] و این چنین هم گفتی که چنانکه دلاسای من باشد این معنی تمام حل نشده است این را جای دیگر هم بحثی بکنید. خواجه ذکره الله بالخیر فرمود که این چه سخنی با انصاف است!

هم ملائم این معنی حکایت فرمود که وقتی این مولانا علاء الدّین نسخهٔ مقابله می کرد یک نسخه بدستِ او بود و یک نسخه بدستِ من، گاه او می خواند من می دیدم وگاه من می خواندم او می دید و آن در بدایت بود تا رسیدم بمصراعی که آن مصراع هم ناموزون بود و هم معنی نمی داد، دران تأمّل بسیار رفت تا آن مشکل حل نشد، درین میان مردی که او را مولانا ملک یار گفتندی او در آمد. مولانا علاءالدّین گفت صحّتِ این مصراع ازو بپرسیم، بعد ازان این مصراع با مولانا ملک یار گفت و او آن مصراع را هم موزون خواند و هم با معنی چنانکه دلِ ما قرار گرفت، بعد ازان مولانا علاء الدّین با من گفت که ملک یار این معنی را از سر ذوق گفته است. خواجه ذکره الله بالخیر می فرمود که من معنیٔ ذوق آن روز دانستم من همین ذوقِ حسّی دانستمی آن روز دانستم که ذوقِ معنوی چیست! آنگاه

---

[1] ن: دادی [2] ن: پیش

فرمود که این مولانا ملک یار چندان چیزی نخوانده بود اما خدای تعالی او را علمی کرامت کرده بود. بعد از آن فرمود که این مولانا ملک یار را امامتِ مسجدِ جامعِ بداؤن دادند بعضی گفتند که این کار لائقِ اوست یا نیست، ازین بابت هر کس چیزی می گفت، این خبر به مولانا علاء الدین رسید، فرمود که اگر امامتِ مسجدِ جامعِ بغداد به مولانا ملک یار هم دهند بر و حیف کرده باشند در مقابلهٔ اهلیّتِ او، واللہ اعلم۔

## مجلسِ سی و پنجم

چهارشنبه بست و ششم ماهِ شوّال سنه مذکور سعادتِ پائبوس حاصل شد. سخن در صدقه افتاد. فرمود که صدقه است و مروت است و وفایت است. صدقه آنست که چیزی به محتاج بدهد اما مروت آنست که دوستی مردوستی را چیزی بدهد جامه یا هدیه یا چیزی دیگر و آن کس نیز مقابلِ آن چیزی بدهد این را مروت گویند و وفایت نه صدقه است و نه مروت، وفایت آنست که مردم خود را از زخم زبانِ کسی و تشنیع از یکی باز خَرَد یعنی یکی باشد که اگر او را چیزی ندهد بد گوید و سفاهت کند برای صیانتِ خود او را چیزی بدهد این را وفایت گویند و رسول علیه السلام این هر سه معنی کرده است. آنگاه فرمود که حضرتِ رسالت

---

۱؎ ن و ح: "واللہ اعلم" ندارد ۲؎ ن: "هم بمقابله" بجای "نیز مقابلِ" دارد

مؤلفۂ قلوب را نیز در اوّلِ عہد چیزی بدادی، چون اسلام قوّت گرفت بعد ازان نداد۔

درین ایّام آوازۂ لشکری بوده است، بنده عرضداشت کرد که مصحف در لشکر چگونه توان برد که محافظتِ آن دشوار است۔ فرمود که باید برد۔ آنگاه بر لفظِ مبارک راند که در آنچه اسلام ہنوز اوّل عہد بود چون رسول علیه السّلام در لشکری رفت مصحف در لشکر نمی بردند، می ترسیدند که نباید که شکستی شود و مصحف بدستِ کفّار اُفتد، در آنچه اسلام قوی شد و لشکر انبوه گشت بعد ازان چون به لشکر روان شدی مصحف می بُردند۔ بنده عرضداشت کرد که جای مصحف در خیمه دشواری دارد۔ فرمود که جانبِ سر[۱] جای باید کرد۔

آنگاه حکایت فرمود که سلطان محمود را بعد از وفاتِ او بخواب دیدند، از و پرسیدند که خدای تعالیٰ با تو چه کرد؟ گفت شبی من در خانهٔ بودم آنجا در طاقی مصحف بود، با خود گفتم که مصحف اینجا باشد من چگونه خسپم، باز با خود گفتم که مصحف را ازین موضع بیرون فرستم، باز ہم در خاطر گذشت که برای آسایشِ خود مصحف را ازین جا چگونه بیرون فرستم، الغرض آن شب ہمه شب نشسته بودم و بیدار، چون وقتِ نقلِ من شد[۲] مرا بدان ادبِ مصحف بخشیدند!

بنده عرضداشتِ دیگر کرد که مردم در لشکر می رود در خاطر می گذرد که اگر این کس را واقعه شود خدمتگاران را وصیّت کند تا ہمانجا که واقعه شده است ہمانجا دفن کنند مُرده را در شہر آوردن از راهِ دُور و دراز

---

[۱] ن: سرآن

[۲] ۸۵: پیدا شد

نیک بی ذوق می نماید- فرمود که همچنان نیکوست که همانجا که این کس وفات یابد همانجا دفن کنند امّا این که امانت می نهند و باز بر می گیرند پسندیده نیست، زمین ملکِ خدا یست عزّ و جلّ امانت چه[۱] باشد، مگر از[۲] زمینی که ملکِ[۳] دیگری باشد از انجا روا باشد که ببرند امّا آنکه از شهر در لشکر رفت و زمین[۴] بسیار درمیان شد هیچ به ازان نباشد که همانجا که وفات کند همانجا دفن کنند- آنگاه فرمود که هرکه در سفری برود و از خانمانِ خود دور اُفتد بعدازان او را دران غربت وفات رسد او را همانجا دفن کنند، آنقدر مسافت که از خانهٔ او باشد تا آنجا که او را دفن کرده باشند آنقدر او را زمین دهند در بهشت!

لختی سخن درملوکِ خوب اعتقاد افتاد و امرای صالح- فرمود که بادشاهی بوده است درغایتِ صلاحیّت وصاحبِ کشف، روزی درمنظرِ خود نشسته بود چنانکه ازانجا نظر جانبِ پایگاه هم می افتاد و حرمِ او نیز پهلوی او بر تخت نشسته بود، درین میان آن بادشاه نظرجانبِ آسمان کرد تا دیری چشم بآن طرف داشت، بعدازان طرفِ پایگاه دید و باز نظر جانبِ بالا کرد و دیرها[۵] طرفِ آسمان بدید، بعدازان طرفِ حرمِ خود نگاه کرد و بگریست، حرم او گفت این چه بود که دیری طرفِ آسمان دیدی و باز جانبِ پایگاه دیدی و باز جانبِ آسمان دیدی و باز جانبِ من دیدی و بگریستی؟ بادشاه گفت ازین سوال بگذر که این گفتنی نیست! حرمِ او

---

۱ ن : چگونه ۲ ن: آنکه زمین' بجای' از زمینی' دارد ح: 'زمین' بجای 'از زمینی'

۳ ح : درملک ۴ ن : بسیار مسافت

۵ ن: 'تا دیری' بجای 'دیرها' دارد

الحاح بسیار کرد که البتّه بگو، پادشاه گفت اکنون چون الحاح کردی بگویم، بعد ازان گفت که بدان و آگاه باش که این ساعت نظرِ من بر لوحِ محفوظ افتاد آنجا دیدم که نامِ من از دفترِ زندگان[۱] پاک کردند من دانستم که مرا رفتنی آمد، باز دیدم که بجای من که خواهد بود، دیدم حبشی که درین پایگاه است او بجای من خواهد بود و تو در حبالهٔ او خواهی آمد، این بود که من دیدم احرمِ او چون این بشنید با او گفت اکنون تو چه می اندیشی[۲] و چه خواهی کرد؟ پادشاه گفت من چه توانم کرد هرچه خدای عزّ و جلّ حکم کرده همان باشد من بدان رضا دادم. آنگاه آن حبشی را از پایگاه بطلبید و جامهٔ که خود پوشیده بود او را داد و او را ولی عهدِ خود گردانید[۳]. آنگاه آن حبشی را لشکری داد و بطرفی نامزد کرد و امرا را[۴] به تبعِ او روان کرد. حبشی آنچنان برحکمِ فرمان برفت و آن کار تمام کرد و دشمنی که بود او را بکشت و اموال و غنیمت بدست آورد و باحصولِ غرض بازگشت و بخدمتِ پادشاه پیوست. آن شب که بخدمتِ پادشاه آمد دوم روز آن پادشاه وفات یافت و درانچه آن حبشی به لشکری رفته بود آنجا با خلق چنان زندگانی خوب کرده بود که دلهای همه به محبّتِ او مائل شده بود. چون پادشاه نقل کرد آن ملک بران حبشی قرار گرفت و حرمِ او نیز در حبالهٔ او آمد!

لختی حکایتِ حکما افتاد. فرمود که فاراب حکیمی بود، روزی در مجلسِ خلیفه درآمد با جامهٔ مختصر و لباسی سهل و او ترک بچه بود، پیشِ خلیفه سماع می کردند،

---

[۱] ح و ع: زندگانی

[۲] ن: 'می گوئی' بجای 'می اندیشی' دارد

[۳] ت: کرد

[۴] ن و ح: 'به' ندارد

او چنگ بستد و بنواخت - این حکیم سماع را سه قسم کرده گفته است که یکی مضحک است یعنی خنده آرد[1]، دوم مبکی است یعنی گریه[2] آرد، سوم منوّم است که[3] خواب آرد یعنی بیهوشی - القصه چون چنگ آغاز کرد اول همه مجلس بخندیدند، باز چون بنواخت همه[4] های بگریستند، باز چنان[5] بنواخت که همه بیهوش شدند[6] - آنگاه او برجائی این سخن بنوشت و برفت که فَارَابُ قَدْ حَضَرَ هٰهُنَا وَغَابَ یعنی فاراب حکیم تحقیق حاضر شده بود درینجا و غائب شد، چون اهل مجلس بهوش آمدند و این سخن نبشته دیدند گفتند که این فاراب حکیم بود درینجا[7] ما ندانستیم ! ازینجا حکایت فرمود که این[8] حکیم بود که بر خلیفه آمده بود و خلیفه را بد اعتقاد کرد که حرکت فلک ارادی است بر خلاف مذهب اہل سنت و جماعت، و شیخ شهاب الدین سهروردی رحمة الله علیه در عهد[9] او بود، چون او را معلوم شد که خلیفه بمذهب آن حکیم میل کرد شیخ شهاب الدین بر خلیفه آمد، این حکایت در سیاق اوراق آمده است، القصه شیخ بکرامت خود آن فتنه را دفع کرد و فرشته که فلک را بفرمان خدای تعالی می گرداند خلیفه و حکیم را بنمود !

الغرض خواجه ذَکَرَہُ اللّٰہُ بِالْخَیْرِ درین حکایت بود که یکی بیامد و عرضداشت

---

۱ ن : آرنده ۲ ن : 'درگریه آرنده' بجای 'گریه آرد' دارد

۳ ن 'یعنی در خواب آرنده' بجای 'که خواب آرد یعنی بیهوشی' دارد ۴ : 'یعنی بیهوشی آرد'

۴ ۵ : 'چون بنواخت' بجای 'چنان بنواخت که' دارد ۶ ن : شده افتادند

۷ ن و ۵ : 'درینجا' ندارد ۸ ۵ : آن این ۹ ۵ : وقت

کرد که شب را در خانهٔ من پسری متولد شده است. خواجه ذکرہ اللہ بالخیر فرمود که او را عمر نام کن و لقب شهاب الدین زیرا که در ذکر شیخ شهاب الدین بوده ایم نام و لقبِ او باید کرد! یکی از حاضران بآن مرد گفت که این پسر را که عمر نام کنی[1] هرگاه که او را بدین نام بخوانی به تحقیر و تصغیر یاد نکنی. از نسبتِ این معنی خواجه ذکرہ اللہ بالخیر فرمود که شیخ نجیب الدین متوکل را رحمۃ اللہ علیہ دو پسر بودند یکی را محمد نام و دوم را احمد، بارها شیخ نجیب الدین متوکل بر ایشان تفت شدی و در عین غضب بودی همچنین گفتی که ای خواجه محمد تو چرا چنین کردی و ای خواجه احمد تو چرا چنین کردی؟ اگرچه در غایت خشم بودی نام های ایشان همچنین[2] گفتی ای خواجه محمد و ای خواجه احمد!

آنگاه از نسبتِ نام کردن فرمود که رسول علیه السلام بسیار نامها را تبدیل کرده است، اگر کسی را نامِ مکروه بودی او را نامِ دیگری خوب کردی تا وقتی مردی بحضرتِ رسالت آمد علیه السلام، رسول علیه السلام از و پرسید که ترا چه نام است؟ گفت عاصی. رسول علیه السلام فرمود که من ترا مطیع نام کردم. وقتی هم مردی بحضرتِ رسالت آمد و رسول علیه السلام از و پرسید که ترا چه نام است؟ گفت مُضطجِع و این کسی را گویند که او پهلو بر زمین نهد مصطفی صلی اللہ علیه وسلم فرمود که من ترا مُنبَعِث نام کردم و این کسی را گویند که او پهلو از زمین برگیرد و برخیزد. وقتی عورتی بحضرتِ رسالت آمد، رسول علیه السلام از و پرسید

---

[1] ن: کردی [2] ح: 'چنین گرفتی' بجای 'همچنین گفتی.... احمد' دارد

کہ ترا چہ نام است؟ گفت شعب الضالہ[1]. رسول علیہ السلام فرمود کہ من ترا شعب الہدیٰ نام کردم. وقتی رسول علیہ السلام مردی را جمل نام کردہ است و آن چنان بود کہ آن مرد توانا بود، وقتی خلقی از منزلی بمنزلی می رفتند، یکی بیامد و مطہرہ بدان مرد داد و گفت این را بمنزلی برسانی و دیگری آمد جامہ برو داد و دیگری آمد چیزی دیگر داد، او ہمہ قبول کرد و برداشت. رسول علیہ السلام او را جمل نام کرد. بعد ازان حکایت فرمود کہ چون امیرالمومنین حسن رضی اللہ عنہ متولد شد مصطفیٰ علیہ السلام بہ تہنیت آمد و از علی رضی اللہ عنہ پرسید کہ این را چہ نام کردہ ای؟ علی گفت حزن[2]. قال لا، فرمود این را حسن نام کن! باز چون حسین رضی اللہ عنہ متولد شد رسول علیہ السلام بہ تہنیت آمد و از علی رضی اللہ عنہ پرسید کہ این را چہ نام کردہ ای؟ علی گفت حرب[3]. قال لا، این را حسین نام کن!

لختی حکایت دران افتاد کہ بسیار کس بخدمت پیر[4] می پیوندند چون غیبتی درمیان می افتد آن مریدبران مزاج نمی ماند. ملائم این معنی حکایت فرمود کہ بزرگی بودہ است او می گفت ہرگاہ کہ کسی بر من بیاید چون بازگردد ہمین کہ میان من و او ستونی حائل شود، نہ ہمانا کہ مزاج او برقرار ماندہ باشد!

ہم ملائم این معنی حکایت فرمود کہ بزرگی گفتہ است کہ اگر مرا مخیر کنند

---

[1] ن و ح: الضلالہ
[2] ہ: حرب
[3] ہ: حراب
[4] ن، پیران

که ترا هم درخانه که هستی جان قبض کنند با ایمان، هم یا بر درِ بیرونی ترا شهادت کرامت کنند، خواجه ذکره الله بالخیر فرمود که دری که درونِ خانه باشد آن را باب البیت گویند و دری که بیرون باشد آن را باب الدّار گویند[۱] آن بزرگ همچنین گفته است که اگر مرا مخیّر کنند و بگویند که جانِ ترا برین در که باب البیت است قبض کنند با ایمان هم یا بران در که باب الدّار است با شهادت. هم من گویم که همبرین در که باب البیت است قبض کنند با ایمان هم یعنی که داند تا آنجا که باب الدّار است ایمان یا من سلامت ماند یا نه؟

بعدازان فرمود که تغیّرِ مزاجِ مردم نه این زمان است در عهدِ قدیم هم بوده است. چون حضرتِ رسالت علیه الصّلوٰة والسّلام از دنیا رحلت کرد چندین هزار مسلمان مرتد شدند تا بخدمتِ ابوبکر صدّیق رضی الله عنه پیغام کردند که اگر تو زکوٰةِ[۲] مال از ما برگیری ما بر اسلام می باشیم. ابوبکر رضی الله عنه یاران را طلبید و مشورت کرد. بعضی گفتند که اگر خلیفه با ایشان مساحمت کند و حالی زکوٰة برگیرد تا ایشان از اسلام برنگردند به مصلحت نزدیک باشد. ابوبکر رضی الله عنه تیغ برکشید و گفت آنچه حقِ خدا است اگر عقالی که پای شتر بدان بندند کمتر دهند من بدین تیغ با ایشان حرب کنم! این خبر بر امیر المؤمنین علی رسید رضی الله عنه، علی گفت که خلیفه نیکو کرد، اگر او رضا دادی که زکوٰة برگیرند[۳] چون خلیفهٔ دیگر شدی گفتندی که نماز از ما برگیری، برین

---

[۱] ح د ه: خوانند

[۲] ه: "اگر تو زکوٰة از مال یعنی گرفتنِ زکوٰة از مالِ ما موقوف سازی یا بر می گیری" بجای "اگر تو زکوٰةِ مال از ما برگیری" دارد      [۳] ح: "برگیرد" بجای "برگیری"

ہیچ جملہ احکامِ اسلام برخاستی!

بعد ازان خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر فرمود کہ وقتی شیخ الاسلام فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز می فرمود کہ یکی بود کہ با من پیوند کردہ بود چون از من برفت چندگاہ مزاجِ او برقرار بود[1] باز ازان قرار بگشت و یکی دیگر ہم بود کہ از من دور برفت و دیری ہمانجا بود اگرچہ تا دیری مزاجِ او برقرار بود بعد از دیری ہم بگشت، آنگاہ رُوی سوی دعاگوی کرد و اشارت سوی من کرد و گفت کہ این مرد کہ تا بمن پیوستہ است ہمبران مزاج است و ہیچ نگشتہ است. خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر چون برین حرف رسید بگریست و ہم در گریہ بر لفظِ مبارک راند کہ تا امروز محبتِ ایشان برقرار است بلکہ مزید بر[2] مزید می شود والحمد للہ ربّ العالمین

# مجلسِ سی و ششم

سہ شنبہ دہم ماہِ ذی القعدہ سنہ مذکور سعادتِ دست بوس میسر شد. لختی حکایتِ خواجہ شاہی مُوی تاب رحمتہ اللہ علیہ کہ در بداون بود[3] درافتاد. فرمود کہ قاضی حمید الدین ناگوری رحمتہ اللہ علیہ او را شاہی روشن ضمیر گفتی، در آنچہ او را خرقہ داد کسی را بخدمتِ شیخ محمود موئینہ دوز فرستاد

---

[1] ن: ماندہ بود
[2] ن: "برمزید..... رب العالمین" ندارد
[3] ح: خفتہ است

و گفت که ما امروز چنین کاری کردیم که شاهی را خرقه دادیم ترا[۱] این معنی پسند می افتد؟ شیخ محمود موئینه دوز فرمود که هرچه شما کنید همه پسندیده باشد و صواب همان باشد!

ازانجا سخن[۲] برادر او خواجه ابوبکر موی تاب افتاد رحمة الله علیه، مولانا سراج الدین حافظ بداؤنی که مرید خاص است تقریر کرد که شبی خاسته بود بتجدید وضو کرد و رکعتین بگزارد و برحمت حق پیوست! خواجه ذکره الله بالخیر برلفظ مبارک راند کما تعیشون تموتون،

ازینجا ذکر شیخ احمد نهروانی افتاد- فرمود که او مردی بزرگ بود، شیخ بهاء الدین زکریا رحمة الله علیه کمتر[۳] کسی را پسندیدی، درباب شیخ احمد نهروانی گفته است که کسی اگر مشغولی احمد نهروانی بسنجد مایهٔ ده صوفی باشد و این احمد نهروانی چون به مسجد جامع رفتی یاران او برابر او بودندی او با این انبوهی برفتی، درویشی دیگر بود او را شیخ علی شوریده گفتندی هربار این شیخ احمد نهروانی را منع کردی که تو با این انبوهی در مسجد مرو تا روزی شیخ احمد نهروانی همچنان با یاران بهم در مسجد می رفت، در اثنای راه یکی مریکی را لت می کرد، شیخ احمد با یاران[۴] بهم رسید گرد بر گرد او حلقه کرده بایستاد و آن مظلوم را ازان لت باز خرید[۵]، درین میان شیخ علی شوریده دررسید، شیخ احمد نهروانی چون او را بدید

---

۱ ن: "این معنی شمارا پسند می افتد" بجای "ترا این معنی پسند می افتد" دارد

۲ ه: ذکر ۳ ن وح: کم

۴ ح: "بیامد و یاران گرد بر گرد او" بجای "با یاران ... بایستاد" دارد

۵: "بیامد و یاران گرد بر گرد شدند" ۵ ه: خریدند

گفت از برای چنین کارہاست که با یاران[1] بهم از خانه بیرون می آییم!

لختی حکایت درین افتاد که شیخ احمد نهروانی مرید که بود؟ فرمود که والله اعلم مرید که بود. بعد ازان فرمود که چنین گویند که او را نعمت از فقیه مادھو رسیده بود و این فقیه مادھو امامِ مسجدِ جامع اجمیر بود، روزی شیخ احمد نهروانی هندوی می گفت، در آوازن[2] جوانی آوازی خوب داشت هندویها خوش گفتی، چون فقیه مادھو بشنید گفت چنین آوازی که تو داری دریغ باشد که در سرودِ هندوی خرچ کنی، فقیه مادھو فرمود که قرآن یاد گیر! شیخ احمد قرآن یاد گرفت، مردی اہل بود[3]، خواجه ذکرہ الله بالخیر این نیز فرمود که دران سماع که واقعهٔ شیخ قطب الدین بختیار بود قدس الله سرہ العزیز شیخ احمد نهروانی نیز دران مجلس حاضر بود، و حکایتِ واقعهٔ شیخ قطب الدین در سیاقِ اوراق آمده است.

لختی سخنِ درویشانِ بداؤن افتاد. فرمود در بداؤن درویشی بود که او را عزیز بشیر گفتندی، او از بداؤن در دہلی آمده بود بخدمتِ مولانا ناصح الدین پسرِ قاضی حمید الدین ناگوری رحمته الله علیه تا ازو خرقه درخواهد[4]، همبرین نیت

---

[1] ک: 'ما با یاران بهم می رویم' بجای 'با یاران . . . . می آییم' دارد

[2] ن: عهد

[3] ه: 'مرد بهم اہل' بجای 'مردی اہل' دارد ن: 'مردی اہل ہم'

[4] ن: 'خواست تا ازو خرقه بستاند' بجای 'تا ازو خرقه درخواهد' دارد

جمعیتی کرد[1] بر سرِ حوضِ سلطان، بعضی از درویشان درانجا حاضر شدند، درین میان هر کسی صفتِ عذوبتِ آبِ حوضِ سلطان می کرد، آن عزیز لبشیر که به طلبِ خرقه آمده بود چون حوضِ سلطان را بدید گفت این سهل حوضی است حوضِ ساغر که در بداؤن است به ازین حوض است! محمد کبیر آنجا حاضر بود، چون این سخن از وی بشنید مولانا ناصح الدین را گفت که این[2] را خرقه مده که این گزاف گو یست! مولانا ناصح الدین همچنان کرد او را خرقه نداد۔

درین میان باز حکایتِ خواجه شاهی مُوی تاب در[3] افتاد۔ فرمود که او را در بداؤن رونقی پیدا شد و همه خلق روی بدو آورد و هر جا[4] که می رفت جمعیتی می شد و این خواجه شاهی مُوی تاب مردی سیه فام بود، همدران عهد درویشی بود در بداؤن او را مسعود نخّاسی گفتندی، چون[5] خواجه شاهی را با آن غوغا می دید می گفت ای سیه گرمابه[6] نیک گرم کرده ای سوخته خواهی شد! خواجه ذکره الله بالخیر فرمود که همچنان شد که او گفته بود، خواجه شاهی هم در جوانی رحلت فرمود رحمة الله علیه

ازینجا حکایتِ خواجه عزیز کوتوالِ بداؤن افتاد۔ فرمود مردی بود مرید درویشان و پیوند شیخ ضیاء الدین که در بداؤن بود بدو داشت گاه گاه از درویشان

---

[1] ن: 'درویشان را بر سرِ حوضِ سلطان بُرد' بجای 'بر سر حوض . . . . حاضر شدند' دارد

[2] ح: 'این را خرقه نخواهی داد مدعی گزاف گو یست' بجای 'این را . . . . گو یست' دارد

[3] ن: 'که برادرِ مهترِ او بود' بجای 'در افتاد' دارد [4] ن: 'کجا' بجای 'جا'

[5] ح ده: 'وقتی خواجه شاهی را گفت' بجای 'چون خواجه شاهی . . . . می دید' دارد

[6] سیر العارفین: 'بسی هنگامه را گرم ساخته می ترسم که سوخته نگردی!' بجای 'گرمابه . . . . خواهی شد' دارد

یاد آوردی و درویشان را در بارگاه[1] فرستادی و ماجرا کردی و موجه گفتی، هم در بداؤن در جوانی شهادت یافت - در باب او فرمود که روزی من بطرفِ انبستانِ بداؤن که آن را لکھی[2] اوگو بند رفته بودم، این عزیز کوتوال زیر درختی نشسته بود و مایده کشیده، چون از دور مرا دید فریاد کرد و گفت مرحبا بیائید! من می ترسیدم نباید که ایذا کند، چون رفتم مرا به تعظیمِ تمام پهلوی خود بنشاند، طعام خوردم باز گشتم۔

مولانا سراج الدین حافظ بداؤنی حاضر بود۔ او سوال کرد که این حدیث است که مَنْ لَیْسَ لَہٗ شَیْخٌ، فَشَیْخُہٗ اِبْلِیْسُ[3]؟ خواجه ذکره اللہ بالخیر فرمود که قولِ مشائخ است - مولانا سراج الدین باز پرسید من لم یر مفلحاً لا یفلح ابداً حدیثِ رسول است؟ فرمود که این هم قولِ مشائخ است -

آنگاه ذکرِ درویشی کرد که او اگر کسی را دیدی که با کسی پیوند ندارد گفتی که این در پلّهٔ کسی نه نشسته است! بنده عرضداشت کرد یعنی وزنی ندارد؟ فرمود که خیر، معنی آن باشد که هر که به پیری پیوند می کند هر چه آن مرید کند فردا آن عمل در پلّهٔ پیرِ او نهند، پس[4] کسی که مریدِ کسی نباشد گویند که فلانی در پلّهٔ کسی نه نشسته است یعنی پیری ندارد!

---

۱ ه: 'پایگاه' بجای 'در بارگاه' دارد

۲ ه: 'کھراتو' بجای 'لکھی اوگو' تذکرۃ الواصلین (اردو) تالیفِ محمد رضی الدین فرشوری: 'لکھی آلوواله'

۳ ب: شیطانٌ

۴ ح و ه: 'ازین جهت گویند' بجای 'پس کسی که مریدِ کسی نباشد گویند' دارد

لحتی[۱] سخن دران افتاد که اظهارِ کرامت نباید کرد. فرمود که کرامت پیدا کردن کاری نیست، مسلمانی روی راستی گدای بیچاره می باید بود! آنگاه حکایت فرمود که وقتی خواجه ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ بر لبِ دجله رسید ماهی گیری را دید او را گفت که دام در آب انداز و ماهی بگیر، اگر من صاحب ولایت خواهم بود دَرین[۲] دام ماهی خواهد افتاد که راست دو نیم من باشد نه چیزی کم نه زیادت! ماهی گیر دام در آب انداخت، الغرض[۳] ماهی در دام افتاد، چون او را وزن کردند راست دو نیم من بود نه[۴] چیزی کم و نه زیادت- این خبر بشیخ جُنید رسانیدند قدس سرہ العزیز، فرمود که کاشکی دران دام ماری سیاهی افتادی تا ابوالحسن را بگزیدی و او را هلاک کردی! گفتند چرا چنین می فرمائی؟ گفت باری[۵] دراینجه مار او را بگزیدی و او هلاک شدی حالی شهید رفتی چون آن نشد چه دانم که ختم کارِ او چگونه باشد؟

ازینجا حکایت درویشی فرمود که اگر کسی را شکم درد کردی فرمودی سکنبه بدهید تا بخورد و نیکو شود، اگر کسی را سر درد کردی گفتی سر بریان بدهید تا بخورد نیکو شود، هرچه او می گفت همچنان می شد- شیخ علی شوریده او را گفت

---

۱ ح : 'آنگاه در نفیِ اظهارِ کرامت فرمود' بجای 'لحتی سخن فرمود' دارد

۲ ن : 'راست دو نیم من ماهی در دام خواهد افتاد و دو نیم من نه هیچ کم و نه زیاده' بجای 'دیرین دام . . . . زیادت' دارد ۳ ن و ح : 'الغرض' ندارد

۴ ن : 'نه کم و نه زیاده' بجای 'نه چیزی کم و نه زیادت' دارد

۵ ن : 'اگر مار او را هلاک کردی باری شهید رفتی چون باز زید که داند که خاتمتِ کارِ او چگونه خواهد بود' بجای 'باری دراینجه . . . . . چگونه باشد' دارد۔

از ینها مکن ترا زیان خواهد شد[1]! عاقبت همچنان شد او را به بلائی مبتلا کردند، شیخ علی شوریده بر[2] او آمد و گفت من نمی گفتم از ینها مکن ترا زیان خواهد شد[3]، سخن من نشنیدی تا بدین بلا مبتلا گشتی، آن درویش گفت من بد کردم اکنون دعا کن تا من نیکو شوم، شیخ علی شوریده دعای نکرد او هم دران[4] زحمت بمرد!

## مجلس سی و هفتم

پنجشنبه یازدهم ماهِ ذی الحجہ سنہ مذکور بسعادتِ دست بوس رسیدہ شد۔ چون ایامِ تشریق بود و آمد و شدِ خلق[5] متواتر و طعام زمان زمان می آوردند دران حال بر سبیلِ مطائبہ فرمود کہ درویشی را پرسیدند کہ تو از کلام اللہ کدام آیت را دوست تر داری[6]؟ گفت اُکُلُهَا دَآئِمٌ، آنگاہ فائدہ فرمود کہ اَکْلٌ است و اُکُلٌ است و اَکْلَةٌ است و اُکْلَةٌ است۔ بعد ازان بیانِ این چہار کلمہ فرمود کہ اَکل مصدر است، اُکل آنچہ بخورند، اَکلہ یک بار کرۃ واحدۃ خوردن، اُکلہ یک لقمہ۔

درین میان عزیزی بیامد و پسرکی خُرد پیش آورد با تختہ بہم، آنگاہ عرضداشت کرد کہ این پسرکِ منست تختہ این بقلمِ مبارکِ خود بنویسید تا

---

[1] ہ: داشت
[2] ن و ح: بدو
[3] ہ: داشت
[4] ہ: بدان
[5] ن: پیشتر بود
[6] ہ: می داری

ببرکتِ آن خدای تعالیٰ او را قرآن روزی کند. خواجه ذکره (الله بالخیر) نخته او بدستِ مبارکِ خود بنوشت که بسم الله الرحمٰن الرحیم ا ب ت ث ج ح خ۔ آنگاه فرمود که[1] هرگاه که چیزی برای برآمدِ[2] کارِ کسی بنویسند[3] اگر قلم زود[4] زود برود و در جریانِ قلم درنگی نباشد[5] آن مصلحت زود تمام شود و اگر قلم بدشواری رود و مکثی باشد دران کار هم درنگی و مکثی باشد! آنگاه فرمود که این عقلیهاست[6] هر چه ازینهاست از فراست باشد اظهار کردنِ آن روا باشد۔

لختی[7] حکایتِ درویشی افتاد فرمود که درویشی بود در گجرات رفته بود، او حکایت کرد[8] که من در گجرات دیوانهٔ یافتم واصل و صاحبِ کشف، من و آن دیوانه هر دو دریک خانه می بودیم و دریک حجره می غنودیم، وقتی من بطرفِ حوضی رفتم که آن حوض را نگاه می داشتند و نمی گذاشتند[9] که کسی دران حوض پای نهد، مرا با نگاهبانِ آن حوض آشنائی بود او مرا گذاشت تا دران حوض وضو سازم، بعضی عورات که آب پُر کردن آمده بودند ایشان را نمی گذاشت که پای در حوض نهند تا زالی بر[10]ین درویش بیامد و گفت که این سبوی من پُر آب کن

---

[1] ن: 'هر که' بجای 'هرگاه که' دارد
[2] ح: 'برآمدنِ کاری' بجای 'برآمدِ کارِ کسی' دارد
[3] ن: بنویسد
[4] ن: 'او بآسانی' بجای 'زود زود' دارد
[5] ح: نشود
[6] ح و ه: 'عقلهاست' بجای 'عقلیهاست' دارد
[7] ح: 'لختی حکایتِ درویشی فرمود که جانبِ گجرات رفته بود' بجای 'لختی ... رفته بود' دارد
[8] ن: کرده بود
[9] ه: 'کسی را دران حوض پای نهادن نمی دادند' بجای 'و نمی گذاشتند ... نهد' دارد۔ [10] ن و ه: بدین

و بده! آن درویش می گوید که من سبوی آن زال پُر کردم و دادم، عورتی دیگر بیاید و سبوی بمن داده گفت این را هم پُر آب کُن و بده! آن را هم پُر آب کردم، همچنین چهار پنج کس[1] را سبو پُر آب کردم و دادم، الغرض چون ازانجا باز گشتم و به حجره آمدم آن دیوانه دران حجره خفته بود، من درآمدم[2]، وقتِ نماز درآمده بود خواستم که نماز بگزارم تکبیر بلند گفتم، دیوانه بیدار شد، مرا گفت این چه غلبه و شور آورده ای، کار همان بود که سبوی ایشان[3] پُر آب کرده داده ای!

# مجلس سی و هشتم

پنجشنبه دوازدهم ماهِ مبارک شعبان سنه سبع عشر و سبعمائه دولتِ پائبوس میسّر شد بعد مدّتِ هشت ماه، و این غیبت بسببِ آن بود که به لشکرِ دیوگیر رفته شده بود. چون پنجشنبهٔ مذکور سعادتِ پائبوس میسّر شد مرحمت و شفقت بسیار فرمود و از شدّت و زحمتِ راه پرسیدن گرفت و بنده نوازی فراوان ارزانی داشت. ملیح که عتیق رفیقِ بنده است اندک مایه زحمت داشت همچنان با زحمت هم به قدم بوس حاضر شده بود[4] و به مصاحبتِ کاتب[5] در بندگی پیوسته، از حالِ مرضِ او پرسید، بنده عرضداشت کرد

---

[1] ن: 'سبو را' بجای 'کس را سبو' دارد [2] ح وﻫ: 'من درآمدم' ندارد

[3] ن وﻫ: 'آن عورت' بجای 'ایشان' دارد [4] ن: 'رفته بود' بجای 'حاضر شده بود' دارد

[5] ن: بنده

که بنده را در راه به سببِ زحمتِ او سکونت[1] شده بود۔ فرمود که نیکو کردی، یادی که برابرِ این کس می رود چون او را رنجی رسد و زحمتی حادث شود او را واجب است تعهّدِ او بجای آوردن و مراعاتِ احوالِ او کردن!

از نسبتِ این حکایت فرمود که ابراهیم خوّاص رحمۃ اللہ علیہ دائم در سفر بودی و در هیچ شهری چهل روز مقیم نبودی، هرجا که رسیدی کم از چهل روز مقیم بودی باز در موضعِ دیگر رفتی، عمرِ او همبرین نوع مصروف[2] بود تا وقتی جوانی صحبتِ او التماس نمود۔ ابراهیم خوّاص گفت که تو با من مصاحبت[3] نتوانی کرد من گهی درین شهر باشم و گاهی دران شهر گاهی بی برگ و گاهی با برگ، تو با من نتوانی[4] بود! آن جوان بدان سخن باز نه ایستاد، گفت البتّه برابرِ تو خواهم بود! چون جهد بسیار کرد ابراهیم هم رضا داد۔ القصه ابراهیم خوّاص هم بران قرار از شهر بشهر می گشت و هرجا که می بود کم از چهل روز می بود تا رسید بموضعی آن جوان را زحمت شد۔ خواجه ابراهیم رحمۃ اللہ علیہ سببِ زحمتِ او سه ماه دران موضع بماند۔ بعد ازان روزی آن جوان را آرزوی نان و ماهی شد و با ابراهیم این معنی گفت۔ ابراهیم را حماری بود که گاه[5] گاه بران سوار شدی جز آن هیچ وجهی[6] نداشت، آن را بفروخت و آرزوی آن جوان مهیا کرد۔ چون چندگهی بگذشت آن جوان اندک مایه صحّت یافت۔ خواجه

---

[1] ن و ه: ساکن آمده شد' بجای 'سکونت شده بود' دارد

[2] ح: صرف بوده است' بجای 'مصروف بود' دارد ه: بصرف رسیده است

[3] ن: مصاحب نتوانی بود' بجای 'مصاحبت نتوانی کرد' دارد

[4] ه: موافقت نتوانی کرد' بجای 'نتوانی بود' دارد [5] ه: گاه از گاه [6] ح: وجهی وخرچی

ابراهیم خوّاص رحمته الله علیه عزیمتِ سفر کرد، جوان با او گفت که آن دراز گوشِ خود مرا ده تا بران سوار شوم برابرِ تو بیایم. ابراهیم را ضرورت شد که صورتِ حال باز گوید قصه با[1] او گفت که آن دراز گوش بفروختم و برای تو نان و ماهی مرتّب کردم. القصه از انجا بطرفی روان شدند خواجه ابراهیم سه روز آن جوان را بر گردنِ خود برداشته بود و می برد[2] مقصودِ خواجه ذکره الله بالخیر ازین حکایت حسنِ معیشت بود در بابِ هم صحبتان.

چون این حکایت تمام شد حکایتِ زحمتِ خود تقریر کرد. بنده این خبرِ ناخوشی[3] هم در لشکر شنیده بود، می گفتند که کسی سحر کرده بود. این معنی را عرضداشت کرده شد که چگونه بود؟ فرمود که آری مدّتِ دو ماه زحمت دیدم زحمتی عظیم نامردی را بیاوردند که او در بیرون آوردنِ علاماتِ سحر مهارتی داشت. القصه آن مرد بیامد پیشِ در خانه و حوالیٔ آن می گشت و هر بار قدری گِل از زمین بر می داشت و بوی می کرد و درمیان گِلی را بوی کرد و گفت اینجا بکاوید! بکافتند علامتِ سحر پیدا شد. آنگاه اندک مایه خفّتی ظاهر شد، درین میان آن مرد گفت که من آنقدر مهارت هم دارم که اگر بگویند آن[4] کس که سحر کرده است نام او بگویم! این خبر بمن رسانیدند[5]، گفتم زنهار او

---

[1] ه: 'باز' بجای 'با او' دارد

[2] ح: 'برداشت و بمرد' بجای 'برداشته بود و می برد' دارد

[3] ن: 'خبرِ ناخوشِ آنحضرت هم در لشکر شنیده بود که' بجای 'خبرِ ناخوشی ... می گفتند که' دارد

ح: 'خبر ناخوش' بجای 'خبر ناخوشی' دارد

[4] ن: 'آن کس را که سحر کرده است نامِ آنهم بگویم' بجای 'آن کس که ... بگویم' دارد [5] ح: رسید

را منع کنید تا نگوید، هر که کرده بود[1] من از و عفو کردم۔ درین میان بنده عرضداشت کرد که شیخ الاسلام فریدالدین را قدس اللہ سرہ العزیز نیز سحر کرده بودند۔ فرمود آری آن سحر بدون آمد و طائفۂ را که آن حرکت کرده بودند دریافتند وایشان را والیٔ اجودهن ومتصرّفاتی که بوده[2] اند بخدمتِ شیخ الاسلام فریدالدین قدس اللہ سرہ العزیز فرستادند و عرضداشت کردند که چه می فرمائی این قوم را چه کنیم؟ فرمود که من ایشان را عفو کردم ایشان را بگذارید!

از نسبتِ این معنی حکایت فرمود که رسول علیه السّلام را نیز سحر کرده بودند، چون معوّذتین منزل شد شرّ نفاثات رفع[3] شد۔ امیرالمؤمنین علی رضی اللہ عنہ بخدمتِ رسول علیه السلام عرضداشت کرد که اگر فرمان باشد آن عورات را که جادوی کرده است گردن بزنم۔ رسول علیه السلام فرمود که چون خدای عزّ و جلّ مرا صحت داد من از ایشان عفو کردم!

ازینجا حکایتِ عمر خطّاب فرمود رضی اللہ عنہ که روزِ جمعه بر منبر بر آمده بود، در اثنای خطبه گفت بدانید که مرگِ من نزدیک رسیده است و این معنی از کرامت نمی گویم ازان می گویم که من در خواب دیده ام که مُرغی بیامده است و دو بار مرا نول[4] زده است و مُرغ در خواب ملک الموت باشد، بدین دلیل می گویم که مرگِ من نزدیک رسیده است! هفتهٔ دیگر شهادت یافت۔ غلام مغیره ابنِ لولو نامی

---

[1] ن و ط: 'کرد' بجای 'کرده بود' دارد [3] ح: دفع

[2] ح و ط: 'بودند' بجای 'بوده اند' دارد [4] ح: نوک

اورا در محراب تیغ بزد۔ چون امیرالمؤمنین عمر رضی اللہ عنہ بدان زخم[۱] بیفتاد آن غلام بیرون آمد و نہ تن دیگر را بکشت بعد ازان خود را بکشت، ہنوز[۲] رمقی از امیرالمؤمنین عمر رضی اللہ عنہ ماندہ بود، این خبر بدو رسانیدند کہ آن غلام بعد ازانکہ چند کس را بکشت خود را ہم بکشت۔ امیرالمؤمنین عمر فرمود رضی اللہ عنہ کہ الحمد للہ خود را خود کشت باری او را از برای من نکشتند!

ازینجا حکایت امیرالمؤمنین علی فرمود رضی اللہ عنہ کہ او را عبدالرحمن ملجم کشت و آنچنان بود کہ او با سلاح مرتب دنبال امیرالمؤمنین علی کرد[۳] و با علی ہیچ سلاحی نبود۔ علی برسید بر کرانہ آبی پایاب طلبیدن گرفت تا بگذرد و بر کرانہ آب بایستادہ، آنجا گورستانی بود، امیرالمؤمنین علی رضی اللہ عنہ روی سوی گورستان کرد و بنام یکی آواز داد کہ ای فلان! ہفتاد تن بدان نام از گورہا آواز دادند، باز امیرالمؤمنین علی ہمچنین آواز داد کہ ای فلان بن فلان! ہفت تن بدان نام آواز دادند، باز ہمچنین آواز داد کہ ای فلان بن فلان بن فلان! یک تن بدان آواز داد۔ امیرالمؤمنین علی رضی اللہ عنہ ازو پرسید کہ پایاب کجاست؟ آن مرد آواز داد کہ ہمین جا کہ تو ایستادہ ای! پس امیرالمؤمنین علی رضی اللہ عنہ در آب در آمد و گذارا شد۔ عبدالرحمن ملجم این ہمہ مقالات بشنید و ہمچنان دنبال کرد۔ چون گذارا شد گفت ای علی نام این ہمہ مردگان و نام

---

۱۔ ن د ح: 'بدان زخم' ندارد
۲۔ ن: 'ہنوز از امیرالمؤمنین عمر رضی اللہ عنہ رمقی دم ماندہ بود' بجای 'ہنوز رمقی ... بود' دادہ
۳۔ ن: افتاد

پدرانِ ایشان بدانستی این[1] ندانستی که پایاب کجاست؟ امیرالمومنین علی رضی اللہ عنہ فرمود که من می دانستم ولی نخواستم که تو بر حالِ من مطّلع شوی! القصّہ امیرالمؤمنین علی رضی اللہ عنہ در نماز بایستاد و عبدالرحمن بیامد و تیغ گذارد. امیرالمؤمنین علی چون زخم بخورد گفت فُزتُ وربّ الکعبۃ، آخرین سخنِ امیرالمؤمنین علی این بوده است رضی اللہ عنہ. بنده پرسید که این عبدالرحمن مسلمان بود[2]؟ فرمود که آری مسلمان بود و طرفِ معاویہ شده بود. بنده عرضداشت کرد که اعتقاد در بابِ معاویہ چگونه می باید داشت؟ فرمود که او مسلمان بود و از صحابه بود و خُسر بورهٔ رسول بود علیہ السلام او را خواهری بود نامِ او امّ حبیبہ گفتندی او حرمِ رسول بود صلی اللہ علیہ وسلم.

بعد از تقریرِ این حکایت بنده چون بعد مدّتِ هشت ماه بخدمت پیوسته شده بود و اعزّهٔ دیگر از لشکر می رسیدند ذکرِ اشتیاق و فراق بسیار می شد، فرمود که من وقتی عرضداشتی نبشته بودم بخدمتِ شیخ الاسلام فریدالدین قدس اللہ سرہ العزیز و این رباعی در قلم آورده بودم' رباعی

زان روی که بندهٔ تو خوانند[3] مرا | بر مردمکِ دیده نشانند مرا
لطفِ عامت عنایتی فرمودست | ورنه چه کسم[4] خلق چه دانند مرا

---

[1] ه: 'آب را ندانستی' بجای 'این ندانستی' دارد [2] ن و ح: بوده است

[3] در هر سه نسخه: 'دانند'. سیر العارفین: خوانند

[4] در ه این مصرع چنین آمده: ورنه کیم از کجا چه خوانند مرا

بعد از آن چون بخدمتِ شیخ پیوستم از آن رباعی یاد کرد و فرمود که من آن را یاد گرفتم والسلام[1]

# مجلس سی و نهم

دوشنبه بست و سوم ماه مبارکِ شعبان سنه مذکور دولتِ پائبوس بدست آمد۔ بنده را یکی از مریدانِ مخدوم در دیوگیر سه جیتیل شش کانی داده بود و گفته که این را بخدمتِ مخدومِ جهانیان برسانی و دعای من عرض داری! بنده بحکمِ وصیّتِ او آن سه جیتیلِ او پیش بُرد و صورتِ حال باز نمود۔ خواجه ذکرہ اللہ بالخیر بدستِ مبارکِ خود آن سه جیتیل بستد و پیش نهاد۔ بعد از آن حکایت فرمود که شیخ شهاب الدین سهروردی قدس اللہ سرہ العزیز وقتی از سفرِ حج باز آمده بود و اهلِ بغداد بخدمتِ او آمدند، هر یکی خدمتی آورد از نقد و جنسِ بسیار۔ درین میان زالی بیامد و گرهی از چادرِ کهنهٔ خود بگشاد و یک درم پیش نهاد۔ شیخ شهاب الدین آن یک درم بستد و بالای آن همه تحفه و هدایا نهاد۔ آنگاه از حاضران هر که بود[2] فرمود که شما را هر چه می باید از تحفه و خدمتی برگیرید! هر یکی برمی خاست و نقدی و صُرّه و کالای بهتری[3] برمی گرفت۔ شیخ جلال الدین تبریزی

---

[1] ن و ح: 'والسلام' ندارد
[2] ه: 'هر یک را' بجای 'هر که بود' دارد
[3] ح: بهترین

طیب اللہ ثراہ حاضر بود، او را اشارت کرد که تو هم چیزی برگیر. شیخ جلال الدّین برخاست آن یک درم که آن زال آورده بود برگرفت. شیخ شهاب الدّین چون آن بدید گفت این همه تو بُردی! بر این حرف بنده عرضداشت کرد که شیخ جلال الدّین مریدِ شیخ شهاب الدّین بود؟ فرمود که نی او مریدِ شیخ ابو سعید تبریزی بوده است، چون پیرِ او در پرده شد او بخدمتِ شیخ شهاب الدّین آمد و خدمتها کرد که هیچ بنده و مریدی را میسّر نشود تا همچنین گویند که شیخ شهاب الدین رحمۃ اللہ علیہ هر سال از بغداد به سفرِ حج رفتی، پیر شده بود و ضعیف، توشه که از برای او برمی داشتند موافقِ[1] مزاجِ او نبود زیرا که او پیر شده بود، توشه سرد شده موافقِ مزاج نبوده است، شیخ جلال الدّین تبریزی نوعی کرده بود که دیگ دانی و دیگی بر سر کرده می بُرد و آتشی دران کرده چنانکه سرِ او نسوزد تا چون شیخ طعام طلبیدی طعامِ گرم پیشِ او بُردی!

از اینجا در بزرگیِ شیخ ابو سعید تبریزی قدس سرہ العزیز که پیرِ شیخ جلال الدّین بود بیان فرمود که شیخی بس بزرگ بود تارکِ[2] دنیا عظیم[3] چنانکه بیشتر احوال در فاقه بودی و از کسی چیزی نگرفتی تا چنان بود که سه روز در خانقاهِ او هیچ طعام نبود او و یارانِ او بجز پوزه و هندوانه افطار می کردند و می گذرانیدند. این خبر به والیِ آن شهر رسید، گفت چون او از ما چیزی قبول نمی کند نقدانه[4] ببرید و به خادمِ شیخ تسلیم کنید

---

[1] ح د ه: 'چندان بر' بجای 'موافق' دارد [2] ح د ه: او

[3] ح: 'عظیم' ندارد [4] ن د ح: وام

و خادم را بگوئید که اندک اندک بمصرف رساند و این معنی پیشِ شیخ نگوید ـ حاجی بیامد و سیم بخادم رسانید و وصیت کرد که چنانکه مصلحت بینی خرچ کنی و پیشِ شیخ نگوئی کہ از کجاست، القصہ چون سیم بیاوردند و خرچ کردند آن روز شیخ ذوقی و راحتی کہ در طاعت می یافت نیافت ۔خادم را پیش طلبید و پرسید کہ توا این خرچ از کجا می کنی؟ خادم نتوانست کہ پنہان دارد صورتِ حال باز گفت شیخ فرمود کہ آن کس کہ این سیم آورد چگونہ آمد و قدمِ او کجاها رسید؟ اشارت کردند کہ ہمچنین آمد و ہمچنین پا نہاد، فرمود کہ ہر کجا کہ قدمِ او رسیدہ است آنقدر زمین بکاوند، بکافتند و گِل بیرون آوردند و انداختند، و آن خادم را با آن سیم ہم از خانقاہ بیرون کرد!

از حالِ ترکِ شیخ ابو سعید تبریزی برین نوع تقریر کرد اما فرمود کہ شیخ شہاب الدین را بسیار فتوح رسیدی و او ہمچنان خرچ کردی تا وقتِ وفاتِ او آمد، پسری داشت سی سالہ او را عماد گفتندی، حالِ او بحالِ شیخ ہیچ نمی مانست، بیامد و از خادم کلیدِ خزانہ طلبیدن گرفت، خادم دران مضایقت می نمود کہ این ساعت چہ وقت است! شیخ در حالتِ نزع بود کہ این سخن در گوشِ

---

۱ ن: طعامی کہ شب بما آوردی از کجا بود، بجای 'تو این خرچ.... کنی' دارد

۲ ہ: 'جا' بجای 'کجا' دارد ۳ ح: گِل از زمین

۴ ہ: بکاوید

۵ ہ: این ساعت وقتِ نقلِ شیخ است، بجای 'این ساعت چہ وقت است' دارد ۶ ن: ذوق

۷ ح: 'کہ شیخ در حالتِ نزع بود این سخن' بجای 'شیخ در حالت .... سخن' دارد

شیخ رسید، فرمود که کلید او را بده، پسر کلید بُرد و خزانه باز کرد، از شش دینار بیش موجود نبود آن نیز بر شیخ خرچ شد!

# مجلس چہلم

پنجشنبه[1] چهارم ماه مبارک رمضان عمّت میامنه سنه مذکور بسعادت پائبوس رسیده شد. متعلمی بیامد، خواجه ذکره الله بالخیر از حال او استکشافی کرد. گفت من تحصیلی کرده ام بدر سرای آمد و شدمی کنم تا مرا نانی و فراغی حاصل آید. چون او بازگشت خواجه ذکره الله بالخیر این دو مصراع بر زبان مبارک راند ؎

شعر[2] در وصف حال[3] بس سر ایست چون بخواهش رسید مسخره ایست!

آنگاه فرمود که شعر چیزی لطیف است امّا چون مدح می کنند و بر[4] هر کسی می برند سخت بی ذوق است و علم نیز همچنین در نفس خویش بس شریف چیزیست امّا چون آن را کسب می سازند[5] و بدرها می دوند عزّت آن می رود!

درین میان غلامی هم از مریدان برسید و یک هندوی را برابر خود آورده گفت که این برادر من است. چون هر دو بنشستند خواجه ذکره الله بالخیر ازان غلام پرسید که این برادر تو هیچ میل به مسلمانی دارد؟ او عرضداشت

---

[1] ح: یک شنبه چهاردهم، بجای 'پنجشنبه چهارم' دارد

[2] ترجمهٔ بریان و مجتبائی: علم

[3] ه: خویش

[4] ن: سر

[5] ه: دانند

کرد که او را هم[1] بجهتِ این معنی بخدمتِ مخدوم[2] آورده ام تا ببرکتِ نظرِ مخدوم مسلمان شود. خواجه ذکره الله بالخیر چشم پُر آب کرد و فرمود که این قوم را چندان بگفتن[3] کسی دل نگردد اما اگر صحبتِ صالحی بیابد[4] امید باشد که به برکتِ صحبت او مسلمان شود.

بعدازان حکایت فرمود که چون خلافت بعمر خطّاب رسید رضی الله تعالی عنه او را با بادشاهِ عراق مصاف شد و دران مصاف بادشاهِ عراق گرفتار شد[5] او را پیش عمر آوردند. فرمود که اگر مسلمان شوی ملکِ عراق هم بتو ارزانی می دارم. آن بادشاه گفت که من اسلام نخواهم آورد. عمر فرمود اِمّا الاِسلامُ واِمّا السَّیفُ اگر اسلام قبول نکنی ترا بکشم[6]! بادشاه گفت که بکُش من اسلام قبول نمی کنم. عمر فرمود تا تیغ بیاورند و سیّاف را بخواندند. آن بادشاه عظیم کَیّس بود و نیک دانا، چون آن حال معائنه کرد روی سوی عمر کرد و گفت که من تشنه ام بگو تا مرا آب دهند! عمر فرمود تا آب بیارند، آب در اوندِ شیشه کرده آوردند. بادشاه گفت که من درین اوند آب نخورم. عمر فرمود که او بادشاه بوده است برای او در اوندِ زر و نقره آب کنید و بیارید. همچنان کردند، هم نخورد گفت برای من آب در اوندِ گلین کنید و بیارید. کوزهٔ گلین پُر آب کردند و بدستِ او دادند. روی سوی عمر کرد و گفت با من معاهده کن که تا من این آب را نخورم مرا نکشی! عمر فرمود

---

[1] ن: 'تحتِ اقدام بجهتِ این معنی آوردم' بجای 'هم بجهت ..... آورده ام' دارد

[2] ح: 'مخدوم' ندارد [3] ه: باگفتن

[4] ه: بیابند [5] ح: آمد

[6] ه: اسلام قبول کن و اگر نه ترا بکشم' بجای 'اگر اسلام..... بکشم' دارد

من عهد کردم که تا تو این آب نخوری من ترا نکُشم! آن پادشاه کوزه بر زمین زد، کوزه بشکست و آب همه بریخت. آنگاه عمر را گفت که من این آب را نخوردم تو عهد کرده ای که تا تو این آب نخوری ترا نکُشم اکنون مرا امان باشد! عمر رضی الله عنه از کیاست او متعجب ماند،[1] قبول کرد[2] که امان دادم! بعد ازان او را مصاحبت یاری فرمود که آن یار در غایتِ صلاحیت و زهادت بود. چون پادشاهِ عراق را در خانهٔ آن یار بردند چندگاه[3] برآمد صلاحیتِ صحبتِ آن[4] یار درو اثر کرد و جانبِ عمر پیغام فرستاد که مرا پیشِ خود طلب تا[5] ایمان آرم! عمر او را پیشِ خود طلبید و اسلام عرض کرد، او مسلمان شد، چون اسلام آورد عمر رضی الله عنه فرمود که اکنون مملکتِ عراق بتو می دهم! پادشاه جواب داد که مملکت مرا[6] کار نمی آید مرا از ملکِ عراق یک دیهی بده که وجه معاشِ مرا کفاف کند. عمر قبول کرد که بدهم، درین میان پادشاه گفت که مرا دیهی می باید خراب تا من آن را آبادان کنم. عمر کسان را در ولایتِ عراق فرستاد و در جمله عراق تفحص کردند، هیچ دیهی خراب نیافتند. عمر با آن پادشاه صورتِ حال باز گفت که در جمله عراق هیچ دیهی خراب نیافتند. آن پادشاه گفت مقصودِ من ازین حرف آنست که من این عراق همچنین آبادان بتو تسلیم می کنم اگر موضعی خراب شود فردای قیامت جواب آن تو گوئی! خواجه ذکره الله بالخیر برین[7] حکایت چشم پُرآب کرد و بر کیاست و دانائی آن پادشاه استحسان بسیار فرمود.

---

[1] ح و ۵: شد [2] ن: 'فرمود' بجای 'قبول کرد' دارد [3] ن: و با او چندگاه
[4] ن: 'او' بجای 'آن یار' دارد [5] ح: بجان
[6] ح و ۵: 'مرا مملکتِ عراق' بجای 'مملکت مرا' دارد [7] ۵: بدین

آنگاه[1] هم از نسبتِ صدق و دیانت در اسلام و اسلامیان حکایت فرمود که جهودی[2] در جوارِ خانهٔ خواجه بایزید بسطامی قدس اللہ سرہ العزیز خانه داشت ۔ چون خواجه بایزید نقل کرد آن جهود را گفتند که تو چرا مسلمان نمی شوی ؟ جهود گفت چه مسلمان شوم اگر اسلام آنست که بایزید داشت آن اسلام از من نیاید[3] و اگر اینست که شما دارید مرا ازین اسلام عار می آید !

# مجلس چهل و پنجم

شنبه بست و هفتم ماه مبارکِ رمضان سنه مذکور دولتِ پابوس بدست آمد ۔ ملیح که عتیق خدمتگارِ من است قدری نبات پیش برد[4] مگر عجوزهٔ او را عقدی شده بود ۔ خواجه ذکره اللہ بالخیر را معلوم بود که این ملیح را چهار عجوزه است ۔ الغرض چون نبات بدید فرمود که چیست ؟ بنده عرضداشت کرد که عجوزهٔ او را عقدی شده است ، خواجه ذکره اللہ بالخیر روی سوی او کرد فرمود که هر که را یک دختر باشد او را حجابی باشد از دوزخ ' ترا خود چهار است ! آنگاه بر لفظِ مبارک راند که ابوالبنات مرزوق ' ، گفت پدرِ دختران را وسعتی باشد در رزق ۔ آنگاه حکایتِ مهتر خضر فرمود که چون آن کودک را بکشت و[5] مهتر موسیٰ طعن کرد که چرا نفسی زکیه[6] را

---

[1] ح و ۵ : ' هم ' ندارد
[2] ۵ : جهودی بود
[3] ن : نمی آید
[4] ن : آورد
[5] ن : ' و ' ندارد
[6] ۵ : زاکیه

بکُشتی مهتر خضر را از خاتمتِ حالِ او خبر بود جوابِ آن بگفت. القصّه پدرِ آن کودک را بعد از قتلِ آن پسر حق تعالیٰ دختری داد که هفت پسر صاحبِ ولایت از و متولّد شدند!

بعد ازان بنده را پرسید که نمازِ تراویح کجا می گزاری؟ بنده گفت در خانه می گزارم امامی هست. فرمود که چه می خواند[1]؟ بنده گفت فاتحه و اخلاص. فرمود که نیکوست! آنگاه فرمود که[2] برحضرتِ شیخ فرید الدّین قدس سرہٗ العزیز همین خواندندی، شیخ پیر شده بود تراویح نشسته گزاردی، همین فرائض ایستاده گزاردی باقی نمازها نشسته گزاردی.

آنگاه نامِ بزرگی گرفت که او گفتی که من یک لقمه خورم[3] خسپم بهتر ازانکه سیر خورم و شب قیام کنم. بعد ازان فرمود که شیخِ کبیر صوم کمتر[4] افطار کردی اگرچه فصد کردی یا حجامت و یا تپ آمدی البتّه روزه داشتی. بعد ازان حکایتِ شیخ بهاء الدین زکریا فرمود[5] رحمة الله علیه که او را صوم کمتر بودی امّا طاعت و عبادت بسیار کردی. آنگاه این آیت برزبانِ مبارک راند که كُلُوا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا و گفت او ازانها بود که این آیت درحقِ او درست آمدی!

---

[1] ح: خوانید

[2] ن: که حضرت شیخ فریدالدین قدس الله سره العزیز همین خواندی، بجای که برحضرت ... خواندندی، دارد

[3] ه: کمتر خورم    [4] ن و ح: کم    [5] ن: افتاد

# مجلس چہل و دوم

شنبه[1] چهارم ماهِ شوّال سنة المذکور دولت[2] پائبوس بدست آمد. سخن در محبتِ اطفال افتاد. فرمود که رسول علیه السلام اطفال را دوست داشتی و ملاطفت نمودی. آنگاه حکایت فرمود که وقتی رسول علیه السلام امام حسن را بدید در میانِ کودکان، نزدیکِ او شد و یک دست زیرِ زنخِ او نهاد و یک دست برسرِ او کرد فقبّل وجهه. درین میان بنده عرضداشت کرد که حکایتی گویند که رسول علیه السلام برای خاطرِ[3] حسنؓ و حسینؓ آوازِ شتر کرده است. فرمود آری این حکایت مشهور[4] است و مسطور و این لفظ بر زبانِ مبارک راند که نعم الجمل جملکما!

آنگاه حکایت فرمود که امیرالمؤمنین عمر رضی اللّٰه عنه در عهدِ خلافتِ خود یاری را بر ولایتی امیر گردانیده بود و مثال بنامِ او در قلم آورده و بدو تسلیم کرده و در اثنای آن امیرالمؤمنین عمر رضی اللّٰه عنه خردکی را در کنار گرفته بود و مراعتی[5] و شفقتی می[6] نمود. آن یار روی سوی عمر کرد و گفت من ده فرزند دارم هیچ کدامی

---

[1] ن: شنبه یا جمعه' ح: سه شنبه چهاردهم' بجای 'شنبه چهارم'

[2] ه: بدولتِ پائبوس رسیده شد' بجای 'دولت ..... آمد' دارد

[3] ح و ه: دل

[4] ه: معروف

[5] ه: رغبتی

[6] ه: می فرمود' بجای 'می نمود' دارد

را این چنین دوست ندارم و ملاطفت نه نمایم ۔ عمر گفت آن مثالِ اقطاع که ترا داده ام مرا ده! آن یار مثال بر دستِ عمر داد ۔ عمر رضی اللہ عنہ آن کاغذ را پاره کرد و گفت ترا بر خوردگان[1] شفقت نیست بر بزرگان از کجا خواهد بود؟ واللہ اعلم[2]

# مجلسِ چہل و سوم

چهارشنبه[3] پنجم ماهِ ذی الحجه[4] سنة المذکور دولتِ پابوس حاصل شد[8]۔ آینده بیامد[5]۔ خواجه ذکره اللہ بالخیر فرمود که از کجا می آئی؟ گفت از دار الخلافه و از لشکرگاهی که در پیری بود از آنجا آمده بوده است ۔ چون آن موضع را دار الخلافه نام شده است گفت از دار الخلافه می آیم ۔ از نسبتِ این نام حکایتِ بغداد در افتاد ۔ فرمود که بغداد را اوّل مدینۂ منصور گفتندی سبب آنکه خلیفه بود منصور نام، بغداد[7] را او بنا کرده است ۔ بعد از آن فرمود که بغداد را مدینة الاسلام هم گویند۔

درین میان سخن در اولیای حق افتاد و کمالِ محبتِ ایشان ۔ آنگاه فرمود

---

[1] ن: خردکان
[2] ح و ق: 'واللہ اعلم' ندارد
[3] ح: سه شنبه
[4] ح: ذی القعده
[5] ن: گذشت ح: آمد
[6] ح و ه: برسید
[7] ه: 'بغداد بنا کردهٔ اوست' بجای 'بغداد را ...... است' ندارد
[8] ن: حال

که فردای قیامت معروف کرخی را رحمة الله علیه درعرصه[1] عرصات حاضر آرند همچنین نماید که مستی است طافح، خلق حیران مانند پرسند که این چه کس است؟ آواز شنوند که این مستِ محبّتِ ماست این را معروف کرخی گویند! آنگاه معروف کرخی را فرمان شود که در بهشت درآ۔ او گوید نی من ترا برای بهشت نه پرستیده ام۔ بعد ازان ملائکه را فرمان شود تا سلاسلِ نور در وکشند[2] و او را کشان در بهشت برند!

یکی از حاضران سوال کرد که حضرتِ عزّت در غایتِ عظمت و پاکی و فرزندِ آدم در مقامِ ادنیٰ، اینجا[3] چه نسبتِ محبّت و قربت باشد؟ خواجه ذکره الله بالخیر فرمود که این بزبان راست نیاید و این مسئله را بحثی نیست۔ بنده عرضداشت کرد که نظمی مناسبِ این حروف یاد می آید و آن اینست که ؏

عشق را بوحنیفه درس نگفت[4]، بنده چون این مصراع بگفت خواجه ذکره الله بالخیر مصراعِ دوم فرمود که ؏ شافعی را درو روایت نیست[5]!

---

[1] ن و ح: معروف کرخی رحمة الله علیه درعرصهٔ عرصات حاضر آید، بجای معروف کرخی ... آرند دارد

[2] ن: کنند

[3] ع: ازینجا

[4] ع: نکرد

[5] ح: این بیت اضافه دارد: مالک از کارِ عشق بی خبراست حنبلی را درو روایت نیست

# مجلس چہل و چہارم

شنبه[1] هژدهم ماهِ ربیع الاوّل سنه ثمان عشر و سبعمائة دولتِ پائبوس حاصل آمد۔ سخن در فضیلتِ حلم افتاد۔ فرمود که بزرگی بود بصفتِ حلم موصوف، او را گفتند که تو این نعمت از کجا یافتی؟ آن بزرگ گفت که من این معنی از استادِ خود گرفتم استاد[2] عاصم صاحبِ قرأت رحمة الله علیه، از و پرسیدند که چیزی از اوصافِ حلم او بگوی! گفت وقتی او جانبِ صحرائی بود از آبادانی دور، سفیهی با او سفاهت کردن گرفت و ناسزاها می گفت، عاصم هیچ نمی گفت و جواب هم نمی داد تا آنگاه که نزدیکِ شهر رسید، آن سفیه همچنان بد می گفت۔ چون میانِ مردمان رسیدند عاصم روی سوی او کرد و گفت که ای خواجه باز گرد اینجا مرا دوستان[3] و آشنایان بسیار اند نباید که بدگفتنِ تو بشنوند و ترا ایذائی رسانند! بعده آن بزرگ از حلم او حکایتِ دیگر گفت که وقتی من بخدمتِ او نشسته بودم و شاگردی چند خبری[4] خواندیم، او فائده می فرمود و ما تعلّم می کردیم، عاصم خود را بجامه گرد[5] گرفته نشسته بود جامه گردِ کمر و زانو در آورده همچنان فائده می فرمود

---

[1] ه: پنجشنبه [2] ح: امام

[3] ح و ه: 'دوست و آشنا بسیار است' بجای 'دوستان و آشنایان بسیار اند' دارد

[4] ح و ه: 'چیز' بجای 'خبر'

[5] ن: 'گرفته بود و نشسته' بجای 'گرد گرفته . . . . گرد' دارد

درین میان یکی بیامد و گفت که پسر ترا بکشتند. گفت که کشت؟ گفت عمّ[1] زادگانِ تو، مگر میانِ ایشان خصومتی شد دران خصومت پسرِ تو کشته شد. عاصم گفت بروید فلان کس نماز گزارد و در فلان موضع دفن کنید! این سه کلمه بگفت باز روی سوی شاگردان کرد و گفت هان شما چه می خوانید[2] بخوانید! آن بزرگ می گوید که[3] ما تغیرِ وجه در روی او ندیدیم "هیچ تغیّری پیدا نشد[4] و آن جامه که خود را بدان گرد گرفته بود از خود جدا نکرد و بر هیئتِ دیگر نگشت و همچنان به سبق گفتن مشغول شد!

بعد ازان خواجه ذکره الله بالخیر فرمود که از میانِ صحابه ابوبکر صدّیق رضی الله عنه به حلم منسوب بود تا وقتی یکی فحّاشی با او چیزی گفت و به عیبی طعن کرد. ابوبکر گفت ای خواجه چندان عیبها که در من است ترا چیزی سهل روشن شده است!

چون خواجه ذکره الله بالخیر این حکایت تمام کرد وقت آن شد که حاضران برگردند[5]. بنده[6] عرضداشت کرد که درانچه مرید بخدمتِ پیرِ خود کمتر رسد و در خانه بیشتر در یادِ پیرِ خود باشد این[7] معنی چگونه باشد؟ فرمود که نیکوتر[8]، اگر کسی از خدمتِ پیرِ خود

---

[1] ه: 'عم زاده' بجای 'عم زادگان'   [2] ه: 'می خوانید' بجای 'می خوانید'

[3] ن: 'هیچ تغیّری در روی او پیدا نشد' بجای 'که ما تغیرِ وجه ... نشد' دارد

[4] ن و ح: نشد   [5] : 'باز گردند' بجای 'برگردند' دارد   [6] ن و ح: بنده

[7] ن: بجای 'این معنی ... پیری خبر' به 'با آنکه همه روز پیشِ پیر باشد و از محبت بی خبر. خواجه ذکره الله بالخیر فرمود بهتر آن کسی است که در یادِ پیر و محبتِ پیر بود اگرچه بصورت ظاهر دور بود' دارد [8] ن: 'این کار نیکوتر' بجای 'که نیکوتر'

غائب باشد و در یادِ او باشد به ازانکه همه روز در پیشِ پیر باشد و از محبتِ پیر بی خبر. بعدازان این مصراع بر لفظِ مبارک راند ع [1]بیرون ز درون به که [2]درونی بیرون!

آنگاه حکایت فرمود که شیخ الاسلام فریدالدین قدس الله سره العزیز بعد از دو هفته بخدمتِ پیرِ خود شیخ قطب الدین رفتی نوّر الله مرقدهٗ برخلافِ شیخ بدرالدین غزنوی و عزیزانِ دیگر که ایشان پیوسته حاضر بودندی. آنگاه فرمود که چون وقتِ رفتنِ شیخ قطب الدّین نزدیک شد بزرگی را نام گرفت که او در پایانِ شیخ قطب الدّین خفته است و او را تمنای آن بود که بعد از شیخ در مقامِ او بنشیند، شیخ بدرالدّین غزنوی را هم، امّا دران سماع که شیخ قطب الدّین نقل خواهد کرد فرمود که این جامهٔ من و عصا و مصلّا و نعلینِ چوبین به شیخ فریدالدّین دهند. خواجه ذکره الله بالخیر می فرمود که من آن جامه را دیده بودم دوتائی بود سوزنی، الغرض آن شب که نقلِ شیخ قطب الدین بود شیخ فریدالدین در هانسی [3]بوده است رحمة الله علیهما اجمعین همان شب شیخ فریدالدّین پیرِ خود را در خواب دید که او را در حضرتِ خود می خواند، دوم [4]روز شیخ از هانسی روان شد چهارم روز در شهر رسید، قاضی حمیدالدّین ناگوری رحمة الله علیه درحیات بود، آن جامه بخدمتِ شیخ فریدالدّین آورد طیب الله ثراه. شیخ دوگانه بگزارد و آن جامه بپوشید و درخانه، که شیخ قطب الدّین می بود بیامد، سه روز [5]بیش آنجا بود و بروایتی هفت روز، باز

---

[1] در مس این مصراع چنین آمده: بیرونِ درون به که درون بیرون

[2] ن: 'درون بیرون به' بجای 'درونی بیرون' دارد

[3] ه: 'بود' بجای 'بوده است' دارد [4] ن: روز آن ح: آن روز

طرفِ ہانسی آمد، و سببِ آمدنِ ایشان آن بود کہ درین چہ شیخ درخانۂ شیخ قطب الدّین ساکن شد رحمتہ اللہ علیہما سرہنگا نام یکی بود از ہانسی آمدہ مگر دو سہ بار درین خانہ بیامد و دربان رہا نکرد، یک روز شیخ از خانہ بیرون می آمد آن سرہنگا بیامد و در پای شیخ افتاد و گریستن گرفت۔ شیخ فرمود کہ چرا می گرئی؟ گفت سبب آنکہ شما در ہانسی می بودید ما شما را آسان می دیدیم این ساعت دیدنِ شما دشوار شدہ است۔ شیخ ہمان ساعت[1] با یاران گفت کہ من باز بہ ہانسی خواہم رفت! حاضران گفتند کہ شیخ ترا این مقام فرمودہ است تو چرا جای دیگر می روی؟ شیخ فرمود کہ نعمتی کہ پیرِ من[2] بمن روان کردہ است در شہر ہمانست و در بیابان ہمان!

## مجلسِ چہل و پنجم

سہ شنبہ سوم ماہِ ربیع الآخر سنہ مذکور بشرفِ دست بوس رسیدہ شد۔ سخن در حُسنِ عقیدۂ مریدان افتاد و نگاہداشتنِ نفسِ مبارکِ پیر۔ درین میان حکایت فرمود کہ قاضی حمید الدّین ناگوری را رحمتہ اللہ علیہ نبیسۂ بود شرف الدّین لقب ساکنِ خطۂ ناگور، او را ہوای[3] آن شد کہ بخدمتِ شیخ الاسلام فرید الدّین

---

[1] ح: زمان
[2] ح: 'مرا' بجای 'من بمن' دارد
[3] ح: ہوس

قدس سرہ العزیز ارادت آرد، بدین نیّت از ناگور روان شد، اورا کنیزکی بود در قیمت صد تنکہ یا کم و بیش، آن کنیزک خواجۂ خود را گفت کہ چون بخدمتِ شیخ برسی و ارادت آری بندگیٔ من ہم عرض داری و یک دستارچہ کشیدہ بدو داد کہ این خدمتی من آنجانب برسانی - القصہ چون مولانا شرف الدین بخدمتِ شیخ الاسلام رسید و ارادت آورد بعد از دریافتِ آن دولت عرضداشت کرد کہ مرا در خانہ جاریۂ است او روی بر زمین آوردہ است، این بگفت و دستارچہ کہ او فرستادہ[1] بود پیش نہاد. شیخ الاسلام فریدالدین قدس سرہ العزیز بر لفظِ مبارک راند کہ خدایش آزادی دہاد[2]! چون مولانا شرف الدین از پیش برخاست در خاطر کرد کہ چون بر لفظِ مبارکِ شیخ رفتہ است حقیقت است کہ او آزاد خواہد شد امّا این کنیزک قیمتی است من آزاد نتوانم کرد او را بفروشم، باشد کہ آن کس کہ[3] بخرد او آزاد کند. چون این اندیشہ با[4] خود کرد باز در خاطرِ او گذشت کہ اگر این کنیزک در خانۂ دیگری آزاد شود پس ثوابِ آن[5] او را باشد پس[6] من چرا آزاد نکنم؟ این نیّت کرد و بخدمتِ شیخ آمد و گفت من او را آزاد کردم!

---

[1] ع: دادہ [2] ن: دہد

[3] ع: 'از بیع خود آزاد کند' بجای 'کہ بخرد ... کند' دارد

[4] ن و ع: 'باخود' ندارد [5] ن د ع: 'آن' ندارد

[6] ن: ہم

# مجلسِ چهل و ششم

یک شنبه هژدهم ماهِ ربیع الآخر سنه مذکور دولتِ دست بوس بدست آمد. سخن در محبّت و عداوتِ دُنیا افتاد. بر لفظِ مبارک راند که خلق بر سه نوع است یک نوع آنست که دُنیارا دوست دارند و همه روز در یادِ آن باشند و در طلبِ آن[1] و این چنین بسیارند. نوعِ دوم آنست که دُنیارا دشمن دارند و ذکرِ آن به مذمّت[2] کنند و یکبارگی بعداوتِ آن مشغول باشند، نوعِ سوم آنست که دُنیارا نه دوست دارند نه دشمن و ذکرِ آن به محبّت و عداوت نکنند و این قسم به[3] از هر دو قسم.

بعد ازان حکایت فرمود که مردی بر رابعه آمد[4] و بنشست و دُنیا را بسیار بد گفتن گرفت. رابعه او را گفت که تو بارِ دیگر بر من نیائی تو دوستِ دُنیا می نمائی زیرا که ذکرِ آن بسیار می کنی!

ازینجا از نسبتِ ترکِ دُنیا سخن در درویشی افتاد که طرفِ کیتهل و کهرام بودی، او را شیخ صوفی بدهنی گفتندی، فرمود که او تارکِ عظیم بوده است "تا بغایتی که جامه هم نه پوشیدی! بنده عرضداشت کرد که او

---

[1] ن: 'هم' بجای 'آن و' دارد

[2] ن و ح: مذلّت

[3] ه: 'بهتر از دو قسم است' بجای 'به از هر دو قسم' دارد

[4] ه: در آمد

دستِ کسی گرفته بود؟ فرمود که خیر، بعد ازان فرمود که اگر او را پیری بودی سترِ عورت بفرمودی[1]، ازینجا معلوم می شود که او پیری نداشت. آنگاه فرمود که او نماز بسیار گزاردی و گفتی که چنین خوش جائی که بهشت است دریغا که درو نمازی[2] نیست! درین میان بنده عرضداشت کرد که اگر پیری باشد دنیا دار او را شاید که مریدان را از محبتِ دنیا منع کند؟ خواجه ذکره الله بالخیر برلفظِ مبارک راند که اگر منع کند مؤثر نیابد زیرا که لسانِ قال است و لسانِ حال، پند و نصیحت به لسانِ حال مؤثر آید، چون لسانِ حال نباشد لسانِ قال مؤثر[3] نیابد!

لختی حکایتِ شیخ شهاب الدین سهروردی افتاد رحمة الله علیه، فرمود که او وقتی مندیلی از شیخِ خود یافته بود، آن را پیوسته برخود داشتی و ازو[4] برکتها گرفتی تا وقتی درخواب شده بود و آن مندیل جانبِ پای او بود، ناگاه پای او بدان رسید، چون بیدار شد قلق و اضطرابِ بیحد و اندازه نمود تا بغایتی که می گفت که من امید[5] می دارم که فردای قیامت من در بزهٔ آن اندوه و تاسف خواهم بود!

از نسبتِ این معنی حکایت فرمود که وقتی من از خدمتِ شیخ الاسلام فرید الدین قدس سره العزیز خرقه یافتم از گلیم خرقه چشتی[6] و آن هنوز با من

---

[1] ح: او را بفرمودی [2] ن و ح: نماز

[3] ن و ح: 'اثر نکند' بجای 'مؤثر نیابد' دارد [4] ن و ح: 'ازو' ندارد

[5] ن: 'می دانم' بجای 'امید می دارم' دارد [6] ه: خشتی

هست، الغرض چون از اجودهن جانب دہلی می آمدم آن خرقه را برابرِ خود می آوردم، همین من بودم و یک رفیق تا رسیدیم به موضعی که آنجا بیمِ قطّاعِ طریق بود، باران فرو گرفت، من و آن رفیق درؔ[1] زیرِ درختی بایستادیم، درین میان هندوی چند هم ازان بابت که می ترسیدیم پیدا شدند و درؔ[2] مقابلِ ما آمدند، من ملتفت شدم سببِ آن جامه که با من بود و در دل کردم که این جامه دادهٔ شیخ است اینها نتوانند که از من ببرند، باز در خاطر گذشت که اگر ببرند من باری پیش در دیار وؔ[3] آبادانی نباشم، ساعتی شد ازان هندوان یکی یک طرف رفت و یکی طرفِ دیگر، همه متفرّق شدند و رفتند و مارا هیچ نگفتند باؔ[4] سلامت در منزل رسیدیم!

لختی سخن در جمع و خرجِ دُنیا افتاد. فرمود که دُنیا را جمع نباید کرد امّا آنچه لابدّیؔ[5] باشد مثلِ جامه که بدان سترِ عورت باشد رواؔ[6] است امّا زیادتی نمی شاید دیگر هر چه می رسد خرج کنند و ذخیره نکنند. آنگاه این بیت بر لفظِ مبارک راند[5]

زر از بهرِ داشتن بود ای پسر زبهرِ نهادن چه سنگ و چه زر!

آنگاه مناسبِ این بیت فرمود که خاقانی هم ملائمِ این معنی گفته است[8]

---

[1] ن و ح: 'در' ندارد
[2] ن و ح: 'در' ندارد
[3] ن: 'و' ندارد
[4] ن و ح: 'ما سلامت آمدیم' بجای 'با سلامت ..... رسیدیم' دارد
[5] ن: 'لابد بیست چنانکه' بجای 'لابدی باشد مثل' دارد
[6] ح: روا باشد
[7] ح: خوردن

چون خواجه نخواهد راند از هستی خودکامی
آن گنج که او دارد پندار که من دارم!

درین میان یکی را مسواک فرمود۔ مناسب این حکایت فرمود که[1] دانشمندی بود که او را نور ترک گفتندی، ازینجا جانبِ خانہ کعبہ رفته بود و همانجا ساکن شده، آنجا خانہ که ساخته بود بر درِ خانہ نبشته بود که هر که در خانۂ من درآید و با او مسواک نباشد آمدنِ او در خانۂ من حرام است!

لختی سخن در مکارمِ اخلاقِ درویشان افتاد۔ فرمود که شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ و بوعلی سینا با همدیگر ملاقات کردند، چون از یک دیگر جدا شدند بوعلی صوفیی را که ملازمِ خدمتِ شیخ بود بر راه کرد که چون من از خدمتِ شیخ باز گردم هرچه شیخ در بابِ من گوید بر من بنویسی، چون بوعلی باز گشت شیخ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ هیچ ذکرِ او بر زبان نراند نه به نیکی و نه به بدی، چون آن صوفی هیچ ذکرِ او نشنید یک روز از خدمتِ شیخ سوال کرد که بوعلی سینا چگونه مردیست؟ شیخ فرمود که مردی حکیم است و طبیب و بسیار علم دارد امّا مکارمِ اخلاق ندارد۔ صوفی صورتِ این حال بر بوعلی سینا نوشت۔ بوعلی ازانجا[2] بخدمتِ شیخ چیزی در قلم آورد و این معنی هم نبشت که من چندین کتاب در مکارمِ اخلاق نبشته ام شیخ چرا باید که بگوید که فلان مکارمِ اخلاق ندارد؟ شیخ تبسّم فرمود و گفت که من نگفته ام که بوعلی

---

[1] ه: دفتی    [2] ه: ازانچه

مکارمِ اخلاق نداند بل[1] گفته ام که ندارد!

لحنی حکایتِ قاضی منهاج الدّین درافتاد. فرمود که من هر دوشنبه در تذکیرِ او برفتمی تا روزی در تذکیرِ او بودم این رباعی بگفت، رُباعی

لب[2] برلبِ دلبرانِ مهوش کردن | وآهنگِ سرِ زلفِ مشوّش کردن
امروز خوش است لیک فردا خوش نیست | خود را چو خسی طعمهٔ آتش کردن

خواجه ذکره الله بالخیر فرمود که من چون این بیت بشنیدم بی[3] خود گونه شدم ساعتی بایست تا بخود باز آمدم. بعدازان از احوالِ او بیان کرد که مردی صاحبِ ذوق بوده است، وقتی او را در خانهٔ شیخ بدرالدّین غزنوی طلبیدند رحمته الله علیه، و آن روز دوشنبه بود، وعده کرد که چون از تذکیر فارغ شوم بیایم، الغرض چون از[4] تذکیر فارغ شد آنجا حاضر شد و در سماع درآمد و دستار[5] و دراع که پوشیده بود پاره پاره کرد، آنگاه نظمِ شیخ بدرالدّین غزنوی که بر ردیفِ آتش گرفت گفته است بگویانید، یک دو بیت بر لفظِ مبارک راند این بیت یاد مانده ؎

نوحه میکرد برمن نوحه گر در مجمعی | آه ازین سوزم[6] برآمد نوحه گر آتش گرفت!

---

[1] ن د ه : 'بل' ندارد

[2] این مصرع در 'اخبار الاخیار' چنین آمده : لب برلبِ لعلِ دلبران خوش کردن

[3] ن : 'از خود رفتم بعد ساعتی باز بخود آمدم' بجای 'بی خود گونه ... باز آمدم' دارد

[4] ه : 'تذکیر بگفت' بجای 'از تذکیر فارغ شد' دارد

[5] ه : 'دراع و دستاری' بجای 'دستار و دراع' دارد

[6] س : 'دود دل سوزم' بجای 'آه ازین سوزم' دارد

آنگاه فرمود که قاضی منہاج الدّین شیخ بدرالدّین را شیر سرخ گفتی۔

از نسبتِ این تذکیر حکایتِ شیخ نظام الدّین ابوالمؤید در افتاد رحمۃ اللہ علیہ۔ بندہ عرضداشت کرد که شما تذکیرِ او شنیدہ بودید؟ فرمود که آری ولی دران ایّام کودک[1] بودم درکِ معانی چندان بمراد نبودہ است، روزی در تذکیرِ او در آمدم او را دیدم که در مسجد در آمد نعلین در پای داشت آن را از پا کشیدہ بدست گرفت و در مسجد در آمد و دوگانہ بگزارد، من ہیچ کس را در نماز بر ہیئتِ او ندیدم، دوگانہ باراحت بگزارد و بالای[2] منبر رفت، مقرئ بود او را قاسم گفتندی خوش خوان بود، او آیتی بخواند، بعدازان شیخ نظام الدّین ابوالمؤید رحمۃ اللہ علیہ آغاز کرد که بخطِ بابای خود نبشتہ دیدہ ام! ہنوز سخنی دیگر نگفتہ بود که این سخن در خلق چنان گرفت[3] که ہمہ در گریہ شدند، آنگاہ این دو مصراع بگفت ؎

بر عشقِ تو و بر تو نظر خواہم کرد  جان در غمِ تو زیر و زبر خواہم کرد

این بگفت و نعرہ ہا از خلق برآمد، بعدازان دو سہ بار ہمین دو مصراع بگفت، آنگاہ گفت ای مسلمانان دو مصراعِ دیگر یادمی آید چکنم[4]! این سخن برطریقِ عجز چنان بگفت که در ہمہ جمع اثر کرد، آنگاہ قاسم مقری آن دو مصراعِ دیگر یاد داد[5]، شیخ آن رباعی تمام بگفت و فرود آمد۔

---

[1] ہ: کودکی  [2] ن: بربالای

[3] ن: 'درگرفت' بجای 'چنان گرفت که' دارد

[4] ہ: چگویم  [5] ح و ہ: کرد

هم در بزرگیٔ شیخ نظام الدّین ابوالمؤید رحمتہ اللہ علیہ حکایت فرمود که وقتی امساکِ باران شد، او را لازم گرفتند که دُعای باران بگوید[1]، بر سرِ منبر برآمد و دعای باران بخواند، بعدازان روی سوی آسمان کرد و گفت یا اللہ اگر تو[2] باران نفرستی من پیش در هیچ آبادانی نباشم! این بگفت و از منبر فرود آمد، حق تعالی بارانِ رحمت فرستاد، بعدازان سیّد قطب الدین رحمتہ اللہ علیہ با او ملاقی شد و این سخن با او بگفت که مارا اعتقادی[3] در حقِ تو راسخ است و می دانیم که ترا با حق نیازی تمام است امّا این لفظ برچه گفتی که اگر تو باران نفرستی من پیش در هیچ آبادانی نباشم، اگر نفرستادی چه کردی ؟ شیخ نظام الدّین ابوالمؤید گفت که من می دانستم که باران خواهد فرستاد، آنگاه سیّد قطب الدّین گفت ازکجا می دانستی؟ گفت وقتی مرا با سیّد نورالدّین مبارک نوّر اللہ مرقدہٗ در پیشِ سلطان شمس الدّین برای زبردست و زیردست نشستن نزاعی رفته بود، من سخنی گفته بودم که او کوفته شده بود، درانچه مرا دُعای باران فرمودند من بر سرِ روضهٔ او رفتم و گفتم که مرا دُعای باران فرموده اند و تو از من کوفته ای اگر تو با من آشتی کنی من دعا بخوانم و اگر آشتی نکنی نتوانم خواند، از روضه، او آواز برآمد که من با تو آشتی کردم تو برو و دُعا بخوان!

---

[1] ن: بگو، ه: بکن [2] ه: تو امروز

[3] ه، ' درحقِ تو اعتقاد' بجای ' اعتقادی درحقِ تو' دارد

## مجلسِ چہل و ہفتم

چهارشنبه پنجم ماهِ جمادی الاُولیٰ سنه مذکور دولتِ پایبوس میسّر شد. سخن در نماز ادتاد. بنده عرضداشت کرد که بعد ادای فرض که جای بدل می کنند این چگونه است؟ فرمود که بهتر آنست که جای بدل کنند امام خود اگر جای بدل نکند کراهت باشد امّا مقتدی اگر جای بدل نکند کراهت نباشد امّا بهتر آن باشد که بدل کند. آنگاه فرمود که چون خواهند که جای بدل کنند جانبِ چپای خود باید شد تا مقابلِ راستای قبله باشد.

## مجلسِ چہل و ہشتم

پنجشنبه سیزدهم ماهِ جمادی الاُولیٰ سنه مذکور سعادتِ پایبوس بدست آمد. سخن دران افتاد که خلق دستِ درویشان می بوسند و برکت می طلبند. بر لفظِ مبارک راند که مشائخ و درویشان که دست بوسیدن می دهند نیّتِ ایشان این هم می باشد که مگر دستِ مغفوری بدستِ ایشان رسد!

لختی حکایتِ[1] نفسِ درویشان افتاد. فرمود که وقتی یکی از مریدانِ خواجه

---

[1] ن: «سخن در» بجای «حکایت» دارد

اجل شیرازی رحمۃ اللہ علیہ پیشِ خواجہ آمد و گفت کہ مرا ہمسایہ ایست کہ نظرِ او در خانۂ من می اُفتد، ہرچند کہ او را منع می کنم نمی شنود و مرا ایذا می رساند۔ خواجہ اجل فرمود کہ او را معلوم است کہ تو با ما پیوند داری؟ گفت آری او را معلوم است کہ من از جملہ پیوستگانِ خواجۂ مخدومم۔ خواجہ اجل گفت آنگاہ چگونہ است کہ گردن مہرۂ او نمی شکند؟ چون خواجہ این چنین نفسی راند آن مرید بخانہ[1] آمد آن ہمسایہ را گردن مہرہ شکستہ دید، پُرسید کہ از کجا افتاد؟ گفتند کہ نعلینِ چوبین پوشیدہ بود بلغزید و بیفتاد این چنین واقعہ شد!

لختی حکایتِ[2] مردانِ حق افتاد۔ فرمود کہ در عہدِ قدیم چہار تن بُرہان لقب از مُلکِ بالا در دہلی آمدند، ازان چہار بُرہان یکی بُرہان بلخی بود دوم بُرہان کاشانی دو بُرہانِ دیگر یاد نمی آیند، الغرض میانِ ایشان موافقتِ تمام بودہ است، طعام و شراب یکجا می خوردند و تحصیل یکجای می کردند، اوّل کہ در دہلی آمدند آن روز قاضیٔ شہر نصیر کاشانی بودہ است، او بُرہان کاشانی را در محفل مسئلۂ[3] پرسید، این بُرہان مردی تنک بود و کوتہ بالا، چون او نکتہ[4] ہا آغاز کرد متعلّمان گفتند کہ این ریزہ چہ خواہد گفت! او را عرف ہمین ریزہ شد کاشانی از میان برخاست ہمین بُرہان ریزہ عرف شد، الغرض این بُرہان مردی عزیز بود در آخر ہا از ابدال شد۔ خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر بر لفظِ مبارک راند کہ من او را دیدہ بودم

---

[1] ہ: از آنجا بخانہ [2] ف: سخن۔

[3] ہ: نکتہ فرمود، بجای مسئلہ پرسید، دارد [4] ہ: نکتہ

هر روز پگاه از خانه بیرون آمدی پیاده و اورا از ده اسپ زیادت بود و هیچ غلامی را برابرِ خود نه بُردی و او را خدمتگاران از صد زیادت بودند[1] او را پسری بود نورالدّین محمّد لقب، روزی آن پسر پدر را گفت که تو هر روز از خانه بیرون می روی و ما دشمنان بسیار داریم، هیچ کس برابرِ شما نمی باشد اگر غلامی را برابرِ خود ببری که شما را خدمتی کند و[2] کوزهٔ آبی دهد نیکو باشد، مولانا برهان الدّین پسر را جواب داد گفت بابا محمّد اگر آنجا که من می روم غلام را مدخل باشد اوّل ترا برم که پسرِ منی!

# مجلسِ چهل و نهم

یک شنبه بست و نهم ماهِ جمادی الآخر سنه مذکور دو[3] دولتِ دست بوس بدست آمد۔ چون ماهِ رجب نزدیک رسیده بود بنده عرضداشت کرد که خواجه اویس قرنی رضی اللہ عنہ نمازی که فرموده است درسوم ماهِ رجب و چهارم و پنجم بنده را این در خاطر می گذرد که هر بزرگی نمازی و دعائی که فرموده است از حضرتِ رسالت شنیده است یا از صحابهٔ کرام، خواجه اویس قرنی رضی اللہ عنہ این نمازها که فرموده است و سورتها تعیین کرده و دُعاها مسمّیٰ کرده از کجاست؟ خواجه ذکرہ اللہ بالخیر

---

[1] ک: خدمتگاری

[2] ن: 'وی را کوزهٔ آبی دهی' بجای 'و کوزهٔ آبی دهد' دارد

[3] ک: سعادت

فرمود که این معانی از الہام ہم باشد۔

بعد ازان حکایت فرمود که پیش ازین چون من از دہلی بخدمت شیخ در اجودہن برفتمی این سه نام بزرگوار بخواندمی و برفتمی یَا حَافِظُ یَا نَاصِرُ یَا مُعِینُ و این دعا من از کسی نشنیده بودم، ہمچنین بر نسبت رفتن خود بخدمت[1] ایشان و یاری خواستن از حق این سه نام[2] بگفتمی، بعد ازان بعد از مدتی عزیزی مرا دعائی نبشته داد و آن دعا اینست یَا حَافِظُ یَا نَاصِرُ یَا مُعِینُ یَا مَالِکُ یَوْمِ الدِّیْنِ بحق[3] اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ،

لختی حکایت در احوال مشائخ افتاد۔ بنده عرضداشت کرد که من سخنی شنیده‌ام و ہمچنین می گویند که این کلمات خواجه بایزید بسطامی گفته است و بنده این کلمات را ہیچ تاویلی نمی یابد[4] و دل قرار نمی گیرد۔ فرمود که چه کلمات است؟ بنده گفت که ہمچنین می گویند که او گفته است که محمد و من دو نه تحت لوائے یوم القیمۃ، خواجه ذکره اللّٰه بالخیر فرمود که خیر او نگفته است این سخن او نیست۔ بعد ازان فرمود که او وقتی گفته بود که سبحانی ما اعظم شانی بعد ازان در آخر عمر ازان مستغفر شد و گفت که من این سخن نیکو نگفتم، من جہودی بودم این ساعت زنّار می گسلم و از سر مسلمان می شوم و می گویم اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ،

---

[1] ه: خواجه

[2] ن و ح: کلمه

[3] ن: 'بحق' ندارد۔

[4] ه: 'نمی داند' بجای 'نمی یابد' دارد

از اینجا سخن در احوالِ رسول افتاد علیه الصّلوٰة والسّلام، فرمود که مشائخ را و مردانِ حق را حالی که پیدا می شود از انجاست که رسول را علیه الصّلوٰة والسّلام نیز احوال بود. نامی آرند که روزی رسول علیه الصّلوٰة والسّلام در باغی در آمد و دران باغ چاهی بود، رسول علیه السّلام بیامد و بر کرانهٔ آن چاه بنشست و پایها جانبِ چاه فرو هشت و مشغول شد، ابوموسیٰ اشعری برابر او بود، او را فرمود که کسی را بی اذنِ من درون نگذاری، درین میان ابوبکر صدّیق رضی الله عنه بیامد، ابوموسیٰ اشعری بخدمتِ رسول علیه الصّلوٰة والسّلام آمد و از آمدنِ ابوبکر اعلام داد، رسول علیه الصّلوٰة والسّلام فرمود که او را درون طلب و بشارت ده به بهشت! ابوموسیٰ رفت و ابوبکر را درون طلبید، ابوبکر بیامد و بر راستای رسول علیه السّلام بنشست و هم بران هیئت پایها در چاه فرو هشت، بعد ازان عمر خطّاب بیامد رضی الله عنه، ابوموسیٰ از آمدنِ او هم خبر کرد۔ پیغمبر علیه الصّلوٰة والسّلام او را هم بدان[1] بشارت درون طلبید، او هم بیامد و جانبِ چپای رسول علیه السّلام همران هیئت بنشست، بعد ازان عثمان آمد رضی الله عنه، او را هم درون طلبید و بعد از تامّل عثمان رضی الله عنه در مقابلِ رسول علیه السّلام همران هیئت بنشست [بعده امیرالمؤمنین علی کرّم الله وجهه آمد بعد از اذن درآمد و بران هیئت بنشست] بعد ازان رسول علیه السّلام فرمود که چنین که ما امروز یکجائیم موت هم یکجا خواهد بود و بعث یکجا!

چون این حکایت تمام شد سخن در فقر و خرقه در افتاد۔ خواجه ذکره الله بالخیر فرمود که مصطفیٰ علیه السّلام در شبِ معراج خرقهٔ یافته بود[2] آن خرقه را خرقهٔ فقر گویند،

---

[1] ن: با آن [2] این قسمت که درمیانِ هلالین گذاشته شد از س نقل شده در ن و ح د ه نیامده
[3] ح د ه: 'یافت' بجای 'یافته بود' دارد

بعد ازان صحابہ را طلبید و گفت کہ من خرقہ یافتہ ام و مرا فرمان است کہ آن خرقہ بیک کس دہم و من سخنی از یاران بخواہم پرسید تا چہ جواب دہند و مرا گفتہ اند کہ ہر کہ آن جواب دہد این خرقہ بدو دہ و آن جواب من می دانم تا کہ خواہد گفت! بعد ازان رُوی سوی ابوبکر کرد کہ اگر این خرقہ ترا دہم تو چہ کنی ؟ ابوبکر گفت من صدق ورزم و طاعت کنم و عطا دہم[۱]! بعد ازان عمر را پرسید کہ اگر ترا این خرقہ دہم تو چہ کنی ؟ عمر گفت من عدل کنم و انصاف نگاہدارم! بعد ازان عثمان را پرسید کہ اگر ترا دہم این خرقہ را تو چہ کنی ؟ عثمان گفت انفاق کنم و سخا ورزم! بعد ازان علی را پرسید کہ اگر ترا دہم این خرقہ را تو چہ کنی ؟ گفت من پردہ پوشی کنم و عیب بندگانِ خدای را بپوشم! رسول علیہ السلام فرمود کہ بستان! این خرقہ را بتو دادم کہ مرا فرمان بود ہر کہ این چنین جواب دہد این خرقہ بدو دہی!

ازینجا سخن در مناقبِ امیرالمؤمنین علی افتاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ و ذکرِ انصاف او و سخاوتِ او۔ بعد ازان فرمود کہ زرہی ازو غائب شدہ بود۔ روزی آن زرہ بدستِ یہودی بدید، او را بگرفت وگفت کہ این زرہ منست، یہودی گفت این را دعویٰ کن و ثابت دار و بستان! و دران ایّام امیرالمؤمنین علی رضی اللہ عنہ خلیفہ بود، گفت من ہم خلیفہ ام و ہم مدّعی این دعویٰ ثابت چگونہ شود؟ پیشِ شریح رویم و دعویٰ آخر رسانیم، ہمچنان کردند و دران عہد شریح نائبِ علی بود، القصہ چون پیشِ شریح رفتند و دعویٰ زرہ آغاز شد شریح رُوی سوی امیرالمؤمنین علی کرد و

---

[۱] ح و ۵: کنم

گفت اگرچہ خلیفہ تو ئی[1] اما این ساعت بحکمِ نیابت حاکم منم، چون بدعویٰ آمدہ ای باین یہودی یکجا بایست! امیرالمؤمنین علی ہمچنان کرد برابرِ یہودی بایستاد و گفت کہ این زرہ من است و بدستِ این یہودی ناحق است، شریح گفت: بینہ اقامت کن! علی گفت چہ می طلبی؟ شریح گفت گواہ بیار، امیرالمؤمنین علی حسن را و قنبر را گواہ آورد، شریح گفت حسن پسرِ تست و قنبر غلامِ تو، من گواہیِ ایشان نخواہم شنید۔ امیرالمؤمنین علی گفت من گواہِ دیگر ندارم۔ شریح یہودی را گفت زرہ بردار و ببر، تا آنگاہ کہ او دو گواہ بگذراند آنگاہ قابض شود! یہودی چون این معاملہ بدید حیرتی در باطنِ او ظاہر شد با خود گفت دینِ محمدؐ[2] چنین دینی است! درحال اسلام آورد و زرہ بامیرالمؤمنین علی تسلیم کرد و گفت کہ این حق و ملکِ تست بدستِ من ناحق است امیرالمؤمنین علی آن زرہ را بدو بخشید و یک راس[3] اسپ ہم!

ہمدرین مجلس یکی از مریدان بیامد و عرضداشت کرد کہ درخانۂ بندہ پسری متولد شدہ است خواجہ ذکرہ اللّٰہ بالخیر فرمود کہ چہ نام کردہ ای[4]؟ گفت من خیر نام کردہ آمدہ ام تا[5] مخدوم را عرض دارم مخدوم چہ نام کند! خواجہ ذکرہ اللّٰہ بالخیر فرمود کہ چون گفتی من خیر نام کردہ ام نامِ او ہمین[6] باشد!

---

[1] ن و ح: تو با  [2] ہ: محمدی

[3] ہ: سر  [4] ن: "نہادہ" بجای "کردہ ای"

[5] ہ: تا بخدمتِ مخدوم عرض دارم و مخدوم نام کنند" بجای "تا مخدوم۔۔۔۔کند" دارد

[6] ن: ہمین خیر

ازین نسبت حکایت فرمود که خواجه خیر نسّاج رحمتہ اللہ علیہ وقتی از شہر بیرون آمد، عوانی[1] او را بگرفت که تو بندۂ منی، خیر نسّاج ہیچ نگفت این سخن را تسلیم کرد، مدّتی درخانۂ آن مرد بود، آن مرد را باغی بوده است، او را باغبانی فرمود، بعد از مدّتی آن مرد در باغ خود آمد خواجہ خیر نسّاج را گفت یک انارِ شیرین بیار، خواجہ نسّاج یک انار بیاورد و بدستِ او داد، او چون بچشید تُرش بود، گفت من از تو انارِ شیرین خواستم، باز خواجہ نسّاج انارِ دیگر آورد و بدو داد، آن انار ہم تُرش بیرون آمد، باز خصمِ[2] باغ گفت من از تو انارِ شیرین می طلبم تو ہمان انارِ تُرش می آری، خواجہ خیر نسّاج گفت که من چہ دانم شیرین کدام است و تُرش کدام؟ او گفت مدّتی است تا باغبانی این باغ می کنی انارِ شیرین و تُرش را نمی دانی؟ خواجہ خیر نسّاج گفت مرا باغبانی فرموده ای، من امینم من انارِ تو نمی چشم و نمی خورم که بدانم! خصمِ باغ چون این حال معلوم کرد او را آزاد کرد، خواجہ خیر نسّاج را پیش ازین نامِ دیگر بود آن مرد او را خیر نام کرده بود، چون خواجہ خیر نسّاج ازان بندگی آزاد شد گفت نامِ من ہمان باشد که آن مرد کرده است!

## مجلس پنجاہم

شنبہ بیست و ششم ماہِ رجب سنۃ المذکور دولتِ پابوس بدست آمد۔

---

[1] ن ذ ح: اعرابی [2] ح: صاحب

بنده را حدیثی در دل بود تحقیق آن باز پرسید و آن حدیث این بود که زُرْ غِبًّا تَزْدَدْ حُبًّا بنده گفت که این حدیثِ رسول است علیہ الصلوٰۃ والسلام؟ فرمود که آری این حدیث با ابوہریرہ گفته است رضی اللہ عنہ و آن چنان بود که او دائم ملازمِ حضرتِ رسالت بودی، رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام او را فرمود زُرْ غِبًّا، خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر فرمود ببین که یک روز بیاید و یک روز نیاید آن را غِبّ گویند، رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمود که زُرْ غِبًّا یعنی یک روز بیا و یک روز میا!

لختی حکایتِ درویشانی افتاد که با اہل و عیال گرفتار باشند۔ فرمود که صبر بر سه محل است اوّل الصّبر عنهن بعد ازان الصّبر علیهن بعد ازان الصّبر علی النّار، آنگاه بیان فرمود که اوّل صبر از عورات می باید که اگر کسی را اصلاً ازان[1] جانب کشش نباشد و ہیچ میلی بدان کار نباشد این[2] صبر نیکو تر است یعنی الصّبر عنهن، و اگر آن میسر نشود[3] و زن بخواهد و کنیزک بخرد باید که بر بلاهای ایشان صبر کند الصّبر علیهن این باشد و اگر مبادا ازینها بگذرد و در خطاها افتد آن الصّبر علی النّار باشد، پس صبر سه نوع یافتم اوّل الصّبر عنهن دوم الصّبر علیهن سوم الصّبر علی النّار، والسّلام[4]

---

[1] ن: آن، بجای ازان دارد

[2] ن و ح: آن

[3] ن: نباید

[4] ن: واللہ اعلم بالصّواب

# مجلس پنجاه و یکم

سه شنبه سیزدهم ماه شعبان سنه مذکور بسعادت دست بوس رسیده شد. حکایت مولانا نور ترک افتاد. بنده عرضداشت کرد که بعضی علمای حضرت دهلی در باب دین او چیزی گفته اند، فرمود که نی او از آب آسمان پاکیزه تر[1] بود! بنده عرضداشت کرد که در تاریخ طبقات ناصری همچنین نبشته دیده ام که او علمای شریعت را ناصبی و مرجی گفتی، فرمود که او را با علمای شهر تعصّبی[2] تمام بود[3] سبب آنکه ایشان را آلودهٔ دنیا دیدی، ایشان بدان سبب او را بدان چیزها منسوب کردند. بنده عرضداشت کرد که مرجیان و ناصبیان کیانند؟ فرمود که ناصبی رافضی را گویند و مرجی طائفه را گویند که همه[4] از رجا گویند، آنگاه فرمود که مرجی بر دو نوع است یکی مرجیِ خالص است و یکی مرجیِ غیر خالص، مرجیِ خالص آنست که همه از رحمت گوید و مرجیِ غیر خالص آنست که هم از رحمت گوید و هم از عذاب، و مذهب اینست.

بعد ازان حکایت مولانا نور ترک افتاد که او را سخنی گیرا بود امّا دست بکسی نداشت هرچه گفتی بقوّت علم گفتی و قوّت مجاهده، او را غلامی بود نداف هر روز

---

[1] ح و ه: 'پاک تر' بجای 'پاکیزه تر' [2] ه: 'بغضی' [3] ح: بوده است

[4] ن: 'هرجا رجا کنند' بجای 'همه از رجا گویند' دارد ح: 'از همه رجا گویند'

یک درم مولانا[1] بدادی، وجه معاش او همان بودی. بعدازان حکایت فرمود که چون او به مکه رفت همانجا ساکن شد، مردی ازین دیار آنجا رسید دو من برنج برد[2] بُرد، او بستد و دعا کرد، وآن چنان بود که وقتی سلطان رضیه برد[3] زری منقد فرستاده بود، پرکاله بوداز زر، او آن را رد کرده بود[4]، چوبی بدست داشت آن چوب بران زر می زد و می گفت این چیست از پیش من ببرید! الغرض چون آن مرد آن دو من برنج در مکه برد[5] بُرد و او بستد در دل گذرانید که این همان بزرگ است که در دهلی آن قدر زر را رد کرده بود[6] این ساعت این قدر برنج قبول می کند! مولانا نورترک گفت ای خواجه تو مکه را با دهلی قیاس مکن و نیز آن روز جوان بودم آن قوت و حدت کجا مانده است این ساعت پیر شده ام و حبوب اینجا عزیز است!

بعدازان فرمود که وقتی این بزرگ درهانسی رسید و تذکیر کرد، از شیخ الاسلام فریدالدین قدس الله سره العزیز شنیده ام که من بسیار تذکیر او شنیدم[7]، چون او به هانسی رسید و تذکیر آغاز کرد من رفتم تا تذکیر او بشنوم و من جامه رنگین داشتم و پاره پاره، هیچ وقتی میان ما ملاقات نبود، همین که من در مسجد درآمدم و نظر او بر من افتاد آغاز کرد که ای مسلمانان صراف سخن رسید!

---

[1] ح د ه : مولانا را

[2] ن د ح : بردداد، بجای 'برد بُرد' دارد

[3] ن د ه : بدد

[4] ن : 'کرد' بجای 'کرده بود'

[5] ن : بدد

[6] ح د ه : 'رد می کرد' بجای 'رد کرده بود' دارد

[7] ح : شنیده بودم

بعدازان[1] چندان مدّاحی کرد که، هیچ پادشاهی را نکنند!

بعدازان حکایت در نبشتن و در دادنِ تعویذ افتاد. فرمود که شیخ فریدالدین قدس الله سره العزیز وقتی بخدمتِ شیخ الاسلام قطب الدین بختیار نورالله مرقدهٗ عرضداشت کرد که خلق[2] ازمن تعویذ می طلبند فرمان چیست، بنویسم بدهم؟ شیخ قطب الدّین فرمود که کار نه بدستِ تست و نه بدستِ من، تعویذ نامِ خدایست و کلامِ خدای، می نویس وبده! بعدازان خواجه ذکره الله بالخیر فرمود که مرا بارها درخاطر بودی که اجازتِ تعویذ نبشتن بطلبم بفرصتی صالح تا وقتی بدرالدّین اسحاق که تعویذ او نوشتی حاضر نبود و خلقی بجهتِ تعویذ بُردن آمده بودند، مرا اشارت کرد که تو بنویس من تعویذ می نبشتم تا خلق انبوه شد، کتابتِ من بسیار شد و مزاحمتِ خلق بیشتر شد، درین میان شیخ روی سوی من کرد و فرمود که ملول شدی؟ من گفتم که وقتِ شیخ حاضراست! بعدازان فرمود که من ترا اجازت دادم که تعویذ بنویسی و بدهی! بعدازان فرمود که مساسِ دستِ بزرگان هم کاری دارد[3]! والله اعلم[4]

---

[1] ه: 'بعدازان تذکیر کرد و مدّاحی کرد' بجای' بعدازان چندان مدّاحی کرد' دارد

[2] ن: خلقی

[3] ن: می دارد

[4] ن وه: 'والله اعلم' ندارد

# مجلس پنجاه و دوم

دوشنبه یازدهم ماهِ رمضان سنه مذکور بدولتِ دست بوس رسیده شد، از آیندگان هر که می آمد چیزی برسم سلامی می آورد، یکی آمد هیچ نیاورد، چون او بازگشت خواجه ذکره الله بالخیر فرمود که چیزی او را بدهند. بعد ازان فرمود که شیخ الاسلام فریدالدین قدس الله سره العزیز فرمودی که هر که بر من می آید چیزی می آرد اگر مسکینی بیاید و چیزی نیارد هر آئینه مرا چیزی بدو باید داد!

آنگاه فرمود که صحابه که بحضرتِ رسالت می آمدند به طلبِ علم می آمدند و احکامِ شرع، چون ازانجا باز می گشتند ادلّه می بردند یعنی دیگران را رهنمونی می کردند بدان فوائد که می گرفتند، چون متفرقه[1] شدندی تا چیزی نخوردندی باز نگشتندی. آنگاه فرمود که امیرالمؤمنین علی رضی الله عنه روزی در خطبه می گفت که من هرگز یاد ندارم که رسول علیه السلام تا شب برخود[2] چیزی داشت، از بامداد تا وقتِ قیلوله هرچه بودی بدادی و بعد از قیلوله هرچه بودی تا شب بدادی!

درین میان بنده عرضداشت کرد که اسراف کدام است و حدِّ اسراف چیست؟ فرمود که هرچه بی نیّت بدهند و برای خدا ندهند اسراف است اگر هم دانگی بدهند

---

[1] ن و ح: تفرقه

[2] ن: 'چیزی برخود گذاشته باشد' بجای 'برخود چیزی داشت' دارد

اسراف باشد[1] و آنچه بجهتِ رضای حق دهند اگر همه عالم بدهند اسراف نباشد[2]!
آنگاه فرمود که شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمته الله علیه انفاقی عظیم داشت، یکی بخدمتِ او این حدیث فروخواند که لاخیر فی الاسراف، شیخ ابوسعید جواب فرمود که لااسراف فی الخیر!

ازینجا سخن در همت افتاد۔ فرمود که همم مختلفه[3] است، بزرگی بود که او را یک پسر بود و یک غلام، در غلام رُشدی بوده است، آن بزرگ هر دو را پیشِ خود بنشاند، اوّل از پسر پرسید که همتِ تو در چیست؟ پسر گفت که همتِ من در آنست که مرا اسپان باشد و بندگان بسیار، آنگاه از غلام[4] پرسید که همتِ تو در چیست؟ غلام گفت همتِ من در آنست که هر بنده که مرا باشد آزاد کنم و آزادان را باحسان بندۂ خود سازم۔ آنگاه فرمود که یکی را همت دران باشد که دُنیا طلبد و یکی را همت دران باشد که دُنیا گردِ او نگردد، از هر دو قسم این همت بهتر باشد که اگر برسد مرحبا و اگر نرسد هم مرحبا در هر دو حال خوش باشد، آنگاه فرمود آنکه می گوید که مرا می باید که دُنیا باشد این نا بایست هم بایستِ اوست، می باید که بر خواستِ حق خوشش باشد اگر برسد انفاق کند و اگر نرسد صبر کند و خوش[5] باشد!

درین میان روی سوی بنده کرد و فرمود که صدقۂ فطر می دهی؟ بنده عرضداشت کرد بر طریقِ استفهام که بر من واجب هست؟ فرمود که اگر نصاب

---

[1] ن: است
[2] ن و ح: نیست
[3] ح و ل: مختلف
[4] ن، 'آن غلام را' بجای 'از غلام' دارد
[5] ل: 'خوش' ندارد

کامل باشد[1] و خارج از آنچه لابدی است از پوشش و اسپ و آنچه بدان احتیاج است آن در حساب نیست و اگر نقدانه باشد بباید داد. بنده عرضداشت کرد که اگر نقدانه نمی باشد؟ درین صورت حکمی نفرمود، آنگاه فرمود که مرا این ساعت ببیادی هست درآنچه مرا دانگی هم نبودی وام می کردم می دادم، چون این حدیث بمن رسید که صیام ماهِ رمضان موقوف است بصدقهٔ فطر صدقهٔ فطر دادن گرفتم. بنده روی بر زمین آورد و گفت که من قبول کردم بعد ازین صدقهٔ فطر بدهم! فرمود که صدقه، خود بدهی و صدقه ازان عبید و صغار[2].

آنگاه بنده را عرضداشتی بود، در مجلس مذکور آن عرض[3] نه افتاد برین نوع که بنده در دیوگیر بود ملیح که عتیق خدمتگارِ من است کنیزک بچه خریده بود به پنج تنکه، چون لشکر بجانبِ شهر باز گشتن گرفت آن کنیزک بچه را مادر و پدر پیدا شدند و بعجز و زاری و شکستگی بسیار بر خدمتگار آمدند و ده تنکه آوردند که این بستان و دخترک بما ده! بنده را بر زاری ایشان دل بسوخت ده تنکه از خاصهٔ خویش ملیح را دادم و گفتم که این را تو به پنج تنکه خریده بودی بده تنکه بدستِ من بفروش، او بفروخت من خریدم، بعدازان من آن دخترکِ ایشان را بدیشان باز دادم و آن تنکه که ایشان آورده بودند هم بدیشان باز دادم، بنده این چنین کاری کرد تا مخدوم چه فرماید[4]؟ خواجه ذکرہ اللّٰہ بالخیر

---

[1] ن و ح: شود
[2] ح: فرزندان
[3] ن و ح: عرض
[4] ن: می فرماید

چشم پُر آب کرد و گفت نیکو کردی، آنگاه بنده عرضداشت کرد که درانچه بنده این کنیزک بچّه بدو تسلیم کرد تمسّکِ این فعل بہ فعلِ مولانا علاءالدّین اصولی کرد رحمتہ اللہ علیہ که حکایتِ او ہم از خدمتِ مخدوم سماع افتاده است. خواجه ذکرہ اللہ بالخیر فرمود که آری ہمچنان بود که او کنیزکِ زالی داشت نو برده در بداؤن، سحرگاہی مولانا بیدار شد آن کنیزک آرد آس می کرد و می گریست، مولانا پُرسید که چرا می گرئی؟ گفت پسرکی در مواسِ کاتہیر گذاشته ام در جدائیِ او می گریم، مولانا گفت اگر من ترا نزدیکِ نمازگاه برم ازانجا راهِ خانۂ خود بدانی؟ او گفت آری ازانجا راهِ خانۂ خود بدانم، مولانا علاءالدّین نانی چند بدو داد و او را برسرِ راهِ کاتہیر بُرد و بگذاشت.

چون این حکایت تمام کرد[1] دانشمندی حاضر بود او گفت که چون رسول علیہ السّلام دخترِ حاتم طائی را اسیر کرد آن دختر محامد و مناقبِ پدرِ خود[2] بگفت، رسول علیہ السّلام چون اوصافِ پدرِ او بشنید او را آزاد کرد.

بعدازان خواجه ذکرہ اللہ بالخیر فرمود که ہر طاعتی که بنده بکند مالی یا بدنی یا خُلقی از اخلاقِ پاکیزه اگر یک چیز ازان قبول افتد ہمه کارہای بنده در پناهٔ آن ساخته شود. آنگاه فرمود که قفلِ سعادت را کلید ہاست، نتوان دانست که بہ کدام کلید کشاده شود، پس[3] تمسّک بہ ہمه کلید می باید کرد که اگر بدین کلید کشاده نشود باشد که بدان کلیدِ دیگر کشاده شود و اگر ازان نشود بدان دیگر شود.

---

[1] ح و ہ: شد [2] ح و ہ: 'آغاز کرد' بجای 'خود گفت' دارد

[3] ن: 'پس بہ ہمه کلید تمسّک باید کرد' بجای 'پس تمسّک ... کرد' دارد

# مجلس پنجاه و سوم

شنبه بست و سوم ماهِ رمضان سنه مذکور بسعادتِ دست بوس رسیده شد. سخن در احتیاطِ وضو افتاد. فرمود که احتیاط شرط است آنقدر که دلِ آن کس بیارامد بعضی چند گام بشمرده می گردند بعضی بهم[1] می غلطند این بشمار راست نیاید. آنگاه فرمود که مولانا علاء الدین اصولی رحمته الله علیه فرموده است که این معنی به مکان تعلق ندارد و به زمان تعلق دارد یعنی آنکه چند گام بشمرده می گردد معتبر نیست، اعتبار آنست آن زمان که دلِ او بیارامد بسنده باشد[2].

آنگاه سخن دران افتاد که اگر کسی را سلسلِ بول بوده باشد یا رعافِ دائم یا علتی بمثلِ آن چه کند؟ فرمود که عورتی بحضرتِ رسالت آمد صلی الله علیه وسلم احوالِ خود باز گفت که این عورت را دائم خون روان می شود[3] چه تدبیر سازم؟ رسول علیه السلام فرمود که وقتِ هر نمازی وضو بسازد اگرچه خون بر حصیر روان باشد.

لختی سخن در نماز افتاد و حضوری که در نماز می باشد. بنده عرضداشت کرد که شنیده شد که شیخ الاسلام فریدالدین قدس الله سره العزیز بارها در مقامی که نشسته بودی هر بار سجده می کردی خارجِ نماز، فرمود آری. آنگاه فرمود که شیخ وقتی در حجره

---

[1] ح و ه: بهم ندارد [2] ن و ح: کند

[3] ه: 'می باشد' بجای 'می شود'

بود دَر[1] بسته کرده بودند من بنوعی نظر کردم دیدم که هر بار ایستاده می شد و در سجده می رفت و این مصراع می گفت ع از بهرِ تو میرم آنِ[2] از برای تو زیم

آنگاه حکایتِ نقلِ ایشان افتاد که شبِ پنجم ماهِ محرّم زحمتِ ایشان[3] غالب شد، نمازِ خفتن بجماعت بگزارد، بعد ازان بیهوش شد، ساعتی بهوش باز آمد پرسید که من نمازِ خفتن گزارده ام؟ گفتند آری. گفت یک بار دیگر بازگزارم که داند چه شود؟ چون دوم بار نماز بگزارد باز بیهوش شد، این بار بیهوشی بیشتر شد، باز بهوش آمد پرسید که من نمازِ خفتن گزارده ام؟ گفتند که دو بار گزارده اید، فرمود که یک بار دیگر باز بگزارم که داند چه شود؟ آنگاه سوم بار بگزارد، بعد ازان برحمتِ حق پیوست قدس الله سره العزیز

## مجلسِ پنجاه و چهارم

یک شنبه سیزدهم ماهِ ذی القعده سنه مذکور دولتِ پائبوس میسّر شد. سخن درباب اصحابِ شغل افتاد و مردانِ چاکر پیشه، بر لفظِ مبارک راند که در ستدنِ شغلها و تعلّق به چاکری کم می باشد که در آخرِ آن سلامتی باشد!

آنگاه حکایت فرمود که در ایّامِ گذشته مردی بود حمید لقب، او در بدایتِ حال در دهلی بود چاکرِ طغرل که در آخرِ حال به لکهنوتی خود را بادشاه ساخته،

---

[1] ۴: پرده در پیش' بجای 'در بسته' دارد [2] اخبار الاخیار: و

[3] ن: بر ایشان

القصه این حمید چاکر آن طغرل بود و مدام[1] در خدمتِ او بودی تا روزی پیشِ او ایستاده بود صورتی را بدید که می گفت ای حمید تو پیشِ این مرد چه می ایستی؟ این بگفت و غائب شد و این خواجه حمید حیران ماند که این چه بود تا بارِ دیگر هم پیشِ او ایستاده بود باز آن صورت را بدید که می گفت ای حمید تو پیشِ این مرد چه می ایستی؟ حمید متحیر شد تا کرتِ سوم باز آن صورت را بدید و همین می گفت ای خواجه حمید تو پیشِ این مرد چه می ایستی؟ این بار حمید گفت چرا نه ایستم که من چاکرم و او خداوندگارِ منست[2] مرا مواجب می دهد من چگونه نه ایستم؟ آن صورت گفت تو عالمی و او جاهل، تو حری و او بنده، تو صالحی و او فاسق! این بگفت و غائب شد۔ چون حمید این معنی معائنه کرد بر ملکِ خود رفت و گفت اگر بر[3] من حسابی هست یا داد و ستدی داری آخر رسان که من پیشِ تو چاکری نخواهم کرد۔ آن ملک گفت این چه سخن است که تو می گوئی؟ مگر دیوانه شده ای؟ خواجه حمید گفت خیر من بر تو نخواهم بود[4] مرا باز می دارند[5]۔ چون خواجه ذکرہ اللّٰہ بالخیر برین حرف رسید بنده عرضداشت کرد که آن صورت مگر از مردانِ غیب کسی بوده باشد؟ فرمود که خیر هر گاه که درونِ مرد از کدورتها صاف شد از ینها بسیار بیند، مثلِ این اوصاف درین کس بسیار است اما به سببِ افعالِ قبیح که درین کس است ازان مستور می ماند۔ چون درونه صفای کامل پذیرفت بسیار مثلِ این معائنه

---

[1] ن و ه: ملازم
[2] ن و ه: 'منست' ندارد
[3] ح و ه: 'با من' بجای 'بر من'
[4] ن: است
[5] ح: آمد
[6] ن: 'باری قناعت دادند' بجای 'باز می دارند' دارد

کند، آنگاه این بیت بر زبانِ مبارک راند ؎

آن نافه[1] که می جستی هم با تو در گلیم است
تو از سیہ گلیمی بُوی ازان نداری !

آنگاه حکایتِ آن خواجه حمید باز فرمود که چون از خدمتِ آن ملک بیرون آمد بخدمتِ شیخ الاسلام فریدالدّین بپیوست قدس سرہ العزیز و ارادت آورد، من او را دیده بودم مردی اہل بود و گاه[2] از گاه تذکیر ہم گفتی و در درویشی وطاعت مستقیم الاحوال شد تا او را شیخ الاسلام فریدالدین قدس سرہ العزیز فرمود که تو در اندپت رو ساکن شو که تو این زمان مثلِ ستاره شده ای امّا ستاره در مقابلِ مہتاب نور ندہد[3] تو در اندپت رو ساکن شو! خواجه حمید چون این سخن بشنید حالی قبول کرد مگر ہمدران شب ہفت یاری عزیمتِ حج کردند، این حمید بیامد و در پایگاه شد وخدمتِ شیخ را گفت من در پایگه شده ام ترکِ فرمانی می کنم مخدومم مرا فرموده است که در اندپت رو ساکن شو من اندپت و کیلوکہری بسیار دیده ام یارانِ من بحج می روند مخدومم مرا اجازت فرماید تا بمصاحبتِ ایشان به حج روم، شیخ فرمود که برو، القصّہ بمصاحبتِ ایشان به حج رفت و بدان دولت رسید، چون بازگشت در راه برحمتِ حق پیوست !

جوانی آن روز بیعتی تجدید کرد مگر او را ہمدران نزدیکی از طرفی ایذائی

---

[1] ح و ھ: 'آن نافه که جستی' بجای 'آن نافه که می جستی' دارد

[2] ن، م: 'گاه گاہی' بجای 'گاه از گاه' دارد [3] ح: 'ندارد'

رسیده بود، درباب او این بیت فرمود ؎

ای بسا شیر کان ترا آهو ست ای بسا درد کان ترا دارو ست!

# مجلس پنجاه و پنجم

دوشنبه بست و یکم ماهِ ذی القعده سنه مذکور بسعادتِ دست بوس رسیده شد. سخن در استقرار توبه افتاد و استقامتِ بیعت، فرمود که این کس که دستِ شیخ می گیرد و بیعت می کند آن عهد به خداوند است باید که بران ثابت باشد و اگر او را ازان پریشانی میسّر است همچنان که هست همچنان باشد که دست برچه می گیرد؟

آنگاه فرمود که چون من بخدمتِ شیخ الاسلام فریدالدّین قدّس الله سرّه العزیز پیوستم و بیعت کردم چون باز گشتم در اثنای راه تشنگی اثر کرد، هوای گرم بود و آب دُور، درین میان بر سرِ راهی رسیدم علوی را دیدم که من او را شناختم[۱] او را سیّد عماد گفتندی، مردی خوش باش بود، چون بدو رسیدم با او گفتم جائی آب باشد که من نیک تشنه ام؟ یک مطهره پیشِ او بود، گفت نیکو آمدی اینک مطهره باز کن و بخور! همانا که دران مطهره شراب بود و یا بنگی و مرا معلوم شد گفتم من هرگز این نخورم! آن علوی گفت درین نزدیکی هیچ جا

---

[۱] ن و ح: نمی شناختم

آب نیست ما از بی آبی این را برداشته ایم و پیش هم تا دوری آب نیست اگر تو این نخواهی خورد هلاک خواهی شد! گفتم خیر ای خواجه همین خواهد بود که بخواهم مُرد هرچه هست می شود که من دستِ شیخ گرفته ام و عهد کرده ام که من هرگز این نخورم! این بگفتم و از آنجا بگذشتم چون قدری برفتم بر آب[1] رسیدم الحمد لله

بعد از آن حکایت فرمود که خواجه[2] حمید سوالی مرید شیخ معین الدین بود هم خرقهٔ شیخ قطب الدین رحمت الله علیهم اجمعین، چون او تائب شد و خرقه یافت حُرفاد و قُرنادِ پیشینه بر و آمدند که بیا باز سرِ آن ذوق شویم! خواجه حمید گفت هرگز این معنی نشود، ایشان غلو کردند، خواجه حمید گفت هرگز این معنی نشود! ایشان باز غلو کردند، خواجه حمید گفت که بروید و گوشه بنشینید که این ازار بندِ خود را من چنان محکم بسته ام که فردای قیامت به حورانِ بهشت هم نکشایم! والله[3] اعلم بالصواب

## مجلسِ پنجاه و ششم

شنبه یازدهم ماهِ ذی الحجّه سنه مذکور بسعادتِ دست بوس رسیده شد۔ بنده عرضداشت کرد که سیزدهم این ماه افطار کرده می شود بسببِ ایام

---

[1] ح ده: 'بآب' بجای 'برآب' دارد

[2] ه: 'خواجه حمید الدّین صوفی السوالی' بجای 'خواجه حمید سوالی' دارد

[3] ح وه: 'والله اعلم بالصواب' ندارد

تشریق حالِ روزۂ ایامِ بیض چہ شود؟ فرمود کہ تا شانزدہم روزہ باید داشت۔ آنگاہ فرمود کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ پیوستہ چہاردہم و پانزدہم و شانزدہم روزہ[1] فرمودہ است باید داشت ایامِ بیض می دارد امّا درین ماہ باتّفاق تا شانزدہم باید داشت۔

درین میان طعام پیش آوردند برنج ہم بود، بندہ عرضداشت کرد کہ اَلاَرُزُ مِنّی حدیث است؟ فرمود کہ آری و آن چنان بود کہ وقتی صحابہ طعامی موجود می کردند، ہر کسی چیزی قبول می کرد یکی گفت اَللّحمُ مِنّی دیگر گفت الحوائجُ مِنّی ہر کسی ہمچنین می گفت رسول علیہ الصّلوٰۃ والسّلام فرمود اَلاَرُزُ مِنّی۔

# مجلس پنجاہ و ہفتم

دوشنبہ بستم ماہِ ذی الحجّہ سنۃ المذکور سعادتِ دست بوس حاصل آمد، طعامی آوردہ بودند، چون بہ مصرف[2] رسید طشت و آفتابہ آوردند۔ آن زمان تبسّم فرمود و گفت کہ در عرب طشت و آفتابہ کہ بعد از طعام می آرند آن را ابوالیاس گویند یعنی مایۂ نومیدیست زیرا کہ بعد ازان ہیچ طعامی نخواہند آورد ۔ آنگاہ

---

[1] ن: روزۂ ایامِ بیض می داشتند، بجای "روزہ . . . می دارد" دارد

[2] ح: صرف

برطریقِ طیبت فرمود که در هندوستان گوئی ابوالیاس تنبول است که بعدازان هیچ طعامی نیارند! بعدازان فرمود که درعرب تنبول نباشد ازین معنی طشت و آفتابه بازپسین را ابوالیاس گویند، آنگاه فرمود کہ این[1] را آنجا ابوالیاس گویند و نمک را ابوالفتح!

# مجلسِ پنجاه و هشتم

دوشنبه بست و هفتم ماهِ ذی الحجّه بشرفِ دست بوس رسیده شد. سخن در طعام افتاد، فرمود که حدیثِ رسول است علیه الصلوٰة والسّلام طعامی که بخورند ازانِ متقی بخورند[2] و بکسی که طعام دهند او هم باید که متقی باشد. آنگاه فرمود که طعامِ متقی خوردن هرگونه که هست جهد توان کرد امّا طعام به متقی دادن[3] دشواری دارد زیرا که ده کس مهمان می آیند مردم چه داند که میانِ ایشان متقی کیست؟ بعدازان فرمود که حدیثی دیگر یافته ام در مشارق و این امیدوار تر است، آنجا فرموده است که طعام بدهید بهرکه هست خواه او را شناسید خواه نشناسید و سلام بگوئید هرکه پیش آید خواه او را شناسید یا نه[4]!

---

[1] ن: 'ازآنجا' بجای 'این را آنجا' دارد [2] ح: بخورید

[3] ن: 'خورانیدن دشواری تمام' بجای 'دادن دشواری' دارد

[4] ه: 'خواه نشناسید' بجای 'یا نه' دارد

آنگاه حکایت فرمود که در بداؤن مردی بود صائم الدہر ہمین که نمازِ شام شدی در دہلیزِ خانهٔ خود بیامدی و بنشستی غلامان پیشِ در بایستادندی از آینده و رونده ہرکه بیامدی او را درون طلبیدی افطار کردی۔

بعد ازان حکایتِ مہتر ابراہیم فرمود صلوات اللّٰه علیه وسلامه که او طعام نخوردی مگر مع الضیف تا روزی مُشرکی مہمانِ او شد، مہتر ابراہیم چون دید که او بیگانه است او را طعام نداد، فرمان رسید[1] که ای ابراہیم ما او را جان می[2] توانیم داد تو نان نمی توانی داد!

آنگاه حکایت فرمود که پیش ازین من در شہری بودم، وقتی صوفیٔ چند از یارانِ شیخ بہاء الدّین در آمدند رحمته اللّٰه علیه، دران میان سعید قریشی[3] و علی کہوکہری و متعلمانِ[4] دیگر ہم بودند، مجلس خوش بود، طعامی پیش آورده شد،[5] ہمه برغبت در[6] آمدند، مردی بود درجوارِ من او را شرف پیاده گفتندی، او در آمد و ہم بہ طعام خوردن مشغول شد و آن شرف پیاده مجدّد بود، چون او در آمد و طعام خوردن گرفت سعید قریشی و چند کس دیگر دست[7] از طعام بکشیدند و ایشان را دشوار آمد با او طعام خوردن، سعید قریشی خود از مجلس بیرون رفت، خواجه ذکره اللّٰه بالخیر فرمود که من حیران

---

[1] ه: آمد
[2] ه: دادیم، بجای 'می توانیم داد' دارد
[3] ح: قرشی
[4] ن: 'متعلّقان' بجای 'متعلمانِ دیگر ہم' دارد
[5] ه: 'آوردند' بجای 'آورده شد'
[6] ح: 'خوردند' بجای 'در آمدند'
[7] ن: 'از طعام خوردن دست بکشیدند' بجای 'دست ..... بکشیدند' دارد

ماندم که اینها را چه شد که ترکِ طعام گرفتند! آنگاه پرسیدم که سببِ تفرقه[1] چیست؟ گفتند سبب آنکه این مرد که طعام با ایشان خوردن گرفت مجعّد است. خواجه ذکره اللّٰه بالخیر فرمود که مراخذه آمد که کجا آمده است که با مجعّد طعام نخورند و این چه استنکاف است بدین غایت؟ درین میان بنده عرضداشت کرد که من سعید قریشی را در آخرها دیده بودم و بسیار یکجا بوده[2] ایم، دران حالی که من او را دیده بودم آن حال، هیچ[3] بدین حال نمی مانست. فرمود که آری از شومتِ آن غایت طلبی بود[4] که بدان چیزها مبتلا شده!

لختی ذکرِ معراج[5] افتاد. عزیزی حاضر بود عرضداشت کرد که معراج بر چه نوع بود؟ خواجه ذکره اللّٰه بالخیر فرمود که از مکّه تا بیت المقدّس اسراء بود و از بیت المقدّس تا فلکِ اوّل معراج بود و از فلکِ اوّل تا مقامِ قاب قوسین اعراج بود. باز آن عزیز برین سوال زیادت کرد و گفت می گویند قالب[6] را هم معراج بود و روح را هم هر یکی را چگونه بوده باشد؟ خواجه ذکره اللّٰه بالخیر این مصراع برزبانِ مبارک راند ع فظُنَّ خیراً ولا تسئل عن الخبر، یعنی گمانِ نیک بدار و از تحقیقِ حال مپرس! آنگاه فرمود که بدینها هم ایمان

---

[1] ح د ه: نفرت [2] ن و ه: 'بودیم' بجای 'بوده ایم'

[3] ن: 'بدین حال، هیچ' بجای 'هیچ بدین حال' دارد

[4] ن: 'که بود' بجای 'بود که'

[5] ه: 'شبِ معراج درافتاد' بجای 'معراج افتاد' دارد

[6] ن و ح: 'قلب را هم معراج بود و قالب را هم' بجای 'قالب را هم معراج بود' دارد

باید داشت امّا در تحقیق و تفتیشِ آن غلو نباید کرد، آنگاه این دو بیت تمام فرمود و گفت که یکی را محبوبی در شب حاضر شده بود، او آن حال را نظم کرده است ؎

جاءنی فی قمیص اللّیل مستترًا یقارب الخطو[1] من خوف ومن حذرٍ
فکان ماکان ممّا لستُ اذکره[2] فظنّ خیرًا ولا تسئل عن الخبر

# مجلسِ پنجاه و نهم

دوشنبه هژدهم ماهِ محرم سنه تسع عشر وسبعمائة[719] بسعادتِ دست بوس رسیده شد۔ آن روز از عزیمتِ بداؤن مراجعت شده بود۔ ذکرِ بزرگانی افتاد که در حوالیٔ آن شهر خفته اند۔ بنده عرضداشت کرد که درین لشکر راحتی که دیده شد همین دریافتِ زیارتِ بزرگان بود چنین که[3] والدِ بزرگوارِ مخدوم و مولانا علاءالدّین اصولی و مولانا سراج الدّین ترمذی و خواجه شاهی مُوی تاب و خواجه عزیز کرکی و خواجه عزیز کوتوال و خواجه شادی لکهنوتی و قاضی جمال ملتانی، بنده اسامیٔ این عزیزان می گفت خواجه ذکره اللّٰه بالخیر چشم پُر آب کرد و هر یکی را بخوبی نام می گرفت[4] تا چون ذکرِ قاضی جمال ملتانی کرده شد فرمود که این بزرگ شبی[5] در خواب دید حضرتِ رسالت[6] را صلی اللّٰه علیه وسلّم

---

۱ح: 'الخطو من شوق' بجای 'الخطو من خوف' دارد ۲ ن د ہ: اظهره
۳ ن: 'چنان که' بجای 'چنین که' ۴ ہ: 'می گفت' بجای 'می گرفت' دارد
۵ ہ: 'درشبی' بجای 'وقتی در' دارد ۶ ن: 'که حضرت رسالت' بجای 'حضرت رسالت را' دارد

در سوادِ بداؤن گوئی در موضعی نشسته وضو[1] می سازد، چون بیدار شد بر فور بدان موضع رفت زمین تر شده دید گفت گورِ من همین جابگا[2] ویدا چون او وفات یافت همچنان کردند و همدران مقام دفن کردند!

# مجلسِ ششم

سه شنبه بست و ششم ماہِ محرّم سنہ مذکور بدولتِ دست بوس رسیده شد، سخن در فضیلتِ صوم افتاده و این حدیث که لِلصَّائِم فرحتانِ فرحةٌ عِندَ الاِفطارِ وَ فرحةٌ عند لِقاءِ المَلِكِ[3] الجبّار، بعدازان فرمود که این فرحتِ صایم عندالافطار فرحتِ اکل و شرب نیست این فرحت بر اتمامِ صوم است یعنی صوم چون تمام کند او را فرحتی آید که اَلحمدُ لِلّٰہ این ازمن تمام شد و امیدوارِ نعمتِ رویت شدم! بعدازان فرمود که ہر طاعتی را جزای معین است، چون جزای روزه نعمتِ رویت[4] است ہر آئینہ صائم با تمامِ صوم شاد شود بامیدِ آن نعمت! درین میان ذکرِ این حدیث در افتاد که الصَّومُ لِی وَاَنا اَجزِی بِہٖ، یکی از حاضران گفت که این حدیث چنین[5] ہم شنیده شده است که الصَّائِمُ لِی۔ خواجه ذکره اللّٰہ بالخیر تبسّم فرمود و گفت انا اَجزی لہٗ

---

[1] ح: 'می سازند' بجای 'می سازد'
[2] ہ: بگاوند
[3] ترجمۂ بریان: 'الرحمٰن' بجای 'الملک الجبار' دارد
[4] ہ: دیدار
[5] ن: 'ہم چنین' بجای 'چنین ہم' دارد

باید گفت، بعد از آن سخن او را اصلاح کرده فرمود که این باء اجزی بمعنی لام آمده است[1]

از نسبت روزه سخن در صبر افتاد. فرمود که صبر بمعنی حبس آمده است

چنانکه پیغمبر علیه الصّلوٰة والسّلام فرموده است اصبروا الصّابر واقتلوا

القاتل، بعد از آن فرمود که این حدیث را شانی هست و آنچنان بود که در عهدِ

رسول علیه الصّلوٰة والسّلام مردی تیغ کشیده دنبالِ مردی کرده بود، آن مرد از پیشِ

این مردِ تیغ کشیده می گریخت، یکی بیامد و آن را که گریخته می رفت[2] بگرفت و

بایستانیده تا آن مردِ تیغ کشیده بیامد و آن مرد را که می گریخت بکشت، این

خبر بر رسول علیه الصّلوٰة والسّلام رسانیدند، حکم فرمود که آن مرد که آن گریخته را بگرفت و

بایستانید حبس کنند و آن کشنده را بکشند، این حکم را بدین عبارت[3] فرمود که اصبروا

الصّابر واقتلوا القاتل.

لختی سخن در آن افتاد که رسول علیه الصّلوٰة والسّلام بسیار جا وعده فرموده

است که هر که چنین کاری کند فردا با من در بهشت یک جا باشد و در بیانِ این حدیث

اشارت بدو انگشت یکجا کرده انگشتِ شهادت و انگشتِ میانه[4] فرمود کهاتین،

خواجه ذکره الله بالخیر فرمود که این اشارت همین بسند نیست که من و او یکجا

باشم همچنین که این دو انگشت یکجا است این اشارتِ[5] درجه است یعنی همچنین

---

[1] ن: باشد

[2] ن: می گریخت، بجای 'گریخته می رفت' دارد

[3] ن: آن حکم باین عبارت، بجای 'این حکم را بدین عبارت' دارد

[4] ه: وسطی

[5] ح: بشارت

درجه که مرا باشد همچنین درجه او را دهند زیراکه انگشتانِ خلق که هستند انگشتِ میانه بلندتر از مسبّحه است امّا رسول را علیه الصلوٰة والسلام انگشتِ مسبّحه و میانه هر دو برابر بود!

# مجلسِ شصت و یکم

پنجشنبه سیزدهم ماهِ صفر ختم الله بالخیر والظفر سنة المذکور بسعادتِ پائبوس رسیده شد. سخن در عصمت و توبه افتاد که پیرِ هری[1] گفته است که عنایت بدو چیز است و آن عزیز است یا عصمت در اوّل یا توبه در آخر!

ازینجا سخن در توبه و تقوی افتاد. فرمود که متّقی آنست که به لوثی ملوّث نشده باشد و تائب آنست که شده باشد و انابت آورده، درین اقاویل گفته اند، بعضی گفته اند که متّقی و تائب هر دو برابر باشند[2] بعضی گفته اند که تائب فاضل‌تر است از متّقی زیرا که این تائب شده و[3] ذوقِ معصیت گرفته است آنکه ذوق گرفته باشد و باز آید قوی‌تر از آن باشد که اصلاً هیچ ذوقی نگرفته باشد و بعضی گفته اند که متّقی فاضل‌تر است[4] از تائب، در صحّتِ این قول حکایتی

---

[1] ح: 'پیرِ هریو' بجای 'پیر هری' دارد، ه: 'پیرِ هریوی شیخ عبدالله انصاری'

[2] ه: اند

[3] ح و ه: است

[4] ه: 'از تائب باشد' بجای 'است از تائب' دارد

فرمود که وقتی میانِ دو کس مباحثه شد یکی می گفت که متقی فاضل تر است از تائب و دیگری می گفت که تائب فاضل تر از متقی، این سخن میانِ ایشان به تطویل کشید ایشان هر دو پیشِ پیغمبرِ آن عهد رفتند[1] و این راحکم[2] طلبیدند، پیغمبرِ آن عهد گفت که من از خود حکم نتوانم کرد منتظرِ وحی خواهم بود تا چه فرمان رسد، همدرین میان بران پیغمبر فرمان آمد که این[5] هر دو را باز گردان و بگو که شما هر دو بروید امشب یکجا باشید فردا چون از خانه بیرون آئید هر که اوّل پیشِ شما آید حکمِ این مسئله ازو پرسید، آن هر دو تن بحکمِ فرمان برفتند، روزِ دیگر هر دو از خانه بیرون آمدند، مردی پیش آمد ایشان ازو پرسیدند که ای خواجه مارا مشکلی شده است تو حل کن، او گفت چه مشکل شده است؟[6] ایشان گفتند که مارا می باید معلوم شود که آنکه هیچ وقتی معصیتی نکرده باشد او بهتر یا آنکه او[7] معصیت کرده باشد و تائب شده، آن مرد گفت ای خواجگان من مردی جولاهه ام علمی[3] نخوانده ام این مشکل را چگونه حل کنم امّا این قدر می دانم که جامه که[8] می بافم تاری بسیار می گسلد من آن را پیوندی می کنم او محکم تری آید ازان تاری که نه گسسته باشد! ایشان هر دو باز گشتند و بخدمتِ

---

[1] ه: آمدند

[2] ن: 'این حکم رادلیل' بجای 'این راحکم' دارد

[3] ح: عکمی

[4] ه: رسید

[5] ه: 'آن هر دو تن' بجای 'این هر دو' دارد

[6] ن: 'بگوئید' بجای 'چه مشکل شده است' دارد

[7] ن و ح: 'او معصیت' ندارد

[8] ه: 'که من می بافم دران تار بسیاری می باشد بعضی تار که می گسلد من باز پیوندی می کنم نزدیکِ من تار که نگسسته باشد بهتر از تاری که گسسته باشد و باز پیوند کنم' بجای 'که می بافم بسیار ...... باشد' دارد

آن پیغمبر آمدند و صورتِ حال باز گفتند، آن پیغمبر گفت جوابِ شما همین بود!

لختی حکایتِ دُنیا افتاد و مغرور شدنِ خلق بروی، درین محل حکایت فرمود که وقتی مهتر عیسیٰ علیه السلام عورتی را دید زالی بدحالی سیاهی کربه لقائی ازو پرسید که تو کیستی؟ گفت من دُنیا ام. مهتر عیسیٰ علیه السلام گفت چند[1] شوهر کرده‌ای؟ گفت بی حد و بی اندازه، اگر چیزی معدودی و محصوری باشد بگویم. بعد ازان مهتر عیسیٰ علیه السلام گفت که ازین شوهران هیچ کدامی ترا طلاق[2] گفته است؟ گفت نی همه را من کُشتم[3]. ازنسبتِ این معنی فرمود که درویشی[4] راحتی تمام است و از آفتها ایمن، غایتِ سختیٔ کارِ درویش آن باشد که شبی او را فاقه باشد و آن[5] شب که او را فاقه باشد او را معراجی باشد!

لختی سخن در مردمانِ مالدار اُفتاد و محبّتِ ایشان بمال، بعد ازان حکایت فرمود که وقتی یکی بخدمتِ شیخ الاسلام فریدالدّین آمد قدس الله سره العزیز و حکایت کرد از شیخی که دران عهد بود و مال بسیار داشت، گفت آن شیخ مال بسیار دارد امّا می گوید که مرا در دادنِ مال اذن نیست. شیخ الاسلام فریدالدّین قدّس سره، چون این سخن بشنید تبسّم فرمود و گفت که این بهانها ست!

---

[1] ح: چندین

[2] ح: طلاقی

[3] ح: کُشته ام

[4] ح: درویشی را

[5] ن: "آن معراجی باشد" بجای "آن شب که ... معراجی باشد" دارد

آنگاه گفت که اگر آن شیخ مرا وکیلِ خرچ[1] کند من در دو سه روز تمامی خزانهٔ او خالی کنم و یک درم بی اذنِ او ندهم!

لحتی سخن دران افتاد که مُعطی خدا بست چون خدای تعالی کسی را بدهد مانع که تواند بود؟ درین میان حکایت فرمود که سلطان شمس الدّین در بداؤن میدانی کرده بود با دو دروازه آنجا گوی می باختی، روزی در میدان گوی می باخت نزدیکِ یک دروازه رسید آنجا پیری خمیده[2] قامتی را دید، آن پیر چیزی سوال کرد و سلطان هیچ نداد، باز بدروازهٔ دوم رسید آنجا جوانی را دید تندرست و توانا، سلطان شمس الدّین کیسهٔ داشت بیفشاند، مبلغی تنکه زر بیرون کشید و بدان جوان داد، آنگاه گفت که آن پیر چیزی خواست من ندادم و این جوان را ناخواسته دادم اگر خواستِ من بودی[3] آن پیر را دادمی پس هر کرا می دهد خدا می دهد من چه کنم!

حکایتِ دیگر ازان سلطان شمس الدّین فرمود که او وقتی در بداؤن آمد نغزکی چند پیشِ او آوردند و آنجا نغزک نیک[4] شیرین باشد، چون بخورد گفت این راچه گویند؟ گفتند این را آنبہ[5] گویند مگر بزبانِ ترکی آنبہ چیزی قبیحی را گویند، سلطان فرمود که این را نغزک باید گفت، چون این نام بر لفظِ او رفت

---

[1] ح: خود [2] ه: منحنی

[3] ع: این جوان را ناخواسته دادمی، بعد از 'بودی' دارد

[4] ن: بیشتر [5] ه: ام

ہمین نام شد۔ بعد ازان ہم حکایتِ او فرمود کہ او خدمتِ شیخ شہاب الدین سہروردی و شیخ اوحد کرمانی را رحمۃ اللہ علیہما دریافتہ بود دیگی از اینہا او را گفتہ بود کہ تو بادشاہ خواہی شد!

لختی سخن در ترکِ دُنیا افتاد، فرمود کہ پیری بود در کیتھل او را شیخ صوفی بدہنی می گفتند[1] او تارکِ عظیم بود تا بغایتی کہ سترِ عورت ہم نبود، آنگاہ فرمود کہ اگر کسی سدِّ جوع را کہ بدان قوامِ بدن باشد تارک شود ہلاک گردد و معاقب باشد و ستری کہ بدان عورت را پوشند تارک شود ہم معاقب باشد، او از انہا بود کہ از اینہا ہم دُور بودی!

ہم از نسبتِ ترکِ دُنیا حکایتِ شیخ الاسلام فریدالدین فرمود قدس اللہ سرہ العزیز کہ زر و نعمت کہ بر و آمدی او آن ہمہ را نفقہ کردی تا وقتِ[2] نقلِ او وجہِ تجہیز و تکفین متعذر بود[3] چنانکہ خشتِ[4] خام کہ بجہتِ لحد باید بود، دری کہ بہ خشتِ خام برآوردہ بودند آن در را فرود آوردند تا آن خشتہا در لحد خرچ شد!

---

[1] لہ: 'گفتندی' بجای 'می گفتند'

[2] ن: 'دفنی کہ فوتِ او شد' بجای 'وقتِ نقلِ او' دارد

[3] ن: بعد از 'بود' این بیت دارد: بندۂ حلاج را رسمِ کفن داری نبود
خانہ بر دوشِ فنا سامان داری ہم نداشت

[4] ن: 'بہ خشتِ خام لحد را موجود می خواستند کرد امّا نبود دری در خانہ را برآوردہ بودند بہ خشتِ خام' بجای 'خشتِ خام کہ . . . برآوردہ بودند' دارد

# مجلسِ شصت و دوم

یک[1] شنبه بست و هشتم ماهِ ربیع الاوّل سنه مذکور دولتِ دستبوس بدست آمد - حکایت در بابِ بادشاهان افتاد که ایشان را در شعر شنیدن رغبتی بود - فرمود که سلطان شمس الدّین وقتی بار[2] داده بود، ناصری شاعر شعری ادا کرد مطلعِ آن شعر این بود ؎

ای فتنه از نهیبِ تو زنهار خواسته          تیغِ تو مال و پیل[3] ز کفّار خواسته

سلطان در اثنای این شعر شنیدن بچیزی دیگر مشغول شده بود، درین میان ناصری چند بیتی خوانده بود، باز سلطان بشنیدنِ آن میل کرد و ناصری را گفت ؎

ای فتنه از نهیبِ تو زنهار خواسته          تیغِ تو مال و پیل ز کفّار خواسته

هم ازینجا باز بخوان، غرض آنکه زهی حافظهٔ قوی داشت که با چندان اشتغال[4] مطلعِ شعر یاد مانده بود! بعد ازان از عقیدهٔ خوبِ او حکایت فرمود که شبها بیدار بودی و چون از خواب بیدار شدی وضو ساختی دوگانه بگزاردی و باز در خواب شدی و هیچ کس را بیدار نکردی -

---

[1] ه : 'شنبه بست و هفتم' بجای 'یک شنبه بست و هشتم' دارد

[2] ن : بارِ عام          [3] سیر العارفین : 'خیل' بجای 'پیل' دارد

[4] ه : 'چندین اشتغالِ مملکت' بجای 'چندان اشتغال' دارد

# مجلسِ شصت وسوم

چهارشنبه شانزدهم ماهِ ربیع الآخر سنه مذکور دولتِ پائبوس میسّر شد. سخن در روزه و سحر افتاد. فرمود که یکی از شیخ جلال الدّین تبریزی پرسید رحمۃ اللہ علیہ که مردی روزه می دارد و سحری خورد چگونه باشد؟ شیخ جلال الدّین فرمود که سحر هم بخورد شام هم چاشت هم باید که قوّتی که بدان حاصل آید[1] در طاعتِ خدای تعالیٰ صرف کند و معصیتی[2] نکند. بنده بر وفق[3] این معنی این آیه یاد داد که كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ، خواجه ذکرہ اللہ بالخیر فرمود که كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا. از نسبتِ این طیّبات بنده عرضداشت کرد که اصحابِ کهف در آنچه گفتند که اَزْكٰى طَعَامًا مقصود ازان چه بود[4]؟ فرمود که طعامی خواستند که طبائع بدان مائل باشد. آنگاه بر لفظِ مبارک راند که بقولِ بعضی مقصود ازان طعام برنج بوده است واللہ اعلم[5]-

---

[1] ه: شود

[2] ه: 'معصیت نیارد' بجای 'معصیتی نکند' دارد

[3] ه: موافق

[4] ن: باشد

[5] ن د ح: 'واللہ اعلم' ندارد

# مجلسِ شصت و چهارم

یک[1] شنبه دوازدهم ماهِ جمادی الاُولی سنه مذکور سعادتِ پابوس بدست آمد۔ سخن در کسانی[2] افتاد که پیوسته مستغرقِ یادِ حق باشند۔ بعدازان حکایت فرمود که یکی از درویشی صاحبِ حالی درخواست کرد که آن ساعت که ترا با حق تعالیٰ نیازی[3] باشد اگر از[4] من یاد آید دعائی بکنی! آن درویش جواب داد که وای بران وقتی که مرا از تو یاد آید!

درین میان حکایتِ خواجه عزیز کرکی که[5] در بداؤن خفته است افتاد، در بزرگیِ او مبالغت بسیار فرمود۔ بنده عرضداشت کرد که همچنین گویند که او گنجشکانِ زنده فرو بُردی[6] باز ساعتی دیگر یگان یگان همچنان زنده از حلق بیرون کشیدی و پرانیدی! خواجه ذکره الله بالخیر فرمود که من[7] ندیده ام ولی شنیده ام آنگاه فرمود که همچنین هم گویند که شبهای زمستان در تنورِ گرم در رفتی بامداد

---

[1] ه: 'چهارشنبه چهاردهم' بجای 'یک شنبه دوازدهم' دارد

[2] ه: بزرگانی [3] ن: 'شغلی' ه: اشغالی

[4] ه: 'تو مارا بدعا یاد کنی نیکو باشد' بجای 'از من یاد ... بکنی' دارد

[5] ه: 'افتاد که در بداؤن بود' بجای 'که در بداؤن ..... افتاد' دارد

[6] ه: می بُردی [7] ن: من آن را

بیرون آمدی۔ آنگاه فرمود که او ساکنِ کرک بود اوّلِ حال او فیروزه فروش بوده است از جنسِ بنگری[۱] که عورتان پوشند می فروختی و دران وقت هم مشغول بودی، مگر والیٔ کرک او را برنجانید و حبس کرده بود، بعد ازان والی را گفتند که این جوانِ صالح است و مشغول، گفت او را خلاص دهند،[۲] چون او را گفتند که ترا والی خلاص فرموده است بیرون آی گفت من هرگز بیرون نیایم تا او را از خان و مان برنیندازم۔ القصه آن والی را آفتی سخت[۳] رسید آنگاه او ازین[۴] حبس بیرون آمد!

# مجلسِ شصت و پنجم

پنجشنبه[۵] بست و سوم[۶] ماهِ جمادی الاُولیٰ سنه مذکور بدولتِ پائبوس رسیده شد۔ سخن در سفرِ حج و زیارتِ کعبه افتاد۔ فرمود که مردمان که بزیارتِ کعبه می روند چون باز می آیند ذکرِ آن در هر مقامی می کنند و بیشتر[۷] در یادِ آن

---

[۱] بنگری (یا بنگڑی) لفظِ ہندی است بمعنی دست برنجن که آن حلقهٔ طلا و نقره و امثالِ آن باشد که زنان بردست کنند( برہان)

[۲] ح و ط : دہید

[۳] ط 'نکبتی سختی' بجای 'آفتی سخت' دارد

[۴] ط : 'ازان محبس' بجای 'ازین حبس' دارد

[۵] ط : آدینہ

[۶] ح : دوم

[۷] ط : پیش

می باشند و آن نیکو نیست. یکی از حاضران گفت که در راهِ حج گاه گاه[1] نماز از وقت فوت می شود به سببِ تنگیٔ آب و مشقتِ منازل، آنگاه خواجه ذکره الله بالخیر حکایت فرمود که مذکری بود در لهاور، تذکیر خوب گفتی، سخن گیرا داشت، خلق را در سخنِ او رقتی و راحتی بودی تا او به حج رفت، چون باز آمد آن ذوق و راحت در کلام[2] او نمانده بود! با او گفتند که سخن تو بدان چاشنی که[3] بود نمانده است. گفت آری من هم می دانم که بسببِ کدام شومت است، سبب آنست که مرا درین سفر در[4] راه دو نمازی از وقت بشد!

# مجلسِ شصت و ششم

سه شنبه[5] پنجم ماهِ جمادی الآخره سنه مذکور بدولتِ[6] دست بوس رسیده شد. سخن در آدابِ پیری و مریدی افتاد و در معنی آنکه پیر را به هیچ نوع از مرید طمع نشاید کرد. آنگاه حکایت فرمود که وقتی مریدی بخدمتِ پیرِ خود خربزه[7] چند پیش آورد،

---

[1] ع: 'گاه از گاه' بجای 'گاه گاه' [2] ع: سخن

[3] ع: بجای که بود نمانده است' 'بود نیست که اول بوده است' دارد

[4] ن: 'دو نماز فوت شد' بجای 'در راه ..... بشد' دارد ح: 'دو نماز از وقت شد'

[5] ن: 'پنجشنبه هفتم ماه رجب' بجای 'سه شنبه پنجم ماه جمادی الآخره' دارد

[6] ن: 'دولتِ پا بوس بدست آمد' بجای 'بدولتِ دست بوس رسیده شد' دارد

[7] ن و ح: 'خوردہ' بجای 'خوربزه چند' دارد

پیر ازو[1] نستند و باز بدو داد، یکی سوال کرد که چرا باید پیر خدمتی مرید ردّ کند؟ پیر جواب داد چنانکه پیر در کارِ دین نشاید که ہیچ نوع محتاجِ مرید باشد در کارِ دُنیا ہم نشاید که محتاج مرید باشد!

لختی سخن دران اُفتاد که مریدان بخدمتِ مخدوم می آیند و سر بر زمین می نہند- خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر فرمود که من می خواستم که خلق را منع کنم امّا چون پیشِ شیخ من ہمچنین کرده اند منع نکردم- بنده برین حرف عرضداشت کرد بندگانی که بخدمتِ مخدوم[2] پیوسته اند و ارادت آورده اند و بیعت کرده اند این ارادت و بیعت عبارت است از عشق و محبّتِ پیر، پس آنجا که عشق و محبّت آمد دران صورت سر بر زمین نهادن سہل خدمتی باشد- خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر بر وفقِ این[3] سخن فرمود که شنوده[4] ام از خدمتِ شیخ الاسلام فرید الدّین قدّس اللہ سرّہ العزیز که وقتی شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ در راہی سوار می رفت، مریدی[5] پیش آمد و آن مرید پیاده بود و زانوی شیخ بوسید- شیخ فرمود که فروتر، مرید پای شیخ بوسید، شیخ فرمود فروتر، مرید زانوی اسپ بوسید- شیخ فرمود فروتر، مرید سُم اسپ بوسید، شیخ فرمود فروتر، مرید زمین بوسید- آنگاه شیخ فرمود که درین چه ترا فرمودم که فروتر فروتر مقصودِ من نه بوسیدنِ[6] زمین بوده است

---

[1] ه: 'قبول نکرد' بجای 'ازو نستند' دارد [2] ن د ه: 'مخدوم' ندارد

[3] ح: این معنی [4] ه: 'شنودم' بجای 'شنوده ام'

[5] ن: 'مریدی پیاده بود بیامد' بجای 'مریدی پیش ... بود' دارد

[6] ح: 'پابوس' بجای 'بوسیدنِ زمین' دارد ن: بوسِ خود

تو هرچه فروتر می شدی درجهٔ[1] تو بالاتر می شد!

لختی حکایتِ درویشانی افتاد که شیخ الاسلام فریدالدین قدس اللہ سرہ العزیز ایشان را خلافت فرموده بود، بر لفظِ مبارک راند که یکی از ایشان درویشی بود که او را عارف گفتندی، او را جانبِ سیوستان و آن حدود فرستاد و اجازتِ بیعت داد، و آنچنان بود که ملکی بود طرفِ اُچّہ و ملتان و این عارف بران ملک امامت داشت یا تعلقی باسم دیگر، الغرض وقتی آن ملک صد تنکه بدستِ این عارف بخدمتِ شیخ الاسلام فریدالدین قدس اللہ سرہ العزیز فرستاد، او ازان پنجاه تنکه برخود نگاه داشت و پنجاه تنکه بخدمتِ شیخ آورد، شیخ تبسم فرمود و گفت که قسمتِ برادروار کردی! آن عارف شرمنده شد بر فور آن پنجاه تنکه بخدمتِ[2] شیخ آورد و عجز و عذر بسیار کرد و ارادت التماس نمود، شیخ دستِ بیعت بدو داد و او محلوق شد، بعد ازان چنان در خدمت راسخ شد که استقامتِ تمام حاصل کرد تا آخر الامر شیخ او را اجازتِ بیعت داد و جانبِ سیوستان فرستاد۔

# مجلسِ شصت و هفتم

دوشنبه بست و سوم ماهِ رجب سنه مذکور بدولتِ دست بوس

---

[1] ح: تو در دین    [2] ح: خدمتِ شیخ

رسیده شد. سخن در بابِ پندار افتاد و اهلِ رعونت و طائفه‌ٔ که خود را چیزی دانند. فرمود که عائشه را رضی الله عنها پرسیدند که مرد کی بد شود؟ گفت هرگاه که خود را نیکو داند! ملائم این معنی حکایت فرمود که فرزدق نام شاعری بود، وقتی او و خواجه حسن بصری رضی الله عنه در جمعی یکجا افتادند، ازان جمع یکی بآوازِ بلند گفت که بهترینِ مردمان درین جمع حاضر است و بدترینِ مردمان! همدرین حال فرزدق رُوی سوی خواجه حسن بصری کرد و گفت شنیدی[1] که چه می گوید؟ خواجه حسن بصری گفت چه معلوم است که بهترینِ مردمان کیست این را خدا داند! فرزدق گفت ای خواجه بهترینِ مردمان توئی و بدترینِ مردمان منم! چون فرزدق وفات یافت او را در خواب دیدند و از احوالِ او پرسیدند. فرزدق گفت چون مرا پیشِ کرسی قضا بُردند من ترسیدن گرفتم، مرا فرمان رسید که ما ترا همان روز آمرزیده بودیم که خود را بدترینِ مردمان دانستی!

بنده را سخنی در دل بود آن روز عرضداشت کرد و آن این بود که گوری که برآورده می باشد چون خراب شود باز عمارت کردن آمده است؟ فرمود که خیر هرچه خراب شود[2] بیش عمارت نباید کرد، هرچه اندراس بیشتر[3] اُمید رحمت بیشتر!

ازینجا حکایتِ مردانی افتاد که خود را در پایانِ بزرگان و پیران جای

---

[1] ح: 'چه معلوم است که بهترینِ مردمان کیست و بدترینِ مردمان کیست خواجه حسن بصری گفت این را خدای تعالیٰ داند' بجای 'شنیدی که .... خدا داند' دارد

[2] ح: 'شد باز' بجای 'شود بیش' دارد [3] ح: پیشتر

خواهند بجهتِ دفن، آنگاه حکایت فرمود که در بداؤن بزرگی بود او را مولانا سراج الدّین ترمذی گفتندی، او جانبِ مکّہ رفت بدین[1] عزیمت که اگر قضای اجل در رسد مدفنِ او همانجا باشد، چون بزیارتِ کعبه رفت بدان سعادت رسید باز آمد و در بداؤن ساکن شد، او را گفتند نه تو بدان[2] نیت رفته بودی که چون بمیری همانجا دفن کنند ؟ گفت آری ولی من[3] شبی در خواب دیدم که جنازها از اطراف می آوردند و مُردگانی که بران جنازه می بودند ایشان را در حوالیٔ مکّہ دفن می کردند و بعضی مُردگان که گرداگردِ مکّہ مدفون بودند ایشان را ازانجا برمی داشتند و می بُردند، من پُرسیدم که این چه حال است ؟ گفتند که طائفۂ که اهلیّتِ این موضع دارند اگرچه جایهای دُور وفات یافته اند ایشان را فرمان است که اینجا آریم و طائفۂ که نه شائستۂ این مقام اند اگرچه اینجا خفته اند ایشان را فرمان است که باطراف بریم، مولانا سراج الدّین گفت که چون مرا این معنی تحقیق شد باز در بداؤن آمدم بنا[4] بر آنکه اگر لائقِ آن موضع خواهم بود غرض من حاصل خواهد شد انشاء اللّٰہ تعالیٰ

---

[1] ط : ' برین نیت ' بجای ' بدین عزیمت ' دارد

[2] ط : بران

[3] ط : ' شبی من در ' بجای ' من شبی در ' دارد

[4] ح : ' بدان بناکه ' بجای ' بنا بر آنکه ' دارد ط : بران بنا

تمام شد دیباچۂ چہارم از کتابِ فوائدالفواد بعونِ اللّٰہ وحُسنِ توفیقِہ ـ

خَتم شد این صُحفِ صدق و صفا که ازو جانِ حسن راست[1] طرب

در سه شنبه دوم از ماهِ شوّال هفصد و نوزده تاریخ[2] عرب

از[3]انگاه باز که این کلمات را بدایت کرده[4] شد تا امروز که به نهایت رسیده است راست دوازده سال می شود و این نقدِ[5] دوازده ساله که بوته بوته را زرِ دوازده ماه است در نظرِ صرّافانِ وقت داشته آمد امید که سکۂ دلها را بهرِ[6] مهر ایمان عیاری کامل و رواجی تمام حاصل آید انشاء اللّٰه تعالیٰ وَاللّٰهُ أَعلم بالصواب

---

[1] ح : داشت
[2] ه : بتاریخ
[3] ن : ' ازان ' بجای ' ازانگاه '
[4] ن : ' کرده آمد ' بجای ' کرده شد ' دارد ح : ' کردم '
[5] ح : نقدانه
[6] ن : ' بهرۂ مهر ' بجای ' بهرِ مهر ' دارد

جلد پنجم از فوائد الفواد
متضمن بر سی و دو مجلس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمدِ بی حد و ثنای بی عد مر حضرتِ صمدیت را که از فیضِ فضلِ او مسلکِ سلوک دُر¹ عقدِ عقائد نظامی یافت بوجودِ صاحب المکارم والجود مستنبطِ رموز الدقائق مستکشفِ کنوز الحقائق سلطان الاولیاء قطب العالم سلطان المشائخ والعارفین نظام الحق والشرع والدین متّع اللہ المسلمین بطول بقائہٖ آمین ؎

یکی از امتِ ختم النبیین ... نشد جُزوی کسی ختم المشائخ

می گوید بنده حسن علاء سجزی که چون توفیقِ ازلی موافقِ احوالِ² این ضعیف شد³ و سعادتِ ابدی مساعدِ اوقاتِ این شکسته گشت الهامِ فطرت رهنمونِ فکرت آمد تا از کلماتِ جان پرورِ ایشان مجموعات جمع کرده آمد، پیش ازین جلدی تمام شده است نبشته⁴ دوازده سال⁵ مشتمل بر چهار دیباچه، اکنون این جلدِ دوم آغاز کرده آید حق تبارک و تعالی

---

¹ح د لا : د ²ن و ح : حال ³ح : شد

⁴ن : بنوشته ⁵ن : ساله

ذاتِ ملک[1] صفاتِ خواجه ذَکَرَهُ اللّٰهُ بِالخَیرِ را عمری[2] چون عمرِ خضر دهاد تا ازین شربت که عینِ آبِ حیات است خواص و عوام سیراب گردند! اُمید که جرعۂ ازین جامِ جان بخش این معنی که راحِ ارواح است راحتها بگوید بنده و شنونده و نویسنده و خواننده برساند[3] انشاء الله تعالیٰ

# مجلسِ اوّل

یک شنبه بست و یکم ماهِ مبارکِ شعبان سنه تسع عشر و سبعمأته دولتِ پایبوس بدست آمد۔ بنده را حدیثی در دل بود بخدمتِ مخدوم باز خوانده شد که مَنْ اَحَبَّ الْعِلْمَ وَالْعُلَمَاءَ لَمْ یُکْتَبْ خَطِیْئَتُهٗ آنگاه عرض[4] افتاد که پس امیدوار[5] حدیث است که[6] از سببِ محبّتِ علم و علماء گناهِ این کس نوشته نمی شود! فرمود که صدقِ محبّت متابعت است[7]، چون کسی محبِّ ایشان شد هر آئینه متابعتِ ایشان کند و از ناشائسته[8] دُور باشد،

---

[1] ح: ملکی [2] ن: 'عمری چون' ندارد [3] ه: برساناد [4] ه: عرضه

[5] ن: امیدواری [6] ه: 'اینکه' بجای 'که از' - ح: 'اینکه از'

[7] ح: 'آنست که متابعتِ ایشان کنند چون کسی محبِّ ایشان شد لابد از ناشایسته' بجای 'متابعت است ..... از ناشائسته' دارد

[8] ه: 'ناشائستت' بجای 'ناشائسته'

چون این چنین شود هر آئینه گناهِ او را ننویسند۔ آنگاه فرمود که تا محبّتِ حق در غلافِ قلب باشد امکانِ معصیت هست امّا چون محبّت در سویداء[1] قلب در آید پیش امکانِ معصیت نباشد۔

آنگاه فرمود که توبه و انابت در حالِ[2] جوانی نیکو می آید، در پیری چه کند که تائب[3] نشود! آنگاه این دو بیت بر زبانِ مبارک راند ؎

چون پیر شوی و بر سرِ انجام آئی — آئی سرِ حرفِ خویش ناکام آئی
سازی حق[4] را ز تیره رائی — معشوقۂ خود[5] در[6] بی نوائی

بعد ازان فرمود که حق تعالیٰ از[7] بندۂ خود از جوانی او خواهد پرسید یُسْأَلُ الْمَرءُ مِن شَبابِہٖ۔

درین میان دانشمندی در رسید و سر در قدمِ خواجہ ذَکَرَہُ اللہُ بِالْخَیرِ آورد و عرضداشت کرد که من بخدمت[8] که ارادت آورده ام باعثِ آن عرضه[9] می دارم و آنچنان بود که من وقتی در افغان پور بودم[10] برکنارۂ آب وقتِ نمازِ شام در رسید، من به نماز مشغول شدم صورتِ مبارکِ شما را معائنه کردم هم در نماز مرا حیرتی پیدا شد و پیش ازان این بنده را

---

۱ح: سواد ۲ ۂ: حالت ۳ ۂ: 'توبه نکند و تائب نشود' بجای 'تائب نشود' دارد ۴ ن: خود ۵ ن: او ۶ ن: ز
۷ ۂ: 'بندۂ خود را از جوانی' بجای 'از بنده ... او' دارد
۸ ن: 'نیّت' بجای 'بخدمت که' دارد ۹ ن و ح: عرض
۱۰ ح: 'بوده ام بکنارۂ' بجای 'بودم برکنارۂ' دارد

بخدمت پیوندی نبوده است، الغرض چون روی مبارک شما را دیدم نزدیک بود که هم در نماز درهم شوم و از دست بروم، بعدازانکه نمازِ شام گزاردم با دل گفتم که مرا بخدمتِ مخدومِ عالمیان می باید رفت و در سلکِ بندگان می باید پیوست، آنگاه بخدمتِ مخدوم آمدم[1] و بیعت کردم!

چون آن دانشمند این حکایت تمام کرد خواجه ذَکَرَهُ اللهُ بِالْخَیْر فرمود که وقتی مردی از دهلی روان شد تا در اجودهن رود و بخدمتِ شیخ الاسلام فریدالدین قدّس الله سرّه العزیز تائب شود، دراثنای راه مطربهٔ پریشان قدمی با او همراه شد و آن مطربه بسیار در بندِ آن می بود که با آن مرد تعلّق کند[2]، آن مرد چون نیّتِ صادق داشت هیچ بدان زانیه میل نمی کرد تا درمنزلی از منازل چنان افتاد که آن مرد و آن مطربه هردو دَر[3] یک گردون سوار شدند، آن مطربه بیامد و نزدیکِ آن مرد نشست چنانکه میانِ ایشان هیچ حجابی و مانعی نبود مگر دران حال اندک مایه دلِ آن مرد میل کرد تا سخنی گفت یا دستی جانبِ او دراز کرد، دران حال مردی را دید که بیامد و طپانچه بر روی او زد و گفت که بخدمتِ فلان[4] می روی بنیّتِ توبه این چیست؟ آن مرد برفور متنبّه شد و پیش جانبِ آن زن ندید، القصّه چون بخدمتِ شیخ الاسلام فریدالدین قدّس الله سرّه العزیز رسید اوّل سخن که شیخ

---

[1] ن: آمده ام، بجای' آمدم و بیعت کردم' دارد

[2] ه: تعلّق سازد، بجای' تعلّق کند' دارد

[3] ه: یکجا، بجای' دریک' دارد      [4] ح: فلان کس

با او گفت این بود که خدای تعالیٰ ترا آن روز نیک قوی نگاه داشت!

لختی سخن در کمالِ فصاحتِ حضرتِ رسالت افتاد علیہ الصلوٰۃ والسلام، فرمود که یاری بود از صحابہ مگر او گوسفندی فروختہ بود و پشیمان شدہ بخدمتِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام آمد و حکایتِ خود باز گفت، پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام ایشان را کہ آن گوسفند خریدہ بودند بطلبید و گفت یاری کہ آن گوسفند را فروختہ است پشیمان شدہ است شما باز دہید، آن یار را نعیم نام بودہ است، مقصود آنکہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام صورتِ آن حال بدین عبارت فرمود نعیم بعتم و بغنم بعتم فرُدّوہ[1] الیہ یعنی چہار تصحیف متصل بدین فصاحت بیان کرد! بعتم فرمود کہ شما خریدہ اید بیع بمعنی شراء و شراء بمعنی بیع آمدہ است۔

# مجلسِ دوم

پنجشنبہ نہم ماہ مبارکِ رمضان سنۃ المذکور بشرفِ دست بوس رسیدہ شد، ایامِ زمستان بود، از حالِ آوازۂ اطراف و تشویش استطلاع می فرمود، عرض افتاد کہ نگرانی کہ سببِ ملاعین خاستہ بود این ساعت کمتر است، نسبتِ این معنی حکایت فرمود کہ شیر خان والیٔ اُچّہ و ملتان بود در حقِ شیخ الاسلام فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز چندان اعتقادی نداشت تا بارہا شیخ الاسلام در بابِ او

[1] ن وہ: معنی

این دو مصراع بگفتی ؎

افسوس کہ از حالِ منت نیست خبر   وانگہ خبرت شود کہ افسوس خوری!

بعدازان فرمود کہ چون شیخ الاسلام فریدالدین قدس اللہ سرہ العزیز از دُنیا برفت ہمان سال کافران دران دیار رسیدند!

لحتی[۱] حکایتِ شیخ بہاءالدین زکریا افتاد و بزرگی[۲] او رحمتہ اللہ علیہ فرمود کہ دانشمندی از بخارا آمدہ بود با وفورِ علم بزیارتِ شیخ بہاءالدین رفت، شیخ[۳] او را دید دستاری بستہ و دُنبالہ آویختہ و مجعّد، شیخ گفت با دو[۴] مار بہم چہ آمدہ ای یعنی یکی دنبالہ[۵] دستار دیگر[۶] جعد! آن دانشمند بر فور بخدمت شیخ محلوق شد۔

خواجہ ذَکَرَہُ اللّٰہُ بِالخَیر فرمود کہ شیخ بہاءالدین رحمتہ اللہ علیہ قوی نفسی گیرای داشت، دیگر فرمود کہ مردی متعبّدی بود در ملتان کہ او را سلیمان[۷] گفتندی، پیشِ شیخ ذکرِ او بسیار شد، شیخ بہاءالدین رحمتہ اللہ علیہ برو رفت او را گفت برخیز دوگانہ بگزار تا ترا بہ بینم چگونہ می گزاری؟ آن مرد برخاست دوگانہ بگزارد مگر ہر دو قدم چنانکہ آمدہ است نہ نہاد و فرجہ بیشتر گذاشت یا کمتر، شیخ او را گفت کہ این مقدار فرجہ بگذار از ین[۸] بیشتر و کمتر مگذار، باز آن مرد نماز[۹] آغاز کرد ہم قدم ہمچنان نہ نہاد کہ شیخ فرمودہ بود، بارِ دیگر او را فرمود، الغرض ہرچند کہ او را می گفت کہ پای ہمچنین بنہ او نتوانست، شیخ فرمود

---

[۱] ن : سخن در ذکر

[۲] ہ : و دوم

[۳] ن و ح : 'ایشان' بجای 'شیخ'

[۴] ہ : شیخ سلیمان

[۵] ح : بیش

[۶] ح : 'نماز' ندارد

برو در اُچّہ ساکن شو ! او در اُچہ برفت -

لختی سخن در نقلِ شیخ بہاءالدّین زکریّا افتاد رحمتہ اللہ علیہ' فرمود کہ روزی مریدی نامۂ بیاورد و بدستِ شیخ صدرالدّین داد علیہ الرحمتہ والرضوان و گفت کہ این نامہ را یک مردی دادہ است و گفتہ کہ این را بخدمتِ شیخ بہاءالدّین برسان[1]، شیخ صدرالدّین چون عنوانِ نامہ بخواند متغیّر شدہ برفت و آن نامہ را بدستِ شیخ بہاءالدّین داد رحمتہ اللہ علیہ، شیخ چون آن نامہ را بخواند بپیچید و نعرہ ہا برخاست[2] و[3] شب را واقعۂ شیخ شد رحمتہ اللہ علیہ

ازینجا فرمود کہ چہ عہدی خوش بود آن عہد[4] کہ این پنج[5] بزرگ در حیات بودند شیخ ابوالغیث یمنی و شیخ سیف الدّین باخرزی و شیخ سعدالدّین حمویہ و شیخ بہاءالدّین زکریّا و شیخ الاسلام فریدالدّین رحمتہ اللہ علیہم اجمعین

ازینجا حکایتِ شیخ سیف الدّین باخرزی فرمود کہ رسمِ او ہمچنین بود کہ چون نمازِ شام بگزاردی ہمان زمان در خواب شدی تا ثُلثی از شب بگذرد، چون ثُلث شب بگذشتی برخاستی امام و مؤذّن حاضر بودندی نمازِ خفتن بگزاردی و بیدار بودی تا صبح، ہمہ عمرِ او ہمچنین گذشت . بندہ عرضداشت کرد کہ او سماع شنیدی؟ فرمود کہ آری ولی ہمچنین نی[6] کہ مردمان مجلس مرتّب می کنند و

---

۱ ہ: برسانی    ۲ ن: ' خاست' بجای ' برخاست'

۳ ح: ' شبِ آیندہ این واقعۂ شیخ شدہ بود' بجای ' و شب ..... شد' دارد

۴ ح: ' کہ دران عہد' بجای ' آن عہد کہ' دارد

۵ ہ: ' شیخانِ بزرگوار' بجای ' پنج بزرگ' دارد    ۶ ہ: س-ن: ' نی' ندارد

خلق را می طلبند و بر رسمِ دعوت جمع می شوند آنگاه سماع می کنند، بر وہمچنان نبودی، او نشسته بودی و حکایت می گفتی و سخنی برداشتی، درین میان وقتِ او خوش شدی، چون پُرشدی گفتی اینجا کسی ہست که چیزی بگوید؟ آنگاه گوینده بیامدی و چیزی بگفتی، حالِ سماعِ او ہمچنین بوده است!

بعدازان از حالِ نقلِ او حکایت فرمود که مردی بود در بخارا، شبی در خواب دید که مشعلهٔ[1] سوزان از دروازهٔ بخارا بیرون می بُردند، چون بیدار[2] شد بخدمتِ بزرگی آمد و خوابِ خود بگفت، آن بزرگ گفت ولی[3] صاحب نعمتی از بخارا نقل خواہد کرد! ہمدران نزدیکی شیخ سیف الدّین نقل کرد، و حکایتِ دیگر فرمود که ہمدران ایّام پیرِ خود را درخواب دید که اورا می گوید که اشتیاق بسیار شد بیا، چون شیخ سیف الدّین این خواب بدید دران ہفته تذکیر کرد، در تذکیر ہمه ذکرِ فراق و وداع بود، خلق حیران شد[4] که ہمه سخن در فراق می گوید! آنگاه نشید خواند بر ردیفِ خیرباد ے

رفتم ای یاران بسامان خیرباد  نیست آسان دردِ ہجران خیرباد!

چون نشید[5] تمام کرد بعدازان روی سوی جمع کرد و گفت ای مسلمانان! بدانید و آگاه باشید که پیرِ من مرا درخواب گفته است که بیا من میروم خیرباد! این بگفت و از منبر فرود آمد، ہمدران نزدیکی نقل فرمود رحمته اللّٰه علیه۔

---

[1] ن: شعله  [2] ہ: روز  [3] ح وہ: وای

[4] ن: شدند، ہ: ماندند  [5] ن وہ: تسمیه

# مجلسِ سوم

سه شنبه بست و هشتم ماهِ رمضان سنه مذکور دولتِ پابوس بدست آمد الحمد لله، عزیزی برسید و خدمتِ یکی برسانید. خواجه ذکرہُ اللہ بالخیر او را بجای نیاورد فرمود که آن کس کیست؟ آن آینده او را تعریف[1] کرد، هم خواجه ذکرہ الله بالخیر بجای نیاورد، بعد ازان فرمود که بسیار کس را من می دانم چون به بینم بشناسم امّا بنام و لقب گفتنِ ایشان نشناسم۔

از نسبتِ این معنی حکایت فرمود که یکی از پسرانِ شیخ الاسلام فرید الدّین قدس الله سرہ العزیز نظام الدّین لقب بود و خدمتِ شیخ از جملہ پسران او را دوست تر داشتی و او لشکری بود و بخدمتِ شیخ عظیم گستاخ بود، هرچه او گفتی شیخ[2] از غایت آنکه او را دوست داشتی بخندیدی و ازانچه او گفتی نرنجیدی، الغرض آن پسر وقتی بسفری رفت، بعد از چندگاه بدستِ یکی بخدمتِ شیخ الاسلام سلام گفته فرستاد، آن[3] کس بیامد و بخدمتِ شیخ الاسلام عرضداشت کرد بدین عبارت که مخدوم زاده نظام الدّین سلام رسانیده است. شیخ فرمود که کدام کس؟ آن مرد گفت مخدوم زاده نظام الدّین، باز شیخ فرمود که کرامی گوئی؟ باز آن مرد گفت

---

[1] ح: تعریف بسیار

[2] ن: 'نه رنجیدی ازانکه او را دوست داشتی' بجای 'شیخ از غایت.... نرنجیدی' دارد

[3] ن: 'چون آن آینده سلام رسانید' بجای 'آن کس.... کرد' دارد

که مخدوم زاده نظام الدین پسر شما، آنگاه شیخ فرمود آری او چگونه است او سلامت هست ؟ خواجه ذکره الله بالخیر برین حرف رسید می فرمود که بنگر[1] بد دریای حق چگونه مستغرق بوده[2] است که پسر خود را بعد از چندین تفهیم و تعریف بجای آورد !

ازینجا حکایت شیخ بهاءالدین زکریا فرمود علیه الرحمته والغفران که یکی بخدمت او آمد و[3] سلام یکی رسانید[4]، شیخ بهاءالدین پرسید که کدام کس است ؟ آن آینده تعریف کرد، شیخ بجای نیاورد، آن آینده نشانیها بسیار گفتن گرفت، شیخ بهاءالدین گفت چندین گفتن چه حاجت است او مرا وقتی دیده است ؟ آن مرد گفت آری او بندهٔ شماست و مرید شما[5] شیخ گفت تمام است !

بعد ازان خواجه ذکره الله بالخیر حکایت[6] شیخ بهاءالدین زکریا فرمود رحمته الله علیه که اگر کسی را چیزی بدادی نیکو دادی، معلمانی که فرزندان او را تعلیم می کردند ایشان را کرمها[7] کردی و سیم و زر در دامن ایشان ریختی. آنگاه حکایت فرمود که وقتی والی ملتان را غله حاجت شد، از شیخ بهاءالدین رحمته الله علیه توقع کرد، شیخ فرمود یک[8] انبار بدو دهند، والی متعلقان را فرستاد تا غله از انبار بیرون کشند، درمیان غله سبوی پُر نقره پیدا آمد، والی را خبر کردند، گفت شیخ ما را غله فرموده است این نقره نفرموده است این را بخدمت شیخ باز باید برد، چون

---

[1] ن و ح : ببنگر
[2] ه : بود، بجای بوده است
[3] ح : سلام کرد و سلام کسی، بجای و سلام یکی، دارد
[4] ه : عرضداشت
[5] ه : و مرید شما، ندارد
[6] ح : حکایت از احوال
[7] ح : اکرامها ه : کرمها بسیار
[8] ه : انباری اورا، بجای یک انبار بدو، دارد

این معنی بخدمتِ شیخ باز گفتند شیخ گفته فرستاد که زکریّا را ازین حال معلوم بود تُرا آن غلّه با آن نقره بهم دادهٔ[1] است!

لختی سخن در ترکِ دنیا اُفتاد، درین باب حکایت فرمود که وقتی مهتر عیسیٰ علیه السّلام بر سرِ خفتهٔ رسید، آن خفته را آواز داد و گفت که برخیز خدای را عبادت کن! آن مرد گفت که من خدای را عبادت کرده ام که احسنِ عبادات است: مهتر عیسیٰ علیه السّلام گفت چه عبادت کرده ای؟ گفت ترکت الدُّنیا لأهلها[2]، آنگاه فرمود مَن رضی الله تعالیٰ بقلیلٍ مِّن الرّزق رضی الله تعالیٰ عنه بقلیلٍ مِن العمل، بعد ازان فرمود که هر که از دُنیا برود و ازو هیچ چیزی نماند لا درهمًا ولا دینارًا فلیس فی الجنّة اغنیٰ منه،

## مجلسِ چهارم

شنبه بست و چهارم ماهِ شوّال سنه مذکور سعادتِ دست بوس بدست آمد. سخن در قرأتِ قرآن افتاد، فرمود که این دو فائده در کتابی دیده ام جائی دیگر کم دیده ام، یکی درین آیه وَ اِذَا رَاَیْتَ ثَمَّ رَاَیْتَ نَعِیْمًا وَّمُلْکًا کَبِیْرًا، امیر المؤمنین علی رضی الله عنه مَلِکًا کَبِیْرًا می خواند، دوم درین آیه لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ این را هم

---

[1] ن و ۸: داده ام

[2] ۵: باهلها

مِنْ اَنْفُسِکُمْ خوانده اند و این انفس[1] افعل است از نفیس۔

لختی حکایت دران افتاد که وردی و طاعتی که از متعبدی فوت شود گوئی[2] آن برابرِ مرگست ۔ آنگاه فرمود که یک لشکری بخدمتِ شیخ بهاء الدین آمد رحمتہ اللہ علیہ و گفت که من شب[3] چنین خوابی دیده ام که نمازِ من فوت شده است، شیخ فرمود که فنای تو نزدیک است[4] بتوبه بپیوند! چون او برخاست صوفیئی هم از خانقاهِ ایشان بیامد، او هم همان خواب دیده بود، چون او خوابِ خود تقریر کرد شیخ متحیّر شد که آن مردِ خود لشکری است شاید که به جنگی کشته شود و این صوفی سلامت است و هیچ اثرِ ملالتی ندارد این را چه گویم! همدرین بود که خبر آوردند که آن لشکری کشته شد و آن صوفی را نمازِ بامداد فوت شده بود۔ خواجہ ذَکَرَهُ اللّٰهُ بِالْخَیْرِ چون برین حرف رسید چشم پُر آب کرد و فرمود بنگرید[5] فوتِ نماز را[6] برابرِ مرگ داشته اند!

لختی سخن[7] در ملازمتِ اوراد افتاد۔ فرمود که هرکه چیزی برخود ورد میکند اگر به سببِ زحمتی یا علّتی خوانده نشود آن را در دفترِ معامله او بنویسند، امّا بعضی چیزی ورد نکنند گویند آنچه میسّر شود بخوانیم[8] درین صورت آنکه صاحبِ ورد است

---

[1] ن: 'افضل نفیس است' بجای 'افعل است از نفیس' دارد

[2] ن: 'بلا بد ورسد' بجای 'گوئی آن برابرِ مرگست' دارد    [3] ہ: اِمشب

[4] ہ: آمده است    [5] ن و ح: بنگر

[6] ہ: 'او را برابرِ مرگ داشته بود' بجای 'را برابرِ مرگ داشته اند' دارد

[7] ن و ح: حکایت    [8] ہ: بخوانند

بهتر زیرا که به سببِ علّتی وردی که فوت شود از آن او بنویسند امّا آنکه وردی معیّن ندارد از آنِ او چه نویسند؟

درین میان در فضیلتِ مسبّعاتِ عشر غلو فرمود، آنگاه فرمود مردی بود که پیوسته مسبّعاتِ عشر بخواندی، وقتی او در راهی افتاد[1] طائفهٔ رهزنان برخاستند تا او را هلاک کنند، درین میان ده سوار پیدا شدند با سلاح مرتّب، این مرد را ازان طائفه خلاص دادند، و آن ده سوار که پیدا شده بودند سر برهنه بودند، این مرد ازیشان پرسید که شما کیانید؟ گفتند که مسبّعاتِ عشریم، ما آن ده دعائیم که تو هر روز هفتگان بار می خوانی! آنگاه این مرد گفت که سر برهنه چرا اید؟ گفتند ازانکه بر سرِ دعاها[2] بسم الله الرحمن الرحیم نمی گوئی! درین حال بنده عرضداشت کرد که تسمیه کجا گویند؟ فرمود بر سرِ هر سُوره۔

آنگاه فرمود که قاضی کمال الدّین جعفری که حاکم[3] بداؤن بود او را اوراد[4] بسیار بود با چندان شغلِ قضا و کارهای دیگر قرآن هم بسیار خواندی، الغرض چون پیر شد ازان خواندنها بماند، ازو پرسیدند که چه[5] حالست؟ گفت بر مسبّعاتِ عشر بسنده کرده ام که جامعِ اوراد است۔ بعد ازان فرمود که ابراهیم تیمی رحمتہ اللہ علیہ یکی از واصلان بود، او در کعبه مهتر خضر را دریافت و ازو بخششی طلبید، مهتر خضر مسبّعاتِ عشر او را بیاموخت و گفت من این از حضرتِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلّم روایت می کنم۔

---

[1] ح: 'د' ندارد [2] ح: 'هر دعا' بجای 'دعاها' [3] ح: قاضی [4] ح: 'شغل' ن: کارها
[5] ن: 'احوال چیست' بجای 'چه حالست' دارد۔ ح: 'حال چیست'

# مجلسِ پنجم

چهارشنبه بست و هشتم ماهِ شوّال سنه مذکور بدولتِ پائبوس رسیده شد. سخن دران افتاد که هر رنجی و مشقّتی که بدین کس می رسد می باید که بداند که از کجاست گوئی خیریتِ این کس دران باشد که بدان مشقّت متنبّه شود، و آن کس که بر سرِ بطالت باشد[1] او را هیچ مکروهی نرسد که او را ازان باز آرد و آن[2] خذلانِ اوست نعوذ بالله منها که او را رشتهٔ[3] دراز داده باشند. درین میان حکایت فرمود که عورتی صالحه بود و بزرگوار، من ازو شنیده ام که او می گفت اگر خاری در پای من بخلد من بدانم که از کجاست!

آنگاه فرمود که چون عائشه را رضی الله عنها آن اتّهام کردند و آن قصّهٔ[4] دور[5] و دراز است القصّه عائشه بعد ازان در مناجات می گفتی الٰهی من می دانم که این اتّهام بر من از چه[5] نشست، ازان معنی که رسول علیه الصّلوٰة والسّلام دعویٔ محبّتِ تو می کرد

---

[1] ن : بود

[2] ع : 'که آن خذلان باشد' بجای 'و آن خذلانِ اوست' دارد

[3] ه : حکایت

[4] ن و ع : 'دور دراز' بجای 'دور و دراز'

[5] ح : 'از چه نسبت شده' بجای 'از چه نشست' دارد - ه : 'از کجاست'

و اندک[1] میل محبّت با من هم داشت این قدر تهمت[2] بر من از انجا بود ! درین میان عزیزی برسید و قدری گُل آورد، از نسبت این فرمود که پیغمبر علیه السلام فرموده است حُبِّبَ اِلَیَّ مِنْ دُنْیَاکُمْ ثَلٰثٌ اَلطِّیْبُ وَالنِّسَآءُ وَقُرَّةُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوةِ، بعدازان فرمود که مقصود ازین نساء عائشه است رضی الله عنها به سبب[3] آنکه از حرمهای دیگر میلِ رسول علیه السلام جانبِ او بیشتر بود و مقصود از قرة عینی فی الصلٰوة فاطمه است رضی الله عنها که آن ساعت او در نماز بود، بعدازان فرمود که بعضی گویند که مقصود ازین نماز است. آنگاه فرمود که اگر مقصود ازین صلوٰة بودی صلوٰة را مقدّم داشتی برین[4] دو چیز، آنگاه فرمود که خلفای راشدین چون ابوبکر صدّیق و عمر خطّاب و عثمان و علی رضی الله عنهم اجمعین بروفقِ نفظِ مبارکِ رسول علیه الصّلوٰة والسّلام سه گان چیز را[5] گفته اند که دوست می داریم، آنگاه فرمود که مهتر جبرئیل علیه السّلام بیامد و او نیز از حضرتِ عزّت فرمان رسانید که من نیز سه چیز را دوست می دارم و آن اینست که شَابٌّ تَائِبٌ وَعَیْنٌ بَاکِیٌ وَقَلْبٌ خَاشِعٌ -

لختی سخن دران اُفتاد که خلقی[6] پیشِ بزرگان سلامی و خدمتی که می آرند چه بهتر؟

---

[1] ه: اندک میلی محبت جانبِ من داشت، بجای 'اندک میل . . . . داشت' دارد

[2] ه: وُسمت

[3] ه: زیراکه، بجای 'به سبب آنکه' دارد

[4] ن: 'بران سه' بجای 'برین دو' دارد

[5] ح ده: 'گفتند' بجای 'راگفته اند' دارد

[6] ه: خلق

درین معنی حکایت فرمود که یکی بخدمتِ شیخ الاسلام فریدالدّین قدس الله سره العزیز کاردی خدمتی آورد، شیخ آن کارد بدو باز داد و گفت برمن کارد میارید سوزن آرید که کارد آلتِ قطع است و سوزن آلتِ پیوند۔

لختی سخن دران افتاد که خلق یکدیگر را عیب کنند، بر لفظِ مبارک راند که اگر کسی یکی را به عیبی طعن کند اوّل باید که بیندیشد که آن عیب در من هست یا نه؟ اگر آن عیب درو باشد او را شرم نباید[1] که او به عیبی که بدان مبتلا باشد دیگری[2] را بدان طعن کند، واگر[3] آن عیب درو نباشد شُکرانۂ خدای عزّ و جلّ آرد که اورا ازان عیب نگاه داشته است دیگری[4] را بدان عیب طعن نشاید کرد۔

لختی سخن در سماع افتاد۔ یکی از حاضران گفت که مگر درین وقت حکم شده است که خدمتِ مخدوم هروقت که باید سماع بشنود او را حلال است۔ خواجه ذکره الله بالخیر فرمود که چیزی که حرام است بحکمِ کسی حلال نشود و چیزی که حلال است بحکمِ کسی حرام نشود، آمدیم در مسئلہ مختلف فیه مثلاً همین حکمِ سماع، امام شافعی رحمته الله علیه سماع را مباح می دارد و با دف و چغانه برخلافِ علمای ما، اکنون درین اختلاف بر هرچه حاکم حکم کند همان باشد یکی از حاضران گفت که هم درین روزها بعضی از درویشانِ آستانه دار

---

[1] ن: نباید [2] ه: دیگران

[3] ه: 'ونیز اگر کسی را عیب نباشد که آن دیگری راهست' بجای 'واگر آن عیب درو نباشد' دارد [4] ح و ه: دیگران

در مجمعی کہ چنگ و رباب و مزامیر بود رقصہا کردند[1]۔ خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر فرمود کہ نیکو نکردہ اند آنچہ نامشروع است ناپسندیدہ است! بعدازان یکی گفت کہ چون آن طائفہ ازان مقام بیرون آمدند با ایشان گفتند کہ شما چہ کردید دران جمع[2] مزامیر بود سماع چگونہ شنیدید و رقص کردید؟ ایشان جواب دادند کہ ما چنان مستغرقِ سماع بودیم کہ ندانستیم کہ آنجا مزامیر ہست یا نہ! خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر چون این سخن بشنید فرمود کہ این جواب ہم چیزی نیست این سخن در جملہ معصیتہا بباید[3] نبشت! درین میان بندہ عرضداشت کرد کہ صاحبِ مرصاد درین معنی[4] رُباعی نبشتہ است و این دو مصراع عرض افتاد ؎

گفتی کہ بہ نزدِ من حرامست سماع گر بر تو حرامست حرامت بادا

خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر فرمود کہ آری، آنگاہ این رباعی را تمام بر زبانِ مبارک راند۔

رُباعی

دُنیا طلبا جہان بکامت بادا و این جیفۂ مُردار بدامت بادا
گفتی کہ بہ نزدِ من حرامست سماع گر بر تو حرامست حرامت بادا

باز بندہ عرضداشت کرد کہ اگر علماء درین باب بحث کنند و در نفیٔ سماع سخنی گویند نیکو نماید امّا آنکہ درجامۂ فقر باشد او چگونہ نفی کند و اگر ہم بہ نزدِ او حرام باشد آنقدر کند کہ خود نشنود امّا با دیگران خصومت نکند

---

[1] ح: کردہ اند [2] ن: مجلس

[3] ہ: نباید۔ س: 'بباید' بجای 'بباید نبشت' دارد [4] ح: باب

کہ مشنوید، خصومت عفتِ درویشان نیست۔ خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر تبسّم فرمود ملائمِ این معنی حکایت کرد کہ چندین علماء ہستند و چیزی می گویند و یکی نادانسته عربده می کند۔ حکایت فرمود کہ وقتی متعلمی امامت می کرد و جماعتی از علماء بوی اقتداء کرده بودند و یکی عامی ہم، و آن نماز چہار گانی بود مگر امام را قعدۂ اُولی سہو شد سوم رکعت متّصلِ دوم رکعت برخاست، چون او دانشمند بود دانست و در دل کرد کہ این را چگونہ تمام باید کرد، علماء کہ اقتداء کرده بودند ایشان نیز ساکت بودند، آن عامی غلبہ آغاز کرد کہ سبحان اللہ سبحان اللہ، چندان بگفت کہ نمازِ خود را باطل کرد! چون امام سلامِ نماز بداد رُوی سوی آن عامی کرد و گفت ای خواجہ ترا چہ شد چندین دانشمندان حاضر بودند ایشان دانستند کہ اتمامِ این نماز چگونہ خواہد شد ایشان ہیچ نہ گفتند، تو کیستی کہ چندین غلبہ کردی و نمازِ خود را باطل کردی؟

باز بندہ عرضداشت کرد کہ بندہ این طائفہ را کہ منکرِ سماع اند نیکو می داند و بر مزاجِ ایشان وقوفی تمام دارد، غرض آنکہ ایشان کہ سماع نمی شنوند ہمچنین می گویند کہ ما از ان نمی شنویم کہ حرام است، بندہ سوگند نمی خورد امّا راست عرض[۲] می دارد کہ اگر سماع حلال بودی ہم ایشان نشنیدندی! خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر برین سخن[۳] تبسّم فرمود و گفت آری چون در ایشان ذوقی نیست چگونہ شنیدندی و بر چہ شنیدندی؟ واللہ[۴] اعلم

---

[۱] ن و ح: آن متعلّم [۲] ح: 'می گوید' بجای 'عرض می دارد' ن: 'عرضداشت می دارد'

[۳] ن: حرف [۴] ح و ط: 'واللہ اعلم' ندارد

# مجلس ششم

دوشنبه دهم ماهِ ذوالقعده سنة المذکور دولتِ دست بوس میسر شد۔ سخن در جماعتی افتاد که اگرچه[1] بیمار می شوند البتّہ ناممکن است طاعتِ معهودِ خود نمی گذارند۔ درین باب حکایت فرمود که بزرگی بود بر لبِ آب خانه داشت، او را زحمتِ عارضهٔ شکم شد، هر بار که بقضای حاجت برفتی بعد از قضای حاجت در آب درآمدی و غسل کردی و دوگانه بگزاردی تا زحمت قوی تر شد مثلاً[2] بست بار یا سی بار حاجت بودی همچنان در آب برفتی و غسل بکردی و دوگانه بگزاردی تا شبی شصت کرت او را حاجت شد، هر شصت بار در آب برفت و غسل کرد و دوگانه بگزارد تا در[3] آخرین بار هم در آب بود که جان بحق تسلیم کرد! خواجه ذکره اللّٰہ بالخیر برین حرف رسید چشم پُرآب کرد و فرمود که زهی رسوخی[4] در کارِ طاعت که تا نفسِ آخرین[5] ازان قاعده نگشت!

بعد ازان فرمود که مردم را که زحمتی می شود آن دلیلِ خیر[6] اوست او نمی داند!

---

[1] ن و ح: اگر
[2] ن و ح: مثل
[3] ح و ه: 'در' ندارد
[4] ن و ح: رسوخ
[5] ن و ح: آخر
[6] ه: خیریت

آنگاه فرمود که اعرابی بحضرتِ رسالت آمد صلی اللّٰه علیہ وسلم و ایمان آورد، بعد از چندگاه باز بخدمتِ رسول علیه الصّلوٰة والسّلام آمد و گفت یا رسول اللّٰه از[1] آنگاه که من ایمان آورده ام هم مالِ مرا نقصانی پیدا شده است و هم نفسِ مرا زحمتی می باشد، رسول علیه الصّلوٰة والسّلام فرمود که چون مومن را در مال قصوری پیدا شود و در نفس مرضی[2] دلیلِ صحّتِ ایمان او باشد! خواجه ذکره اللّٰه بالخیر فرمود که فردای قیامت آمَنّا وَصَدَّقْنا فقراء را چندان درجه خواهد بود که جمیع خلائق آرزو برند[3] و گویند[4] ای کاش ما در دُنیا فقیر می بودیم! و طائفه که در دُنیا بیشتر حال مریض می[5] باشند ایشان را هم فردای قیامت چندان درجه خواهد[6] بود که جمیع[7] خلائق آرزو کنند که ای کاش ما در دُنیا رنجور حال می بودیم! واللّٰه[8] اعلم

---

[1] ه: 'تا' بجای 'از' [2] ن: مرض بود [3] ه: خواهند بُرد

[4] ح: 'که' بجای 'وگویند' دارد - ه: 'وگویند' ندارد

[5] ح و ه: 'باشند' بجای 'می باشند' دارد

[6] ن و ه: 'باشد' بجای 'خواهد بود' دارد

[7] ن: 'خلق همه گویند کاشکے' بجای 'جمیع خلائق ..... ای کاش' دارد ه: همه خلق گویند ای کاش' [8] ح و ه: 'واللّٰه اعلم' ندارد

# مجلسِ هفتم

دوشنبه دوم ماهِ ذی الحجّہ سنہ مذکور سعادتِ دست بوس بدست آمد، درویشی جوالقی نشستہ بود، وقتِ خاستن تکبیر[1] گفت و برخاست و رفت ۔ بندہ عرضداشت کرد کہ تکبیری کہ درویشان می گویند از کجاست ؟ فرمود کہ بعد از طعام خوردن تکبیر آمدہ است و آن تکبیر بمعنیٔ حمد است یعنی بشکرِ[2] آن نعمت حمد می گویند ۔ بعد ازان فرمود کہ وقتی رسول علیہ الصّلوٰۃ والسّلام صحابۂ خود را فرمود کہ امید می دارم کہ فردای[3] قیامت رُبعی از اہلِ بہشت شما خواہید بود و ثلث ار[4]باع اُمّتانِ دیگر! یاران بر شکرِ این نعمت تکبیر گفتند، باز رسول علیہ الصّلوٰۃ والسّلام فرمود کہ ثُلثی از اہلِ بہشت شما خواہید بود و ثُلثان امّتا[5]نِ دیگر! باز صحابہ تکبیر گفتند، باز رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمود کہ نصفی از اہلِ بہشت شما خواہید بود و نصفی امّتانِ دیگر! باز صحابہ تکبیر گفتند ۔ آنگاہ خواجہ ذکرہ اللّٰہ الخیر فرمود کہ درین محلہا این تکبیر گفتن بجای حمد است امّا اینکہ بعضی درویشان ہر بار بہر مصلحتی[6] گویند کہ تکبیر گویم جائی نیامدہ است ۔

---

[1] ہ : تکبیری

[2] ہ : 'شکرانۂ آن نعمت' بجای 'بشکرِ آن نعمت' دارد ۔ ن : 'بجای شکران نعمت'

[3] ح : 'فردا از اہلِ بہشت ربعی' بجای 'فردای ..... بہشت' دارد [4] ہ : اربع

[5] ن و ح : از امتان [6] ن و ح : مصلحت

بعدازان بندہ عرضداشت کرد کہ ذکری کہ بلند می گویند مشائخ گفتہ اند ؟ فرمود کہ گفتہ اند۔ بعدازان بندہ گفت کہ اگر آہستہ گویند چگونہ باشد؟ فرمود کہ آہستہ گفتن بہتر[1]، آنگاہ فرمود صحابہ کہ قرآن خواندندی چنان خواندندی کہ کسی معلوم نکردی، چون آیۂ سجدہ رسیدی ایشان سجدہ کردندی آنگاہ معلوم شدی کہ ایشان قرآن می خوانند!

## مجلسِ ہشتم

پنجشنبہ بست و ششم ماہِ ذی الحجّہ سنہ مذکور دولتِ پائبوس میسّر شد۔ سخن در سلام و جواب افتاد، فرمود کہ چون مہتر آدم را حق تعالیٰ بیافرید شصت گز بالای او بود، او را فرمان شد کہ ملائکِ مقرّب را سلام کن و جوابِ سلام بشنو تا میانِ فرزندانِ تو سلام و جوابِ سلام ہمچنان باشد! مہتر آدم علیہ السلام ملائک را سلام گفت السّلام علیکم، ملائک گفتند علیک السّلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ، این حکم میان[2] فرزندانِ آدم بماند، بعدازان فرمود کہ اگر یکی بیاید و ہمچنین بگوید کہ السّلام علیک و رحمۃ اللہ و برکاتہ جوابِ او چگونہ باید گفت، جوابِ او ہمچنین باید گفت کہ علیک السّلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

---

[1] ح: 'بہتر باشد' بجای 'گفتن بہتر' دارد۔ ن: 'گویند بہتر'

[2] ن و ح: درمیان

آنگاه حکایت فرمود که وقتی صحابهٔ رسول علیه السلام نشسته بودند، یکی در آمد و همچنین سلام گفت که السّلام علیکم ورحمة اللّٰه وبرکاته، یکی از حاضران جوابِ سلام همچنین باز داد که علیک السّلام ورحمة اللّٰه وبرکاته ومغفرته، ابن عبّاسؓ حاضر بود او گفت که همچنین نباید گفت جوابِ سلام تا برکاته پیش نیست۔

بنده عرضداشت کرد که اگر یکی نمازِ نفل می گزارد و بزرگی در رسد این مصلّی ترکِ نماز کند و بدو مشغول شود چگونه باشد[1]؟ فرمود که نماز خود تمام باید کرد۔ بنده عرضداشت کرد کسی که نمازِ نفل می گزارد برای ثواب و دریافتِ سعادت می گزارد درین میان اگر پیرِ او در رسد او را در قدم بوسِ پیر سعادتها بسیار است و اعتقادِ مرید آنست که این دولت صد بار به از آن ثواب باشد، فرمود که حکمِ شرع همچنان است! آنگاه حکایت فرمود که وقتی شیخ بهاء الدّین زکریّا رحمة اللّٰه علیه برکرانهٔ آبی رسید، مریدان را دید که وضو می ساختند، چون شیخ را دیدند همه تعظیم کردند و[2] وضو نیم کرده برخاستند مگر یک صوفی وضوی[3] خود تمام کرد، آنگاه بخدمتِ شیخ آمد و تعظیم کرد، شیخ فرمود که میانِ ایشان درویش همین است که وضو تمام کرد آنگاه مرا[4] تعظیم کرد! بنده عرضداشت کرد که اگر کسی نمازِ نفل ترک گیرد و به تعظیمِ پیر مشغول شود او را تکفیر توان کرد؟ فرمود که خیر،

---

[1] ن: است

[2] ه: 'از وضو نیم کله برخاستند' بجای 'و وضو نیم کرده برخاستند' دارد

[3] ن و ه: 'تمام وضو کرد' بجای 'وضوی خود تمام کرد' دارد

[4] ه: 'به تعظیم پیش آمد' بجای 'مرا تعظیم کرد' دارد

آنگاه[1] بر وفق عرضداشت بنده و رسوخ اعتقادِ مرید در حقِ پیر بر لفظِ مبارک راند که وقتی شیخ الاسلام فرید الدّین قدس الله سرہ العزیز بدر الدین اسحٰق را آواز داد، بدر الدّین در نماز بود، هم در نماز جواب داد بلند گفت لبیّک! بعد از ان حکایت فرمود که وقتی رسول علیہ السّلام طعام می خورد، یکی[2] را آواز داد، آن یار در نماز بود، در آمدن درنگی کرد، رسول علیہ السّلام فرمود که چرا زود نیامدی؟ گفت در نماز بودم، رسول علیہ السّلام فرمود که چون خدای و رسولِ خدای بخواند بر فور اجابت باید کرد، بعد از ان خواجہ ذکرہ الله بالخیر بر لفظِ مبارک راند که فرمانِ شیخ همچو فرمانِ رسول است علیہ الصّلوٰة والسّلام۔ آنگاه حکایت فرمود که یکی بخدمتِ شیخ شبلی آمد و گفت که من مرید تو می شوم، شبلی گفت بشرطی ارادتِ تو قبول کنم که آنچه فرمایم همان کنی! مرید گفت همچنان[3] کنم، شبلی گفت تو کلمۂ طیّبہ چگونہ می گوئی؟ مرید گفت من همچنین می گویم لا الٰہ الّا الله محمّد رّسول الله، شبلی گفت همچنین بگو لا الٰہ الّا الله شبلی رسول الله مرید بر فور همچنان گفت، بعد از ان شبلی گفت رحمة الله علیہ که شبلی یکی از چاکرانِ کمینۂ آنحضرت است رسول الله همان است[4] من اعتقادِ ترا امتحان می کردم!

حکتی[5] سخن در نمازِ جمعہ افتاد که در نار فتن[6] نمازِ جمعہ تا ویلی آمده است، فرمود که

---

[1] ق: پس [2] ن: 'وقتی مردی' بجای 'یکی'

[3] ن: همچنان

[4] ح: 'رسول همونست' بجای 'رسول الله همان است' دارد

[5] ن و ق: حکایت [6] ن: ناگزاردنِ

هیچ تاویلی نیست مگر آنکه[1] کسی بنده باشد یا مسافر یا مریض امّا آنکه بتواند که برود و نرود قوی سخت دلی باشد، آنگاه فرمود که اگر کسی یک جمعه نرود یک نقطهٔ سیاه بر[2] دلِ او پیدا شود و اگر دو جمعه نرود دو نقطهٔ سیاه پیدا[2] شود و اگر سه جمعه نرود تمام دلِ او سیاه شود نعوذ باللّٰه منها،

درین میان حکایتِ سلطان غیاث الدّین بلبن در افتاد و مداومتِ[3] او در نمازِ جمعه و اوقاتِ خمسه و عقیدهٔ خوبِ او، آنگاه فرمود که وقتی با قاضیٔ لشکر می گفت که شبِ گذشته چه شبِ بزرگوار بود! قاضیٔ لشکر گفت که شما را هم روشن شده[4] است؟ سلطان گفت آری، درین میان بنده عرضداشت کرد که مگر شبِ قدر بوده باشد؟ فرمود که باری شبی بزرگوار بود که ایشان دریافتند و بر احوالِ یکدیگر مطّلع شدند!

## مجلسِ نهم

سه شنبه دوم ماهِ جمادی الاُولیٰ لسنه عشرین[20] و سبعمائة سعادتِ دست بوس میسّر شد. سخن در نماز افتاد و درانچه بر سرِ هر رکعت تسمیه می باید گفت یا بر سرِ هر سوره، فرمود که امام اعظم رضی اللّٰه عنه فرموده است که در رکعتِ اُولیٰ یک بار

---

[1] ن و ح: 'کسی که' بجای 'آنکه کسی' دارد
[2] ن: 'دردلِ او پیدا آید' بجای 'بردلِ او پیدا شود' دارد
[3] ن: آید [3] ن د ه: ملازمت [4] ح د ه: 'شد' بجای 'شده است' دارد

تسمیه گوید[1] و بس، بر خلاف ایمهٔ دیگر که بعضی[2] بر سرِ ہر رکعت می گویند و بعضی بر سرِ ہر سوره، آنگاه فرمود که با امام اعظم سفیان ثوری و یک یارِ بزرگوارِ[3] دیگر مدّعی گونه شدند، وقتی در جمعی یکجا[4] افتادند، سفیان ثوری و آن یارِ دیگر از امام اعظم سوال کردند که مصلّی تسمیه کَی گوید بر سرِ ہر رکعت یا بر سرِ ہر سوره؟ مقصودِ ایشان آن بود که اگر نفی خواہد کرد که نگوید حالی در نفی تسمیه مواخذه بکنند، الغرض چون ایشان سوال کردند که چه می فرمائی تسمیه بر سرِ ہر رکعت و یا بر سرِ ہر سوره که[5] گویند چند بار بگویند؟ از کمالِ علمی که در امام اعظم بود و نگاہداشتِ ادب گفت یک بار گوید، خواجه ذکرہ اللہ بالخیر فرمود که مقصودِ او ہمان حکمِ او بود ایشان ہر گونه که خواہند تصوّر کنند خواه بر سرِ ہر رکعت و[6] خواه بر سرِ ہر سوره۔

لختی سخن در نفسِ مشائخ افتاد و دُعای ایشان، آنگاه فرمود که یاری بود از یارانِ شیخ الاسلام شیخ فریدالدّین قدس اللہ سرہ العزیز، او را محمّدشه غوری گفتندی، مردی[7] صادق بود و معتقد، وقتی او بخدمتِ شیخ آمد مضطر[8] گونه و حیران، شیخ پرسید که چه حال است؟ گفت برادری دارم رنجور و در ہم چنانکه در[9] و رمقی بیش نمانده است این ساعت که من بخدمت آمدم[10] چه عجب که تمام شده باشد بسببِ آن

---

[1] ه: 'و بس' ندارد [2] ن و ح: بعضی علماء [3] ن: 'بزرگوار' ندارد
[4] ه: 'بودند' بجای 'یکجا افتادند' دارد
[5] ه: 'گوید و چند بار گوید' بجای 'که گویند چند بار بگویند' دارد [6] ن و ح: 'و' ندارد
[7] ح: مرید [8] ح: 'مضطرانه' بجای 'مضطر گونه' دارد۔ ه: مضطر
[9] ن و ح و ہ: 'در و' ندارد [10] ه: آمده ام

من ہم درہم و زبر و زبر ہستم[1]۔ شیخ الاسلام فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز فرمود کہ ہمچنین کہ تو این ساعت ہستی من ہمہ عمر ہمچنین ام ولی با کسی پیدا می کنم[2]، آنگاہ او را گفت کہ برو برادرِ تو صحت خواہد یافت، محمد شہ برخاست و بخانہ آمد[3] برادر[4] را دید نشستہ است و طعام می خورد واللہ اعلم[5]

## مجلس دہم

یک شنبہ ہفتم ماہِ جمادی الاُولیٰ سنہ مذکور بدولتِ پائبوس رسیدہ شد۔ بندہ عرضداشت کرد کہ یکی آب می خورد و دیگران دست پیش می دارند[6] این سنت است؛ خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر در تامل شد۔ یکی از حاضران لفظی چند فرو خواند و گفت این حدیث است کہ ہر کہ دست پیش کند در وقتِ آب خوردنِ دیگری او آمرزیدہ شود البتہ، خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر بر لفظِ مبارک راند کہ این حدیث در کتبِ احادیث کہ مشہور است و معتبر نیامدہ است شاید کہ بودہ باشد، حدیثی کہ مردم بشنوند ہمچنین نتوان گفت کہ این حدیثِ رسول نیست اما این توان گفت کہ

---

1 ع: شدہ ام
2 ع: 'نمی گویم' بجای 'پیدا نمی کنم' دارد
3 ع: رفت
4 ن و ح: 'دید کہ برادر نشستہ است' بجای 'برادر ..... است' دارد
5 ح و ع: 'واللہ اعلم' ندارد
6 ن: 'می آرند' بجای 'می دارند' دارد

در کتبی که احادیث جمع کرده اند و اعتبار یافته نیامده است۔

ازینجا ذکرِ احادیث افتاد۔ آنگاه فرمود که وقتی قاضی منہاج الدّین سراج علیہ الرحمۃ والغفران "تذکیر می کرد" در اثنای تذکیر گفت که شش حدیث متواتر است یکی اینست که اَلْغِیْبَۃُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا، دوم اینست مَنْ شَمَّ الْوَرْدَ وَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ فَقَدْ جَفَانِیْ سوم اینست اَلْبَیِّنَۃُ عَلَی الْمُدَّعِیْ وَالْیَمِیْنُ عَلٰی مَنْ اَنْکَرَ، آنگاه خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر تبسّم فرمود و گفت که قاضی منہاج الدّین چون این سہ حدیث بگفت بعد ازان گفت که آن سہ حدیثِ دیگر نمی دانم و اگر کسی مرا طعنہ[1] کند و گوید[2] که چرا نمی دانی من گویم که این سہ حدیث تو از من آموختی تو ہم نمی دانستی!

آنگاہ در فضیلتِ حدیثِ رسول علیہ السّلام حکایت فرمود که وقتی مولانا رضی الدّین نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ رنجور شد و رنجوریِ او دراز کشید، دانشمندی در جوارِ او بودہ است او بعیادت آمد، آن ساعت مولانا رضی الدّین در عینِ بحران بود، آن دانشمند بر سرِ بالینِ او بنشست[3] و این حدیث بگفت که قال النّبی صلی اللہ علیہ وسلم اَلْغِیْبَۃُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا، مولانا رضی الدّین اگرچہ در غلباتِ مرض بود آن دانشمند را گفت که توجیہ چہ بود در تقریرِ این حدیث که این ساعت نہ ذکرِ زنا بود و نہ ذکرِ غیبت بچہ توجیہ این حدیث گفتی؟ آن دانشمند

---

[1] ھ : طعن [2] ن و ھ : وگوید، ندارد

[3] ح : رسید

جواب داد که مرا مقصود توجیه و غیر توجیه نبود من شنوده ام که هر که بر سر رنجوری حدیثی از احادیثِ صحیح پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلّم بخواند آن مریض صحت یابد و من این حدیث که متواتر است و صحیح بنیّتِ صحتِ تو خوانده ام[1] مولانا رضی الدّین پیش چیزی نگفت و ازان زحمت صحت یافت !

لختی سخن در تسلیم اُفتاد و رضادادن به قضا، آنگاه حکایت فرمود که درویشی نشسته بود مگسی بیامد و بر بینیٔ او بنشست، آن درویش مگس از بینیٔ خود براند، باز مگس بیامد و بر بینیٔ او بنشست، باز براند، باز بیامد و نشست، باز براند، درویش گفت بارِ خدایا من می خواهم که مگس بر بینیٔ من نه نشیند و تو می خواهی که بنشیند من خواستِ خود را بگذاشتم و هرچه خواستِ تست بران ساختم، بعد ازین مگس از بینیٔ خود نخواهم راند۔ چون این بگفت پیش مگس بر بینیٔ او نه نشست !

# مجلس یازدهم

شنبه بستم ماهِ جمادی الاُولی سنه مذکور بدولتِ پائبوس رسیده شد۔ سخن دران افتاد که بعضی تائب را بعد از توبه لغزشی می افتد، چون سعادت باقی باشد باز بدولتِ توبه می رسد۔ ملائِم این حال حکایت

---

[1] ہ: 'بدان نیت خوانده ام' بجای 'برنیتِ ... خوانده ام' دارد

فرمود که مطربۂ بود قمر نام، حسنی و جمالی بکمال داشت، در آخرِ عمر با نابت پیوست و ارادت به شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین عمر محمد سہروردی قدس اللہ سرہ العزیز آورد، ازانجا بزیارتِ کعبہ رفت، چون بازگشت به ہمدان رسید والیٔ ہمدان را از آمدنِ او خبر شد، کس بروفرستاد وگفت بیا پیشِ من سماع کن[1]! آن عورت جواب داد که من ازین کار توبه کرده ام و زیارتِ کعبه دریافته پیش این کار نخواہم کرد، والیٔ ہمدان استبداد کرد و نشنید، آن عورت درماند و بخدمتِ شیخ یوسف ہمدانی رفت و صورتِ حال باز نمود[2]، شیخ فرمود ہلا بازگرد من امشب بجہتِ کارِ تو مشغول خواہم شد و بامداد جواب خواہم داد۔ چون بامداد شد آن عورت بخدمتِ شیخ آمد۔ شیخ فرمود که ہنوز در خزانۂ[3] تقدیر یک معصیتِ تو باقیست۔ عورت درماند و کسانِ ملکِ ہمدان او را نگذاشتند پیشِ ملک بردند، چون چنگ بیاوردند و بدو دادند آن عورت چنگ ساز کرد و سماع آغاز کرد، بیتی چند انشاد کرد که جملہ[4] را درگرفت، اوّل ملکِ ہمدان تائب شد بعدازان[5] ہرکه در مجلس بود تائب شد والحمد للہ رب العلمین،

---

[1] ن : گو
[2] ح و ھ : گفت
[3] ح : خانۂ
[4] ھ : 'در جملہ' بجای 'جملہ را' دارد
[5] ن : بعده جمیع واللہ اعلم' بجای 'بعدازان . . . . رب العلمین' دارد

# مجلسِ دوازدہم

سہ شنبہ[1] ششم ماه مبارکِ رجب سنۃ المذکور سعادتِ دست بوس میسر شد۔ سخن در علم و دیانتِ قاضی قطب الدین کاشانی افتاد رحمۃ اللہ علیہ فرمود که او در ملتان بوده است و او را مدرسہ بود علیحده، شیخ بهاء الدین زکریا علیہ الرحمۃ هر روز بامداد آنجا حاضر شدی و نماز آنجا گزاردی تا مولانا قطب الدین ازو پرسید که[2] از مقامِ خود چرا چندین دُور می آئی و اقتداء می کنی؟ شیخ جواب داد که من برین حدیث کار می کنم که مَنْ صَلّٰی خَلْفَ عَالِمٍ تَقِیٍّ فَکَاَنَّمَا صَلّٰی خَلْفَ نَبِیٍّ مُرْسَلٍ، بعد ازان خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر فرمود که من همچنین شنیده ام العهدة علی الراوی که روزی شیخ بهاء الدین زکریا بدان مقام حاضر شد، قاضی قطب الدین در نمازِ بامداد امامت می کرد، یک رکعت گزارده بود، شیخ به دوم رکعت رسید و پیوست، چون قاضی قطب الدین به تشهد بنشست پیش ازانکه سلام گوید شیخ بهاء الدین برخاست و نمازِ خود تمام کرد، چون از نماز فارغ شدند قاضی قطب الدین شیخ را گفت که چرا پیش از سلامِ نماز برخاستی شاید که امام را

---

[1] ن: "دو شنبه" بجای "سه شنبه" دارد

[2] ن: "چه بیست که هر روز از مقامِ خود چندین دُور می آئی" بجای "که از مقام ... می کنی" دارد

سہوی افتادہ باشد و خواہد کہ سجدہ سہو کند چون تو پیش از سلام برخاستی سجدہ سہو نتوانی کرد۔ شیخ فرمود کہ اگر کسی را بہ نورِ باطن معلوم شود کہ امام را ہیچ سہوی نیفتادہ است روا باشد کہ برخیزد۔ قاضی قطب الدّین گفت ہر نوری کہ موافقِ احکامِ شرع نیست آن ظلمت است۔ القصّہ ہمچنین گفتہ اند کہ بعد ازان شیخ آنجا حاضر نشد۔

ہمچنین ہم حکایت کردند کہ قاضی قطب الدّین را گفتند کہ تو بر درویشان اعتقاد نمی کنی؟ گفت آن درویشان را کہ من دیدہ ام دیگران را ہمچنان نمی یابم، آنگاہ گفت کہ من وقتی در کاشغر بودم کاردی خرد داشتم، قلم تراشِ آن بشکست، آن را در بازار بُردم و بہ کاردگران نمودم وگفتم کہ این کارد را درست کنید ہمچنان کہ بودہ، ہمہ گفتند کہ ہمچنان نخواہد[1] شد عاقبت قدری کم خواہد شد یعنی چون چیزی از[2] دُنبالہ بیرون کشند و در دستہ استعمال کنند ہر آئینہ چیزی ازان کم شود، من گفتم نی البتّہ می باید کہ چنانکہ[3] بود ہمچنان شود، از ایشان نشد تا ایشان مرا نشان دادند کہ در فلان دکان برو آنجا پیری است کاردگر مردِ بزرگ درغایتِ صلاحیت، برو بر[4] تا از و غرضِ تو حاصل شود، قاضی قطب الدّین گفت من بہ نشان برو رفتم، پیری دیدم حکایتِ کارد با[4] او گفتم،

---

[1] ح و ۵: آمد

[2] ن و ۵: برای

[3] ن: 'آنچنان باشد کہ بود' بجای 'چنانکہ بود ہمچنان شود' دارد

[4] ۵: 'برو' بجای 'با او'

او نیز همان جواب داد که ایشان گفته بودند که چیزی کم خواهد شد، من گفتم مرا همچنان می باید که بر هیئاتِ اوّل شود، پیر ساعتی تامّل کرد و مرا گفت هلا چشم پیش کن! قاضی قطب الدّین گفت من چشم پیش کردم امّا بدنبالهٔ چشم می دیدم که آن پیر کاردِ شکسته را برداشت و نزدیکِ محاسنِ خود بداشت روی سوی آسمان کرد و آهسته چیزی بگفت، باز مرا گفت که چشم بکشای! من چشم بکشادم، آن کارد پیشِ من انداخت هم بران هیئات که اوّل بود همچنان درست و تمام شد!

هم حکایتی دیگر فرمودند ازان قطب الدّین کاشانی که چون او بحضرتِ دهلی آمد وقتی او را بدرِ سرای سلطان شمس الدّین طلبیدند[1] برفت، آن زمان سلطان در خرّم گاهی نشسته بود، سیّد نورالدّین مبارک علیه الرحمته بر یک جانبِ خرّم گاه نشسته بود و قاضی فخر الائمّه بر طرفِ دیگر و هر دو بیرونِ خرّم گاه بودند، چون قاضی قطب الدّین درآمد او را گفتند که تو کجا خواهی نشست؟ او گفت زیردستِ علوی، القصّه چون نزدیکِ سلطان رسید و سلام گفت سلطان برخاست و دستِ او بگرفت و درونِ خرّم گاه بُرد و نزدیکِ خود بنشاند!

لختی حکایتِ شیخ جلال الدّین تبریزی افتاد قدس الله سره العزیز فرمود که چون او در بداؤن رسید چند گاه آنجا ساکن بود مگر روزی به مصلحتی بَرِ درِ[2] قاضی کمال الدّین جعفری که حاکمِ[3] بداؤن بود بیامد، خدمتگاران که پیشِ در نشسته بودند گفتند که

---

[1] ح د ۵: درخانه ۲ بجای 'بر درِ' دارد [3] ح: قاضی

قاضی این ساعت در نماز است، شیخ تبسّم فرمود و این سخن بگفت که قاضی نماز گزاردن می داند؟ الغرض چون شیخ باز گشت این خبر به قاضی رسانیدند که شیخ چنین سخنی گفت، دوم روز قاضی کمال الدین بخدمتِ شیخ آمد و معذرت کردن گرفت[۱] و این سخن باز پرسید که شما چگونه فرمودید که قاضی نماز گزاردن می داند، من چندین کتاب نوشته ام در نماز و احکامِ آن، شیخ گفت آری نمازِ علماء دیگر است و نمازِ فقراء دیگر! قاضی گفت فقراء رکوع و سجود نوعِ دیگر می کنند یا قرآن نوعِ دیگر می خوانند؟ شیخ فرمود که خیر، نمازِ علماء همچنین است که نظر بر کعبه دارند و نماز گزارند و اگر کعبه در نظر نباشد روی بدان جهت کنند و اگر در محلی باشند که جهت هم معلوم نباشد تحرّی کنند قبلهٔ علماء ازین سه نوع بیرون نیست امّا فقراء تا عرش نه بینند نماز نکنند! قاضی کمال الدّین را اگرچه این سخن گران آمد هیچ نگفت، از انجا باز گشت، چون شب در آمد قاضی را در خواب نمودند که شیخ جلال الدّین تبریزی قدس الله سره العزیز مصلّا بر عرش انداخته نماز می گزارد! دوم روز این هر دو بزرگ در جمعی حاضر شدند، شیخ جلال الدّین آغاز کرد ای فلان کارِ[۲] علماء و مرتبهٔ ایشان معلوم است! ایشان را همّت و نهمت بر تدریس باشد و خواهند که مدرّس شوند یا قاضی شوند یا صدر جهان شوند[۳] مرتبهٔ ایشان ازین برتر نباشد امّا درویشان را مراتب بسیار است

---

[۱] ن و ه: 'کرد' بجای 'کردن گرفت' دارد

[۲] ه: 'قدرِ کار'

[۳] ن: گردند

پایهٔ اوّل این بود که شبِ گذشته بر قاضی نمودند! قاضی کمال الدّین چون این سخن بشنید برخاست و بمعذرتِ تمام پیش[1] آمد و از شیخ عفوطلبید و پسرِ خود را که برهان الدّین لقب داشت در پای شیخ انداخت و مرید کرد و کلاه از خدمتِ شیخ بستد!

# مجلسِ سیزدهم

شنبه[2] دهم ماه مبارکِ رجب سنه مذکور دولتِ[3] پائبوس حاصل شد، سخن در تحمّل افتاد، فرمود که معاملهٔ خلق بر سه قسم است قسمِ اوّل آنست که ازین کس بدیگری نه منفعت رسد و نه مضرّت، حکمِ این چنین کس حکمِ جماد باشد، قسمِ دوم آنست که ازین کس بدیگری منفعت رسد و مضرّت نه، این[4] بهتر است، قسمِ سوم ازین هر دو بهتر و آن آنست که ازین کس بدیگری منفعت رسد و اگر کسی او را مضرّت رساند او مکافات آن[5] نکند و تحمّل کنند[6] و این کارِ صدّیقان است!

---

[1] ه: 'از شیخ عذر طلبید' بجای 'پیش آمد و از شیخ عفو طلبید' دارد

[2] ن: 'چهار شنبه چهار دهم' بجای 'شنبه دهم' دارد

[3] ح: 'دولتِ دستبوس میسّر شد' بجای 'دولتِ پائبوس حاصل شد' دارد

[4] ن و ه: 'این بهتر است' ندارد [5] ن و ح: 'آن' ندارد [6] ه: 'ورزد'

## مجلس چهاردهم

دوشنبه[1] هژدهم ماه مبارکِ شعبان سنة المذکور دولتِ پابوس حاصل شد. سخن دران افتاد که از نامها بهتر کدام است؛ خواجه ذکره الله بالخیر بر لفظِ مبارک راند که احب الاسماء عند الله عبد الله و عبد الرحمن و بعدازان فرمود که اصدق الاسماء الحارث آنگاه فرمود که راست ترینِ نامها حارث است زیراکه هرکه هست حرکت[2] می کند خواه بطاعت خواه بمعصیت! بعدازان فرمود که اکذب الاسماء المالک و الخالد زیراکه مالک خداوند تعالی است و جاوید هم هونست[3]!

## مجلس پانزدهم

پنجشنبه پنجم ماه مبارکِ رمضان سنة المذکور بسعادتِ دست بوس رسیده شد. سخن در اثرِ صحبت افتاد. فرمود که وقتی متعلمی نصیر لقب بخدمتِ

---

[1] ه: سه شنبه. ح: 'شنبه پانزدهم' بجای 'دوشنبه هژدهم' دارد

[2] ح و ه: کشتی

[3] ن: 'نیز همانست' بجای 'هم هونست' دارد

شیخ الاسلام فریدالدین قدس اللہ سرہ العزیز آمد و این متعلم مگر نیت تجارت[1] داشت القصه چون بخدمت شیخ رسید ارادت آورد و بیعت کرد و او موی سر ارسال کردی تا یک روز جوگیئ رسید این متعلم ازان جوگی پرسیدن گرفت که موی سر از چه دراز شود؟ خواجه ذکرہ اللہ بالخیر فرمود که چون من شنیدم که او از جوگی برای دراز شدن موی سر می پرسد و دارو می طلبد درونه من کراهت آورد بنا بر آنکه[2] هرکه بیعت کند او بجهت درازئ موی برای چه دارو طلبد و نیز از موی سر انداختن غرض آنست که رعونت ازو برود پس درازئ موی چه کار آید؟ الغرض چون چندگهی بگذشت خواجه وحیدالدین نبیسه شیخ معین الدین سجزی رحمته اللہ علیه بخدمت شیخ کبیر آمد و اجازت ارادت و بیعت طلبید و دستوری حلق خواست[3] شیخ فرمود که من این معنی ازخانوادهٔ شما دارم مرا واجب نکند که ترا دست دهم، خواجه وحیدالدین الحاح بسیار کرد که البته من مرید شوم، خدمت شیخ دست داد و فرمود که سر حلق کن! القصه آن روز که خواجه وحیدالدین محلوق شد مولانا نصیرالدین که بجهت دراز شدن موی سر دارو می طلبید او نیز محلوق شد بموافقت او!

لختی سخن در دعای اموات افتاد- بنده عرضداشت کرد که بر تربت ها قرآن و دعای می نویسند چگونه است؟ فرمود که نمی باید نبشت و بر جامهٔ کفن نیز نمی باید نبشت۔

---

[1] ن د ه : تجارتی

[2] ه : 'بران بناکه' بجای 'بنا بر آنکه' دارد

[3] ح : بعد از 'خواست' این جمله دارد : 'و محلوق شدن التماس نمود'

# مجلسِ شانزدهم

پنجشنبه[1] هژدهم ماهِ شوّال سنتهٔ المذکور دولتِ پائبوس بدست آمد.

سخن در بزرگیِ مولانا برهان الدّین بلخی افتاد علیه الرحمته، حکایت فرمود که مولانا برهان الدّین بلخی حکایت کرده است که من خُرد بودم بقیاس پنج شش ساله کم و یا بیش، برابرِ پدرِ خود در راهی می رفتم، مولانا برهان الدّین مرغینانی صاحبِ هدایه پیدا شد، پدرِ من از و تحاشی کرده در کوچهٔ دیگر رفت مرا برجای بگذاشت، چون کوکبهٔ مولانا برهان الدّین مرغینانی نزدیک رسید من پیش رفتم و سلام کردم، در من تیز بدید و این سخن گفت که من درین کودک نورِ علم می بینم! من این سخنِ او بشنیدم پیشِ رکابِ او روان شدم، باز بر لفظِ مبارک راند که خدای تعالی مرا همچنین می گویاند که این کودک در روزگارِ خود علّامهٔ عصر[2] خواهد شد! مولانا برهان بلخی می گوید که من این سخن شنیدم و همچنان پیش می رفتم، باز مولانا برهان الدّین مرغینانی فرمود که خدای تعالی از[3] من همچنین می گویاند که این کودک چنان بزرگ شود که بادشاهان بر درِ او بیایند[4]! خواجه ذکرہ اللہ بالخیر چون این حکایت تمام کرد بر لفظِ مبارک راند که مولانا برهان الدّین بلخی را با وفورِ علم کمالِ صلاحیّت هم

---

[1] ه: 'چهارشنبه هفدهم' بجای 'پنجشنبه هژدهم' دارد

[2] ح و ه: عهد

[3] ه: 'مرا' بجای 'از من' دارد

[4] ح: بارنیابند

بوده است چنانکه بارها گفتی که خدای عزّ و جلّ مرا از هیچ کبیره نخواهد پرسید! آنگاه خواجه ذکره الله بالخیر تبسم فرمود و گفت که مولانا برهان الدّین چون این سخن بگفتی که خدای عزّ و جلّ مرا از هیچ کبیره نخواهد پرسید این هم بگفتی مگر از یک کبیره! از وی پرسیدند که آن کبیره کدام است؟ گفت سماعِ چنگ که آن بسیار شنیده ام و این ساعت بشنوم اگر باشد!

از نسبتِ این حکایت سخن در سماع افتاد. فرمود که سکّهٔ سماع درین شهر قاضی حمید الدّین ناگوری نشانده است رحمة الله علیه و قاضی منهاج الدّین هم چون او قاضی شد و صاحبِ سماع بود بسببِ ایشان این کار استقامت پذیرفت امّا قاضی حمید الدّین ناگوری با آنکه مدّعیان با او منازعت کردند و خصومتِ بسیار قاضی همیران حرف ثابت بود تا وقتی نزدیکِ کوشکِ سفید او را در خانه[1] دعوت کردند، شیخ قطب الدّین بختیار قدس الله سره العزیز هم آنجا بود و بزرگانِ دیگر، مولانا رکن الدّین سمرقندی را خبر شد[2] که این جا سماع است، او مدّعی عظیم بود، از خانهٔ خود با خدمتگاران و متعلّقانِ خود روان شد تا دران خانه رود و سماع را منع کند، قاضی حمید الدّین ناگوری را ازین حال خبر کردند، او خصمِ خانه را گفت که تو برو جائی پنهان شو هرچند ترا بطلبند تو پیدا مشو! او همچنان کرد بعد ازان قاضی حمید الدّین فرمود که درباز کنید[3]، درباز کردند و سماع را در دادند، مولانا

---

[1] س: خانهٔ یکی - سیر العارفین: خانهٔ درویش   [2] ن: کردند

[3] ه: کنند

رکن الدین سمرقندی چون با اعوانِ خود بر درِ خانه رسید پرسید که خصمِ خانه کجاست؟ گفتند که خصمِ خانه حاضر نیست ۔ باز پرسید و تاکید[1] و تفحّص بسیار کرد که خصمِ خانه کجاست ۔ گفتند ما چه دانیم که کجاست ! رکن سمرقندی چون خصمِ خانه را ندید از در بازگشت ۔ خواجه ذکره اللّٰہ بالخیر چون برین حرف رسید تبسّم کرد و فرمود که قاضی حمید الدّین ناگوری نیکو تدبیری کرد که خصمِ خانه را غائب کرد یعنی بی اجازتِ خصم در خانه درآمدن نیامده است و اگر رکن الدّین سمرقندی بی اجازت درآمدی برو مؤاخذه بودی!

بعد ازان فرمود که بحریان نیز با قاضی حمید الدّین ناگوری منازعت کردندی تا وقتی مولانا شرف الدّین بحری رنجور شد ۔ قاضی حمید الدّین از صفائی که درویشان را باشد بعیادت بر درِ مولانا شرف الدّین آمد، او را خبر کردند که قاضی حمید الدّین ناگوری آمده است رحمۃ اللّٰہ علیہ، او گفت آنکه او خدای را معشوق می گوید او آمده است من روی او نه بینم! القصہ او را بار نداد[2]ند، درین حال بنده عرضداشت کرد مقصود[3] ازین معشوق محبوب است؟ خواجه ذکره اللّٰہ بالخیر فرمود که درین[4] بسیار سخنها ست، مردم آنچه می دانند جواب می گویند امّا اگر یکی در خانه، خود چیزی می[5] گوید مردم آن را چه گویند!

بعد ازان فرمود که وقتی قاضی حمید الدّین ناگوری و قاضی کبیر و مولانا برهان الدّین بلخی در محلّی هر سه یکجا می رفتند، قاضی حمید الدّین ناگوری بر اشتری

---

[1] ن و ح: 'تاکید' ندارد [2] ﻫ: نداد [3] ﻫ: نه مقصود

[4] ح و ﻫ: 'بحثها بسیار است' بجای 'بسیار سخنها ست' دارد

[5] ح: 'بگوید' بجای 'می گوید'

سوار بود و ایشان بر اسپانِ بلند و پاکیزه، القصّه درین میان مولانا کبیرالدّین قاضی حمیدالدّین را گفت که مولانا مرکبِ شما نیک صغیراست! قاضی حمیدالدّین گفت به از کبیراست! خواجه ذکرہ اللّٰہ بالخیر تبسّم فرمود و گفت ببین چه[1] جواب داد چنانکه بردی، هیچ اعتراضی نیامد!

بعدازان فرمود[2] که چون ذکرِ سماع[3] قاضی حمیدالدّین بسیار شد مدّعیانِ آن وقت فتویٰ بسیار کردند و جوابها ستدند و همه نبشتند که سماع حرام است، فقیهی بود که با[4] قاضی حمیدالدّین آمد و شد داشت مگراوهم دران فتویٰ چیزی[5] نبشت، این خبر به قاضی حمیدالدّین رسانیدند، درین میان آن فقیه بخدمتِ قاضی حمیدالدّین آمد، قاضی روی بسوی او کرد و گفت توهم جوابِ آن نبشته ای؟ فقیه شرمنده گونه شد گفت آری نبشته ام، برین حرف خواجه ذکرہ اللّٰہ بالخیر فرمود که آن روز قاضی حمیدالدّین هم چیزی از سرِ خود بیرون داد، الغرض چون آن فقیه گفت آری نبشته ام قاضی حمیدالدّین فرمود که آن همه مفتیان که جواب نبشته اند نزدیکِ من ایشان هنوز در شکمِ مادر اند امّا توزاده شده ای ولی هنوز طفلی!

ازینجا حکایتِ قاضی حمیدالدّین ماریکلی افتاد علیه الرحمة فرمود که او گفتی

---

[1] ه: 'چگونه جوابی داد' بجای 'چه جواب داد' دارد

[2] ه: حکایت فرمود

[3] ح: سماع شنیدن

[4] ن: 'او را با قاضی حمیدالدّین اختلاط بود' بجای 'با قاضی ..... داشت' دارد

[5] ن: 'جواب نوشته' بجای 'چیزی نبشت' دارد

من که[1] درین شهر آمده ام بهوای قاضی حمید الدّین ناگوری آمدم، چون برسیدم او پیش ازان نقل کرده بود، روزی مجموعاتِ قاضی حمید الدّین را پیش طلبید و آن[2] کتب که او در سلوک نبشته است مطالعه کردن گرفت، بعد از مطالعه رُوی سوی متعلّمان کرد که گردِ او حاضر بودند و گفت که آنچه شما می خوانید همه درین کاغذها هست و آنچه نخوانده اید هم درین میان هست و آنچه من خوانده ام هم درین میان هست و آنچه نخوانده ام آن هم هست!

## مجلسِ هفدهم

سه[3] شنبه هفتم[4] ماهِ ذی القعده سنه مذکور دولتِ پابوس بدست آمد، سخن در اولیای حق افتاد و راستیِ ایشان با معاملۀ خلق و ثمرۀ آن، آنگاه حکایت فرمود که در نیشاپور بزرگی بود او را ابو[5] العبّاس قصّاب گفتندی، وقتی پدرِ این ابو العبّاس بطرفی سفر کرد، گوسپندی چند در خانه بود، ابو العبّاس را گفت که تو این گوسپندان را بکُشی و گوشتِ ایشان بفروشی و سیم جمع کنی تا آمدنِ من باشد، القصّه بعد از

---

[1] ح: 'درین شهر که' بجای 'که درین شهر' دارد

[2] ن: 'از کتبِ او که' بجای 'آن کتب که او' دارد

[3] ن: 'شنبه بیست و هفتم ماه شوّال' بجای 'سه شنبه هفتم ماه ذی القعده' دارد

[4] ه: هشتم

[5] ن: ابو الغیاث

چند گاه پدرِ او بیامد انباری از استخوان بدید، از پسر پرسید که این انبارِ[1] استخوانها چیست؟ ابوالعبّاس[2] جواب داد که استخوانِ گوسپندانست که فرموده بودی که بکُشی و گوشتِ ایشان بفروشی همچنان کردم۔ پدرش گفت استخوانها چرا نفروختی؟ گفت خلق از من بگوشت خریدن می آمدند استخوان چگونه فروشم؟ پدرش ازین سخن برنجید و گفت این چه کردی مبلغی سیمِ من بزیان آوردی، این و مانندِ این بسیار می گفت، درین میان ابوالعبّاس گفت چه مقدار سیم زیان[3] شده باشد؟ پدرش ازسرِ[4] تفتی و غضبی که داشت گفت مقدارِ بیست هزار دینار کم کردی! ابوالعبّاس چون این بشنید دست بدُعا برداشت در زمان صُرّهٔ از غیب بدستِ او آمد، آن را پیشِ پدر نهاد، چون بکشادند بیست هزار دینار بود! چون این حکایت تمام شد بنده عرضداشت کرد که جلال قصّاب از متقدّمان بود؟ فرمود که خیر، جلال قصّاب از متاخّران بود۔ بنده[5] عرضداشت کرد که این بیت ؎

من پورِ قصّابم سخنم پوست کشنده[6] است     من پوست کشم هرکه ببازارِ من آید!

ازجلال[7] قصّاب است؟ فرمود آری، آنگاه برلفظِ مبارک راند که در دهلی هم قصّابی بود

---

[1] ه: 'انبار' ندارد     [2] ن: ابوالعباث

[3] ح: 'زیانِ توشد' بجای 'زیان شده باشد' دارد

[4] ن: 'زرتعیّنی کرده' بجای 'ازسرِ تفتی وغضبی که داشت' دارد

[5] ه: 'بیتی برلفظِ مبارک راند' بجای 'بنده . . . بیت' دارد

[6] ح وه: کشیده

[7] ه: 'بنده عرضداشت کرد که این نظمِ جلال قصّاب است؟' بجای 'ازجلال قصّاب است؟' دارد

از اولیای حق نزدیک نوہٹه[1]، خلق از وی نعمتها یافتند، قاضی فخرالدین ناقله در اوّلِ حال بر وی بسیار رفتی تا وقتی آن قصّاب گفت که توچه می خواهی؟ قاضی فخرالدّین گفت مرا می باید که قاضی شوم، گفت برو قاضی خواهی شد! او قاضی شد - بعد ازان فرمود مردی دیگر هم برین قصّاب آمدی، وقتی از وی هم پرسید که ترا هم[2] چیزی می باید؟ گفت مرا می باید که امیرداد شوم، آن مرد را هم[3] گفت برو امیرداد خواهی شد! او هم امیرداد شد - آنگاه فرمود که مولانا وجیه الدّین حسام در مبدا و حال هم بر وی آمد و شد داشت، وقتی ازو پرسید که ترا چه می باید؟ مولانا وجیه الدّین گفت که مرا علم می باید، او نیز بنفسِ او عالم شد - مردی دیگر هم بود که برین قصّاب آشنائی داشت، روزی ازان مرد پرسید که ترا چه می باید؟ آن مرد گفت مرا تعلّق به محبّتِ حق می باید - آن مرد هم از جمله واصلان[4] شد! آنگاه خواجه ذکرہ اللّٰه بالخیر فرمود که من آن قصّاب را دیده بودم -

## مجلس هژدهم

چهار[5] شنبه بست و دوم ماهِ ذی القعده سنه مذکور سعادتِ پائبوس

---

[1] یعنی نوہٹه، (ح: نوہٹه)

[2] ه: 'چه' بجای 'هم چیزی'      [3] ه: 'هم' ندارد

[4] ح: واصلانِ حق

[5] ن وه: 'سه شنبه' بجای 'چهار شنبه' دارد

حاصل شد۔ سخن در علویان افتاد۔ بنده را دیرباز سخنی در خاطر بود آن روز عرضداشت کرده شد و آن سخن این بود که از بعضی علویان شنیده شده است که مصطفیٰ علیه السلام خطی نبشته بود که فرزندانِ من بعد از من مسلمانان را اگر خواهند بفروشند ابوبکر صدّیق و یا عمر خطّاب رضی اللہ عنہما آن خط را پاره کرد این سخن راست است؟ فرمود که خیر، این معنی در هیچ کتابی نیامده است امّا عزیز داشتنِ ایشان و گرامی کردنِ فرزندانِ رسول علیه الصّلوٰة والسّلام واجب است، بعد ازان فرمود که آنکه از آلِ رسول است ازو ناشائستی[1] در وجود نیامده است و[2] نیاید!

آنگاه حکایت کرد که در سمرقند علوی بود صحیح النّسب، او آنجا سیّدِ اجلّ بود و صاحبِ کتابِ "نافع" همونست، الغرض او جاریه در خانه داشت، آن[3] جاریه پسری آورد،[4] آن پسر پنج ساله و یا شش ساله شد کم و بیش تا روزی سقّائی در آمد مشکی پُر آب کرده، چون آب بریخت بیرون رفت و باز آمد همچنان مشک پُر آب کرده آورد، این بار مشک را رخنه شده بود اندک اندک آب بیرون می تراوید، سیّدِ اجلّ پُرسید که این مشک را چه شد؟ سقّا گفت من این مشک را پُر آب کرده می آوردم پسرِ شما تیر و کمانی خُرد ساخته است او تیر زد این مشک را قدری سوراخ شد۔ سیّدِ اجلّ چون این سخن بشنید درونِ خانه آمد جاریه را بگرفت و تیغ برکشید و گفت

---

[1] ن: ناشایستگی [2] ن وه: "و نیاید" ندارد

[3] ن: از

[4] ن: بعد از "آورد" این عبارت دارد: همچنین پسری که تا الی الآن نیامده است و نیاید تا قیامت که

سخنی از تو خواهم پرسید اگر راست نخواهی گفت ترا بکشم[1] و آن سخن اینست که راست بگو که تو این پسر از که آورده ای؟ جاریه اوّل پنهان[2] داشت و آخر بترسید و گفت این پسر از فلان غلام آورده ام، سیّد اجلّ چون این سخن بشنید بیرون آمد آن پسر را که دو جعد کرده بود باب جعد کرد، الغرض یعنی آنکه از آلِ پیغامبر است علیہ السلام از و مثلِ این حرکت نیاید۔

باز حکایتِ دیگر فرمود که در بداؤن علویٔ بود در خانۂ او پسری متولّد شد، مگر آن روز ماه در عقرب بود، چنانکه رسمِ عوام باشد ولادتِ آن پسر را نحس و کراهت داشتند و او را بیک کنّاسی دادند، آن کنّاس او را بُرد و بپرورد تا بعد از چهار پنج سال دران پسر نوری و جمالی پیدا شد تا کسی[3] بیامد و مادر و پدرِ او را گفت که باری ببینید[4] که پسر چگونه شده است! مادر و پدر آن پسر را باز بر خود آوردند و تعلیمِ قرآن کردند و علم و ادب آموختند القصّه خواجه ذکرہ اللہ بالخیر فرمود که من آن علوی را دیده بودم درو فرّی و حُسنی تمام بود، آنگاه او علوی عالمی شد متبحّر[5] تا بشیتر اہلِ بداؤن شاگردی بو کردندی، ادبی و صلاحیتی تمام داشت چنانکه هر که بدیدی تحقیق[6] کردی که این از آلِ رسول است علیہ السلام

---

[1] ه: بخواهم کشت [2] ن: ''نهان کرد'' بجای ''پنهان داشت'' دارد
[3] ح: ''شخصی'' بجای ''تاکسی'' دارد۔ ه: یکی
[4] ح د ه: ببینند
[5] ه: مجتهد [6] ح: تصدیقِ وی

لختی حکایتِ درویشانِ مشغول افتاد، فرمود که از بدرالدّین اسحق شنودم او گفت که وقتی صوفیئ بخدمتِ شیخ الاسلام فریدالدّین قدس اللہ سرہ العزیز آمد، درویشی بس عجیب بود و شب و روز با حق مشغول بودی چنانکه جامهای او بغایت رنگین شد، او را گفتم چرا جامها نمی شوئی ؟ هیچ جواب نداد، بعداز چند روز باز[1] گفتم که جامها چرا نمی شوئی و این بار سخت تر گفتم، مرا گفت فرصتِ جامه شُستن کجاست و این سخن بعجزی تمام گفت، آنگاه بدرالدّین اسحٰق گفت هربار که مرا آن جوابِ او یاد آمدی[2] بدان بیچارگی که او گفت که فرصتِ جامه شُستن کجاست مرا بیهوشی گونه آمدی[2]!

لختی سخن در ذوق و شوقِ درویشان افتاد و غلبۂ اشتیاقِ سالکان، آنگاه حکایت فرمود که در لهاور دانشمندی بود مذکّر، سخنی گیرائی داشت، یک روز بر قاضیٔ لهاور آمد و گفت مرا آرزوی زیارتِ کعبه است اجازت ده تا بروم، قاضی گفت که کجا خواهی رفت حالی از[3] سخنِ تو و نصائحِ تو مر خلق را نفع می آید، آن دانشمند از رفتن بایستاد و چون سالِ دیگر شد باز آن دانشمند بر قاضی بیامد و اجازت طلبید، قاضی او را چیزی داد و گفت کجا خواهی رفت ؟ باز آن دانشمند ساکن شد، سالِ سوم باز بر قاضی آمد و گفت مرا اشتیاقِ کعبه عظیم غالب است اجازت ده تا بروم، این بار قاضی گفت ای خواجه اگر ترا

---

[1] ح و ه : هم [2] ح : می آید

[3] ح و ه : 'سخن و نصائحِ تو خلق را نافع می آید' بجای 'از سخن .... نفع می آید' دارد

اشتیاقِ کعبه غالب بودی نه اجازت طلبیدی و نه مشورت کردی می رفتی.
آنگاه خدمتِ خواجه ذکره الله بالخیر به لفظِ مبارک راند که در عشق مشورت نیست!

# مجلسِ نوزدهم

یکشنبه[1] یازدهم ماهِ مبارکِ ذی الحجه سنه مذکور بدولتِ پابوس رسیده شد، سخن در کشف و کرامت افتاد[2]، فرمود که پیش ازین در اندرپت عورتی بود او را بی بی فاطمه سام گفتندی، در غایتِ صلاحیت[3] و بزرگی معمّر شده بود، من او را دیده بودم بس عزیز عورتی بوده است، بیت های بسیار در حسبِ حال هر چیزی گفتی[4] این دو مصرع ازو یاد دارم ؎

هم عشق طلب کنی و هم جان خواهی هر دو طلبی ولی میسّر نشودا

آنگاه فرمود که شیخ نجیب الدّین متوکّل را رحمته الله علیه با این بی بی فاطمه مودّت بوده است رحمته الله علیها بر طریقِ خواهر و برادرخواندگی، شبها بودی که شیخ نجیب الدّین را فاقه بودی و بسببِ او اهلِ بیتِ او را نیز فاقه بودی، بارها بودی[5] چون چنین شب[6] بگذشتی دوم روز پگاه این بی بی فاطمه یک قرصِ بزرگ یک منی یا نیم منی[7]

---

[1] ح: 'پنجشنبه پانزدهم' بجای 'یکشنبه یازدهم' دارد
[2] ه: بود [3] ن: صلاح [4] ن: یاد داشت
[5] ح و ه: 'بارها بودی' ندارد [6] ح و ه: شبی
[7] ح و ه: 'نیم منی و یا یک منی' بجای 'یک منی یا نیم منی' دارد

بدستِ یکی دادی و به تعجیل بر شیخ نجیب الدّین فرستادی و گفتی که شب ایشان را فاقه بود، وقتی همچنین قرصی فرستاده بود، شیخ نجیب الدّین بر طریقِ طیبت می گفت الّتی چنین که این عورت را از حالِ ما[1] می آگاهانی[2] بادشاهِ شهر را هم بیاگاهان تا چیزی با برکت فرستد، باز تبسّم کردی و گفتی که بادشاهان را آن صفا کجا باشد که آگاه شوند!

بعد از ان خواجه ذکره الله بالخیر فرمود که من وقتی پیشِ این بی بی فاطمه بودم، رُوی سوی من کرد و گفت که مردی است او دُختری دارد اگر تو آن دختر را بخواهی نیکو باشد، خواجه ذکره الله بالخیر گفت من جواب دادم که وقتی بخدمتِ شیخ الاسلام فریدالدّین بودم قدس الله سره العزیز، آنجا جوگیی حاضر بود، سخن دران افتاد که بعضی فرزندان که بی ذوق بیرون می آیند از آنست[3] که مردمان وقتِ مباشرت نمی دانند، بعد از ان جوگی آغاز کرد که مهی سی روز می باشد[4] یا بست و نُه روز، هر روزی را خاصیتی است مثلاً اگر روزِ اوّل مباشرت کنند فرزند چنین آید و اگر روزِ دوم کنند چنین آید تا هر روزی را حکمی[5] تعیّن می کرد، چون آن جوگی سخن تمام کرد خواجه ذکره الله بالخیر فرمود من اثرِ آن روزها را پرسیدن گرفتم تا آن جوگی همه روزها را تفصیل می گفت، من آن همه روزها را یاد می گرفتم، آنگاه آن جوگی را گفتم نیکو بشنو و ببین که من نیکو یاد کردم! چون

---

1. ح وه: من
2. ن وح: 'آگاهی دادی' بجای 'می آگاهانی' دارد
3. ه: 'این زمانه بی ذوق بیرون می آیند' بجای 'که بی ذوق ... از آنست' دارد
4. ن: باشد
5. ن: 'حکم می کرد' بجای 'حکمی تعیّن می کرد' دارد

این سخن بگفتم شیخ فریدالدین قدس الله سره العزیز روی سوی من کرد و گفت نواز این چیزها بهر چه می پرسی که ترا هرگز کار نخواهد آمد! خواجه ذکره الله بالخیر گفت چون من این حکایت پیشِ بی بی فاطمه بگفتم گفت معلوم کردم که چه حالست! آنگاه گفت آری نیکو کردی که آن دختر نخواستی من هم برای دلِ آن مرد می گفتم!

## مجلسِ بستم

دوشنبه[۱] نوزدهم ماهِ ذی الحجه سنه مذکور سعادتِ دست بوس حاصل شد. دران ایام یکی از مدعیان درِ خصومت کشاده بود و در منعِ سماع کلماتِ ناگفتنی می گفت و عداوتی سخت پیدا کرد. خواجه ذکره الله بالخیر بر لفظِ مبارک راند که خدای تعالیٰ دشمن دارد اَلَدُّ الخصام را و اَلَدُّ الخصام آنست که سخت خصومت گر باشد. بعد ازان در بابِ سماع فائده فرمود و گفت هر گاه که چند چیز موجود شود آنگاه سماع شنود و آن چند چیز چیست مُسمِع و مسموع و مستمع و آلهٔ سماع، آنگاه این تقسیم را فائده فرمود و گفت مُسمِع گوینده است آدمی باید که مرد باشد و مرد تمام باشد کودک نباشد و عورت نباشد، مسموع آنچه می گویند باید که هزل و فحش نباشد، امّا مُستمع آنکه می شنود او باید که بحق شنود

---

[۱] ح: "یک شنبه سوم ماهِ محرّم سنه احدی عشرین وسبعمائة" بجای "دوشنبه نوزدهم ماهِ ذی الحجه سنه مذکور" دارد

و مملو از یادِ حق باشد، امّا آنکه سماع آن مزامیر است چون چنگ و رباب و مثلِ آن باید که درمیان نباشد، این چنین سماع حلال است[1] - آنگاه فرمود که سماع صوتی است موزون آن چرا حرام باشد و آنچه می گویند کلامیست مفهوم المعنی آن چرا حرام باشد، دیگر تحریکِ قلب است اگر آن تحریک بیادِ حق باشد مستحب است و اگر میل به فساد باشد حرام است!

## مجلسِ بست و یکم

یک[2] شنبه بست و سوم ماهِ محرّم سنه احدی و عشرین و سبعمائة[721] دولتِ پابوس میسّر شد - سخن دراخلاقِ درویشان افتاد و معاملهٔ ایشان با اہلِ خصومت، فرمود که بادشاہی بود که او را تارانی می گفتند مگر او را بغوغائی بکُشتند و این تارانی را باشیخ سیف الدّین باخرزی رحمة الله علیه محبّتی عظیم بود، بعدازان که او کشته شد دیگری را بادشاه کردند، این بادشاه که بجای بادشاهِ پیشینه نشسته بود منجّی ساعی با او مقرّب شد و آن ساعی باشیخ سیف الدّین خصومت داشت، چون ساعی را محلِ سخنی شد با بادشاه گفت اگرمی خواہی که مُلک برتو مقرّر باشد شیخ سیف الدّین را ازمیان برگیر که ہمه تبدیل و تحویلِ مُلک ہا ازو می شود ،

---

لے ک: بعداز' است' این جمله دارد : ' وحدیث نیز برین نوع که السّماع مباح لمن کان قلبه حیّ و نفسه میت'

کے ح: ' شنبه' بجای ' یک شنبه'

بعد از استماعِ این کلمات بادشاه همان ساعی را گفت که هم تو برو و هرگونه که دانی شیخ را بیار، ساعی برفت و شیخ سیف الدین را پیش برد بگریبی ادبانه برد و دستار در گردن کرده یا باستخفافِ[1] دیگر، الغرض چون شیخ سیف الدین رحمتہ اللہ علیہ در آمد همین که نظرِ بادشاه بر او افتاد تا او را چه نمودند در حال از تخت فرود آمد و با معذرتِ بسیار دست و پای شیخ بوسیدن گرفت، اسپ و خدمتی دیگر بسیار[2] پیش آورد و عذرها خواست و گفت من همچنان آوردن نگفته بودم، فی الجمله شیخ از پیش بادشاه باز گشت و بخانه آمد، دوم روز آن بادشاه آن ساعی را دست د پابسته بخدمتِ شیخ فرستاد و گفت من حکم کرده ام که این ساعی کشتنی است اکنون او را بر تو فرستاده ام هر نوع که ترا خوش آید بکش، شیخ چون ساعی را بدید در حال دست و پایِ او باز کرد و جامهٔ که خود پوشیده بود او را پوشانید و گفت امروز برابرِ من در تذکیر بیا، آن روز دوشنبه بود. بوعدهٔ تذکیرِ شیخ[3] در مسجد در آمد و این ساعی را برابرِ خود آورد، آنگاه بالای منبر رفت و این بیت گفت ؎

آنانکه بجای من بدیها کردند ‌‌ ‌ ‌ گر دست دهد بجز نکوئی نکنم!

بعد از تقریرِ این حکایت فرمود که هر فعلی که از بنده در وجود می آید از خیر و شر خالقِ آن خداوند تعالی است پس هر چه می رسد از انجا می رسد از کسی بهر چه باید رنجید! ملائمِ این معنی حکایت فرمود که وقتی شیخ ابو سعید ابو الخیر قدس اللہ سرہ العزیز

---

[1] ه: باستخفار ‌ ‌ [2] ح و ه: 'بسیار' ندارد

[3] ه: 'وعدهٔ تذکیرِ شیخ بود' بجای 'بوعدهٔ تذکیرِ شیخ' دارد

در راهی می رفت، سفیهی از عقب بیامد و دستی بر قفای او فرود آورد، شیخ سر پس کرد و آن سفیه را دید، سفیه گفت در من چه می بینی نه شما می گوئید که هر خیر و شر که می رسد از انجاست؟ شیخ فرمود آری همچنین است ولی آن می بینم که کدام بدبخت[1] را نامزدِ این کار کرده اند!

# مجلسِ بست و دوم

پنجشنبه هفدهم ماهِ ربیع الاوّل سنه مذکور بدولتِ پائبوس رسیده شد. سخن در رُویت افتاد. بنده عرضداشت کرد نعمتِ رویت که مر مومنان را وعده است[2] آن نعمت فردای قیامت خواهد بود؟ فرمود آری. آنگاه بنده گفت بعد ازان که مومنان چنین[3] نعمت بینند باز به نعمتهای دیگر نه بینند؟ فرمود که آمده است چون آن نعمت مشاهده کنند چندین هزار سال در حیرت بمانند، آنگاه بر لفظِ مبارک راند سخت کونه نظری باشد که بعده[4] به چیزی دیگر نگرد! بنده عرضداشت کرد که شیخ سعدی را بیتی است و آن اینست ؎

افسوس بران دیده که رُوی تو ندیده است
یا دیده و بعد از تو[5] بروئ نگر بده است!

---

[1] ح: سیاه بخت [2] ح: کرده است

[3] ن و ه: چون چنان [4] ه: بعدازان [5] در هر سه نسخه: بغیری

خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر بدین سخن استحسان فرمود و گفت کہ نیکو گفتہ است!

## مجلسِ بست و سوم

دوشنبہ بست و ششم ماہِ ربیع الآخر سنہ مذکور بدولتِ پائبوس رسیدہ شد۔ سخن در صلابت و مہابتِ امیر المؤمنین عمر افتاد رضی اللہ عنہ فرمود کہ وقتی مردی بخدمتِ او آمد و گفت من زنی خواستہ ام مدّتِ شش ماہ باشد امروز بچہ آوردہ است درین باب حکمی فرمائی[1]۔ فَامَرَ بِرَجمِهَا، امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ حکم کرد کہ او را سنگسار کنند[2]! دران مجلس امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ حاضر بود، در تامّل شد، امیر المؤمنین عمر روی سوی علی کرد و گفت ماتقول؟ تو درین باب چہ می گوئی؟ علی گفت کہ چون حضرتِ عزّت در قرآن فرمودہ است کہ وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا، مدّتِ حملِ بچہ و شیر خوردنِ او سی ماہ می فرماید پس دو سال مدّتِ شیر شد[3] روا باشد کہ مدّت حمل شش ماہ باشد بعد ازان عمر رضی اللہ عنہ آن حکم را فسخ کرد و گفت لَوْلَا عَلِیٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ۔

حکایتِ دیگر فرمود کہ وقتی زنی پیشِ عمر آمد رضی اللہ عنہ و گفت یا امیر المؤمنین من حملی دارم از زنا، عمر رضی اللہ عنہ اَمَرَ بِرَجمِهَا آنجا ہم حکم کرد کہ آن زن را سنگسار کنند[2]، امیر المؤمنین علی نیز دران مجلس حاضر بود، فرمود کہ

---

[1] ح : بفرما [2] ن : کنید [3] ن : شیر خوردن باشد بجای شیر شد دارد

درین حکم تاملی می باید کرد، عمر گفت چگونه؟ علی گفت اگر گناه کرده است آن عورت کرده است طفلی که در شکم اوست اوچه گناه کرده است؟ بعد ازان امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ فرمود که آن زن را نگاه دارند تا وضع حمل شود، آنگاه هم این لفظ بر زبان مبارک راند که "لولا علیٌّ لهلک عمرُ"

بعد ازان از رعایت اسلام که در دل عمرؓ بود حکایت فرمود که وقتی شاعری در شعر مدح امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ کرده بود و دران شعر بر سبیل وعظ و نصیحت بیتی گفته بود، ازان یک مصراع اینست ع کفی الشّیبُ والاسلامُ للمرءِ ناهیا یعنی بسنده است پیری و اسلام مرد را باز دارنده از معاصی، چون آن شاعر این شعر را ادا کرد امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ، هیچ صله نفرموده، شاعر گفت من مدحی گفته ام عطیه چرا نمی دهی؟ عمرؓ فرمود تو شیب را بر اسلام مقدّم داشتی اگر اسلام را مقدّم داشتی ترا چیزی بدادمی!

ازینجا حکایت در شعر افتاد ـ بنده عرضداشت کرد که بارها از لفظ مبارک مخدوم شنیده شده است می باید که قرآن خواندن بر شعر گفتن غالب آید، به برکت نفس مخدوم بنده هر روز قرآن می خواند امید آنکه ازانچه گفته شده است و می شود هم توبه کرده آید انشاء اللہ تعالیٰ، این عرضداشت پسندیده افتاد، آنگاه بنده عرضداشت کرد که "والشّعراءُ یتّبعُهُمُ الغاوٗنَ" معنی همچنان باشد که آنانکه متابع شعرا اند گمراه اند، و بارها از لفظ مبارک شنیده شده است که این حدیث است "اِنَّ مِنَ الشِّعرِ لحِکمَةً" پس چون اهل شعر اهل حکمت باشند آنانکه متابعت ایشان کنند چرا گمراه باشند؟ فرمود که شعرائی که هزل و حشو و

هجو گویند متابعانِ[1] ایشان را آن[2] حکم است امّا صحابهٔ کرام شعر گفته اند چنانکه امیر المؤمنین علی رضی الله عنه و دیگران هم گفته اند، آنگاه دو بیت از گفته امیر المؤمنین علی رضی الله عنه بر زبانِ مبارک راند در معنی آنکه چون زنان بر اسپ سوار شوند خروجِ دجّال را بیم باشد یک قافیه سروج بود دوم خروج سوم عروج مصراعِ اوّل این بود ؏ اذا رکب الفروج علی السروج ، بنده عرضداشت کرد مبالغتی که در شعر می باشد حالِ آن چگونه باشد؟ فرمود در کتابی مشهور دیده شده است که کذب را اثمی است امّا کذبی که در شعر گویند در آن[3] اثمی نیست۔

## مجلسِ بست و چهارم

دوشنبه هفدهم ماهِ جمادی الاُولی سنه مذکور دولتِ پایبوس بدست آمد۔ سخن در حسد افتاد ، فرمود که پیغمبر علیہ السلام دعا کرده است اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مَحْسُوْدًا وَّلَا تَجْعَلْنِیْ حَاسِدًا ، آنگاه فرمود که حسد است و غبطه است ، حسد آنست که یکی مر یکی را نعمت[4] بیند آن نعمت را زوال خواهد حسد اینست ، امّا غبطه آنست که یکی مر یکی را نعمت بیند و خود را هم بر مثلِ آن خواهد این غبطه است ، پس حسد حرام است و غبطه نه ۔

---

[1] ن: متابعت　　[2] ه : این

[3] ح: 'آن را' بجای 'دران' دارد　　[4] ه : نعمتی

# مجلسِ بست و پنجم

چهارشنبه هفتم ماهِ مبارک رمضان سنة المذکور سعادتِ پائبوس بدست آمد. سخن در احوالِ حیدر زاویه افتاد، بر لفظِ مبارک راند که بعد از صد سال در ی بُرِه[1] و بگشادند. بنده سر بر زمین نهاد و گفت که بس امیدوار سخنی است این! فرمود که آری.

لختی سخن در بابِ شیخ قطب الدّین بختیار افتاد قدّس اللہ سرّہ العزیز. فرمود که روزی عید بود، شیخ قطب الدّین رحمۃ اللہ علیہ از نمازگاه بازگشته[2] آنجا آمد که این زمان روضهٔ مبارکِ ایشان است، زمین صحرا بود و هیچ گوری و گنبدی نبود، حضرت شیخ بیامد و بایستاد و در تأمّل شد، عزیزانی که برابر بودند عرضداشت کردند که امروز روزِ عید است و خلق منتظر آنکه مخدوم در خانه آیند طعامی بخورند شما اینجا چه درنگ می کنید؟ شیخ فرمود که مرا ازین زمین بُوی دلها می آید! در زمان خصمِ آن زمین را طلبیدند، شیخ آن زمین را از مالِ خود بخرید و بجهتِ خود مدفن همانجا فرمود. خواجه ذکرہ اللہ بالخیر چون برین حرف رسید چشم پُر آب کرد و فرمود که آنکه می گفت اینجا بُوی دلها می آید به بینید که آنجا کیان خفته اند!

لختی حکایتِ شیخ محمود موئینه دوز افتاد رحمۃ اللہ علیہ، فرمود که در زمانِ او هر کرا بردهٔ بگریختی خصمِ برده بخدمتِ شیخ محمود آمدی و گفتی که بردهٔ من گریخته است. شیخ محمود نامِ آن برده پرسیدی و ساعتی تأمّل کردی و بدان خصم گفتی که بخواهی یافت، بعد ازان

---

[1] ح: بردی [2] ح: برگشته، بجای «بازگشته»

این قدر ہم بکفتی کہ چون بیابی مرا خبر کنی، الغرض وقتی مردی بیامد و گفت کہ غلامِ من بگریختہ است۔ شیخ نامِ او را پرسید و ساعتی تامّل کرد و گفت بخواہی یافت امّا چون بیابی مرا خبر کنی۔ آن مرد بخانہ رفت، بعد از چند روز آن غلام را بیافت امّا نیامد و شیخ را خبر نکرد، چون چند روز بگذشت باز آن غلام بگریخت، خصمِ او بیامد و صورتِ حال بخدمتِ شیخ محمود عرضداشت کرد، شیخ محمود فرمود اینکہ من می گویم کہ بیائید و مرا از یافتنِ بردہ خبر کنید نہ آنست کہ من از شما چیزی خواستہ دارم برای آن می گویم کہ چون مرا خبر کنید کہ بردہ یافتم بار از دلِ من برخیزد، الحال تو دانی و کارِ تو! خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر برین[1] حرف رسید و تبسّم فرمود و گفت کہ شیخ محمود با خصمِ غلام گفت کہ چون تو غلام یافتی و شرط کردہ بودی کہ چون بیابم خبر خواہم کرد[2]، نکردی، این بار کہ بگریختہ است باز[3] نخواہی یافت!

لختی حکایتِ شیخ الاسلام فریدالدّین افتاد قدس اللہ سرہ العزیز۔ فرمود کہ وقتی تنی چند درویش بخدمتِ شیخ رسیدند، درویشان درشت مزاج بودند و سخت، چون از پیشِ شیخ برخاستند گفتند ما چندین گشتیم ہیچ جا درویشی نیافتیم، شیخ فریدالدّین قدس اللہ سرہ العزیز فرمود کہ بنشینید تا شما را درویشی بنمایم، ایشان استبداد[4] کردند و روان شدند، شیخ فرمود کہ چون می روید باید کہ راہِ بیابان مروید راہِ دیگر بروید، ایشان سخنِ شیخ را خلاف کردند و راہِ بیابان گرفتند[5]، شیخ کسی را در عقب دوانید تا تفحّص کند کہ ایشان کدام راہ رفتند،

---

[1] ن د ہ: 'برین حرف رسید و' ندارد [2] ح: 'کنم' بجای 'خواہم کرد' دارد
[3] ہ: پیش [4] ح: استبعاد [5] ہ: پیش گرفتند

خبر آورد که ایشان را و بیابان رفتند، شیخ چون این خبر بشنید های های بگریست چنانکه کسی[1] ماتم کسی دارد! الحمد[2] بعد ازان خبر آوردند که آن هر پنج تن را باد سموم زد چهار تن برجای هلاک شدند یک تن بر سر چاهی رسید آب بسیار خورد و همانجا هلاک شد. درین میان خواجه ذکرہ اللہ بالخیر که بسبب زحمت بر کہٹ[3] نشسته بود حاضران را عذر می خواست و می فرمود که من اندک مایه زحمت پای دارم سبب آن بر کہٹ نشسته ام تا شما عیب نگیرید، حاضران همه دعا کردند و گفتند که حیات شما می باید حیات ما متعلق بحیات شماست! بنده را این بیت یاد آمد و گفت

جان جهانیان تو ئی دشمن جان بود کسی
ای همه دشمنان تو دشمن جان خویشتن!

خواجه ذکرہ اللہ بالخیر مطلع این قصیده یاد داشت بر لفظ مبارک راند ؎

دوش صبوحی بزد بلبل مست در چمن
از خوشی صبوحیش گل بدرید پیرهن!

الحمد حکایت خواجه فریدالدین عطار افتاد رحمۃ اللہ علیہ، فرمود که شیخ جلال الدین تبریزی طیب اللہ ثراہ خواجه فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ را در نیشاپور دیده بود، مگر وقتی با شیخ بهاء الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ حکایت کرد که من خواجه فریدالدین عطار را در نیشاپور دیده بودم با من می گفت که مرا مرد خدا نشان ده، نتوانستم که کسی را نشان دهم شیخ بهاء الدین چون این بشنید گفت درین محل چرا از شیخ شهاب الدین نشان ندادی ؟ شیخ جلال الدین گفت که من مشغولیی که در خواجه فریدالدین عطار دیدم مشغولی دیگران

---

[1] مں: 'بر ماتم کسی بگریند' بجای 'کسی ماتم کسی دارد' دارد [2] ن و ح، القصه
[3] یعنی کهٹ، رجوع شود به حاشیه صفحه ۸۷

به جنبِ آن معزولی است! درین میان خواجه ذکره الله بالخیر فرمود که من پیری را دیدم او گفت که من خواجه فریدالدّین عطّار را دیده بودم در اوّل حال عظیم پریشان قدم بود. آنگاه خواجه ذکره الله بالخیر فرمود که چون عنایتِ حق در آید چنین چیزها شود بعد ازان از واقعهٔ او حکایت فرمود و گفت او شهید شد و آنچنان بود که کفّار در نیشاپور رسیدند و او با هفده یار بهم مستقبلِ قبله نشسته بود منتظر آنکه کافران بیایند و ایشان را شهید کنند، همان زمان کافران در رسیدند و تیغ در نهادند و کُشتن آغاز کردند، دران وقت خواجه فریدالدّین عطّار رحمة الله علیه چون دید که یارانِ او را کُشتن گرفتند دران حال می گفت این چه تیغِ قهّاری است و این چه تیغِ جبّاری است! چون او را کُشتن گرفتند آن زمان می گفت این چه کرم است و این چه مکرمت است و این چه احسان است!

لختی حکایتِ خواجه حکیم سنائی در اُفتاد طیّب الله ثراه، فرمود که شیخ سیف الدّین باخرزی نوّر الله مرقده بارها گفتی که من مسلمان کردهٔ یک قصیدهٔ سنائی ام! عزیزی حاضر بود بیتی از قصیدهٔ او فرو خواند و چنان نمود که این بیت ازان قصیده است، بیتی که آن عزیز گفت این بود ؎

برسرِ طورِ هوا طنبورِ شهوت می زنی ... عشقِ مردِ[1] لن ترانی را بدین خواری مجوی!

بعد ازان خواجه ذکره الله بالخیر بزبانِ مبارک راند که این بیت متّصل آن بیت است ؎

خارِ پای راهِ عیّارانِ این درگاه را ... در کفِ دستِ عروسِ مهدِ عماری مجوی!

---

[1] ن: خداوندی ۲ ه ۵: 'مردانِ خدای' بجای 'مردِ لن ترانی' دارد ۳ ح د ۵: این

بندہ عرضداشت کرد این عماری چہ چیز است ؟ فرمود کہ آنکہ مردمان عماری می گویند نسبتِ عمار است کہ نام مردی بود کہ این عماری ساختۂ اوست' مردمان این عماری را عناری می گویند' از نسبتِ این ابیات کہ می خوانند فرمود کہ شیخ سیف الدین باخرزی رحمتہ اللہ علیہ بارہا گفتی کہ ای کاش مرا بادی آنجا بُرد کہ خاکِ سنائی است یا خاکِ او بیارد کہ من آن را سُرمہ کنم !

# مجلسِ بست و ششم

چہار شنبہ چہاردہم ماہِ مبارک رمضان سنۃ المذکور دولتِ دست بوس بدست آمد' حکایتِ قاضی منہاج سراج افتاد علیہ الرحمۃ والرضوان و ذوقِ تذکیرِ او' فرمود کہ من ہر دوشنبہ در تذکیرِ او برفتمی بی ناغہ تا چہ راحت بود در تذکیرِ او! فرمود کہ از سخنِ او و از خواندن مقربانِ او و دخالان می گفتند ؎

تو زلب سخن کُشادی ہمہ خلق بی زبان شد

تو برہ خرام کردی ہمہ دیدہا روان شد!

آنگاہ فرمود کہ روزی من در تذکیرِ او از غایتِ ذوق بیخود گونہ شدم گوئی کہ من مُردہ ام و یا چہ شدہ است' پیش ازان من خود را آنچنان در سماعی و در ہیچ حالی نیافتہ و این معنی پیش ازان بود کہ بخدمتِ شیخ پیوستم - بعد ازان فرمود کہ عزیزی او را گفت

---

۱ن : کسی ۲ ہ : بست و ہفتم
۳ ہ : درافتاد ۴ ح : مقربانِ او دوحالان' بجای 'مقربانِ او و دخالان' دارد

که تو لائقِ قضا نهٔ تو لائقِ آنی که شیخ الاسلام باشی !

بعد ازان سخن در اولیاء و ابدال و اوتاد افتاد، بنده عرضداشت کرد که بنده[1] اکنون سخنی از مردی صوفی گونه شنیده ام[2] و آن سخن بر دلِ من عظیم گران آمده است۔ فرمود که چه سخن است؟ بنده گفت که آن مرد همچنین گفت که عالم قائم است بر برکت قطب که یکی است و اوتاد که چهار تن اند و ابدال که چهل تن اند و اولیاء که چهار صد تن اند درمیانِ خلق، همچنین است که چون قطب بمیرد یکی از اوتاد بجای او نشیند و یکی از ابدال بجای اوتاد و یکی ازان چهار صد تن که اولیاء اند بجای ابدال و یکی از[3] عامهٔ خلق بجای اولیاء، گفت این حکم همچنین نیست حکم چنین است که چون ازان چهار صد کس که اولیاء اند یکی کم شود پیش دیگری را مدخل[4] نباشد ایشان سی صد و نود و نه تن بمانند و اگر یکی دیگر ازیشان کم شود سی صد و نود و هشت تن بمانند، امکان ندارد که کسی پیش درین[5] چهار صد تن که اولیاء اند درآید زیراچه درِ ولایت بسته اند[6]۔ چون خواجه ذکره اللّٰہ بالخیر این سخن بشنید فرمود که خیر، ولایت بر دو نوع است ولایتِ ایمان و ولایتِ احسان، ولایتِ ایمان آنست که هرکه مومن است ولی تواند بود، آنگاه این آیت یاد کرد اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ، امّا ولایتِ احسان آنست که کسی را کشفی و کرامتی و مرتبهٔ عالی حاصل آید۔

---

۱ ن و ه : من بنده ۲ ه : شنودم، بجای "شنیده ام"

۳ ه : ازین عامهٔ مومنان، بجای "از عامهٔ خلق" دارد

۴ ه : تداخل ۵ ن و ح : ازین

۶ ه : بسته شده است، بجای "بسته اند" دارد

# مجلسِ بست و هفتم

چهارشنبه چهارم ماهِ صفر سنه اثنی و عشرین[22] و سبعمائة شرفِ دست بوس حاصل شد، ذکرِ مشائخ می کردند، بنده عرضداشت کرد که سیدی احمد چگونه کسی بود؟ فرمود بزرگ[1] کسی بود، او از عرب بوده[2] است و رسمِ عرب آنست که چون کسی را به بزرگی یاد کنند سیّدی گویند، بعد ازان فرمود که او در عهدِ شیخ حسین منصور حلّاج بود رحمة اللہ علیهما، در انچه حسین منصور را بسوختند و خاکسترِ او را در آبِ دجله روان کردند سیدی احمد قدری ازان آب که درو خاکستر بود به تبرّک برداشت و بخورد، آن همه برکتها ازانجا بود!

# مجلسِ بست و هشتم

سه شنبه هفدهم ماهِ صفر سنه مذکور دولتِ دست بوس میسّر شد، سخن در مکارمِ اخلاقِ[3] درویشان و حُسنِ اخلاقِ ایشان افتاد. فرمود که شبی دُزدی در خانهٔ شیخ احمد نهروانی در آمد علیه الرحمة والرضوان و این شیخ احمد مردی بافنده بود، دُزد در تمام خانه بگشت هیچ نیافت، خواست که باز گردد، شیخ احمد آواز داد و سوگند داد که ساعتی با[یست] !

---

1. ح و ق : بزرگوار
2. ق : رسیده است، بجای 'بوده است'، ن : است،
3. ق : 'اخلاق' ندارد

آنگاه دست در کارگاه خود زد، ریسمانی که در کارگاه خود ترتیب کرده بود از آن هفت گز جامه بافته شده بود، آن هفت گز جامه از آن ریسمان جدا کرد و جانب دزد انداخت و گفت ببر، دزد جامه بستد و برفت، دوم روز آن دزد و مادر و پدرِ او همه بیامدند و سر در قدمِ شیخ احمد آوردند و از آن کار توبه کردند!

# مجلسِ بست و نهم

یک شنبه ششم ماه مبارکِ ربیع الاوّل سنه مذکور سعادتِ پایبوس بدست آمد۔ آن روز بنده خُردکی را از اقربا برابرِ خود بُرده بود سبب آنکه آن خردک را گاه[1] گاه خیالی می رنجانید والله اعلم آسیبِ پری بود یا چیزی دیگر، بنده او را بخدمتِ خواجه ذکره الله بالخیر بُرد و صورتِ حال باز گفت، خواجه بنظرِ رحمت در او دید و بر نفسِ مبارک راند که بهتر خواهد شد!

از[2] نسبتِ این معنی حکایت فرمود که در بخارا کودکی بود او را طائفهٔ پریان یا جنّی[3] می رنجانیدند، هر نمازِ شامی از مقامی که او می بود در[4] می ربودند و درختی بود در میانِ خانهٔ ایشان آن کودک را بر آن درخت می نشاندند و می رفتند تا مادر و پدرِ او در محافظتِ آن کودک احتیاط کردند و در حجره پنهان کردند و بر درِ حجره قفل نهادند،[5] چون نمازِ شام شد آن کودک را همبران درخت دیدند، چون عجز و اضطرارِ[6] ایشان بسیار شد

---

[1] ہ: گاه از گاه، بجای 'گاه گاه' دارد [2] ہ: بر [3] ہ: جنّی دیگر [4] ن: 'در' ندارد
[5] ہ: 'درِ حجره قفل کردند' بجای 'بر درِ حجره قفل نهادند' دارد [6] ح: اضطراب

او را بخدمتِ شیخ سیف الدّین باخرزی بُردند رحمۃ اللہ علیہ وصورتِ حال باز گفتند شیخ فرمود تا سرِ آن کودک را بتراشیدند، کُلاہی بر سرِ او نہاد و او را تلقین کرد که اگر بارِ دیگر آن طائفه بر تو آیند تو بگوئی که من مریدِ شیخ شدم و محلوق شدم و کُلاه بنما و بگوی که این کُلاه از شیخ یافته ام، چون آن کودک را در خانهٔ خود آوردند آن طائفه بیامدند، کودک آنچه شیخ گفته بود گفت که من پیشِ شیخ محلوق شدم و کلاه بنمود، ایشان باهمدگر گفتند که کدام بدبخت این را پیشِ شیخ بُرد، این بگفتند و برفتند پیش نیامدند! خواجه ذکرہ اللہ بالخیر چون برین حرف رسید چشم پُرآب کرد و حاضران نیز بگریستند که وقتی خوش بود اَلحَمدُ لِلّٰہ

بعد ازان حکایتِ شیخ سیف الدّین باخرزی فرمود رحمۃ اللہ علیہ که در اوّلِ حال در آنچه او جوان بود مشائخ و اہلِ فقر را عظیم دشمن داشتی، تذکیر می کردی و در تذکیر این طائفه را بسیار بد گفتی تا این خبر بخدمتِ شیخ نجم الدّین کُبریٰ رسانیدند قدّس اللہ سرّہ العزیز، شیخ نجم الدّین فرمود که مرا در تذکیرِ او برید، خدمتگاران که حاضر بودند گفتند مصلحت نیست که در تذکیرِ او روید، او درویشان و مشائخ را بسیار بد می گوید، نباید که در حضورِ شیخ سفاہتی کند. ہرچند ازین بابت بیشتر گفتند شیخ نجم الدّین فرمودی مرا در تذکیرِ او برید ضرورت، چون بسیار جہد کرد او را در تذکیرِ شیخ سیف الدّین آوردند، شیخ نجم الدّین کُبریٰ در مجلس در آمد و بنشست، شیخ سیف الدّین چون شیخ نجم الدّین را بدید ازان بدہا

---

۱ ع: آوردند ۲ ح: که ۳ ح: بتراشید
۴ ن: 'فعلِ تلقین کرد' بجای 'تلقین کرد' دارد ۵ ح: شده ام ۶ ع: ہم
۷ ع: 'که' ندارد ۸ 'بگفتی' بجای 'می کردی' دارد ح: بکردی

که می گفت بیشتر بد گفتن گرفت، هرچند که او ناگفتنیها می گفت شیخ نجم الدّین سرمی جنبانید و آهسته می گفت سُبحان الله چه قابلیت دارد[1] این جوان! القصّه چون شیخ سیف الدّین از منبر فرود آمد شیخ نجم الدّین از تذکیر برخاست و بیرون آمدن گرفت، چون نزدیک درِ مسجد رسید سرپس کرد و گفت که هنوز این صوفی نمی آید! همان ساعت[2] شیخ سیف الدّین از میانِ خلق[3] نعره زنان و جامه دران بیامد و در پای شیخ نجم الدّین افتاد، شیخ شهاب الدین سهروردی رحمة الله علیه همدران جمع حاضر بود، او نیز بیامد و در پای شیخ نجم الدّین افتاد، فی الجمله هر دو مریدِ شیخ نجم الدّین کبریٰ شدند، گویند که چون شیخ نجم الدّین قدس الله سرّه المبارک از مسجد بخانه آمدی شیخ سیف الدّین باخرزی پیاده جانبِ راستای شیخ می رفت و شیخ شهاب الدّین جانبِ چپ، الغرض آن روز هر دو بخدمتِ شیخ نجم الدّین کُبریٰ ارادت آوردند و محلوق شدند، آنگاه شیخ نجم الدّین شیخ سیف الدّین را گفت که ترا از دُنیا نصیبِ تمام خواهد بود و در عقبیٰ بیش ازان و شیخ شهاب الدّین را گفت که ترا هم در دُنیا و عقبیٰ راحت خواهد بود امّا[4] شیخ سیف الدّین را بیشتر خواهد بود! خواجه ذکره الله بالخیر فرمود که چون شیخ نجم الدّین از مسجد بخانه روان می شد شیخ سیف الدّین باخرزی جانبِ راست پیاده[5] می رفت و شیخ شهاب الدّین جانبِ چپ، همچنین شیخ سیف الدّین موزه از پای راستِ شیخ کشیدی و شیخ شهاب الدّین از پای چپ و این اشارتِ مشائخ است، بعدازان شیخ سیف الدّین را گفت تو در

---

[1] ح و ع: 'دارد' ندارد [2] ه: زمان

[3] ه: 'جمع نعره زد و جامه چاک کرد و بیامد' بجای 'خلق نعره ..... بیامد' دارد

[4] ن: امّا شیخ ..... بود' ندارد [5] ن و ح: 'پیاده' ندارد

بخارا رو و ساکن شو بخارا ترا باقطاع[1] دادیم، شیخ سیف الدین عرضداشت کرد که آنجا علما، بسیار اند و غلبه و تعصبِ ایشان با اہلِ معرفت[2] و فقر معلوم است حالِ من چگونه[3] شود ؟ شیخ نجم الدین فرمود رفتن از تو دیگر ما دانیم !

# مجلسِ سی ام

سه شنبه ششم ماهِ ربیع الآخر سنه مذکور دولتِ دست بوس میسّر شد۔

حکایتِ شیخ احمد[4] ابو اسحٰق گازرونی درافتاد، فرمود که او را شهریار نام بود و ابو اسحٰق کنیت، آنگاه از کیفیتِ او بیان فرمود که او جولاه بچه بود، در دیهی ساکن بود[5] مگر وقتی در ایامِ صغرِ سن[6] ریسمانی تنستنه[7] می کرد، شیخ عبدالله خفیف قدس الله سره العزیز برو بگذشت و درو نظری کرد تا چه دید در سیما، او، ابو اسحٰق را گفت بیا مریدِ من شو! ابو اسحٰق حیران بماند گفت من چه دانم که مرید چگونه می شوند ؟ شیخ عبدالله فرمود که تو دست بر دستِ من نه و بگو که من مریدِ تو شدم ! ابو اسحٰق همچنان کرد، دستِ شیخ بگرفت و مرید شد، آنگاه پرسید که من چکنم ؟ شیخ عبدالله فرمود که هرچه بخوری چیزی ازان نصیبِ دیگران کن[8]، ابو اسحٰق این معنی قبول کرد، آنگاه چون طعام بیافتی چیزی ازان بدیگری دادی تا روزی سه درویش

---

[1] ح و ه: انقطاع
[2] ه: 'معرفت و' ندارد
[3] ه: چه
[4] ح و ه: 'احمد' ندارد
[5] ه: بوده است
[6] ه: 'صغر' بجای 'صغر سن' دارد
[7] ح: 'رِستنه' س: تنه ش ن: دیگری
[9] ح: کنی

دران دیه رسیدند و از پیشِ او بگذشتند، او بدید با خود گفت که این سه درویش درین دیه رسیدند و مقام نکردند و بگذشتند مرا[1] خدمتی بباید کردن، آن زمان[2] بروی سه نانان موجود بود، همان[3] بستد و بدوید و از پس درنیامد که بی[4] ادبی باشد از پیش درآمد و آن سه نانان پیشِ هر سه مرد بداشت، ایشان هر سه صاحب[5] دل بودند آن نانها بستدند و بخوردند و بایکدگر[6] گفتند که این خردیک[7] کارِ خود کرد ما را عذرِ این بباید خواست[8]، یکی از ایشان گفت که دنیا او را بخشیم[9] دوم گفت بسببِ دنیا او در فتنه افتد عقبیٰ دهیم[10]، سخن درین بود که سوم گفت درویشان جوانمرد باشند هم دنیا و هم عقبیٰ او را بخشیدیم! آنگاه خواجه ذکره الله بالخیر فرمود که این ابواسحٰق یک شیخی کامل حال شد که در صفت درنیاید، تا این ساعت که او[11] نقل کرده است در حظیرهٔ او چندان نعمت و راحت باشند که حد نیست یک جمعیتی و زر[12] و سیم و الوانِ نعم بی اندازه است!

لختی حکایتِ شیخ احمد معشوق[13] علیه الرحمة والرضوان افتاد، فرمود که او وقتی در عینِ چلهٔ سرما نیم شبی از مقامِ خود بیرون آمد و در آبی روان که جای تهلکه[14] بود قرار گرفت و می گفت الٰهی من ازینجا بیرون نیایم تا نگوئی که من کیستم! آوازی شنید که تو آنی که فردای قیامت چندین کس از شفاعتِ تو از دوزخ خلاص خواهند یافت! شیخ احمد گفت برین بسنده نکنم،

---

[1] ن و ح: "ابواسحٰق را در دل بگذشت که خدمتِ ایشان مرا بباید کرد" بجای "مرا خدمتی بباید کردن" دارد
[2] ح: "پیشِ وی" بجای "بروی" دارد [3] ه: "هر سه نان بدست گرفت" بجای "همان بستد" دارد
[4] ه: "ترکِ ادب" بجای "بی ادبی" دارد [5] ن: اهلِ [6] ن: "با همدیگر" بجای "بایکدگر" دارد
[7] ح و ه: "خردیک" ندارد [8] ه: ساخت [9] ن: بخشیدم [10] ن: دادم [11] ح: "نقلِ اوست" بجای "او نقل کرده است" دارد [12] ن: "بی اندازه زر و سیم و الوانِ نعمت" بجای "زر و سیم ... است" دارد [13] ه: معشوق طوسی

باز آوازی شنید که تو آنی که فردای قیامت چندین کس به عنایتِ[1] تو در بهشت خواهند رفت! شیخ گفت برین هم بسنده نکنم مرا می باید که بدانم که من کیستم. آنگاه آوازی شنید که ما حکم کرده[2] ایم که درویشان و عارفان عاشقِ[3] ما باشند و تو معشوقِ ما باشی! آنگاه خواجه احمد رحمته الله علیه چون ازان مقام بیرون آمد و در شهر می رفت هر[4] که پیش می آمدی گفت السلام علیک یا[5] شیخ احمد معشوق! خواجه ذَکَرَهُ اللّٰهُ بِالْخَیْر چون برین حرف رسید بسیار گریه کرد. یکی از حاضران گفت که او نماز نکردی[6]؟ فرمود که آری، او را چون بسیار[7] گفتند که چرا نماز نگزاری گفت نماز بگزارم ولی فاتحه نخوانم، گفتند آن چه نماز باشد که فاتحه نخوانید، چون الحاح بسیار کردند گفت هلا فاتحه بخوانم امّا اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْن نخوانم، باز گفتند این آیت هم بخوان، الفصّه بعد از گفتگوی بسیار در نماز ایستاده فاتحه خواندن گرفت، چون اینجا رسید که اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْن بر اعضای مبارکِ او از زیر هر بُنِ[8] مُوی خون روان شد، آنگاه روی سوی حاضران کرد و گفت من زنی حائضم برمن نماز روا نیست!

---

[1] ح: حمایت
[2] ح: 'کردیم' بجای 'کرده ایم'
[3] ن: عاشقان
[4] ن: هرکس
[5] ح: 'خواجه' بجای 'یا شیخ' دارد ه: 'با'
[6] ه: بگزاردی
[7] ح: 'جهد کردند' بجای 'بسیار' دارد
[8] ه: 'تار' بجای 'بُن'

# مجلسِ سی و یکم

سه شنبه یازدهم ماهِ مبارکِ رجب سنه مذکور سعادتِ پابوس حاصل شد، دران ایّام امساکِ باران بود، از نسبتِ آن وقت حکایت فرمود که وقتی در دہلی آغازِ قحطی[1] بود، اتّفاق کردند که شیخ نظام الدّین ابوالمؤید رحمۃ اللہ علیہ دُعای باران بخواند، خلقِ شهر همه بیرون آمدند، شیخ نظام الدّین ابوالمؤید بر منبر بر آمد و در اثنای تذکیر دست در آستین کرد و جامهٔ بیرون آورد و رُوی سوی آسمان کرد و لب جُنبانیدن گرفت، قطراتِ باران آغاز شد[2]، باز بسخن پیوست، باران بایستاد، باز شیخ نظام الدّین ابوالمؤید آن جامه را از آستین بیرون کشیده رُوی سوی آسمان کرد، باران قوی حال بارید، فی الجمله چون در خانه آمد از و پرسیدند که آن جامه چه بود؟ گفت دامن[3] والدهٔ من بود!

حکایتِ دیگر هم از بزرگیٔ او فرمود که او را برادران بودند عمّ زادگان یا نوعِ دیگر، اگاه[4] گاه از برای نگاهداشتِ صلهٔ رحم برایشان برفتی و ایشان

---

[1] ن و ح : قحط

[2] ح : شدند

[3] ه : دامنی

[4] ه : 'گاه از گاه' بجای 'گاه گاه'

بامزاح بودند، با ہر کسی مزاحِ فراخ[1] کردند تا یک بار شیخ نظام الدّین المؤید رحمۃ اللہ علیہ بر ایشان رفت، ایشان با او کلماتی مزاح آمیز گفتن گرفتند، شیخ گفت مرا بگذارید تا ساعتی پہلوی شما بنشینم یا آوارہ و بدراه[2] و روسیہ بروم! این سخن باچنان شکستگی گفت کہ ایشان درگریہ شدند۔

# مجلسِ سی و دوم

دوشنبہ بیستم ماهِ مبارکِ شعبان سنۃ المذکور دولتِ پابوس بدست آمد۔ وقتی از خدمتِ ایشان حکایتِ شیخ احمد معشوق سماع شده بود[3]، از بیشتری خلق ہمچنین شنیده شد[4] کہ او را محمّد معشوق گویند تا درین روز پرسیده آمده کہ او را محمّد معشوق گویند یا احمد معشوق؟ فرمود کہ احمد محمّد معشوق، او را احمد نام بود و پدرِ او را محمّد۔

این بود مُشکِ مشامِ رُوحانیان کہ در مدّتِ سہ سال
جمع کرده آمد بعد از ترتیبِ فوائدِ پیشینہ کہ آن در مدّتِ دوازده

---

[1] ه، 'فراخ' ندارد

[2] ن: 'پرمزاح' بجای 'بدراه' دارد

[3] ه: 'افتاده بود' بجای 'شده بود'

[4] ه: شده است

سال تمام شده است این هر دو نسخه مجموع[1] پانزده سال است اگر بعد ازین چندگاه گوهر جان را در صدف سینه قراری باشد دُرهای که ازان دریای رحمت بدست آیند در سلک کلک[2] کشیده شوند[3] و بنده ازان جواهر مایه دار شود انشاء الله تعالی

چون بهفصد فزود بست و دو سال — بیستم روز از مه شعبان
از اشارات خواجه جمع آمد — این بشارت دهِ فتوحِ جهان[4]
شیخ ما چون محمد آمد نام — حسن اندر ثنای او حسان

تمام شد[5]

الحمد للّٰه رب العلمین

وصلی الله علی خیر خلقه محمد و آله و اصحابه اجمعین

---

[1] ه: مجموعه

[2] ح و ه: 'کلک' ندارد

[3] ه: آید

[4] ن: جنان

[5] ح: 'الحمد لله که کتاب فوائد الفواد با تمام رسید بجای تمام شد..... اجمعین' دارد

# فہرستِ رجال

(۲)

# فہرستِ بلاد و اماکن

(۳)

# فہرستِ قبائل و فِرق و اقوام

# فہرستِ آیات

# فہرستِ احادیث

---

# فہرستِ ابیاتِ متنِ کتاب

## فارسی

| | | |
|---|---|---|
| یکی از اُمّتِ ختمِ النبیّین | نشد جز وی کسی ختم المشایخ | ۳۶۹ |
| هرکه مارا یار نبود ایزد او را یار باد | و آنکه مارا رنجه دارد راحتش بسیار باد | |
| هرکه او خاری نهد در راهِ ما از دشمنی | هر گُلی کز باغِ عمرش بشگفد بی خار باد! | ۱۴۸ |
| رفتم ای یاران بساران خیر باد | نیست آسان دردِ هجران خیر باد! | ۳۷۶ |
| مجموعهٔ که بندهٔ حسن نو بنا نهاد | هم وقتِ پاکِ شیخش جمعیتی دهاد! | ۱۵۵ |
| گرچه ایزد دهد هدایتِ دین | بنده را اجتهاد باید کرد | |
| نامهٔ کان بحشر خواهی خواند | هم ازین جا سواد باید کرد | ۴ |
| بر عشقِ تو و بر تو نظر خواهم کرد | جان در غمِ تو زیر و زبر خواهم کرد | ۳۲۳ |
| افسوس دلم که هیچ تدبیر نکرد | شبهای وصال را بز بخیر نکرد | |
| گر وصلِ تو یاری کند و یا نکند | باری که فراق باهیچ تقصیر نکرد | ۸۰ |
| آن عقل کجا که در کمالِ تو رسد | وان روح کجا که در جلالِ تو رسد | |
| گیرم کہ تو پرده برگرفتی ز جمال | آن دیده کجا که در جمالِ تو رسد | ۲۵۵ |
| تو سایهٔ دشمنی کجا در گنجی | جائی که خیالِ دوست زحمت باشد! | ۱۵۷ |
| بزبانِ هرکه جز من برود حدیثِ عشقت | چو معامله ندارد سخن آشنا نباشد! | ۱۲۸ |
| تو زلب سخن کشادی همه خلق بی زبان شد | تو بره خرام کردی همه دیده ها روان شد | ۴۲۹ |
| کردی صنما بر سرِ ما بارِ دگر | ما هیچ نکردیم خدا می داند! | ۱۷۴ |
| ع مردان هزار دریا خوردند و تشنه رفتند | | ۱۹ |
| قُوتِ عیسیٰ چو ز آسمان سازند | هم بدان جاش خانه پردازند | ۲۱ |
| گر نیک آیم مرا از ایشان گیرند | در بد باشم مرا بدیشان بخشند | ۳۶ |
| او سخن از کشتنِ من می کند | من بهمین خوشم که سخن می کند! | ۲۱۶ |
| خانه را گر برای قُوت کنند | مور و زنبور و عنکبوت کنند | ۲۱ |
| شکرانهٔ چهل هزار دینار دهند | با میخ و گلیم عشق را بار دهند | ۶۱، ۶۲ |
| ع تا خاک نگردی تو آبش ندهند | | ۲۰۰ |

ع تا پاک نگردی بتو آتش ندهند ۲۰۰

آن روز که مه شدی نمی دانستی کانگشت نمای عالمی خواهی شد

امروز که زلفت دلِ خلقی بربُود در گوشه نشستنت نمی دارد سود ۲۴۳

هم عشق طلب کنی و هم جان خواهی هر دو طلبی ولی میسّر نشود! ۴۱۶

من پورِ قصابم سخنم پوست کشیده است من پوست کشم هرکه ببازارِ من آید ۱۱۴

در عشقِ تو کارِ خویش هر روز از سر گیرم زهی سر و کار! ۱۴۱

زر از بهرِ دادن بود ای پسر ز بهرِ نهادن چه سنگ و چه زر! ۳۲۰

بسالِ شش صد و سی و سه از هجرت نماند شاهِ جهان شمسِ دینِ عالمگیر ۲۶۵

در کوی خرابات و سرای اوباش منعی نبود بیا و بنشین و باش! ۱۶۹

نظامی این چه اسرار است کز خاطر عیان کردی کسی سرّش نمی داند زبان درکش زبان درکش! ۱۷۴

دشت و کهسار گیر همچو وحوش خانمان را بمان بگربه و موش ۲۱

با روغنِ گاو اندرین روزِ خُنک نیکو باشد هریسه و نانِ تُنک! ۹۱

آنم که بنیم ذرّه ناخوش گردم وز نیمهٔ نیم ذرّه دلکش گردم

از آب لطیفتر مزاجی دارم دریاب مرا وگرنه آتش گردم ۲۰۶

چون خواجه نخواهد راند از هستئ خود کامی آن گنج که او دارد پندار که من دارم ۳۲۱

آنانکه بجائ من بدیها کردند گر دست دهد بجز نکوئی نکنم ۴۲۰

ع از بهرِ تو میرم از برای تو زیم ۳۴۲

حق بشبان تاجِ نبوّت دهد ورنه نبوّت چه شناسد شبان! ۵۳

چو هفصد فزود بست و دو سال بیستم روز از مهٔ شعبان

از اشاراتِ خواجه جمع آمد این بشارت دهِ فتوحِ جهان

شیخِ ما چون محمّد آمد نام حسن اندر ثنای او حسّان ۴۴۰

ترا دشمنانند این دوستان که یارند در باده و بوستان! ۱۴۹

صُحفی که جمع کرده تحفیست پیشِ یاران حسنِ علاء سجزی یکی از امیدواران ۶۹

| | | |
|---|---|---|
| آیم بسرِ کوی تو پویان پویان | رخساره بآبِ دیده شویان شویان | |
| بیچاره رهِ وصلِ تو جویان جویان | جان می دهم و نامِ تو گویان گویان | ۳۵ |
| جانِ جهانیان تویی دشمنِ جان بود کسی | ای همه دشمنانِ تو دشمنِ جانِ خویشتن! | ۴۲۷ |
| لب بر لبِ دلبرانِ مهوش کردن | و آهنگِ سرِ زلفِ مشوّش کردن | |
| امروز خوش است لیک فردا خوش نیست | خود را چو خسی طعمهٔ آتش کردن | ۳۲۲ |
| لفظِ متینِ خواجه را حبلِ متین گرفته ام | کس نرهد ز چاهِ غم جز بسعیِ این رسن | |
| گفتهٔ شیخ کرده جمع و امید آنکه حق | در گذراند از کرم گفته و کردهٔ حسن | ۱۹۷ |
| بحقیقت چراغ کشته شود | چون برون رفت از سرش روغن! | ۲۴ |
| ای باغبان بیا و درِ باغ باز کن | چون من در آیم و بتِ من در فراز کن! | ۲۳ |
| ع بیرون ز درون به که درونی بیرون | | ۳۱۵ |
| دوش صبوحی بزد بلبلِ مست در چمن | از خوشیِ صبوحیش گل بدرید پیرهن | ۴۲۷ |
| با عاشقان نشین و غمِ عاشقی گزین | با هر که نیست عاشق کم شود باو قرین | ۳۶ |
| تا من بمیان رسول باشم با تو | تنها ز همه جهان من و تنها تو | |
| خورشید نخواهم که برآید با تو | آئی بر من سایه نباشد با تو | ۱۴۶ |
| بیش منما جمالِ جان افروز | چون نمودی برو سپند بسوز | |
| آن جمالِ تو چیست مستیِ تو | وان سپندِ تو چیست هستیِ تو | ۵۴ |
| لنگهنت گر کند ترا فربه | سیر خوردن ترا ز لنگهن به! | ۱۴۶ |
| ای فتنه از نهیبِ تو زنهار خواسته | تیغِ تو مال و پیل ز کفّار خواسته | ۳۵۹ |
| ای آتشِ فراقت دلها کباب کرده | سیلابِ اشتیاقت جانها خراب کرده! | ۵۰ |
| ع ای دوست بدستِ انتظارم کشتی | | ۱۰۸ |
| ع ای دوست به تیغِ انتظارم کشتی | | ۱۰۸ |
| ع ای دوست بزخمِ انتظارم کشتی | | ۱۰۸ |
| صدرا کنون بکامِ دلِ دوستان شدی | مستوفیِ ممالکِ هندوستان شدی | ۱۱۶ |

## عربی

# فہرستِ کُتب